الجزء العاشر ۱۰

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ

اور جان رکھو کہ جو غنیمت لاؤ کچھ

شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْيَتٰمٰی وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ

چیز سو اللہ کیواسطے اسمین سے پانچوان حصہ اور رسول کے اور قرابت والے کے اور یتیم کے اور محتاج کے اور مسافر کے

اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ

اگر تم یقین لائے ہو اللہ پر اور اس چیز پر جو ہم نے اتاری اپنے بندے پر جس دن فیصلہ ہوا

الْتَقَی الْجَمْعٰنِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

بھڑین دو فوجین اور اللہ سب چیز پر قادر ہے۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر مین مقامات و فوائد ہین لہذا اوّل جو مفسر رحمۃ اللہ علیہ نے مختصر لکھا ہے لاتا ہون تاکہ فوائد کے سمجھنے مین دقّت نہو۔ اس آیت مین اللہ تعالیٰ نے تفصیل اس غنیمت کی بیان فرمائی جو اس اُمّت کے لئے مخصوص حلال فرمائی ہے۔ بقولہ۔ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ اور جان لو تم یہ بات کہ وہ چیز جو غنیمت حاصل کی تم نے یعنی کافرون سے اس کو بقہر و غلبہ لیا مِّنْ شَيْءٍ کوئی چیز ہو چھوٹی یا بڑی حتی کہ سوئی تک۔ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ تو حکم اس کا یہ ہے کہ اسکا پانچوان حصہ اللہ تعالیٰ کیواسطے ہے اسکی بابت جو چاہے حکم فرماویگا۔ وَلِلرَّسُوْلِ یعنی محمد صلّعم کے واسطے۔ وَلِذِی الْقُرْبٰی اور قرابت دارون کے واسطے یعنی بنو ہاشم و بنو المطلب کے قرابتی آنحضرت صلعم کے وَالْيَتٰمٰی اور یتیمون کے واسطے یعنی مسلمانون کے ایسے لڑکے جن کے باپ مرگئے ہین اور وے فقیر محتاج ہین وَالْمَسٰكِيْنِ اور مسکینون کے واسطے یعنی مسلمانون مین سے محتاج لوگون کے واسطے وَابْنِ السَّبِيْلِ اور مسافر کے واسطے یعنی مسلمانون مین سے جو کوئی اپنے سفر مین منقطع ہو کہ اُسکے پاس کچھ راہ خرچ نہ ہو اگرچہ اُسکے گھر مین اُسکا مال موجود ہو حاصل یہ ہے کہ مال غنیمت مین سے پانچوین حصہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم و قرابتی و یتیم و مسکین و مسافر مستحق ہین چنانچہ ہر ایک قسم کو پانچوین کا پانچوان حصہ آنحضرت صلعم بانٹتے تھے اور غنیمت کے باقی چار پانچوین حصہ غنیمت حاصل کرنیوالون یعنی غازیون کو ملین گے اور ان مین پیادہ و سوار کا حصہ جیسا کہ فقہ مین مفصل مذکور ہے لگایا جاویگا۔ ف۔ اسمین چند مقامات ہین اوّل یہ کہ قولہ انما بحرف ان و ما موصولہ ہے اور قیاس یہ تھا کہ جدا کر کے اِنَّ مَا لکھا جائے لیکن مصحف امام مین اسی طرح موصول پایا گیا ہے۔ دوّم یہ کہ غنیمت و فئی مین بعض کے نزدیک فرق ہے اور بعض کے نزدیک نہین ہے۔ قرطبی نے اتفاق ذکر کیا کہ قولہ انما غنمتم سے وہ مال کفار مراد ہے کہ مسلمانون نے قہر و غلبہ سے فتح پا کر حاصل کیا ہو اور لغت اس تخصیص کو مقتضی نہین ولیکن عرف شرع مین اسی قسم کے مال کو غنیمت کہتے ہین۔ قال الحافظ رح پس غنیمت وہ مال ہے جو کافرون سے بایجاف الخیل والرکاب لیا گیا ہو اور فئی وہ ہے جو کافرون سے سوائے اس طور مذکور کے حاصل ہوا ہو جیسے اموال صلح یا وہ اموال جسکو کوئی ذمی کافر لاوارث چھوڑ مرا ہو اور اموال جزیہ و خراج وغیرہ بھی ایک جماعت علمار سلف و خلف کا قول ہے اور بعضے علمار غنیمت و فئی مین کچھ فرق نہین کرتے اسی واسطے قولہ تعالیٰ ما افاء اللہ

دور کرنے کو ہم نے رسول اللہ صلعم کے عہد مین ایسا کر لیا جبکہ اسلام تھوڑا تھا اور آدمی اپنے دین کی راہ سے فتنہ مین پڑجاتا تھا کہ کافر اسکو قتل کرتے یا قید کرتے تھے یہانتک کہ اسلام بڑھ گیا اور لوگ بہت ہوگئے اور فتنہ نہ رہا۔ اور سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ بصرہ مین آئے تو پوچھا کہ فتنہ کی لڑائی مین آپ کیا فرماتے ہین۔ فرمایا کہ تو جانتا نہین کہ فتنہ کیا چیز ہے آنحضرت صلعم مشرکون سے قتال کرتے تھے کہ انکے پاس جانا فتنہ تھا اور یہ قتال جو تم لوگ واسطے ملک و سلطنت کے کرتے ہو یہ نتھا۔ ابن مردویہ نے فتنہ ابن الزبیر و حجاج مین بھی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ایسی ہی روایت کی اور اسامہ بن زید و سعد بن مالک رضی اللہ عنہما سے بھی انکار قتال کو روایت کیا ہے۔ پس حاصل یہ کہ آیت مین جس قتال کا حکم دیا گیا وہ فتنہ شرک دور کرنے کے واسطے ہے۔ فافہم واللہ اعلم **ف** وفی العرائس قولہ تعالے وقاتلوہم حتی لاتکون فتنۃ الخ۔ اسمین نفوس امارہ کافرون کی طرف اشارہ ہے اور اُسکا قتال یہ کہ مجاہدہ کے ساتھ اسکو مارے تاکہ خلاف حق خواہشون سے وہ باز رہے اور مطیع سنن اسلام ہو جاوے تاکہ انوار یقین اور ضیاء اسلام کے گلزار شاداب و سرسبز شگفتہ ہون نور توحید کے واسطے قلب متفرد رہے پس اُسمین سوائے خطرات حق کے کوئی خطرہ نہ آوے اور قلب اسکے دریائے محبت مین غرق اور روح اسکی فضائے ہویت مین حائم اور عقل اسکی میدان ازل و ابد مین حیران رہے ان مین سے کوئی کسی غیر پر نظر نہ ڈالے کیونکہ نفس ایک پردہ تھا درمیان مین ہے اور اسی حکمت بالغہ کے ساتھ ایفار محبت اور نفوس پر نصرت کا انعام حضرت باری تعالے نے فرمایا جیساکہ خود اپنی مدح فرماتا ہے بقولہ نعم المولے ونعم النصیر اولیاء کے واسطے نعم المولے ہے نیکوکارون کے واسطے نعم النصیر ہے ان بندگان خاص کو ازل ہی مین اپنی ولایت و محبت کے انعام سے سرفراز فرمایا اور وہی بدون کسی سبب کے جو انکی طرف سے پیدا ہووے ابد تک اُنکے نفوس پر تولی خاص انکو منصور فرمائیگا۔ بعض نے کہا کہ نعم المولے اسکے لیے جسنے اُس سے موالاۃ کی اور نعم النصیر اسکے لیے جس نے نصرت چاہی۔ بعض نے کہا کہ اولیاء کے واسطے نعم المولے ہے اور مریدین کے واسطے نعم النصیر ہے۔ بعض کہتے ہین کہ قبل کسی عبادت و تکلیف کے اپنی ذات پاک کی معرفت دینے مین نعم المولی ہے۔ قال المترجم یعنی کیا اچھا متولی امور ہے کہ جس نے نعمت معرفت اس آسانی سے انعام فرمائی لہذا نعم المولے ہے۔ اور امور عبادت مین تخفیف کرنے اور ثواب مین کئی گونہ بڑھانے مین نعم النصیر ہے نیکیان بڑھاتا ہے اور برائیان گھٹاتا ہے۔ فافہم

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ النَّاصِرُ

---

# تَمَّ التَّاسِعُ وَیَتْلُوْہُ الْعَاشِرُ

---

Marfat.com

شنزا الجزء العاشر

# وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ
اور جان رکھو کہ جو غنیمت لاؤ کچھ

## شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ
چیز سو اللہ کیواسطے اسمین سے پانچوان حصہ اور رسول کے اور قرابت والے کے اور یتیم کے اور محتاج کے اور مسافر کے

## اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ
اگر تم یقین لائے ہو اللہ پر اور اس چیز پر جو ہم نے اُتاری اپنے بندے پر جس دن فیصلہ ہوا

## الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ
بھڑین دو فوجین اور اللہ سب چیز پر قادر ہے۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر مین مقامات وفوائد ہین لہذا اوّل جو مفسر رحمۃ اللہ علیہ نے مختصر لکھا ہے لاتا ہون تاکہ فوائد کے سمجھنے مین دقت نہو۔ اس آیت مین اللہ تعالیٰ نے تفصیل اس غنیمت کی بیان فرمائی جو اس اُمّت کے لئے مخصوص حلال فرمائی ہے۔ بقولہ۔ **وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ** اور جان لو تم یہ بات کہ وہ چیز جو غنیمت حاصل کی تم نے یعنی کافرون سے اس کو بقہر وغلبہ لیا **مِّنْ شَيْءٍ** کوئی چیز ہو چھوٹی یا بڑی حتی کہ سوئی تک۔ **فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ** تو حکم اس کا یہ ہے کہ اسکا پانچوان حصہ اللہ تعالیٰ کیواسطے ہے اسکی بابت جو چاہے حکم فرماویگا۔ **وَلِلرَّسُوْلِ** یعنی محمّد صلعم کے واسطے۔ **وَلِذِي الْقُرْبٰى** اور قرابت دارون کے واسطے یعنی بنوہاشم وبنوالمطلب کے قرابتی آنحضرت صلعم کے **وَالْيَتٰمٰى** اور یتیمون کے واسطے یعنی مسلمانون کے ایسے لڑکے جن کے باپ مرگئے ہین اور وے فقیر محتاج ہین **وَالْمَسٰكِيْنِ** اور مسکینون کے واسطے یعنی مسلمانون مین سے محتاج لوگون کے واسطے **وَابْنِ السَّبِيْلِ** اور مسافر کے واسطے یعنی مسلمانون مین سے جو کوئی اپنے سفر مین منقطع ہو کہ اُسکے پاس کچھ راہ خرچ نہ ہو اگرچہ اُسکے گھر مین اُسکا مال موجود ہو حاصل یہ ہے کہ مال غنیمت مین سے پانچوین حصہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم وقرابتی ویتیم ومسکین ومسافر مستحق ہین چنانچہ ہر ایک قسم کو پانچوین کا پانچوان حصہ آنحضرت صلعم بانٹتے تھے اور غنیمت کے باقی چار پانچوین حصہ غنیمت حاصل کرنیوالون یعنی غازیون کو ملین گے اور اُن مین پیادہ وسوار کا حصہ جیسا کہ فقہ مین مفصل مذکور ہے لگایا جاویگا **ف** اسمین چند مقامات ہین اوّل یہ کہ قولہ انما بحرف ان وما موصولہ ہے اور قیاس یہ تھا کہ جدا کر کے اِنّ ما لکھا جائے لیکن مصحف امام مین اسی طرح موصول پایا گیا ہے۔ دوئم یہ کہ غنیمت وفئ مین بعض کے نزدیک فرق ہے اور بعض کے نزدیک نہین ہے۔ قرطبی نے اتفاق ذکر کیا کہ قولہ انما غنمتم سے وہ مال کفار مراد ہے کہ مسلمانون نے قہر وغلبہ سے فتح پاکر حاصل کیا ہو اور لغت اس تخصیص کو مقتضی نہین ولیکن عرف شرع مین اسی قسم کے مال کو غنیمت کہتے ہین۔ **قال الحافظ رح** پس غنیمت وہ مال ہے جو کافرون سے بایجاف الخیل والرکاب لیا گیا ہو اور فئ وہ ہے جو کافرون سے سوائے اس طور مذکور کے حاصل ہوا ہو جیسے اموال صلح یا وہ اموال جسکو کوئی ذمی کافر لاوارث چھوڑ مرا ہو اور اموال جزیہ وخراج وغیرہ یہی ایک جماعت علماء سلف وخلف کا قول ہے اور بعضے علماء غنیمت وفئ مین کچھ فرق نہین کرتے اسی واسطے قولہ تعالیٰ ما افاء اللہ

Marfat.com

علی رسولہ من اہل القری فللہ وللرسول ولذی القربی الآیۃ مین قتادہ رحمہ اللہ نے کہا کہ وہ اسی آیۃ الانفال سے منسوخ ہی کیونکہ فی اور غنیمت مین
فرق نہین اور غنیمت کو اللہ تعالی نے اس طرح تقسیم فرمایا کہ پانچ حصہ کرکے چار حصہ مجاہدین کو اور ایک حصہ آنحضرت صلعم و جماعت اصناف
باقیہ مذکورہ کو دیا جاوے۔ قال الحافظ یہ قول بعید ہی کیونکہ یہ آیت بعد واقعہ بدر کے نازل ہوئی قلت ابن عبد البر نے اسپر اجماع
نقل کیا ہی۔ فافہم۔ اور آیۃ الفی واقعہ بنی النضیر مین اتری اور علماء متفق ہین کہ بنی النضیر کا واقعہ بعد بدر کے ہوا ہے لہذا نسخ نہین ہوسکتا
پس یہ حکم جو یہان مذکور ہے فی کا نہین بلکہ غنیمت کا ہی اور جن علماء کے نزدیک یہ سب امام المسلمین کی رائے کے سپرد ہی اُن کے نزدیک
آیۃ الفی مین اور یہان کے پانچ حصہ کرنے مین کچھ منافات نہین ہی کیونکہ امام کو اختیار ہی اور یہی امام مالک رح کا قول ہے اس کا حاصل یہ ہے
کہ فی و غنیمت سب آنحضرت صلعم کے واسطے ہی اور وہ غازیون مین مقسومہ نہین ہی اور یہی اختیار آپکے بعد مسلمانون کے امام کو ہی اور ماوردی
رحمہ اللہ نے اسکو بہت سے مالکیہ سے نقل کیا اور حجت اُن کی فتح مکہ و حنین کا واقعہ ہی۔ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ آنحضرت صلعم نے مکہ
بزور شمشیر فتح کیا اور مال غنیمت بطور احسان انھین لوگون کو پھیر دیا نہ بانٹا نہ فی کیا۔ قرطبی نے فرمایا کہ علماء مین فتح مکہ کی بابت اختلاف
ہے کہ بزور شمشیر تھا یا بصلح پس اس سے حجت نہین ہوسکتی۔ اور رہا حنین تو اسمین انصار کو فرمایا کہ کیا تم لوگ اس بات پر راضی نہین ہو
کہ یہ لوگ دنیا لیجاوین اور تم لوگ رسول اللہ کو اپنے گھرون کو لیجاؤ پس ایسا فرمانا آنحضرت صلعم کے واسطے مخصوص ہے کوئی دوسرا
نہین کہہ سکتا لہذا یہ حجت بھی ساقط ہی پس جمہور کا قول اصح ہے کہ غنیمت کے چار پانچوین حصہ غازیون مین مقسومہ ہوتے ہین چنانچہ ابن المنذر
و ابن عبد البر و الداودی و المازری و قاضی عیاض و ابن العربی نے اسپر اجماع نقل کیا ہے۔ سوم یہ کہ قولہ من شئ بیان ماموصولہ بطور
تاکید ہی حتی کہ سوئی و ڈورے تک پانچ حصہ کرنے مین شامل کرنے کی تاکید کرتا ہے۔ چہارم یہ کہ پانچ حصہ کرنے کے بعد پانچوین حصہ مین
جو تفصیل مذکور ہی بقولہ فان للہ خمسہ الخ اسمین بھی مفسرین نے اختلاف کیا بعض نے کہا کہ اس پانچوین مین سے ایک حصہ اللہ تعالی کے
نام کا بھی نکالا جاوے اور وہ خانہ کعبہ مین صرف کیا جائے چنانچہ ابو العالیہ رح نے مرسل روایت کی جسمین ہی کہ غنیمت مین سے آنحضرت صلعم
ایک لپ بھر لیکر خانہ کعبہ کے واسطے قرار دیتے اور وہی سہم اللہ تعالی ہے۔ و علی ہذا یہ حصہ دیگر حصص کے مساوی نہ ہوگا لہذا صحیح جمہور
علماء کا قول ہی کہ اللہ تعالی کا نام یہان تبرک کیواسطے آیا ہے۔ اور حصہ قرار دینا آنحضرت صلعم سے شروع ہوگا چنانچہ ابن عباس رض سے
روایت ہی کہ جو غنیمت آتی اس کو آپ پانچ حصہ کرکے پانچوین کے پھر پانچ حصہ فرماتے تھے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے یہی آیت پڑھی
واعلموا انما غنمتم الخ اور کہا کہ اللہ تعالی کے واسطے تمام آسمان و زمین ہی پس اللہ تعالی اور رسول اللہ صلعم کا حصہ ایک ہی ہی
اور ایسا ہی ابراہیم نخعی و حسن بصری و شعبی و ایک جماعت علماء کا قول ہی عبد اللہ بن شقیق سے روایت ہی کہ ایک شخص نے
آنحضرت صلعم سے غنیمت کو پوچھا تو فرمایا کہ اس کا پانچوان حصہ اللہ تعالی کے واسطے اور باقی چار پانچوین حصہ اہل لشکر کے واسطے ہین
الحدیث رواہ البیہقی باسناد صحیح پنجم یہ کہ حصہ رسول مین اختلاف ہی پس ابن عباس رضی اللہ عنہ سے علی بن ابی طلحہ کی روایت
مین ہے کہ جو حصہ اللہ و رسول کے واسطے ہی وہ آنحضرت صلعم کے قرابتیون کا ہے اور آنحضرت صلعم نے پانچوین حصہ مین سے کچھ نہین لیا
ابن ابی حاتم نے عبد اللہ بن بریدہ سے روایت کی کہ جو حصہ اللہ تعالی کے واسطے تھا وہ اس کے نبی ص کا ہے۔ اور جو حصہ نبی صلعم کا
تھا وہ آپ کی ازواج کے واسطے ہی اور امام احمد نے عبادہ ابن صامت و ابو الدرداء و حارث ابن معاویہ الکندی [illegible] سے روایت
کی کہ آنحضرت صلعم نے مال غنیمت کے ایک اونٹ کی آڑ مین نماز پڑھی اور سلام پھیر کر چٹکی سے اس کے کچھ بال نوچے اور فرمایا

Marfat.com

پھر بھی تمھارے مال غنیمت سے ہے اور اسمین میرا سوائے پانچوین حصّہ کے کچھ حق نہین ہے وہ پانچوان بھی تمھین پر پھیر اگیا پس تم لوگ سوئی دھاگا اور اس سے بڑا و چھوٹا جو کچھ ہو غنیمت کے ڈھیر مین ڈالدو کہ غلول مت کرو کیونکہ غلول اپنے کرنیوالون پر دنیا و آخرت مین عار و آگ ہے اور اللہ کی راہ مین کافرون سے خواہ قریب ہون یا دور ہون جہاد کرو اور کسی ملامت کرنیوالے کی بات کو اللہ تعالے کی راہ مین پرواہ مت کرو اور جو حدود اللہ تعالی نے مقرر فرمائی ہین اُن کو حضر و سفر مین ٹھیک قائم رکھو۔ اور راہ آلہی مین جہاد کرو کیونکہ جنت کے دروازون مین سے وہ بڑا دروازہ ہے اس سے اللہ تعالی ہم و غم دور کرتا ہے۔ **قال الحافظ** رح ہذا حدیث حسن عظیم وقد روی الامام احمد وابو داؤد والنسائی بنحوہ اور ابو داؤد و نسائی نے عمرو بن عنبسہ کی حدیث مین بھی حصّہ آنحضرت صلعم کا قوم پر پھیرا جانا مرفوعًا روایت کیا ہے اور نبی صلعم کو اختیار تھا کہ مال غنیمت سے کوئی غلام یا باندی یا گھوڑا یا تلوار وغیرہ اپنے واسطے چھانٹ لین کما نص علیہ محمد بن سیرین و عامر الشعبی وتبعہما اکثر العلماء۔ چنانچہ ذو الفقار کو آپ نے غنائم بدر مین سے چھانٹ لیا تھا۔ **قال الحافظ** رح یہ بات تو چند جید احادیث سے ثابت ہے لہذا اکثر علماء نے اُس کو آنحضرت صلعم کے خصائص سے قرار دیا ہے اور بعضون نے کہا کہ حصّہ پنجم مین امام کو مسلمانون کی مصلحت دیکھکر مال فئی کے مانند تصرف کرنے کا اختیار ہے۔ اور ہمارے شیخ تقی الدین رح نے کہا کہ یہی امام مالک و اکثر علمائے سلف کا قول اور یہی سب اقوال مین اصح ہے واللہ اعلم۔ **ششم** یہ کہ جو حصّہ آنحضرت صلعم کیواسطے تھا وہ آپ کی وفات کے بعد اب کیا ہوگا۔ **قال الحافظ** رح اسمین بھی اختلاف ہے بعض نے کہا کہ جو آپ کے بعد متولی خلافت ہو اسکو ملیگا اور یہی حضرت ابو بکر و علی رضی اللہ عنہما و قتادہ رح و ایک جماعت سے مروی ہے اور اسمین ایک حدیث مرفوع بھی آئی ہے اور بعض نے کہا کہ مسلمانون کی مصلحتون مین صرف کیا جائے۔ اور بعض نے کہا کہ وہ باقی چارون اقسام یعنی ذوی القربی و یتامی و مساکین و ابن السبیل پر پھیر دیا جائے اور اسی کو شیخ ابن جریر رح نے اختیار کیا ہے اور بعض علماء نے کہا کہ نبی صلعم اور ذوی القربی کے دونون حصّے یتامی اور مساکین و ابن السبیل پر لوٹا کر تقسیم کر دیئے جائین گے۔ شیخ ابن جریر رح نے کہا کہ علماء عراق مین سے ایک جماعت کا یہی قول ہے تلت اور یہی قول ابو حنیفہ رح کا ہے اور واضح ہو کہ یہان ایک ضعیف قول یہ ہے کہ پورا پانچوان حصّہ ذوی القربی کا ہے جیسا کہ ابن جریر رح نے عبد اللہ بن محمد بن علی اور علی بن الحسین بن علی سے روایت کیا اور حسن بن محمد بن علی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صحابہ نے آپکے حصّہ اور ذوی القربی کے حصّہ مین اختلاف کیا اور آخر اُن لوگون کی رائے اس امر پر متفق ہوئی کہ یہ دونون حصہ فی سبیل اللہ تعالی گھوڑے اور لڑائی کے سامان خریدنے مین صرف کئے جاوین پس حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی خلافت مین یہی ہوتا رہا اعمش نے ابراہیم نخعی سے بھی یہی روایت کیا اور کہا کہ مین نے ابراہیم سے پوچھا کہ علی رضی اللہ عنہ اسمین کیا کہتے تھے تو کہا کہ وہ اس اہتمام مین زیادہ تشدد کرتے تھے۔ **قال ابن کثیر** رح اور یہی علماء مین سے بڑے گروہ کا قول ہے۔ **ہفتم** یہ کہ قولہ ذوی القربی سے کیا مراد ہے پس اوپر اشارا گزرا کہ آنحضرت صلعم کے بعد خلیفہ کی قرابت والے لیئے جاوین گے اور اصح یہ ہے کہ ہر حال مین رسول اللہ صلعم کے اہل قرابت مراد ہین مگر اُن مین سے عبد شمس و نوفل کی اولاد کو نہ دیا جاوے گا بلکہ ہاشم اور مطلب کی اولاد اسکی مستحق ہے اگرچہ یہ چارون عبد مناف کے بیٹے ہین لیکن بنو ہاشم و بنو مطلب زمانہ جاہلیت و اسلام مین آپس مین متفق و ہمدرد رہے چنانچہ فتح خیبر کے پانچوین حصّہ مین سے آنحضرت صلعم نے بنو ہاشم و بنو المطلب کو دیا اور جبیر بن مطعم جو نوفل کی اولاد سے تھے اور عثمان بن عفان جو عبد شمس کی اولاد سے تھے دونون رسول اللہ صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم کے پاس گئے جبیر نے روایت کی کہ ہم نے کہا کہ یا رسول اللہ آپنے بنو مطلب کو دیا اور ہم کو چھوڑا حالانکہ ہم اور وہ آپکے نزدیک
برابر ہین فرمایا کہ بنو ہاشم اور بنو مطلب دونون ایک ہی ہین والحدیث فی صحیح مسلم اور یہی جمہور علما کا قول ہی اور مجاہد سے روایت ہی وہ
فقط بنی ہاشم ہین اور بعض نے کہا کہ وہ سب قریش والے ہین۔ نجدہ حروری نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ ذوی القربی کون لوگ ہین تو ابن
عباس رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ ہم کہتے ہین کہ وے ہمین ہین ولیکن ہماری قوم نے انکار کیا اور کہا کہ سب قریش قرابتی ہین۔ والحدیث فی
مسلم وابو داؤد والترمذی والنسائی وعن عکرمۃ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مین نے لوگون کے
ہاتھون کی دھوون سے تمہارے منہ پھیر دئے کیونکہ پانچوین حصہ مین سے جو پانچوان تم کو ملتا ہے وہ تمہارے لئے کافی ہے رواہ ابن
ابی حاتم وقال الحافظ حدیث حسن الاسناد وعلی ہذا یہ انھین لوگون کے واسطے ہوگا جن کو زکوۃ وصدقہ حلال نہین ہے۔ فافہم اور
معلوم ہو چکا کہ ابو حنیفہ رح کے نزدیک آنحضرت صلعم کا حصہ اور ذوی القربی کا حصہ آپکی وفات کے بعد ساقط ہوکر باقیون کی طرف
پھیر دیا گیا کیونکہ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم نے غنیمت کو اسی طرح بانٹا ہے وفی الکمالین ظاہر یہ ہی کہ خلفاء راشدین نے اس بنا پر بانٹا
کہ زکوۃ کے مانند اسکا بھی مصرف ہی پس ایک ہی صنف کو دینا جائز ہے خصوصاً اس حالت مین کہ ذوی القربی کو انھون نے تونگر دیکھا اور
یہی امام مالک رح کا قول ہی کہ امام مختار ہی جسکو چاہے دیوے فافہم[لہ] ہشتم یہ کہ قولہ والیتامی والمساکین وابن السبیل بعض نے کہا
اہل قرابت ہی مین سے ایسے لوگ مراد ہین اور یہ عطف بغرض تخصیص ہی اور جمہور کے نزدیک جملہ مسلمانون مین سے مقصود ہین
پھر واضح ہو کہ یتامی مین فقیر و تونگر دونون داخل ہین یا فقط فقیر مخصوص ہین اسمین علماء کے بھی دو مختلف قول ہین۔ کما ذکرہ ابن کثیر رح
پس حاصل یہ ہوا کہ جو غنیمت حاصل ہو اس کے پانچ حصہ کرکے چار حصہ مجاہدین کو بانٹ دئے جاوین اور ایک حصہ مین پھر
پانچ حصہ کئے جاوین اگرچہ امام ابو حنیفہ رح کے قول پر اُس مین سے دو حصہ پھر یتامی ومساکین وابن السبیل تین ٹکڑے کر دئے جاوینگے
لیکن چونکہ نزول آیت کے وقت رسول صلعم حیات تھے لہذا اللہ تعالی نے پانچوان حصہ ان پانچ جگہ تقسیم ہونے کے واسطے
حکم دیا۔ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ اگر تم ایمان لائے ہو اللہ تعالی پر۔ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا عطف
ہے اسم اللہ تعالی پر اے وبما انزلنا یعنی اور اُس چیز پر جو ہم نے نازل فرمائی اپنے بندہ یعنی محمد صلعم پر اور وہ مدد ملائکہ ودیگر معجزات
وآیات تھے۔ یَوْمَ الْفُرْقَانِ بروز فرقان یعنی حق وباطل مین فرق کر دینے والے دن اور وہ روز بدر تھا یَوْمَ الْتَقَى
الْجَمْعٰنِ جسدن بھڑ گئی تھین دونون جماعتین مسلمانون وکافرون کی۔ جملہ شرطیہ کی جزا محذوف ہی جسپر ماقبل دلالت کرتا
اے ان کنتم آمنتم آلخ فاعلموا ذلک یعنی اگر تم اسی طرح ایمان لائے ہو تو غنیمت کا یہ حکم جان رکھو وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اور ا
مین سے یہ بات بھی ہے کہ تمہارے تھوڑے ہونے اور دشمن کے بہت ہونے کے باوجود تم کو فتح دی ف۔ بیضاوی رحمہ اللہ نے
قولہ ان کنتم آمنتم باللہ آلخ کی جزا بدلالت قولہ واعلموا انما غنمتم کے یون مقدر کی کہ ان کنتم آمنتم باللہ وبما انزلہ یوم الفرقان فاعلموا
ان الخمس لہؤلاء فسلموا الیہم یعنی اگر تم اللہ تعالی پر اور روز فرقان کی آیات منزلہ پر ایمان لائے ہو تو جان لو کہ غنیمت مین سے پانچوا
حصہ ان لوگون کا ہے جو مذکور ہوئے پس اسپر عمل کرو کیونکہ علمی حکم سے مجرد جان لینا مقصود نہین بلکہ اسپر عمل کرنا مقصود
ہے۔ اور کئی وجہ سے ابن عباس رضی اللہ عنہ وجماعت علماء تابعین سے حاکم وغیرہ نے روایت کیا کہ یوم الفرقان بدر
جسمین اللہ تعالی نے حق وباطل مین فرق کر دیا اور یہ پہلا معرکہ جہاد ہے جسمین رسول اللہ صلعم ہجرت کے بعد

[لہ] یعنی گو الگ الگ بھی دیوین ۱۲م

سترہوین رمضان کو بنا بر قول صحیح کے تین سو تیرہ مومنون کی جماعت کے ساتھ کافرون سے جو ایک ہزار کے قریب تھے بدون کسی ملاقرار و داد کے بلکہ بدون اطلاع از جنگ کے بھڑے اور اللہ تعالیٰ کی نصرت و قدرت کاملہ سے کافرون کے ستر سے زیادہ سرکش سردار مارے گئے جنمین عتبہ بن ربیعہ سب کا سردار و ابوجہل وغیرہ تھے اور اسی قدر قید ہوے و کافرون نے شکست فاش کھائی اور مال غنیمت ہاتھ آیا اور اسمین اختلاف ہوا اور قولہ تعالیٰ یسئلونک عن الانفال۔ نازل ہوا اور بعض نے کہا کہ یہ آیت یعنی قولہ واعلموا انما غنمتم۔ اسی غنیمت کی تقسیم کے بارے مین ہے بالجملہ یوم بدر مین عجیب وقائع قدرت ظاہر ہوے کہ اہل ایمان کے واسطے موجب مزید تنویر و ثبات ایقان ہین لہذا اس حکم کی تعمیل کرنے اور برابر بکمال الیقین ثابت رہنے کیواسطے اس دن کا انعام یاد دلایا۔ بقولہ

إِذْ أَنتُم بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَهُم بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوَىٰ وَالرَّكْبُ أَسْفَلَ

جس وقت تم تھے ورے کے ناکے پر اور وہ پرے کے ناکے پر اور قافلہ نیچے اتر گیا

مِنكُمْ ۚ وَلَوْ تَوَاعَدتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيعَادِ ۙ وَلَٰكِن لِّيَقْضِيَ اللَّهُ أَمْرًا كَانَ

تم سے اور آپس مین اگر تم وعدہ کرتے تو نہ پہونچتے وعدے پر لیکن اللہ کو ہے کر ڈالنا ایک کام

مَفْعُولًا لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَن بَيِّنَةٍ وَيَحْيَىٰ مَنْ حَيَّ عَن بَيِّنَةٍ ۗ وَإِنَّ اللَّهَ لَسَمِيعٌ عَلِيمٌ

جو ہو چکا تھا تا مرے جو مرتا ہے سوجھ کر اور جیوے جو جیتا ہے سوجھ کر اور اللہ سنتا ہے جانتا

إِذْ أَنتُم بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا اذ ظرف زمان بدل از یوم الفرقان ہو اور وہ ظرف نزول آیات تھا یعنی جبکہ تم لوگ عدوۃ الدنیا مین تھے۔ عُدوہ بحرکات ثلثہ کنارہ وادی و قراءۃ مشہورہ بالضم اور قراءۃ ابن کثیر و ابو عمرو و یعقوب بالکسر ہو۔ دنیا تانیث ادنی۔ عدوۃ الدنیا کنارہ وادی جو مدینہ سے نزدیک تھا بہ نسبت دوسرے کنارہ وادی کے۔ وَهُم بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوَىٰ اور کافر لوگ عدوہ قصوی مین تھے یعنی دوسرے کنارہ وادی مین جو مدینہ سے بہ نسبت عدوہ دنیا کے دور تھا قصوی تانیث اقصی اور کبھی لقاعدہ قیاس کے اسم و صفت مین تفرقہ کرنے کو قُصیا بمانند دنیا و علیا۔ بولتے ہین ولیکن خلاف قیاس قصوی بدون تبدیل واو بالف کے اصل یہ کثیر الاستعمال ہو۔ وَالرَّكْبُ أَسْفَلَ مِنكُمْ جملہ حال از ظرف ہے اور رکب اسم جمع راکب یا جمع یا بمعنی مرکوب ہے اور مراد قافلہ کے اونٹ یا سوار ہین جو ابوسفیان کے ساتھ چالیس تھے۔ اسفل اے فی مکان اسفل منکم منصوب بظرفیت اور بجاے خبر کے واقع ہے یعنی درحالیکہ اونٹ یا اسکے سوار تمھاری جگہ سے تین میل نیچے کنارہ سمندر کی طرف تھے۔ اس کلام کا فائدہ یہ ہو کہ یہ معلوم ہو کہ دشمن قوی اور قافلہ سے قوی پشت تھے اور بے کھٹکے لڑائی پر حریص تھے اور مسلمانون کی شان بظاہر ایسی ضعیف تھی کہ عادت کی راہ سے اُن کا بچنا دشوار تھا پھر غالب ہو جانا تو بہت ہی بعید تھا اور یہی بات اُن کے ٹھکانے بیان کرنے مین ہے کیونکہ عدوۃ الدنیا کی زمین بالکل ریگ نرم بے پانی تھی جسمین پاؤن گھسے جاتے تھے بخلاف عدوۃ القصوی کے۔ و علیٰ ہذا مشرکین پانی پر قابض تھے اور مسلمان اپنے پروردگار سے مستغیث جیسا کہ قولہ اذ تستغیثون ربکم الآیۃ کی تفسیر مین گذر چکا ہے۔ وَلَوْ تَوَاعَدتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيعَادِ میعاد وعدہ گاہ و وقت وعدہ یعنی اگر تم اور مشرکین کسی مقام یا کسی وقت پر لڑائی کا وعدہ کرتے تو ایسی حالت مین وعدہ گاہ سے اختلاف کرتے کیونکہ اُن کی کثرت و اپنی قلت سے تمکو اُن سے ہیبت بیٹھ جاتی اور فتح سے مایوس ہوتے پس اس کلام سے اُنکو یقین دلایا کہ ہر فتح و نصرت اُن کو اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے حاصل ہوئی ہو۔ وَلَٰكِن جمع بینکم علی تلک الحالۃ من غیر میعاد و لیکن تم کو بدون میعاد کے ایسی حالت

پر آپس مین بھڑوا دیا۔ لِيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا تاکہ اللہ تعالیٰ وہ کام پورا کر دے جو ... مفعول ہونے کے لائق ہے اور وہ اہل ایمان کی نصرت و فتح اور اہل کفر کی ذلت و خواری ہے عمیر بن اسحاق نے کہا کہ ... قافلہ لئے آتا تھا اور مکہ سے ابو جہل وغیرہ اس کو بچانے کے واسطے نکلے تھے اور مقام بدر مین صحابہ رسول اللہ صلعم سے ... نہ یہ اُنکو دیکھتے تھے اور نہ وہ اُن کو یہانتک کہ دونون طرف کے پانی لانیوالون سے ملاقات ہوئی اور لوگ جان گئے اور قتال ... پس اللہ تعالیٰ نے اس حکمت کے واسطے ایسا کیا کہ لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ تاکہ ہلاک ہو جو ہلاک ہوا ... دلیل واضح معائنہ کرکے وَيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ اور جیتا رہے جو جیا ایسی حجت سے جسکو مشاہدہ کر لیا یعنی زندہ ... ونیچے والے دونون اس حجت کو معائنہ کرین تاکہ پھر کچھ عذر باقی نہ رہے کیونکہ واقعۂ بدر بہت کھلی نشانی تھا کہ ایسی حالت مذکورہ ... کے باوجود مسلمانون کو کھلی فتح اور کافرون کو فاش شکست ہوئی۔ قَالَ الْبَيْضَاوِيُّ اور شاید ہلاک ہونا کفر سے اور زندہ ہونا اسلام سے استعارہ ہے یعنی تاکہ جس سے کفر صادر ہوا اور جس سے ایمان ثابت ہوا ہر ایک دلیل روشن معائنہ کرنے کے بعد ہو وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيْعٌ عَلِيْمٌ اور اللہ تعالیٰ سننے جاننے والا ہے یعنی کافرون کی کفریہ باتون کو سنتا اور اُن کے غرور و عذاب کو جانتا ہے اور مومنون کے استغاثہ و دعا کرنے کو سنتا اور اُن کی نیت اور ثواب کو جانتا ہے۔ قَالَ الْبَيْضَاوِيُّ کفر و ایمان کے اعتقادی ہونیکے باوجود یہان علیم کے ساتھ سمیع بھی شاید اسواسطے جمع فرمایا کہ ہر ایک انمین قول و اعتقاد کو شامل ہے ف۔ فِي الْعَرَائِسِ قوله تعالىٰ لِيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا تقدیر کی درگاہ مین تدبیر کچھ نہین ہے جو مشیت ازلی مین ہو چکا وہی ظاہر ہوتا ہے بعض آثار مین وارد ہے کہ مین نے اللہ تعالیٰ کو اس طرح پہچانا کہ آدمی کے ارادے و ہمتین ٹوٹ جاتی ہین جعفرؒ نے فرمایا کہ جو ازل مین ہو گیا وہی اپنے اپنے وقت پر ظاہر ہوتا ہے بعض نے کہا کہ یہ امر آلٰہی جاری ہونا اس طرح تھا کہ دونون فریق مین سے ہر ایک کے واسطے جو سابق علم غیب مین ہو چکا ہے وہ کھل جاوے پھر چونکہ مشیت پر نظر لڑانا علم مخلوق سے باہر ہے کہ وہ اس کو ادراک نہین کر سکتے لہذا صورت احکام علمی مین اُن کو لگایا بقوله لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ آخ اول مین مقدر فرمایا اور آخر مین قہر و لطف کی نشانیان راہ مین قائم فرمائین اور آخر کار بازگشت اپنے مرجع اول کی طرف ہو جاتا ہے اور یہین ظاہر فرمایا کہ او تعالیٰ جہل و ظلم سے پاک ہے اُسنے بیان حکمت اور اثبات حجت کے واسطے دلائل و نشانیان قائم کر دین تاکہ جو ہلاک ہو وہ حکم سابق کی نشانی پر مرے اور جو زندہ رہے وہ انھین نشانیون سے بتقدیر منور ہو جو کوئی اپنی خواہش مین ہلاک ہوا وہ ازلی ہلاکت ہی سے مرا اور جو کوئی مشاہدہ اور معرفت سے زندہ ہوا وہ ازلی زندگی ہی سے جیا دلائل و شریعت کا ظہور مقام امتحان کا ایک حکم ہے اور صورت امر پر حکم ازلی غالب ہے۔ كما قال تعالىٰ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰى اَمْرِهٖ الآ بعض نے کہا کہ خلق کے واسطے نشانیان ظاہر و قائم فرمائین پھر ایک قوم کی آنکھین کھولدین جو اسکو دیکھتی ہین اور دوسری قوم کو اُس سے اندھا کر دیا پھر رسولون و ایلچیون کو سچے نور و برہان کے ساتھ بھیجا ولیکن اُس کا نور بندون مین سے وہی دیکھ سکتا ہے جسکو وہ چاہے پس تقدیم ان مقدمات کی اسواسطے کہ جو ہلاک ہو وہ بینہ و برہان دیکھکر مرے اور جو زندہ رہے وہ مشاہدۂ بینہ سے جیئے۔ بعضون نے کہا کسی کو حیات حاصل نہین ہے مگر اُسی کو جو اُس کی یاد سے زندہ ہے اور مخلوقات تمام اپنے اپنے اسباب مین جنبش و کوشش کرتی ہین لیکن جو اُن مین سے بحیات باقی زندہ ہے اُس کی جنبش بقدرت حی القیوم ہے۔ استادؒ نے فرمایا کہ جو شخص وادی کے میدان مین اندھون کیطرح بھٹکتا پھرتا ہے وہی مردہ ہے اور جو قرب و معرفت کے نور سے بینا ہے وہی درحقیقت زندہ ہے ...

Marfat.com

اِذْ يُرِيْكَهُمُ اللّٰهُ فِيْ مَنَامِكَ قَلِيْلًا ؕ وَلَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِيْرًا لَّفَشِلْتُمْ وَ

جب اللہ نے دکھائی تیرے خواب مین تھوڑے اور اگر تجکو بہت دکھاتا تم لوگ نامردی کرتے اور

لَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝

جھگڑا ڈالتے کام مین لیکن اللہ نے بچالیا اس کو معلوم ہے جو بات ہے دلون مین

وَاِذْ يُرِيْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَيْتُمْ فِيْۤ اَعْيُنِكُمْ قَلِيْلًا وَّيُقَلِّلُكُمْ فِيْۤ اَعْيُنِهِمْ

اور جب تم کو دکھائی وہ فوج وقت ملاقات کے تمہاری آنکھون مین تھوڑی اور تم کو تھوڑا دکھایا اُن کی آنکھون مین

لِيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝

تا کر ڈالے اللہ ایک کام جو ہو چکا تھا اور اللہ تک پہونچ ہے ہر کام کی

اِذْ يُرِيْكَهُمُ اللّٰهُ فِيْ مَنَامِكَ یاد کر جبکہ تجکو دکھلاتا تھا اللہ تعالیٰ کافرون کو تیرے خواب مین قَلِيْلًا تھوڑے مجاہدرح نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کو خواب مین کافر لوگ تھوڑے دکھلائے اور آنحضرت صلعم نے صحابہ رض کو بھی خبر دی پس اُسمین اُن کے قدم کی اُستواری تھی۔ وَلَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِيْرًا لَّفَشِلْتُمْ اور اگر کافرون کو بہت دکھلاتا تو ضرور تم نامردی کرتے وَلَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ اور ضرور تم ایسی حالت مین کافرون سے قتال کرنے مین اختلاف کرتے۔ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ ولیکن اللہ تعالیٰ نے نامردی اور آپس کے اختلاف سے تمکو سلامت رکھا کیونکہ کافر لوگ تمکو تھوڑے دکھلائے۔ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ وہ دانائے بما فی القلوب اللہ تعالیٰ دلون کی باتین جانتا ہے۔ واضح ہو کہ اس آیت مین صریح دلیل ہے کہ دیکھنے وغیرہ کا جو فعل آدمی سے ثابت ہوتا ہے وہ ہمیشہ بتاثیر الٰہی عزوجل ہے چنانچہ اسی بینائی سے کافرون کو اُنکی تعداد سے بہت تھوڑے دکھلایا پس اگر انسان کے افعال اپنی قدرت سے ہوتے تو ایسا کیون ہوتا۔ وَاِذْ يُرِيْكُمُوْهُمْ اور یاد کرو اے مومنو جب دکھلاتا تھا اللہ تعالیٰ تمھین اُن کافرون کو۔ اِذِ الْتَقَيْتُمْ فِيْۤ اَعْيُنِكُمْ قَلِيْلًا جب ملاقی ہوئے تم بہت قلیل تمھاری نظر مین یعنی مہربانی سے لڑائی واقع ہونے سے پہلے مومنین جب کافرون کے لشکر کو دیکھتے تو وہ اُن کی نظر مین تھوڑے معلوم ہوتے تاکہ یہ لوگ اُن پر دلیری کرین اور عبداللہ بن مسعود رض سے روایت ہے کہ واللہ وے لوگ ہماری نظرون مین تقلیل کر دئے گئے تھے یہانتک کہ مین نے اپنے برابر والے آدمی سے پوچھا کہ ہمین ستر معلوم ہوتے ہین اُسنے کہا نہین بلکہ سو ہین یہانتک کہ جب لڑائی مین ہم نے ایک کافر گرفتار کرکے اُس سے پوچھا تو اُسنے کہا کہ ہم لوگ ایک ہزار تھے۔ رواہ ابن ابی حاتم وابن جریر واسنادہ صحیح۔ وَيُقَلِّلُكُمْ فِيْۤ اَعْيُنِهِمْ اور تمکو اُنکی نظرون مین قلیل دکھلاتا تھا یہانتک کہ بعضے بدون لڑائی کے انکو گرفتار کرلینا آسان سمجھتے تھے۔ عکرمہ رح نے فرمایا کہ ہر ایک فریق کو دوسرے پر برانگیختہ کیا بالجملہ کافرون کی نظر مین اسواسطے قلیل دکھلایا کہ وے لوگ بھر نجاوین کیونکہ اُن کا قافلہ بچگیا اور ابوسفیان نے کہلا بھیجا تھا کہ تم لوگ واپس جاؤ چنانچہ اخنس بن شریق بنی زہرہ کو لیکر واپس گیا اور ایسا ہی بنو عدی بھی لڑائی مین حاضر نہ ہوئے اور باقیون کو ابوجہل ہٹ کرکے لے آیا تھا پس تقلیل سے اُنکو طمع دلائی تاکہ واپس نجاوین اگر کہا جاوے کہ سورۂ آل عمران مین فرمایا قد کان لکم آیۃ فی فئتین التقتا فئۃ تقاتل فی سبیل اللہ واُخرے کافرۃ یرونہم مثلیہم رأی العین الآیۃ۔ اس سے ثابت ہے کہ کافر لوگ مسلمانون کو اپنے سے دوچند یا مومنون سے دوچند دیکھتے

Marfat.com

توجواب یہ ہے کہ قلیل نظر پڑنا لڑائی سے پہلے تھا پھر جب دونون جماعتین بھڑ گئین اور اللہ تعالیٰ نے ملائکہ سے مدد فرمائی تو مومنین کافرون کو ویسا ہی قلیل دیکھتے رہے اور کافرون کو مومنین دوچند نظر آنے لگے تاکہ رعب کھا کر شکست پاوین لیکن پہلے کافر مومنون کو بہت کم دیکھتے تھے تاکہ مغرور ہو کر لڑائی پر آمادہ ہو جاوین۔ لِيَقْضِيَ اللَّهُ أَمْرًا كَانَ مَفْعُولًا تاکہ پورا کر دے اللہ تعالیٰ اُس امر کو جو اُسکے علم ازلی مین ہو چکا ہے۔ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ اور اللہ ہی کی طرف جملہ امور کا رجع ہے پس جو وہ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے اور بندون کا چاہا جب اُسکے خلاف ہو تو پورا نہوگا اور اسمین تنبیہ ہے کہ دنیا کے کامون مین سب مین سے وہی کام کا ہے جو توشۂ آخرت ہووے۔ بیضاوی رح وغیرہ نے کہا کہ نظر مین تقلیل طرفین اس آیت مین بڑی نشانی ہے کیونکہ اس درجہ تک عادت کی راہ سے نظر کبھی خطا نہین کرتی ہے پس باوجودیکہ سب شرطین دیکھنے کی موجود تھین لیکن دکھلائی نہ دینا صرف اسی وجہ سے ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے نظر کو معطل فرمایا اور تاثیر نہین دی لہذا جو شخص کہ کلام الٰہی پر ایمان رکھتا ہے وہ یقین جانے گا کہ دیکھنا وغیرہ جتنے افعال ہین سب اللہ تعالیٰ کی تاثیر قدرت سے ہین کسی بندے کے اختیار مین خود نہین ہین اور علیٰ ہذا اگر اللہ تعالےٰ چاہے کہ اُس آنکھ سے نہ زمین کی چیز نظر آوے تو ہو سکتا ہے پس قیامت مین جب اللہ تعالیٰ چاہے گا کہ مومن بندے اس کا دیدار پاک پاوین تو اُن کی نظرون مین یہ قوت عطا فرماویگا۔ فافہم پھر نصیحت فرمائی بقولہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوا وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ

اے ایمان والو جب بھڑو کسی فوج سے تو ثابت رہو اور اللہ کو بہت یاد کرو۔ شاید تم

تُفْلِحُونَ ۝ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ

مراد پاؤ اور حکم مانو اللہ کا اور اُس کے رسول کا اور آپس مین نہ جھگڑو پھر نامرد ہو جاؤ گے اور جاتی رہیگی تمھاری باؤ

وَاصْبِرُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ۝

اور ٹھہرے رہو اللہ ساتھ ہے ٹھہرنے والون کے

اس آیت مین اللہ تعالیٰ نے مومنین کو جہاد کے آداب اور طریقۂ شجاعت تعلیم فرمائی بقولہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوا لقاء بمعنی ملنا و لیکن غالب استعمال اس کا لڑائی کے بھڑنے پر ہو گیا ہے فئۃ بمعنی جماعت اور اُس کے لفظ سے اُسکا مفرد نہین آیا ہے اور جمع اُسکی فئات ہے اور مراد یہان جماعت کافرہ ہے۔ المعنی اے ایمان والو جب بھڑ جاؤ تم لڑائی مین کسی کافر گروہ سے تو ثابت قدم رہو۔ صحیحین مین عبداللہ بن ابی اوفی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم بعض غزوات مین جنمین دشمن سے مقابلہ ہوا منتظر رہے یہانتک کہ جب آفتاب ڈھل گیا تو کھڑے ہو کر فرمایا کہ اے لوگو دشمن سے بھڑنے کی تمنا مت کرو اور اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو لیکن جب تم اُن سے بھڑ جاؤ تو صبر کے ساتھ ثابت قدم رہو اور جان رکھو کہ جنت انھین تلوارون کے سایہ تلے ہے پھر کھڑے ہو کر دعا مانگی۔ اللّٰھم منزل الکتاب ومجری السحاب وہازم الاحزاب اھزمھم وانصرنا علیھم۔ اور عبداللہ بن عمرو کی روایت مین ہے کہ صبر کے ساتھ ثابت رہو اور اللہ تعالیٰ کو یاد کرو پھر اگر کافر لوگ چیخین چلاوین تو بھی تم خاموش رہو۔ رواہ عبدالرزاق۔ اور یہی اللہ تعالےٰ نے حکم کیا کہ۔ وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا اور یاد کرو اللہ تعالیٰ کو بہت یعنی اُس سے فتح کی دعا مانگو۔ زید بن ارقم سے مرفوع روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کو تین جگہ خاموشی پسند ہے ایک تلاوت قرآن کے وقت دوسرے جہاد مین صفین ملجانے کے وقت اور تیسرے جنازہ کے

Marfat.com

الطبرانی اور دوسری حدیث مرفوع مین ہی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا پورا بندہ وہ ہی جو جہاد مین بھڑ جانے کے وقت مجھے یاد کرے یعنی یاد و مجھ سے دعا و استغاثہ سے یہ حالت اُس کو باز نہ رکھے۔ قتادہ و عطا رح سے روایت ہے کہ لڑائی کے وقت ذکر واجب ہی۔ ابن جریح نے کہا کہ مین نے عطا رسے پوچھا کہ جہر سے یاد کرین فرمایا کہ ہان۔ کعب احبار سے روایت ہے کہ نماز و قتال کے وقت یاد آلہی بہتر ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا واذکروا اللہ کثیرا۔ **لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ** شاید تم فوز عظیم حاصل کرو اور ملجاوے کہ اسمین ہر حالت مین ثابت قدمی کا حکم ہے اور اس سے نکلتا ہی کہ قولہ تعالیٰ الا متحرفا لقتال او متحیزا الی فئة منسوخ ہی یعنی کسی حال مین پیٹھ پھیرنا جائز نہین ہی تو جواب دیا گیا کہ منسوخ نہین ہی بلکہ ثبات سے کوشش کیساتھ لڑنا مراد ہی بلکہ گویا یہ مقصود بدون تحرف و تحیز کے حاصل نہین ہو سکتا فافہم۔ وقال البیضاوی اسمین تنبیہ ہے کہ بندے کو کسی حال مین یاد آلہی سے غافل نہونا چاہیئے بلکہ سختیون و شدتون کے وقت تمام دل سے فارغ البال ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو اور اُسی کے لطف پر بھروسا کرے کہ وہ کسی حال مین اُس سے جدا نہین ہے اور حرف لعل مین اشارہ کیا کہ باوجود ایسے افعال کے اللہ تعالیٰ پر کوئی امر واجب نہین ہے لہذا عاجزی کے ساتھ نصرت و فتح کے اُمیدوار رہین اور اپنے افعال سے نظر اُٹھا کر اُسی کے افضال پر نظر رکھین۔ **وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ** اور اطاعت کرو اللہ تعالیٰ و اُس کے رسول کی ہر حکم مین۔ **وَلَا تَنَازَعُوْا** اور جھگڑا مت کرو جیسے تم نے بدر مین پہلے مختلف ائین کہا تھا یعنی آپس مین اختلاف مت کرو۔ **فَتَفْشَلُوْا** کہ تم نامردے ہو جاؤ۔ **وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ** اور تمھاری قوت و دولت جاتی رہے۔ ایک قرأت مین تذہب بجزم ہے اور ظاہر یہ ہے کہ تفشلوا جواب نہی ہے۔ ریح جو ہوا کے معنی مین ہے یہان دولت و قوت کیواسطے استعارہ ہے کیونکہ احکام دولت ایسے جاری و نافذ ہوتے ہین جیسے ہوا چلتی و نفوذ کرتی ہی۔ قتادہ و ابن زید رح کے قول مین استعارہ نہین بلکہ حقیقت مراد ہی کیونکہ نصرت ہمیشہ ایک ہوا سے ہوتی ہی چنانچہ حدیث مین ہے کہ نصرت بالصبا و اہلکت عاد بالدبور یعنی مجھے صبا سے فتح دیگئی اور دبور سے قوم عاد ہلاک کی گئی۔ نعمان ابن مقرن رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ مین رسول صلعم کے ساتھ جہاد مین حاضر ہوا ہون[1] پس جب آپ چڑھتے[2] دن مین قتال نہین کرتے تو ٹھہر جاتے تھے یہانتک کہ آفتاب ڈھل جاوے اور ہوا چلنے لگے اور نصرت نازل ہو۔ رواہ ابوداؤد۔ حاصل آنکہ جھگڑے و اختلاف سے جو بزدلی کی نشانی ہے بچو۔ **وَاصْبِرُوْا** اور صبر کرو دشمن سے بھڑ جانے کے وقت اور ہزیمت نہ اُٹھاؤ۔ **اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ** یعنی اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت صابرون کے ساتھ ہی اور یہی اللہ کے ساتھ ہونیکے معنی ہین بالجملہ اس آیت مین مومنون کو صبر و ثابت قدمی کا دپورے اعتقاد و یقین سے اللہ تعالیٰ پر بھروسا کرنے کا حکم دیا اور اس کو ان نیک لوگون نے اچھی طرح مانا قال ابن کثیر صحابہ رضی اللہ عنہم کو اللہ تعالیٰ و اسکے رسول کے حکم ماننے مین اور جانبازی مین جو ہدایت حاصل تھی وہ اگلی اُمتون مین سے کسی کو حاصل نہوئی اور نہ اُن کے بعد والون مین کسی کو حاصل ہو سکتی ہے کیونکہ اُن کی آنکھون نے حضرت سید المرسلین صلعم کو اپنی آنکھون سے دیکھا پس اُن کی ارواح و قلوب کو جو نور و شرف حاصل ہوا وہ نہ کبھی ممکن تھا اور نہ کبھی ممکن ہوگا۔ لہذا انھون نے روم و فارس و ترک و سقلاب و بربر و حبش و سودان و قبط وغیرہ تمام جہان کے لشکرون کو تھوڑے دنون مین باوجود اپنی قلت کے مقہور کر لیا یہانتک کہ کلمہ آلہی بلند اور اُس کا دین تمام دینون پر مشرق و مغرب مین ظاہر ہو گیا اور ظلم و بد خصلتین مٹ کر عدل و انصاف دنیا مین پھیل گیا۔ رضی اللہ عنہم اجمعین ف۔ فی العرائس قولہ تعالیٰ واصبروا ان اللہ مع الصابرین۔ صبر کا پہلا مرتبہ تو یہ ہوتا ہے کہ آدمی زبردستی اپنے نفس کو ثابت قدم رکھتا ہی اور یہی تکلف سے شرع پر قائم رہنے کا مقام ہی پھر جب صبر تحقیقی حاصل

[1] مشرقی
[2] مغربی

Marfat.com

ہوا تو وہ مقام تشریف ہی پس اول تو مجاہدہ ہے اور دوم مشاہدہ ہی یعنی سوزش شوق مین ثابت قدم رہنا [illegible]
بھی نیک بندون کی طرف اشتیاق ہے اور نیز اشارہ ہے کہ بلائے محبت مین صبر کرو اور اس بلا کو اچھی چیز سمجھو تاکہ [illegible]
کرو کیونکہ صابرین پر مقام صبر مین تجلی ہے اور نیز میرے ساتھ صبر کرو کیونکہ صبر کو میرا ساتھ حاصل ہے پس تمھاری مراد [illegible]
اور نفس و شیطان پر فتحمندی پاؤ گے۔ واسطی (محمد بن موسیٰ) سے پوچھا گیا کہ صبر کی کیا ماہیت ہی فرمایا کہ محنت سے پہلے محبت کی جادر [illegible]
جب محبت کے ساتھ محنت ملی تو اس کو بلا مشقت اٹھالیگا۔ پس صابرون کے ساتھ اللہ عزوجل کی معیت ہے یہی معنی ہین [illegible]

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ خَرَجُوا مِن دِيَارِهِم بَطَرًا وَرِئَاءَ النَّاسِ وَيَصُدُّونَ

اور مت ہو جیسے وہ لوگ کہ نکلے اپنے گھرون سے اتراتے اور لوگون کو دکھاتے اور روکتے

عَن سَبِيلِ اللَّهِ ۚ وَاللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ

اللہ کی راہ سے اور اللہ کے قابو مین ہی جو کرتے ہین

اللہ تعالیٰ نے مومنون کو قتال و ذکر الٰہی کی وصیت کے بعد مشرکون کے ساتھ مشابہت کرنے سے منع فرمایا۔ بقولہ۔ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ خَرَجُوا مِن دِيَارِهِم بَطَرًا وَرِئَاءَ النَّاسِ اور مومنو تم ان لوگون کے مانند مت ہونا جو اپنے [illegible] نکلے واسطے بطر و ریا کے۔ ابن عباس و مجاہد و قتادہ و سدی و ضحاک وغیرہم مفسرین نے فرمایا کہ الذین خرجوا۔ سے قریش مراد ہین جو بدر کو آنحضرت صلعم سے لڑنے کو نکلے تھے۔ قال الزجاج نعمت مین حد سے باہر ہو جانے اور شکر چھوڑنے اور نعمت کو ناپسندیدہ امور کا وسیلہ بنانے کو بطر کہتے ہین اور قبیح بات چھپا کر ظاہر مین اچھی بات دکھلانے کو ریا کہتے ہین۔ وقال ابن کثیر بطر یعنی حق کو دفع کرنا اور ریاء الناس یعنی فخر و تکبر کرنا۔ اگر کہا جاوے کہ قریش والے اپنا قافلۂ تجارت بچانے کو نکلے تھے۔ بطر و ریا کے واسطے نکلنا کیونکر فرمایا جواب یہ ہے کہ باعتبار انجام کار کے ہے چنانچہ مفسر نے کہا کہ اے لاتکونوا کالذین خرجوا من دیارہم لیمنعوا عیرہم فلم یرجعوا بعد نجاتہا بطرًا و رئاء الناس۔ یعنی تم ایسے لوگون کے مانند مت ہونا جو اپنے دیار سے اپنا قافلۂ تجارت بچانے کو نکلے تھے مگر قافلہ بچ جانے کے بعد بطر و ریا کی وجہ سے واپس نہ گئے۔ محمد بن اسحاق نے ذکر فرمایا کہ رسول اللہ صلعم اسی رخ پر سیدھے چلے گئے یہانتک کہ جب مقام صفرا پر پہونچے تو بسبس بن عمرو اور عدی بن ابی الزغبا کو ابوسفیان کی خبر کے لئے جاسوس بھیجا وہ چلکر بدر کے پانی پر آئے اور اتر کر تالاب سے مشک بھر کر روانہ ہوتے تھے کہ انھون نے دو باندیون کو باتین کرتے سنا جو آپس مین جھگڑ رہی تھین اور مجدی بن عمرو نے دونون کے درمیان مین فیصلہ کر دیا۔ پس دونون جاسوس روانہ ہوئے اور حضرت صلعم کو خبر دار کیا اور ادھر ابوسفیان نے مجدی بن عمرو سے کہا کہ اس تالاب پر تو نے کسی ایسے آدمی کو نہین دیکھا جس سے تو انکار کرے اسنے کہا کہ نہین ولیکن دو مسافر اسمین سے پانی بھر لیگئے پھر ابوسفیان نے آکر اونٹون کی مینگنیان توڑین اور کہا کہ واللہ اسمین تو مدینہ کی گٹھلیان جارہے اور جلد جا کر قافلہ لیکر تین میل ساحل سمندر کی طرف ہو رہا اور اسنے قریش کو کہلا بھیجا کہ تمھارا قافلہ بچ گیا اب تم پھر جاؤ پس اخنس بن شریق بنی زہرہ کو لیکر پھر گیا اور ابوجہل ملعون نے کہا کہ واللہ ہم نہین لوٹین گے یہان تک کہ بدر کے تالاب پر جا کر اور تین دن مقیم رہین اور اونٹون کو ذبح کرین اور کباب و شراب اڑاوین اور ناچ گانا سنین اور تمام عرب مین ہماری خبر مشہور ہو اور اس کے بعد سب کے سب ہم سے ہیبت کیا کرین۔ اور محمد بن اسحاق نے عروہ بن الزبیر سے روایت کی کہ آنحضرت صلعم

Marfat.com

...زمعہ دیبہ ہوکر علی ابن ابی طالب وسعد بن ابی وقاص وزبیر بن العوام کو مع چند اور لوگون کے جاسوس بھیجا اُنھون نے سعید
بن العاص وعجاج کی اولاد کے غلامون کو پکڑا اور لائے تو آنحضرت صلعم نماز مین تھے پس لوگون نے اُن سے پوچھا تو وہ بولے کہ ہم
قریش کے غلام ہین ان کے لئے پانی لینے آئے تھے پس صحابہ رضی اللہ عنہ نے ان کی خبر کو مکروہ جان کر مارا حتی کہ اُنھون نے کہا کہ ہم ابوسفیان
کے قافلہ کے ہین توان کو چھوڑا پس حضرت صلعم نے نماز سے سلام پھیر کر فرمایا کہ اے لوگو جب تم سے یہ سچ بولے تو تم نے مارا اور جب
جھوٹ بولے تو تم نے چھوڑا واللہ یہ لوگ قریش کے ساتھ ہین۔ تم دونون قریش کی خبر سے مجھے آگاہ کرو وہ بولے کہ وہ اس
ٹیلہ عقنقل کے اُدھر ہین جو آپ عدوۃ القصوی پر دیکھتے ہین پھر اُن سے تعداد پوچھی اور قریش کے سردار سب پوچھے پھر حضرت
صلعم نے فرمایا کہ اے لوگو مکہ نے اپنے جگر کے ٹکڑے سب تمھاری طرف پھینکدیئے ہین۔ محمد بن اسحاق نے کہا کہ صبح کو قریش والے
روانہ ہوکر آگے بڑھے جب حضرت صلعم نے عقنقل کے پیچھے سے ان کو آتے دیکھا تو دعا مانگی کہ اے میرے پروردگار تو دیکھتا ہے کہ یہ
قریش والے اتراتے وفخر وتکبر کرتے چلے آتے ہین تیرے رسول کو جھٹلاتے اور لڑتے ہین اے میرے پروردگار توان کو کل کے روز
ہلاک کردے۔ حاصل آنکہ بطرا ورئاء الناس مفعول لہ فعل محذوف کا ہے اے فلم یرجعوا بطراً۔ جیساکہ ابوجہل کا قول مذکور ہوا اور
فخر وخیلاء اُن کا اول مین اور بروقت مواجہہ کے ظاہر ہوچکا۔ وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ بیضاوی رح نے کہا کہ
احرابا ۱۲
بطراً پر عطف ہے اگر وہ مصدر بجائے حال کے ہوا ے باطرین الخ اور اگر مفعول لہ ہو تو بھی اسی پر عطف ہے لیکن بتقدیر آن تاکہ مصدر کی
تاویل مین ہوکر اسم پر اسم کا عطف ہو۔ المعنی اور لوگون کو راہ حق سے روکتے ہین۔ وَاللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ اور اللہ تعالیٰ
کا علم اُن کے اعمال کو محیط ہے۔ ایک قرأۃ مین تعملون بتاء فوقانیہ ہے۔ حاصل آنکہ اللہ تعالیٰ اُن کے اعمال کو خوب جانتا
ہے اُن کو اُن کے موافق جزا دیگا لہذا بدتر بدلا اُن کو ملا کہ بدر پر پہونچکر اُنھون نے شراب موت کے گھونٹ پیئے اور رونیوالیون
کا راگ سُنا اور عذاب ابدی کے کباب چکھے اور عرب مین مشہور ہوگیا کہ قتل وگرفتار وخوار ہوکر واپس ہوئے۔ قال البیضاوی رح
مومنون کو منع کردیا کہ وے اُن کی طرح بطر کرنے والے وریاکار نہ بنین اور اخلاص وتقوی اختیار کرین کیونکہ جس چیز سے ممانعت
ہو تو اس کے ضد کا حکم ہوتا ہے ف۔ فی العرائس قولہ تعالیٰ ولاتکونوا کالذین خرجوا من دیارہم الخ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء
کو منع فرمایا کہ ایسے ریاکارون کی مشابہت نہ رکھین جو اپنے گھرون اور زاویۂ عبادت سے رنگے کپڑے مکاری کی وضع بنائے
ہوئے نکلتے ہین اور صاحب دولت ظالمون کے نزدیک جو خیر وشر مین تمیز نہین رکھتے ہین اپنی آبرو بڑھانے پر اتراتے ہین اور مریدون
کو اہل اللہ کے پاس سے بہکا کر اپنی طرف لیجاتے ہین تاکہ اپنی مکاری کے بازار گرم کرین اور اس نفاق کو خوب رواج دین اور خلق کی
نظرون مین اپنے برائی ظاہر کرین اللہ تعالیٰ اُن کو قہر کے جنگل مین تباہ کرے پھر اُن کا حال بیان کیا کہ شیطان اُن کی نظرون مین
اُن کے بداعمالون کی زینت دکھلاتا ہے بقولہ

وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ

اور جسوقت سنوارنے لگا شیطان اُن کی نظر مین اُنکے کام اور بولا کوئی غالب نہ ہوگا تم پر آج کے دن لوگون مین سے

وَاِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ ج فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَقَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ

اور مین رفیق ہون تمھارا۔ پھر جب سامنے ہوئین دو فوجین اولٹا پھرا اپنی ایڑیون پر اور بولا مین تمھارے ساتھ نہین

ع ۸ ۵ مِنكُم اِنِّيٓ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّيٓ اَخَافُ اللّٰهَ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ
مین دیکھتا ہون جو تم نہین دیکھتے مین ڈرتا ہون اللہ سے اور اللہ کا عذاب سخت ہے
وَاِذْ۔ واذکر اذ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ اور یاد کر جسوقت کہ مزین کیا اُن کے لیے شیطان لعین نے
اعمال کو بایں طور کہ مسلمانون سے لڑنے پر اُن کو شجاعت دلائی حالانکہ نکلتے وقت قبیلہ کنانہ مین سے بنی بکر بن وائل سے خوف
تھا۔ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ اور کہا کہ آج کے روز لوگون مین سے کوئی غالب
نہین ہے اور مین تمھارا حافظ ہون یعنی بنی بکر سے تمھارے پیچھے تمھارے اہل وعیال کی حفاظت کا ضامن ہون۔ علمائے تفسیر کے یہان
دو قول ہین اول آنکہ شیطان کا زینت دینا بطریق وسوسہ تھا اور قول مذکور بھی اسی طور سے تھا۔ قال البیضاوی رح معنی یہ ہین کہ
شیطان نے اُن کے دلون مین یہ وسوسہ وخیال ڈالدیا کہ آج تم ہرگز مغلوب نہین ہو سکتے کیونکہ تمھاری تعداد وسامان بہت کثیر ہے
اور نیز ان کے وہم مین ڈالا کہ یہ اُمور بت پرستی وغیرہ جن مین وے شیطان کی اتباع کرتے تھے اُن کے واسطے مجیر یعنی حافظ ہین وقال
المترجم اس تقدیر پر قول مجاز ہوگا یعنی اُن کے دلون مین وسوسہ ڈالا کہ ایسے بھلے کام جو تم کرتے ہو یہی تمھارے حافظ ہین
اور علی ہذا کچھ بنی بکر بن وائل کے خوف سے حفاظت مخصوص نہین بلکہ علی الاطلاق ہے۔ قول دوم جو صحیح ہے وہ یہ ہے کہ شیطان نے
یہ قول اُن سے بطور تحقیق کہا تھا اور بات یہ ہوئی کہ وہ سراقہ بن مالک بن جعشم کی صورت مین جو بنی مدلج کا سردار اور کنانہ مین سے شخص
تھا ظاہر ہوا اور مشرکون سے کہا کہ آج تم پر کوئی غالب نہین ہو سکتا اور مین اپنی جماعت سے تمھارے ساتھ ہون اور مین پیچھے سے
تمھارا مجیر ہون پس قریش جلد روانہ ہوئے اور قریش ہر منزل مین اس کو سراقہ ہی سمجھتے تھے۔ فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ
نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ جب دونون گروہ یعنی فرقہ کافرہ وفرقہ مسلمہ باہم ایک دوسرے کے سامنے ہوگئے یعنی دونون
گروہ صف باندھکر ملاقی ہوئے تو ابلیس نے ملائکہ کو دیکھا اور اسوقت ابلیس بصورت سراقہ بن مالک کے حارث بن ہشام کے ہاتھ
مین ہاتھ دیئے کھڑا تھا۔ جبریل علیہ السلام ابلیس ملعون کی طرف بڑھے تو اُس نے حارث کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھٹایا اور جب
حارث نے کہا کہ اے سراقہ ایسی حالت مین تو ہم کو کہان چھوڑتا ہے اُس نے ایک نہ مانی اور دونگا مستی مین حارث کی چھاتی پر ایک
دھکا مارکر مع ساتھیون کے بھاگا وَقَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكُمْ اور یہ بکتا تھا کہ مین تم سے بری ہون مجھ سے تم سے کوئی لگاؤ نہین
ہے مین تمھارا ساتھی نہین ہون اِنِّيْٓ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ مین وہ چیز دیکھتا ہون جو تم نہین دیکھتے ہو۔ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ
اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہون۔ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ اور اللہ تعالیٰ سخت عذاب کرنے والا ہے۔ ابلیس کو یہ خوف
کہ مین بھی مارا جاؤن گا پس اُسنے اپنی جان کے خوف سے یہ بات کہی اور صفات الٰہی سے ڈرا اور یہ خوف اسکو ایمانی خوف
نہ تھا چنانچہ قتادہ رح نے کہا کہ واللہ وہ جھوٹ بولا اس کو خوف الٰہی نہ تھا ولیکن جان کے خوف سے اُس نے دیکھا کہ مجھے ملائکہ
لڑنے کی قوت نہین ہے تو یہ بات کہی۔ یعنی یہ جو اُس نے کہا کہ مین اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہون اسکے یہ معنی ہین کہ وہ اپنی جان مارے
جانے کی وجہ سے ڈرا حالانکہ اللہ تعالیٰ شدید العقاب ہے پس یہ تو سچ بولا ولیکن خوف ایمانی اس کو نہ تھا اور ابن عباس رض
روایت ہے کہ حارث کے سینے مین دھکا مارکر اسکو گرا کر ایسا بھاگا کہ دکھلائی نہ دیا اور سمندر مین جاگرا اور دعا مانگی یا
پروردگار اپنا وعدہ پورا کردے جو تونے مجھے دیا ہے۔ رواہ الواقدی۔ اور طبرانی نے رفاعہ بن رافع سے اسکے مانند روایت کیا۔

Marfat.com

حال ہے کما قال تعالیٰ یعدہم ویمنیہم وما یعدہم الشیطان الا غرورا۔ پہلے اپنی پیروی کرنے والون کو غرور مین ڈالتا ہے پھر الگ ہو جاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے روز قیامت مین شیطان کا حال نقل فرمایا وقال الشیطان لما قضی الامر ان اللہ وعدکم وعد الحق ووعدتکم فاخلفتکم وما کان لی علیکم من سلطان الا ان دعوتکم فاستجبتم لی فلا تلوموني ولوموا انفسکم الآیۃ۔ اور امام مالک رح نے عبید اللہ بن کریز سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ شیطان نے کوئی روز ایسا نہ دیکھا جسمین وہ بہت ذلیل وحقیر واندوہگین ہو جیسا کہ روز عرفہ مین دیکھا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت وعفو گناہ کا نزول بکثرت دیکھتا ہے سوائے روز بدر کے کہ وہ دن اُسنے عرفہ سے زیادہ سخت دیکھا الحدیث مرسل۔ بالجملہ جعلی سراقہ یعنی ابلیس تو ہاتھ چھوڑا کر بھاگا اور ابوجہل نے نکلکر لوگون کو آمادہ کیا کہ تم لوگ سراقہ کے بھاگنے سے بیدل مت ہو۔ وہ در پردہ محمدؐ سے ملا ہوا تھا۔ اور ہم لوگ قسم ہے لات وعزیٰ کی کہ واپس نہ ہونگے یہان تک کہ سب کو رسیون مین باندھ لے جاوین اور ان کی شرارت کا مزہ چکھاوین۔ پس اُن کو بہت قتل نہ کرنا بلکہ باندھ لینا۔ اور لوگ لڑائی مین پڑے اور لڑائی گرم ہوئی کہ آنحضرت صلعم نے ریگ وکنکریان ایک مٹھی لیکر کافرون کو مارین اور فرمایا کہ شاہت الوجوہ۔ یہ چہرے خوار ہون۔ ادھر آپ کا مارنا تھا کہ کافرون کے منہ وناک وآنکھون مین ریگ وکنکریان بھر گئین۔ اور وہ تلملاتے آنکھین ملتے ہوئے بھاگے اور اصحاب رسول اللہ صلعم نے حملہ کر کے ان کو قتل وگرفتار کیا اور بھاگے ہوئے قریش اپنے بڈھے سرداروں کو کھو کر ذلیل وخوار مکہ مین یہ بکتے ہوئے پہونچے کہ سراقہ بن مالک نے ہم لوگون کو شکست دلوائی یہ خبر اصلی سراقہ بن مالک کو پہونچی تو وہ بہت غصہ ہوا اور کہنے لگا کہ واللہ مجھے تمہارے جانے کا حال بھی معلوم نہین ہوا یہان تک کہ جب تم شکست کھا کر آئے ہو تو تمہاری شکست کی خبر البتہ مجھے پہونچی ہے۔ پھر جب قریش والے اسلام لائے اور پردہ جہالت سے نکلے ہین تب ان کو یقین ہوا کہ سراقہ نہین تھا بلکہ ہم لوگ شیطان کے متبع تھے۔ یہ قصہ بہت تفصیل کے ساتھ کتب السیر مین مذکور ہے اور اصل قصہ مختصر جیسا کہ تفسیر مین ذکر ہوا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ وایک جماعت صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم سے صحیح اسانید کے ساتھ مروی ہے اور صدق نبوت واسلام کیواسطے دلیل کامل ہے کیونکہ جو امر کھلم کھلا قرآن مجید مین اور مشہور احادیث مین آیا اسمین ذرا بھی شک نہین ہو سکتا ورنہ اہل عرب پہلے ویہودی ونصرانی وغیرہ تمام جہان کے لوگ باوجود عناد کے جھوٹ ہونے کا اشتہار دیدیتے اور کیونکر جھوٹ بات اسطرح مسلم ہو سکتی ہے پس مومنین کا سلف سے اسوقت تک اجماع ہے۔ ہان اس زمانہ مین بعضے ملحد البتہ اسلام کے پردے مین انکار کرتے ہین اللہ تعالیٰ اُن کے شر وفتنہ سے اہل اسلام کو محفوظ رکھے۔ اگر کہا جاوے کہ ابلیس کو یہ قدرت کہان سے حاصل ہوئی کہ بشر کی صورت بنجاوے اور جب بنا تو شیطان کیون کہلایا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُس کو یہ قدرت دیدی ہے اور ایسی قوت عطا فرمائی ہے جیسے ملائکہ کو بھی ایسی قوت وقدرت دیدی ہے کیا یہ نہین دیکھتے کہ موم کو اپنے ہاتھ سے مختلف صورتون پر بنا لیتے ہو پس اگر اسمین جان وقوت خود ہوتی کہ مختلف شکلون پہ ہو جاتا تو کچھ بعید نہوتا ایسا ہی یہان کچھ بھی استبعاد نہین ہے ف۔ فی العرائس قولہ تعالیٰ واذ زین لہم الشیطان اعمالہم۔ انکے بُرے اعمال کو رجا کر ان کی نظر مین اچھے پیرایہ سے دکھلاتا ہے اور وے فریب مین پڑجاتے ومغرور ہو جاتے ہین بعض نے کہا کہ کافرون کی نظر مین جیسے اعمال قبیح کو رجاتا ہے ایسے ہی خفیہ فتنہ یہ ہے کہ اہل طاعت کی نظر مین ان کے طاعات رجاتا ہے کہ تم بڑے عابد وا چھی عبادت والے ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ نے جو ان پر توفیق واستطاعت وغیرہ کا سرتاسر انعام کیا اسکو نہین دیکھتے پس اپنے طاعات برباد کرتے ہین۔ استاد رح نے فرمایا کہ شیطان جب انسان کے واسطے اپنے وسوسہ سے کوئی امر زینت دیتا ہے اور نفس اسکو کوئی بات اپنے

فریب سے خوبصورت کر دکھلاتا ہے تو اہل غفلت کی نظر باطنی راہ صواب دیکھنے سے اندھی ہو جاتی ہے پس یہ غافل آدمی بھی [illegible]
ہمنشین ہو جاتا ہے اور سابق تقدیر و مکر قدیم ایسی راہ سے اسکو پہونچتا ہے کہ اپنے زعم و طاقت سے اسکو دفع کی مجال نہیں [illegible]
اور اگر اللہ تعالیٰ سے بروقت یاد کے ساتھ مدد چاہتا تو اُمید تھی کہ ہلاک نہ ہوتا مگر غفلت کی بلا سے [illegible]
شیطان نہ اُس سے اپنا وعدہ وفا کرتا ہے اور نہ نفس اُس کی تمنا پوری کرتا ہے چنانچہ اہل کفر کا قصہ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے [illegible]
کہ عبرت حاصل کریں بقولہ فلما ترأت الفئتان نکص علی عقبیه وقال انی بری منکم انی اری مالا ترون۔ حاصل آنکہ ان کو غفلت [illegible]
اس میدان بدر مین ہلاک کیا۔ اور غلبہ کا وعدہ وہ بیچارہ کیا پورا کر سکتا۔ اور خود اُن سے بری ہو کر چلا گیا۔ اسمین اشارت ہے کہ [illegible]
کے حق مین شیطان کچھ امیدین وخیال باطل لاکر ورطۂ غفلت مین ڈالتا ہے تاکہ محبت دنیا و ہوس مین غافل ہو کر [illegible]
سے محجوب ہو جاوین اور کرامات و آیات کچھ نہ پاوین پھر اگر مرید پر رحمت الٰہی ہوئی اور اُس کی ارادت صادقہ ہے تو دشمن شیطان [illegible]
پاؤن ہاتھ ملتا بھاگ کھڑا ہوتا ہے اور مرید بدون شیطانی وسواس کے مشاہدۂ جمال مین سرفراز رہتا ہے اور اگر تقدیر مین شقاوت [illegible]
ہے تو امتحان مین شیطان کے برائے نام عداوت ہے۔ مرید خالص کے مقابلہ مین شیطان کا نفس سے یہی کلام ہے کہ مین عجائب [illegible]
ملکوت دیکھکر خوف کرتا ہون کہ اسی مجاہدہ مین اسیر نہو جاؤن۔ اور نیز اسمین اشارت سے ثبوت ہے کہ ولی کے نفس کو شیطان [illegible]
دلاتا ہے کہ شہوات کے ساتھ اسپر غالب آویگا پھر جب دیکھا کہ وہ اپنے پروردگار سے ہردم استعانت مانگتا ہے اور انفاس محبت
کے تیر ہردم شیطان و نفس کو جلائے دیتے ہین تو خود چھوڑ بھاگتا اور نفس کو اُس کے پنجہ مین ضیق و مجاہدہ کے ساتھ مقید چھوڑ جاتا ہے [illegible]
کہ اس آیت مین حق تعالیٰ نے آگاہ فرمادیا ہے کہ احکام و ملکوت جو اس عالم مین ظاہر ہوتے ہین ان مین سے جس قدر شیطان کو نظر آتے
ہین آدمی ان کو نہین دیکھ سکتا۔ اور بات یہ ہے کہ اُس نے اس عالم سے پہلے عجائب ملکوت دیکھے ہین اور مومنین کے انوار بھی
اس کو اللہ تعالیٰ دکھلاتا ہے تاکہ حسرت و لعنت مین خوار ہو اور قولہ انی اخاف اللہ۔ اس کے معنی یہ ہین کہ مین اللہ تعالیٰ کے عذاب
سے خوفناک ہون اور یہ بات اس نے ایسے وقت کہی جب عذاب الٰہی آنکھون دیکھ لیا پس اسکو کچھ نافع نہین ہے۔ مترجم
کہتا ہے کہ یہان یہ سوال تھا کہ شیطان جب اللہ تعالیٰ سے خائف ہوا تو یہ ایمان ہے پس شیخ نے جواب دیا کہ ایمان تو تصدیق [illegible]
ہے اور آنکھون دیکھنے کے بعد ماننا کچھ ایمان نہین چنانچہ ہر کافر مرتے دم اسلام کی حقیقت دیکھ لیتا ہے مگر کچھ فائدہ نہین ہوتا اور
یہی ایمان الباس کہلاتا ہے ایسے ہی شیطان نے عذاب دیکھکر یہ اقرار کیا تو کیا فائدہ ہے پھر لکھا کہ اگر شیطان مین خوف الٰہی کا تحقق
یعنی خوف ایمانی ہوتا تو ایک دم بھی وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرتا۔ واسطی رحمۃ اللہ نے کہا کہ گناہون کا چھوڑنا کئی طرح
پر ہوتا ہے ازانجملہ یہ ہے کہ حضرت حق سبحانہٗ تعالیٰ سے حیا کرکے چھوڑا جیسے حضرت یوسف علیہ السلام نے زلیخا کے لوث سے [illegible]
پاک رکھا اور ازانجملہ یہ ہے کہ خوف عذاب سے چھوڑا جیسے شیطان نے بخوف ہلاک اس مقام پر کفار کا ساتھ [illegible]
پھر اللہ تعالےٰ نے حضرت حق سبحانہ تعالےٰ پر توکل چھوڑنے والون اور اپنی قوت و اسباب ظاہری پر اعتماد
رکھنے والون کا حال فرمایا بقولہ۔

اِذْ يَقُولُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ غَرَّ هٰٓؤُلَآءِ دِيْنُهُمْ

جب کہنے لگے منافق اور وہ لوگ اور جن کے دلون مین آزار ہے یہ لوگ مغرور ہین اپنے دین پر

عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ○

اللہ پر تو اللہ زبردست ہے حکمت والا

يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ یہان سے ابتدا ے کلام ہے منافقین سے وہ لوگ مراد ہین جو اسلام ظاہر کرتے اور کفر دل مین
رکھتے تھے۔ اور یہ اہل مدینہ مین سے بعض لوگ تھے اور معنی یہ کہ یاد کر جسوقت کہ کہتے تھے منافق لوگ۔ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ
مَّرَضٌ۔ اور وہ لوگ جنکے دلون مین مرض تھا غَرَّ هٰۤؤُلَآءِ دِيْنُهُمْ مغرور کیا ہے ان مسلمانون کو اُن کے دین نے
مرض سے یا تو مرض شرک مراد ہے جیساکہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے یا مرض نفاق مراد ہے پس عطف تفسیری ہوگا۔
علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رضؓ سے روایت کی کہ جب بدر کے روز لشکر اسلام و لشکر کفر باہم نزدیک ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے مشرکون
کی آنکھون مین مسلمانون کو قلیل دکھلایا اور اس کے برعکس بھی مسلمانون کی آنکھون مین مشرکون کو قلیل دکھلایا۔ تو بعض مشرکون
نے کہا کہ ان لوگون کو ان کے دین نے غرہ مین ڈالا ہے کیونکہ اپنی نظر مین بہت قلیل کچھ دیکھکر شک نہین کرتے تھے کہ عنقریب
یہ لوگ شکست کھاکر خوار ہون گے۔ ابن جریج نے کہا کہ ایسا کہنے والے مکہ کے بعض منافق تھے جنھون نے زبان سے کلمہ
پڑھا تھا اور بدر کے روز مشرکین کے ساتھ آئے تھے جب مسلمانون کی قلت دیکھی تو کہنے لگے کہ ان کے دین نے ان کو مغرور کیا ہے
ایسا ہی عامر شعبی و مجاہد رح و معمر و محمد ابن اسحٰق رح سے مروی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگون کے جواب مین فرمایا وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ
عَلَى اللّٰهِ۔ اے من یثق بہ یغلب۔ اور جو اللہ تعالیٰ پر بھروسا کرتا ہے وہی غالب ہوتا ہے جزائے شرط محذوف ہے بقرینہ قولہ
فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ یہ جملہ جزائے محذوف کی تعلیل ہے یعنی وہی غالب ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے امر کے نافذ کرنے مین
غالب ہے کوئی چیز اسکو مانع نہین ہوسکتی اور اپنے کام مین حکمت والا ہے پس جو اُسپر توکل کرے وہ مستحق نصرت ہے اور جو نافرمانی کرے وہ لائق
عذاب و خواری ہے اسمین تنبیہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جس کام کا حکم ہو بندہ اُسمین اپنی رائے نہ لگاوے بلکہ اللہ تعالیٰ پر بھروسا کرکے اُسکی تعمیل مین مشغول
ہوجاوے جب اللہ تعالیٰ نے ان کافرون کا حال حیات بیان فرمایا تو موت کے بعد جو عذاب اُن کو پہونچے گا اُس کی تشریح فرمائی بقولہ تعالیٰ۔

وَلَوْ تَرٰۤى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ

اور کبھی تو دیکھے جسوقت جان لیتے ہین کافرون کے فرشتے مارتے ہین اُن کے منھ پر اور پیچھے

وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ○ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ

چکھو عذاب جلنے کا یہ بدلا ہے اُسی کا جو تم نے بھیجا اپنے ہاتھون اور اسواسطے کہ اللہ ظلم نہین کرتا

لِّلْعَبِيْدِ○ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاَخَذَهُمُ

بندون پر جیسے دستور فرعون والون کا اور جو اُن سے پہلے تھے منکر ہوئے اللہ کی باتون سے سو پکڑا اُن کو

اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ○ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا

اللہ نے اُن کے گناہون پر اللہ زور آور ہے سخت عذاب کرنے والا یہ اسپر کہا کہ اللہ بدلنے والا نہین

نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ○ ۙ كَدَاْبِ

نعمت کا جو دی تھی ایک قوم کو جبتک کہ وہ نہ بدلین اپنے جیون کی بات اور اللہ سنتا ہے جانتا جیسے دستور

Marfat.com

[illegible] بِذُنُوْبِهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فِرْعَوْنَ اٰلِ

[illegible] انکے گناہون پر سو ہلاک کیا ہم نے انکو جھٹلائین باتین اپنے رب کی اور جو اُن سے پہلے تھے فرعون والون کا

مُقِيْمٍ [illegible] وَكُلٌّ كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ ۚ

[illegible] تھے ظالم اور سارے فرعون والون کو ڈوبا دیا

وَلَوْ تَرٰٓى ۔ اے ولو رأیت کیونکہ حرف لو مضارع پر داخل ہوتا ہے تو حرف اِن کے برعکس اسکو ماضی کے معنی مین کر دیتا ہے [illegible] خطاب آنحضرت صلعم کو ہے اے ولو رأیت یا محمد ۔ اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمَلٰٓئِكَةُ حرف اذ ظرف ہے [illegible] مفعول محذوف ہے اور یتوفی بیا رتحتیہ جمہور کی قراءۃ ہے اور ملائکہ اس کا فاعل ہے اور اسی پر دلالت کرتی ہے قراءۃ ابن عامر [illegible] فوقانیہ پڑھا ہے اور یہ حال واقعۂ بدر کا ہے یعنی ولو رأیت یا محمد الکفرۃ لو حالہم بید اذ کانت الملائکۃ تتوفی الکفرۃ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ۚ یہ جملہ الذین کفروا سے حال ہے اور وجوہ سے مراد چہرے اور ادبار سے مراد مقاعد ہین [illegible] سعید بن جبیر وغیرہ سے مروی ہے ۔ یا پشت مراد ہین اور بیضاوی رح نے کہا کہ شاید یہ ضرب کی تعمیم ہے یعنی عموماً مارتے تھے خواہ آگا جسم ہو یا پچھلا اور بعض نے کہا کہ جب مشرکین مسلمانون کی طرف متوجہ ہوکر بڑھے تو ملائکہ نے اُن کے وجوہ یعنی چہرون کو مارا اور جب پیٹھ پھیر کر بھاگے تو اُن کے پیچھے سے مارا ۔ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ یہ جملہ یضربون پر بتقدیر قول عطف ہے اے یقولون ذوقوا الخ ۔ اور یہ بطریق تکلم کے عذاب آخرت کے کافرون کو بشارت تھی اور بعض نے کہا کہ اُن کے پاس آگ کے گرز تھے کہ جب مارتے تھے تو آگ کی لپٹ اٹھتی تھی اور جواب لو محذوف ہے تاکہ امر ہولناک دلالت کرے ۔ والحاصل لو عاینت یا محمد حال توفی الملائکۃ ارواح الکفار حین یضربون وجوہہم وادبارہم ویقولون لہم ذوقوا عذاب الحریق لرأیت امرًا ہائلا فظیعًا ۔ یعنی اگر معاینہ کرتا تو اے محمد ملائکہ کے کافرون کی روحون کو وفات دینے کا حال جبکہ ملائکہ اُن کے چہرون اور مقعدون کو مارتے اور یہ کہتے تھے کہ جلانیوالا عذاب چکھو تو البتہ تو ایک بڑا ہولناک بہت خراب حال دیکھتا ۔ اگر کہا جائے کہ بدر مین کافرون کے مارے جانے کے وقت آنحضرت صلعم وہین موجود تھے تو جواب یہ ہے کہ اس امر آدمی کی نظر سے پوشیدہ کیا گیا ہے وہ آدمی کو نظر نہین آتا اگرچہ وہان حاضر ہو اور حالت وفات بھی انھین امور مخفیہ مین سے ہے ۔ قال الحافظ ابن کثیر رح یہ سیاق اگرچہ بدر کے روز کافرون کی روح نکالے جانے کے حال مین ہے ولیکن یہی حال ہر کافر کا موت مین ہوتا ہے اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے اُس کو اہل بدر سے مخصوص نہین کیا اور سورۂ انعام مین قولہ تعالیٰ ولو تری اذ الظالمون فی غمرات الموت والملائکۃ باسطوا ایدیہم اخرجوا انفسکم الآیۃ ۔ پہلے گزر چکا ہے حدیث برا ابن عازب مین بھی آیا ہے کہ کافر کی موت کے وقت ہیبتناک صورت مین ملائکہ آکر اُس کی روح سے کہتے ہین کہ نکل اے نفس خبیثہ سموم وحمیم وعذاب النار کی طرف یعنی غضب الٰہی اور عذاب [illegible] کی بشارت اُسکو سناتے ہین اور وہ نہایت خوفناک ہوکر بدن مین چھپتی پھرتی ہے چنانچہ پوری حدیث سابق مین گذر چکی ہے [illegible] ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ اے ذلک التعذیب بسبب ما قدمت ایدیکم ۔ یہ عذاب دیا جانا بسبب ان اعمال کے ہے جن کو تمھارے ہاتھون نے بھیج رکھا ہے اور مراد یہ کہ تم نے وہ بد اعمالیان کین خواہ ہاتھ سے یا زبان وغیرہ سے لیکن لفظ ہاتھ سے اُسکی تعبیر اسلیے ہے کہ اکثر کام ہاتھ ہی سے ہوتے ہین یعنی یہ عذاب تمھارے کفر و شرک کا بدلا ہے ۔ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۔ ظلام صیغہ مبالغہ ہے اور لفظ عبید کے لحاظ سے جو جمع عبد ہے صیغہ مبالغہ بمعنی تکثیر آیا یعنی جس کثرت سے بندے [illegible]

Marfat.com

ظلام کی کثرت ہوتی اگر ظالم ہوتا لہذا اُس کی نفی کی تو معنی یہ ہوئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندون مین سے کسی کے واسطے ظالم نہین وہم وارد نہین ہوتا کہ ظلام صیغہ مبالغہ کی نفی سے بلا مبالغہ یعنی ظالم کی نفی لازم نہین[ل] حالانکہ اللہ تعالیٰ ظالم بھی نہین بعض نے کہا کہ ظلام صیغہ نسبت ہے یعنی ذی ظلم پس معنی یہ ہوئے کہ ظلم والا نہین ہے پس وہم مذکور دفع ہوگیا مترجم وہم مذکور اس بنا پر ہے کہ ظالم و ظلام مین بحسب معنی تفاوت ہے اور صفات الٰہی مین نقص و تغیر نہین وہ بحد کمال قدیم و بے زوال مین وہان نفی صفت پر صیغہ مبالغہ و غیر مبالغہ واحد ہے لہذا ظلام کی نفی سے ظالم کی نفی ظاہر ہے لہذا وہم ہی بر بنائے فاسد ہے فافہم خواہ کہو کہ ظالم نہین یا ظلام نہین سب برابر ہے ۱۲

کدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ اے داب ہولاء کداب آل فرعون۔ داب لغت مین کسی کام پر ہمیشگی کرنے کو کہتے ہین چنانچہ بولتے ہین فلان داب فی کذا اے دادم علیہ یعنی اس کام پر اُس نے مداومت کرلی ہے پھر عادت کو داب اسواسطے کہنے لگے کہ انسان اکثر عادت پر جما رہتا ہے پس معنی یہ کہ عادت ان لوگون کی رسول کو جھٹلانے اور شرک پر ہٹ کرنے مین مانند ہے عادت آل فرعون و اُنکے تابعین کے۔ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ اور عادت اُن لوگون کی جو اُن سے پہلے تھے۔ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ کفر کیا اُنھون نے آیات الٰہی سے یعنی اپنے کفر پر جمے رہے۔ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ پس گرفتار کرلیا اُن کو اللہ تعالیٰ نے عذاب مین بسبب اُن کے گناہون کے یعنی بسبب اُن گناہون کے جو اُن کے کفر پر مترتب ہوئے جیسے ان مشرکین قریش کو عذاب دار بدر مین پکڑا اگرچہ ابھی تک بالکل نیست کرنے کے عذاب مین ماخوذ نہین ہوئے بلکہ بطریق عبرت عذاب دیا گیا ہے اور آیندہ اگر راہ پر نہ آئے تو فرعونیون کی طرح نیستی کے عذاب مین ماخوذ ہون گے۔ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ اللہ تعالیٰ قوی ہے یعنی جو چاہے وہ کرے اور سخت عذاب دینے والا ہے پس کافرون کو چاہیے کہ اپنے خالق منعم کی عبادت اور شکر سے غافل نہون کیونکہ شرک و کفر سب سے بڑا کفران نعمت ہے۔ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ۔ اے ذٰلک التعذیب بسبب ان اللہ۔ کافرون کو یہ عذاب دیا جانا بسبب اسکے ہے کہ اللہ تعالیٰ۔ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ نہین بدلتا کسی نعمت کو جو کسی قوم پر انعام فرمائے یعنی اُس نعمت کو عذاب سے نہین بدلتا حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ۔ یہان تک کہ وہی لوگ بدل ڈالین وہ چیز جو اُن کے نفس مین ہے یعنی نعمت کو شکر کے عوض کفر سے بدل ڈالین جیسے کفار مکہ کو بھوک سے سیری اور خوف سے امن دیا تھا کما قال تعالیٰ اطعمھم من جوع و آمنھم من خوف اور آنحضرت صلعم کو اُنکی طرف بھیجا اور اخلاق حمیدہ و عدل و ایمان پسندیدہ کی دعوت دی اور یہ بہت بڑی نعمت تھی مگر اُنھون نے بجائے شکر کے اُس سے کفر کیا بلکہ راہ الٰہی سے لوگون کو روکا اور مومنون کو اذیت دی اور اُن سے قتال کیا اور آیات الٰہی کو جھٹلایا اور اُن کو ٹھٹھے مین اُڑایا اور پروردگار تعالیٰ سے منھ موڑ کر افعال ذمیمہ پر ہٹ کی اور بتون کے آگے سر جھکایا۔ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ یعنی اللہ تعالیٰ اُن کی زبانی باتون کو سننے والا اور اُنکے فعلون کا جاننے والا ہے یعنی ان کی حرکتون پر اُن کو سزا دی۔ اگر کہا جاوے کہ قولہ ذٰلک بان اللہ لم یک الخ ایک سبب عدمی ہے اور وہ ہر حال مین صادق ہے اگرچہ تغییر نہ دین پس موجب عذاب ہوگا تو بیضاوی رح نے یہ جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے جو اُن پر انعام کیا اُس کا تغییر نہ کرنا سبب نہین ہے بلکہ عرف مین جو اس سے مراد ہوتا ہے وہ مقصود ہے یعنی عادت الٰہی اسطرح جاری ہے کہ بندے جب اپنے حال کو متغیر کرین تو تعالیٰ انعام کو متغیر فرماتا ہے لم یک اصل مین لم یکن تھا بطریق تخفیف کے نون حذف ہوا کیونکہ وہ مشابہ بحروف لینہ ہے۔ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ ان مشرکون کی عادت مشابہ ہے عادت آل فرعون

[ل] یعنی آیت مین ظلام کہ مبالغہ ہے وہ بکثرت ظلم کرنے والا نہین تو شاید قلیل ظلم والا ہو حالانکہ ... بھی خیال ...

Marfat.com

اور اُن سے اگلون کے کہ اُنھون نے اپنے پروردگار کی آیات کو جھٹلایا یعنی اپنے نفس کے احوال کو بشکر ... فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ پس اُن کے گناہون کے عوض ہم نے اُن کو ہلاک کیا چنانچہ بعض ... اور بعض کو طوفان سے ڈبو یا اور بعض کو ہوا سے تباہ کیا اور بعض کی صورتین مٹادین اور بندر و سور بناوین وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ اور فرعون اور اُس کے تابعین کو پانی مین غرق کر کے جہنم کی آگ مین پہونچایا ایسے ہی کفار قریش سے نعمت چھین کر انصار ... فرمائی اور اُنھین چند ضعیف کے ہاتھون زبردست مغرور قوم قریش کو عذاب بدر چکھایا۔ وَكُلٌّ كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ اے و کل من الامم المذکورۃ کانوا ظالمین علی انفسہم بالضلال والاضلال ولم یظلمہم ربہم الکبیر المتعال یعنی جن اُمتون کا ذکر ہوا ہر ایک اپنی جانون پر خود ظلم کرنیوالے تھے کہ آپ گمراہ ہوتے اور دوسرون کو بہکاتے اور درگے تھے ورنہ اُن کے پروردگار تعالیٰ شانہ نے اُن پر کچھ ظلم نہین کیا۔ ابو ذر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلعم سے روایت کی کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ اے بندو مین نے ظلم کرنا اپنے اوپر حرام فرمایا اور تمھارے درمیان بھی حرام کردیا پس تم آپس مین کچھ ظلم مت کرو اے بندو یہ تو تمھارے ہی اعمال ہین کہ تمھارے ہی واسطے مین اُن کو احصار کرتا ہون (شمار کرنا) پس جو کوئی بھلائی پاوے اُسپر واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرے اور جس کو برائی پہونچے وہ اپنے آپ ہی کو ملامت کرے یعنی یہ اُس کی بداعمالیون کا نتیجہ ہے والحدیث فی صحیح مسلم۔ ف۔ فی العرائس قولہ تعالیٰ ذلک بان اللہ لم یک مغیرا نعمۃ الخ اللہ تعالیٰ نے اس قوم کے مقام امتحان سے خبر دی کہ اُن کو بلند مقام دکھلائے اور بعض تک پہونچایا مگر حقائق سے آگاہ نہ فرمایا اور نہ اُن کو شکر کی توفیق دی بلکہ تھوڑی مدت اس حال مین اُنکو چھکر پھر بطریق استدراج کے تھوڑا تھوڑا اُن کو محجوب و محروم کیا پس نفس کے دھوکے مین مغرور ہی مغرور رہ گئے اور یہ اُن لوگون کا حال ہے جو مشیت ازلی کے موافق درجہ معرفت سے محروم قرار پاتے ہین جیسے بلعم باعور و برصیصا و ابلیس وغیرہ اور رہے وہ بندے جو ازل مین انوار ولایت سے محض فضل کے ساتھ مخصوص ہوچکے ہین وہ ظاہری ذمائم اخلاق سے ... ملتبس ہوتے ہین اور آخر مین عنایت ایزدی اُن کی دستگیری کر کے مقام ہدایت پر لاتی ہے۔ جعفر صادق رح نے فرمایا کہ بندہ اپنے اوپر نعمت الٰہی کو پہچانتا اور اُسکا شکر ادا کرتا ہے تب تک اللہ تعالیٰ اُس سے اپنی نعمت الگ نہین فرماتا یہانتک کہ جب نعمت نہ پہچانتا اور اُسپر شکر نہین کرتا ہے تو سوقت اس لائق ہوجاتا ہے کہ اُس سے نعمت جدا کردی جائے پھر اللہ تعالیٰ نے اہل شرک مین سے بدتر قوم کا حال و حکم بیان فرمایا

اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۚ اَلَّذِيْنَ عَاهَدْتَّ
بدتر سب جانداروں مین اللہ کے یہان وہ ہین جو منکر ہوئے پھر وہ نہین مانتے جنسے تو نے اقرار لیا
مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ وَّهُمْ لَا يَتَّقُوْنَ ۝ فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ
ادن مین پھر وہ توڑتے ہین اپنا اقرار ہربار اور ڈر نہین رکھتے سو اگر کبھی تو پاوے
فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ۝ وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ
لڑائی مین تو ایسی سزا دے کہ دیکھکر بھاگین اُنکے پچھلے شاید وہ عبرت پکڑین اور اگر تجکو ڈر ہو کسی
خِيَانَةً فَانْۢبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ ۝ ع ۲
دغا کا تو جواب دے اُن کو برابر کے برابر اللہ کو خوش نہین آتے دغاباز

...الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا دواب جمع دابہ یعنی وہ جاندار جو زمین پر چلتا ہو انسان بھی اسمین شامل ہو وکفروا
...وا علی الکفر یعنی دواب مین سب سے بدتر اللہ تعالی کے نزدیک وہ لوگ ہین جو کفر پر اڑے ہین ـ فَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ
یعنی وہ ایمان نہ لاوینگے یعنی اُن سے ایمان کی توقع نہ کیجائے ـ قال البیضاوی رح شاید یہ ایک قوم خاص کا بیان حال ہے جو کفر
کی جبلت پر مخلوق ہوئے ہین پس وہ ایمان نہ لاوینگے ـ فا واسطے عطف کے ہو اور اس تنبیہ کے ہے کہ معطوف علیہ کا تحقق مستدعی تحقق معطوف
ہے یعنی ایمان نہ لانے پر وہ شر الدواب ہونگے ـ وقال ابوالسعود ـ یہ فا تفریع ہو یعنی کفر اُن مین راسخ اور مطبوع اسطرح ہو کہ کوئی چیز
ان کو اس سے نہین پھیر سکتی پس بطور جملہ معترضہ کے یہ حکم فرمایا کہ وہ ایمان نہ لاوینگے اور کفروا پر عطف نہین ہو کہ صلہ مین داخل ہو جاوے
یعنی بالفعل کوئی حکم نہین ہو ـ ان لوگون کو شر الناس نہین بلکہ شر الدواب قرار دینے مین اشارہ ہو کہ جنس انسانیت سے نکل کر
جانورون کی طبیعت مین داخل ہو کر اُن سے بھی بدتر ہوئے کیونکہ باوجود عقل کے متبع شہوات ہوئے بخلاف بے عقل جانورون کے ـ پھر
الذین سابق سے جملہ بدل فرمایا بقولہ اَلَّذِیْنَ عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ یعنی وہ لوگ جن سے تو نے اے محمد صلعم عہد باندھا تھا
تو انہم مین من صلہ ہو تو یہ کل لوگ مراد ہونگے یا تبعیضیہ کہ اُن کے سرگروہ مراد ہین ـ اور آثار مین مروی ہو کہ یہ آیت یہود قریظہ کے حق
مین نازل ہوئی جنسے آنحضرت صلعم نے معاہدہ کیا تھا کہ ہمارے مقابلہ مین مشرکین کی مدد نکرین مگر اُنھون نے بدر کے روز ہتھیار سے
مشرکون کی مدد کی پھر کہنے لگے کہ ہم بھول گئے تھے پھر غزوہ خندق مین دوبارہ عہد توڑا اور مشرکین کی مدد کی بلکہ کعب بن الاشرف نے مکہ
جاکر قریش سے قسم کے ساتھ عہد باندھا اور اُنکی خاطر سے اُن کے بتون کو سجدہ کیا اور گواہی دی کہ مسلمانون کی نسبت تم راہ راست
پر ہو بالجملہ مگر اُنھون نے عہد شکنی کی چنانچہ فرمایا ـ ثُمَّ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِیْ كُلِّ مَرَّةٍ پھر وے اپنے عہد کو
معاہدہ کی باریون مین سے ہر بار توڑتے ہین ـ وَهُمْ لَا یَتَّقُوْنَ ـ اور وے کچھ بھی تقوی نہین رکھتے یعنی غدر کرنے مین اللّٰہ
سے نہین ڈرتے یا اُن کو یہ خوف نہین کہ اللہ تعالی اُنپر مومنون کو فتح و نصرت عطا فرماویگا ـ قال الخطیب رح ان یہود کو شر الدواب اسواسطے
فرمایا کہ انسان مین کافر بدتر ہین اور کافرون مین سے اصرار و ہٹ کرنیوالے بدتر ہین اور اصرار والون مین سے عہد توڑنے والے بدتر
ہین پھر ان لوگون کے حق مین حکم دیا بقولہ فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِی الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ اما اصل مین ان ما
ہے یعنی ان شرطیہ کا نون ما زائدہ مین ادغام ہوا و تثقفنهم اے تجدن ہؤلاء یعنی تو اُن کو پا جاوے اور اُن پر مظفر و منصور ہو فی الحرب
یعنی لڑائی مین تشرید بمعنی تفریق باضطراب یعنی مضطرب کر کے متفرق و پارہ پارہ کرنا و قولہ من خلفهم اے المحاربین الذین یکونون خلفهم یعنی
ایسے لڑنے والے جو ان لوگون کے بعد پیچھے جاوین ـ وقال ابن عباس رضی اللہ عنہ فشرد بهم من خلفهم اے فنكل بهم من خلفهم یعنی اُن کے
ساتھ تنکیل و عقوبت کر ان لوگون کو جو اُن کے بعد ہونے والے ہون اور یہی حسن بصری و سدی و ضحاک رح وغیرہم سے مروی ہے و معنی
آیت یہ کہ اگر تو لڑائی مین ان لوگون پر ظفر و قابو پاوے تو ان کو قتل و عذاب کرنے مین ایسی سختی کر تا کہ ان کے سوا دیگر عرب وغیرہ کو عبرت
و خوف ہو کہ پھر کوئی اللہ تعالی کو درمیان دیکر اسطرح عہد شکنی و غدر نکرے اور اُن کا حال اورون کے لئے عبرت ہو جاوے لَعَلَّهُمْ
یَذَّکَّرُوْنَ لعلهم مین ضمیر جمع راجع بجانب من بحسب المعنی ہو اے لعل الذین خلفهم یتعظون بهم ـ تاکہ انسے پیچھے والے ان کے حال سے
نصیحت پکڑین ـ قال السدی رح تا کہ پچھلے لوگ ڈرین کہ اگر ہم عہد شکنی کرینگے تو ہمارے ساتھ بھی ایسا ہی کیا جاوے گا ـ قال ابن عطیہ رح
و اللہ تعالی نے عموماً ان لوگون کا حکم جن کی طرف سے ظہور علامات کی وجہ سے عہد مین خیانت کا خوف پایا جاوے بیان فرمایا ـ بقولہ

Marfat.com

وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً اور اگر تجکو خوف ہو کسی قوم سے جس نے تجھسے معاہدہ کیا ہو [illegible]
خیانت کرنا چاہتے ہین یعنی ایسے آثار و علامات پائے جاوین جنسے اُن کی طرف سے عہد شکنی کا خوف ہو فَانْبِذْ اِلَيْهِمْ
عَلٰى سَوَاءٍ تو پھینک دے اُنکے عہد کو اُن کی طرف بحال سواء۔ نبذ پھینک دینا اور یہان مجاز آگاہ کرنا مراد ہو کہ اب اُن کے واسطے کوئی
عہد نہین ہو پس اُن کے عہد کو ایسی چیز سے مشبہ کیا جو بے رغبتی کی وجہ سے پھینک دیجاتی ہے پھر بطریق استعارہ تخئیلیہ کے اسکے واسطے
پھینکنا لازم کیا اور اس کا مفعول محذوف ہو یعنی فانبذ عہدہم الیہم۔ اور قولہ علی سواء حال ہی وسواء بمعنی عدل و کبھی بمعنی وسط ہوتا ہو جیسے فی
علی سواء ای مستویا انت وہم فی العلم بنقض العہد ان تعلمہم بہ لئلا یتہموک بالغدر۔ حال آنکہ اُن کا عہد اُن کی طرف پھینک دے اس حال
سے کہ عہد ٹوٹنے مین تیرا اور اُن کا علم مساوی ہو باین طور کہ تو اُن کو عہد توڑنے سے آگاہ کر دے تاکہ تجکو غدر کے ساتھ تہمت
نہ لگادین اور بعض نے کہا کہ علی سواء کے یہ معنی کہ ادنی و اعلی سب برابر جان جاوین تاکہ کسی کو تہمت غدر کا موقع نہ ملے۔ اِنَّ اللّٰهَ
لَا يُحِبُّ الْخَائِنِيْنَ یہ جملہ نبذ عہد علی سواء کے تعلیل ہو یعنی حکم سابق اسوجہ سے کہ اللہ تعالی خیانت کرنے والون کو مطلقاً دوست
نہین رکھتا پس عہد مین خیانت و غدر کرنیوالون کو بھی عذاب فرماوے گا۔ امام احمدؒ نے سلیم بن عامر سے روایت کی کہ امیر معاویہؓ
ملک روم مین جاتے اور اُن سے و رومیون سے ایک مدت کے واسطے معاہدہ تھا پھر جب مدت گزرنے کو آئی تو چاہا کہ اُن کے نزدیک
ہو رہین تاکہ مدت گزرتے ہی اُن پر حملہ آور ہون کہ ناگاہ گھوڑے پر ایک شخص سوار یون کہتا ہوا آیا کہ اللہ اکبر اللہ اکبر وفا کرو غدر نہ کرو
کیونکہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جس سے کسی قوم کے ساتھ معاہدہ ہو وہ نہ اُس کی گرہ کھولے نہ باندھے یہانتک کہ مدت گزر جاوے
یا علی سواء نبذ عہد کرے پس یہ خبر معاویہؓ کو پہونچی تو وہ لوٹ آئے اور دیکھا تو یہ سوار حضرت عمرو بن عبسہؓ تھے وقد رواہ ابو داود والنسائی
یکسان برابر آگاہ کردے ۱۲
وابن حبان والترمذی وقال حسن صحیح۔ سلمان فارسیؓ سے روایت ہو کہ وہ لشکر اسلام کے ساتھ ایک قلعہ تک پہونچے پھر اپنے
ساتھیون سے کہا کہ مجھے چھوڑ دو مین ان لوگون کو اس طرح بلاؤن جیسے مین نے رسول اللہ صلعم کو دعوت فرماتے دیکھا ہے پھر
قلعہ کے نیچے جاکر مجوس سے فرمایا کہ مین تمھین مین کا ایک شخص ہون کہ مجکو اللہ تعالی نے اسلام کی ہدایت دی پس اگر تم اسلام
لاؤ تو جو ہمارے واسطے ہو وہی تمھارے لئے اور جو ہم پر ہو وہی تم پر ہوگا اور اگر اس سے انکار کرتے ہو تو ذلت کے ساتھ جزیہ دو یعنی حوالہ
کرو اور اگر تم انکار کرو تو ہم تمھارا عہد تمھاری طرف پھینک دینگے یعنی تم کو آگاہ کر دینگے اور اچانک غدر و خیانت نہ کرینگے کیونکہ اللہ تعالی
خیانت کرنیوالون سے راضی نہین ہے۔ پس تین روز تک یہی کیا پھر چوتھے روز صبح کو لشکر اسلام سوار ہوا اور اللہ تعالی کی مدد سے
وہ شہر فتح کر لیا۔ رواہ احمد۔ امام رازی نے کبیر مین لکھا کہ اس آیت کریمہ کا حاصل یہ ہو کہ جو قوم عہد شکنی کرے اُس کو بری طرح
قتل کرنے کا حکم دیا اور جس کی طرف سے عہد شکنی کا گمان ہو اُس کو اچھی طرح آگاہ کر دے کہ آج سے تمھارا عہد ہمارے پاس نہین
اہل علم نے فرمایا کہ امام المسلمین نے جن مشرکون سے عہد باندھا ہے اگر کسی کی طرف سے عہد شکنی کے آثار ظاہر ہون تو دو
حال سے خالی نہین یا تو ظاہر ہونا احتمالی ہوگا یا قطعی ہوگا پس اگر احتمال ہو تو عہد توڑنے سے اُن کو آگاہ کر دینا واجب ہی جیسے
نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عدم اعانت مشرکین کا عہد کیا پھر مشرکون کی درخواست مدد کو منظور کیا جس سے آنحضرت صلعم کو ان کی
طرف سے غدر کا خوف ہوا پس ایسی صورت مین نبذ علی السواء واجب ہی۔ اور اگر نقض عہد قطعی ظاہر ہو تو نبذ عہد کی حاجت [illegible]
چنانچہ مشرکین مکہ نے خزاعہ کے قتل کرنے مین بنو بکر کی مدد کی حالانکہ بنو خزاعہ آنحضرت صلعم کے ذمی تھے پس [illegible]

Marfat.com

کیا بلکہ لشکر لیکر مکہ پر چڑھائی کی انتہی ملخصا پھر جب اللہ تعالیٰ نے عہد توڑنے والون کا حال و حکم اور جن کی طرف سے آثار
پھر میں ان کا حکم بیان فرما دیا تو اُس کے بعد روز بدر وغیرہ سے چھوٹ بھاگنے والے کافرون کا حال جو رسول اللہ صلعم
کی ایذا دہی مین بڑھ چلے تھے بیان فرمایا۔ بقولہ تعالےٰ۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَبَقُوا ۚ إِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُونَ ○ وَأَعِدُّوا لَهُم

سمجھین منکر لوگ کہ وہ بھاگ نکلے وہ تھکا نہ سکین گے اور سرانجام کرو اُنکی لڑائی کیلئے

مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ وَمِن رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ

جو پیدا کرسکو زور اور گھوڑے پالنے کہ اُس سے دھاک پڑے اللہ کے دشمنون پر اور تمھارے دشمنون پر

وَآخَرِينَ مِن دُونِهِمْ لَا تَعْلَمُونَهُمُ اللَّهُ يَعْلَمُهُمْ ۚ وَمَا تُنفِقُوا مِن شَيْءٍ فِي

اور ایک اور لوگون پر سوائے اُن کے جن کو تم نہین جانتے اللہ اُن کو جانتا ہے اور جو خرچ کروگے

سَبِيلِ اللَّهِ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنتُمْ لَا تُظْلَمُونَ ○

اللہ کی راہ مین پورا ملے گا تم کو اور تمھارا حق نہ رہے گا

مفسر رح نے اختیار کیا کہ نزول آیت ان لوگون کے حق مین ہی جو جنگ بدر مین بھاگ بچے تھے یعنی باوجودیکہ آنحضرت صلعم کی ایذا رسانی مین رہے پھر بچ گئے تو اس آیت سے تسلی دیدی کہ بچ نہین سکتے اور ان کافرون کو بھی تنبیہ ہی۔ اور بیضاوی رح نے اس کو کلام سابق سے مرتبط تصور کیا چنانچہ کہا کہ کلام سابق مین عہد توڑنے کا اعلام کرنے دشمن کو ہوشیار کرنے مین جو محذور رہی شاید اُس کے دفع کرنے کیلئے اسکا نزول ہوا بدین معنی کہ کافر خواہ غافل ہون یا بیدار ہوجاوین وہ بہرحال قبضۂ قدرت مین مقہور ہین مشیت الٰہی جاری ہونے سے کچھ بھی مانع نہین ہوسکتے چنانچہ فرمایا۔ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَبَقُوا یعنی اے محمد صلعم تو مت خیال کر کافرون کو کہ سبقت کر گئے یعنی چھوٹ بچے پس اب ہم کو اُن پر قدرت نہین ہی بلکہ ہر حال مین وہ ہمارے قبضۂ قدرت مین ہین۔ بمانند قولہ تعالیٰ ام حسب الذین یعملون السیئات ان یسبقونا ساء ما یحکمون یعنی بدکار لوگ کیا یہ گمان باندھتے ہین کہ ہم سے سبقت لے گئے یعنی ہماری گرفت سے بچ رہے یہ ہرگز نہین ہی وے بہت بُرا حکم لگاتے ہین یعنی بُرا گمان وخیال باندھتے ہین۔ یہ تفسیر بنابرآنکہ تحسبن بصیغہ خطاب بتا ہو جیسا کہ جمہور کی قراۃ ہی۔ اگر کہا جاوے کہ آنحضرت صلعم کامل الایمان رسولون کے سردار تمام مخلوق سے افضل اور سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی صفات کے عارف تھے پھر آپ کیونکر یہ گمان کرتے تو جواب یہ ہی کہ خطاب آنحضرت صلعم کو درحقیقت انھین کافرون کو تنبیہ کہ تم یہ گمان مت کرو بلکہ ایمان لاؤ اور نیک کام کرو ورنہ قبضۂ قدرت مین جسوقت مشیت ہوگی گرفتار ہوکر عذاب پاؤگے چنانچہ قراۃ ابن عامر وحمزہ وحفص کی بیاء تحتیہ لے لایحسبن الذین کفروا۔ اسی پر دلالت کرتی ہے۔ اگرچہ مانند ابوحاتم لغوی وغیرہ ایک جماعت نحو نے زعم کیا کہ لایحسبن بالیاء پڑھنا لحن ناجائز ہی ولیکن موافق قول شیخ نحاس رح وغیرہ کے یہ زعم باطل ہی کیونکہ الذین اس کا فاعل نہین بلکہ فاعل ضمیر ہے جو من خلفہم کی طرف بحسب اللفظ راجع ہی پس لایحسبن کے دونون مفعول موجود ہین لے لایحسبن من خلفہم الذین کفروا سبقوا۔ اگرچہ قراۃ بالتاء الفوقیہ زیادہ ظاہر ہے اور خفاجی رح نے لکھا کہ زمخشری نے قراۃ بالیاء التحتیہ کو ضعیف قرار دیا وہ بھی رد کیا گیا اول آنکہ یہ قرات سبعہ مین سے ہے اور دوم آنکہ تقدیر کلام یہ کہ لایحسبن ہو سیا۔ لایحسبن قبیل المومنین

لے یعنی بدعہدون کے پیچھے جو کافر پڑے رہین جو خوب دغا کا خیال نہ کرین ۱۲

او الرسول او حاسب واحد۔ او من خلفهم۔ اور بعض نے کہا کہ فاعل اُسکا الذین کفروا ہے۔ او مفعول اول [illegible]
الذین کفروا انفسهم سابقین۔ مترجم کہتا ہی کہ یہ تقدیر اظہر ہے اگرچہ بعض نحوی اپنے قواعد کی لکیر پیٹنے والے [illegible]
بعض نے کہا کہ ایقاع فعل جملہ قولہ اِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُونَ پر ہے اور ظاہر یہ ہی کہ بنا بر قراۃ انہم بالفتح کے بتقدیر لانہم [illegible]
ماسبق ہی یعنی اہل کفر اپنے آپ کو سبقت کرنیوالا نہ خیال کرین اسواسطے کہ وے عاجز نہین کر سکتے اُس شخص کو جو اُن [illegible]
لینا چاہے یا وے اللہ تعالی کو عاجز نہین کر سکتے اور بر تقدیر انہم بالکسر کے بھی یہی معنی ہین غیر از ینکہ تعلیل بطریق جملہ مستانفہ ہے قال
البیضاوی رح شاید اس آیت سے اس امر کا ازالہ کر دیا کہ مومنین وغیرہ حکم سابق مین یہ وہم کرتے کہ بدعہدی و خیانت کے آثار جن لوگون
سے ظاہر ہون اُنکو نبذ عہد سے بیدار و ہوشیار کرنے مین انکو قوی کر دینا ہوگا پس وقت لازم آوے گی۔ حاصل آنکہ تم بدعہدی
کے اتہام کو اپنے سر مت لو اور کافر خواہ بیدار ہون یا غافل ہون وہ کسی حال مین عاجز نہین کر سکتے بلکہ جو حکم تقدیر آلہی اُنپر جاری ہو [illegible]
کہ ذلیل ہو کر جزیہ دینگے یا اسلام لائینگے وہ بہر حال اُنپر تمام ہوگا اور ظاہری اُمور تو تکالیف امتحانی ہین ورنہ تمام مخلوق قبضہ قدرت مین مسخر
و مقہور ہے جو اللہ تعالی کا حکم ہے وہ برابر چار و نا چار ان پر جاری ہوتا ہے اور مفسر جلال وغیرہ نے اختیار کیا کہ یہ آیت ان لوگون
کے حق مین ہے جو واقعہ بدر مین کافرون مین سے بھاگ بچے تھے یعنی وہ لوگ اگرچہ اس واقعہ مین چھوٹ بچے لیکن تقدیر آلہی و انتقام
سے اپنے کو رستگار نہ شمار کرین بلکہ جو مشیت آلہی ہے اُنپر واقع ہوگی پس دنیا مین قتل یا خوار ہونگے اور عذاب آخرت مین گرفتار
ہونگے اگر کفر ہی پر مرے۔ اس آیت مین آنحضرت صلعم کو تسلی ہے کہ آپکے دشمن اور اللہ تعالی سے کافر لوگ ضرور کفر کا کیفر پاوینگے
اور واقعہ بدر سے اُن کا چھٹکارا مشیت ہی اور وے عاجز کرنیوالے نہین ہین۔ پھر واضح ہو کہ نصرت اللہ تعالی ہی کی طرف سے
ہے لیکن بندہ اپنے امکان بھر کوشش کرنے مین مامور ہے تا کہ ان اعمال کا ثواب ملے ورنہ اللہ تعالی چاہے تو سب کافر مومن
ہوجاوین یا سب کے سب ہلاک ہوجاوین اور یہان اسرار ہین جن کے زبان پر لانے کی علماء راسخین کو اجازت نہین پھر مترجم وغیرہ کس شمار
مین ہے بالجملہ بنظر انتظام ظاہر مومنون کو سامان حرب مہیا کرنے کا حکم دیا بقولہ وَاَعِدُّوا لَهُمْ اعداد کسی چیز کو حاجت
کے وقت کے لئے جمع کرنا اور ضمیر لہم بنظر سیاق کے عہد توڑنے والون کی طرف ہی یعنی عہد توڑنے والون کے لئے مہیا کرو
مَا اسْتَطَعْتُمْ جس کی تم کو استطاعت حاصل ہو۔ یا ضمیر مطلقاً کافرون کے لئے ہی اور یہی ارجح ہی بحسب المعنی و کلام بلیغ کے
یعنی کافرون پر جہاد کیلئے مہیا رکھو جو تمھین استطاعت ہو مِنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ یہ ما موصولہ کا بیان ہی یعنی قوت
اور رباط الخیل سے۔ قوت ہر وہ چیز جس سے لڑائی مین تقویت ہو اسمین جملہ ہتھیار اور اُن کے استعمال مین لانے کے طریق [illegible]
مین عقبہ بن عامرؓ سے ثابت ہی کہ آنحضرت صلعم نے منبر پر فرمایا کہ آگاہ رہو کہ قوت تو تیر اندازی ہی اسکو تین مرتبہ فرمایا۔ [illegible]
بعض نے کہا کہ قوت قلعہ و گڑھی ہین۔ ابن عباسؓ سے ہے کہ وہ تیر اندازی و تلوار و ہتھیار ہین۔ عکرمہ و مجاہد سے ہی کہ [illegible]
گھوڑے ہین جیسے رباط الخیل مادیان ہین۔ ارجح یہ ہی کہ جہاد مین جن چیزون سے تقویت حاصل ہو وہ سب اس حکم مین داخل [illegible]
اور آنحضرت صلعم نے جو تیر اندازی سے تفسیر فرمائی تو اُس سے یہ لازم نہین آتا کہ اس کے سوا کے اور چیز [illegible]
صلعم کے کلام سے یہ ہی کہ اُسوقت کے مناسب یہ امر بہ نسبت دیگر اُمور کے افضل تھا چنانچہ باب حج مین فرمایا کہ الحج عرفة
قیام عرفات ہی یعنی آنکہ مقصود اس رکن سے تمام ہے اور جیسے فرمایا کہ الندم توبة یعنی ندامت ہونا توبہ ہی حالانکہ [illegible]

...ایت رکوع عظیم ہے ایسا ہی یہان بھی محمول کیا جاویگا کہ تیراندازی اسباب حرب و قوت مین افضل ہے۔ بالجملہ آیت کریمہ سے ... حرب جمع کرنا اور تیراندازی و تلوار لگانا اور اس زمانہ مین بندوق لگانا اور گھوڑے کی سواری وغیرہ مسلمانون پر واجب ہے لیکن فرض کفایہ ہے۔ قولہ من رباط الخیل۔ واضح ہو کہ مرابطہ سرحد ملک اسلام پر جو کافرون کے ملک سے ملی ہے وہان مسلمانون ... کو کہتے ہین اور مقام رباط ہی اور رباط الخیل پانچ سے اوپر جسقدر گھوڑے بمقابلہ دشمن کے باندھے جائین۔ ابن محیریز ... کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کافرون کے مقابلہ مین صف بندی کے وقت نر گھوڑون کو پسند کرتے کیونکہ حملہ وغیرہ مین وہ اچھے ... تے ہین اور شبخون وغیرہ مین مادیان اچھی جانتے تھے کیونکہ اُن کی ہنہناہٹ سے امن و خاموشی ہوتی ہے۔ بعض نے فرمایا ... لفظ خیل اسم جنس ہے نر و مادہ دونون کو شامل ہے پس جہاد کی نیت سے جس کا رباط ہو یعنی گھوڑا یا گھوڑی جسکو باندھے ثواب ... ے گا پھر جس نے قوت کی تفسیر مین کہا کہ ہر وہ چیز جس سے جہاد مین قوت ہو تو اُس کے نزدیک قولہ ومن رباط الخیل بطریق ... عطف خاص بر عام ہے۔ وہو ظاہر۔ پھر تیراندازی و گھوڑون کو مہیا کرنے و کثرت ثواب ان افعال مین جو احادیث کثیرہ وارد ہین الگ تصنیف مین جمع کرنے کے قابل ہین چنانچہ ایک جماعت علماء نے مستقل رسالہ لکھے ہین۔ اکثر علماء کے نزدیک تیراندازی بہ نسبت گھوڑے کی سواری کے افضل ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ اس زمانہ مین بجائے تیراندازی کے بندوق قرار دیجائے گی واللہ اعلم۔ امام مالک رح کے نزدیک گھوڑے کی سواری سیکھنا بہ نسبت تیراندازی کے افضل ہے ولیکن قول جمہور اقوی ہے کیونکہ حدیث مین ہے کہ تیراندازی سیکھو و گھوڑے کی سواری سیکھو اور تمھارا تیراندازی سیکھنا بہ نسبت سواری سیکھنے کے بہتر ہے۔ رواہ احمد و اہل السنن۔ اور حدیث مین ہے کہ گھوڑا ہر فجر کو دعا کرتا ہے کہ اے میرے پروردگار تو مجھے جس آدمی کے خیل مین کرے مجھے اُسکے نزدیک اُسکے اہل و مال سے زیادہ محبوب کر دے۔ رواہ النسائی و احمد وغیرہما۔ اور صحیح حدیث مین ہے کہ الخیل معقود فی نواصیہا الخیر الی یوم القیامۃ الاجر والمغنم یعنی قیامت تک گھوڑون کی پیشانی مین بھلائی اجر و غنیمت معقود ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ جب غور سے دیکھو تو فرخندہ حال قوم مین گھوڑون کی پرداخت کرتی ہے۔ پھر واضح ہو کہ بخاری وغیرہ مین آیت سے ابن عباس رض کا استنباط یا بطریق منصوص بھی مذکور ہے کہ بیت المال آراستہ بھرا ہوا رکھو۔ اور جاننا چاہیئے کہ اسلام مین خلافت کے یہ معنی ہین کہ نبوت کی اقتدار ... لیے اور اللہ تعالیٰ کے ملک مین سے جو آمدنی آوے وہ اقسام اموال کی راہ سے ایک الگ خزانہ مین جمع ہو اور ہر ایک کے مصرف کے موافق خرچ کی جاوے اور مصارف اُس کے حکم کتاب و سنت سے منصوص ہین اور فقہ کی کتاب الزکوٰۃ مین مفصل مذکور ... پھیلا فساد یہ برپا ہوا کہ مسلمانون مین جو بادشاہ ہوئے اُنھون نے تمام آمدنی اپنی ملک تصور کر کے بیجا عیش و آرام وغیرہ ... جس طرح چاہا برباد کرنا شروع کیا اور جورون و بیبیون کی کثرت سے تمام مال اُڑا دیا پس یہ بڑا فساد پھیلا اور ہم ... اللہ تعالیٰ سے اصلاح و استقامت کی دعا مانگتے ہین اور تعالیٰ رحم فرما کر قبول کرے۔ حاصل آنکہ آیت کریمہ سے ثابت ہوا ... مسلمانون پر حکم ہے کہ لشکر فنون حرب سے آلات حرب کے ساتھ آراستہ و خزانہ معمور اور گھوڑے تیار رکھین۔ **تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ** ایک قراۃ مین ترہبون بتشدید الہاء از باب تفعیل ہے اور ایک قراۃ مین ازرہب ہے اور ... کے خوف دلانا اور شاید تفعیل بقصد مبالغہ ہے۔ اور ضمیر بہ راجع بموصول ما استطعتم۔ یا بجانب اعداد مصدر مفہوم از اعدوا ہے ... واقع ہے اور عدو اللہ و عدوکم سے مراد مشرکین مکہ وغیرہ ہین یعنی یہ سامان مہیا کرو درحالیکہ تم اس سے اپنے دشمنون کو

جو اللہ تعالیٰ کے دشمن ہیں خوف دلاؤ۔ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ عطف ہے عدو اللہ پر۔ اے عدو اللہ وعدوکم واخرین
یعنی اسلحہ عداد وسامان سے خوف دلاؤ عدو اللہ وعدوکم کو اور دوسرون کو جو پہلون کے سوائے ہین مفسرین نے اختلاف کیا
بعض نے کہا کہ کفار جن مراد ہین۔ مجاہدؒ نے کہا کہ بنو قریظہ۔ سدیؒ نے کہا کہ اہل فارس۔ اور ابن زید ومقاتل نے کہا کہ
اور ابن کثیرؒ نے اسی کو ارجح قرار دیا۔ اگر کہا جاوے کہ منافقین مراد ہون تو خوف دلانا کیونکر مستقیم ہوگا کیونکہ اون پر
نہین پس وہ نہ ڈرین گے۔ جواب دیا گیا کہ شوکت وقوت اسلام کو ظاہری آنکھ سے دیکھکر اس امر سے مایوس ہوجاوینگے
کہ پھر کفر کا غلبہ ہو پس بسا اوقات یہ امر اُن کے مذبذب ہونے کو دور کردے گا جس سے اخلاص کے ساتھ اسلام پر قائم
ہوجائین۔ اگر کہا جاوے کہ آخرین سے منافق کیونکر مراد ہوسکتے ہین جن کو جانتے ہو کیونکہ وہ مراد ہین جن کی نسبت اللہ تعالے
نے فرمایا۔ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ یعنی تم اُن کو نہین جانتے ہو اللہ تعالیٰ ان کو جانتا ہے اور جواب دیا گیا
کہ معنی اس کے یہ ہین کہ تشخص کرکے اُن کو تم نہین پہچانتے ہو۔ چنانچہ دوسری آیت مین فرمایا ومن حولکم من الاعراب منافقون
ومن اہل المدینۃ مردوا علی النفاق لاتعلمہم نحن نعلمہم۔ الآیۃ۔ اگر کہا جاوے کہ بدین تقریر آیت مین لاتعلمونہم بمعنی لاتعرفونہم ہوگا
یعنی تم اُن کو نہین پہچانتے ہو اور اللہ تعالیٰ اُن کو پہچانتا ہے حالانکہ علماء نے اتفاق کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر عارف کا اطلاق
نہین صحیح ہے کیونکہ معرفت کے واسطے ضرور ہے کہ پہلے جہالت وانجان پن ہوا ور یہ جناب باری تعالیٰ مین محال ہے اور جواب یہ کہ
آیت مین اللہ تعالیٰ پر علم کا اطلاق ہے نہ معرفت کا غایت آنکہ اول مین علم بمعنی معرفت ہے اور ثانی مین علم اپنے معنی پر ہے پس
کوئی اشکال نہین رہا اور بعض نے زعم کیا کہ اس صورت مین نظم کلام مین گونہ دقت ہوگی لہذا اولیٰ یہ ہے کہ جن لوگون کو اللہ تعالیٰ نے
مبہم چھوڑا ہے انمین خوض بیکار ہے ہان اسقدر جان لینا چاہیئے کہ قوت وشوکت اسلام سے اُن لوگون کو خوف وہیبت ہوگی پس جان
ومال سے اسمین کوشش کرنا چاہیئے کہ یہ بھی جہاد کے طریقون مین سے ایک طریقہ ہے۔ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ
من شئی بیان ما موصولہ اور مقصود اس سے تعمیم ہے یعنی کوئی چیز ہو خواہ قلیل ہو یا کثیر ہو اور فی سبیل اللہ یعنی راہ جہاد مین یا مطلقاً وجہ
طاعت مین اور یوف الیکم بجزم مضارع در اصل یوفی تھا اور چونکہ توفیہ مین اسی چیز کا ہوگا بلکہ اسکے ثواب کا ہوگا جو اس کا بدل ہے
پس تقدیر کلام لے یوف جزاءہ الیکم۔ ومعنی آنکہ جو کچھ قلیل وکثیر کوئی چیز تم اللہ تعالیٰ کی طاعت مین یا جہاد مین خرچ کروگے تم کو اس کا
ثواب پورا دیا جائے گا اور پہلے بیان ہوچکا ہے کہ نیکی کے عوض دس بھلائیان اور سات سو اور بے انتہا تک جسقدر اللہ تعالیٰ چاہے
اور دنیا مین بھی اُسکا عوض جسقدر اور جس کو اللہ تعالیٰ چاہے عطا فرماوے۔ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ اور تم کچھ ظلم نہ کئے جاؤگے
منصوص فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کسی بندے مومن کا عمل ضائع نہین فرماتا اور یہان منصوص کیا کہ کچھ کمی بھی نہ ہوگی۔ اگر کہا جاوے کہ اعمال پر
ثواب ملنا واجب نہین بر بناء آنکہ اللہ تعالیٰ پر کچھ واجب نہین ہوسکتا بلکہ سب کچھ اس کا فضل واحسان ہے پھر اگر کسی عمل پر ثواب عطا
نہو تو ظلم کیونکر ہوسکتا ہے تو جواب یہ ہے کہ اس طرح تعبیر فرماتے ہین کہ تم پر ظلم نہ ہوگا اس امر کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک
تمہارا خرچ کرنا ضرور تمہارے کام آویگا اور محروم نہوگے جیسے کہ اللہ تعالیٰ کی جناب مین کسی نقص کو گنجائش نہین ہے پس اسکو ایسی
کی صورت مین مصور کیا جسکا صدور جناب الٰہی مین محال ہے مانند ظلم وغیرہ کے اور ثواب دینے کو بصورت الحق واجب بیان کیا تاکہ وصول کا
وثوق اور محرومی کا گمان بھی نہو۔ فی العرائس قولہ تعالیٰ واعدوالہم ما استطعتم من قوۃ۔ مومنون کو اعداد کفار

لہ یعنی تمہارے گرد کے اعراب واہل مدینہ مین بھی منافق ایسے مشاق نفاق ہین کہ تم ان کو نہین جانتے ہم جانتے ہین ۱۲

اللہ تعالیٰ نے قوت فرمایا اور یہ قوت آلٰہیہ ہے جس کو وہی بندہ عارف پاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال کے روبرو خود فنا رہتا ہو اور جب ایسا ہوا تو اسکو لباس عظمت و کبریا و ہیبت اللہ تعالیٰ کی طرف سے مرحمت ہوتا ہے اور بندہ کا فروتن ہونا ہے مترجم کہتا ہے کہ معنی یہ ہین کہ بندہ اپنے عندیہ مین محض فنا رہتا ہے اور سب عظمت و کبریاء و جلال خاص اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے یقین کرتا ہے لیکن اورون کی نظرون مین اس سے ہیبت و عظمت سماتی ہے چنانچہ حدیث مین آنحضرت کے شمائل مین ہے کہ جو کوئی آپ کو دیکھتا وہ ہیبت ناک ہو جاتا تھا پس خود اسکی خاطر مین عظمت و کبریار کا اپنے واسطے وہم بھی نہ ہونا بلکہ وہ خشوع و خضوع پر بحالہ مستقیم رہتا ہے اور یہ ہیبت اُسپر از جانب حق تعالیٰ چھا جاتی ہے پھر جب وہ بخطو خطرات دشمنون پر بددعا کرتا ہے تو وے ایسی م خوار ہو جاتے ہین اور یہی تیر ہدف ہے چنانچہ آنحضرت صلعم نے بدر و حنین مین شاہت کہکر ایک مشت خاک سے ایک لشکر بھگایا لیکن یہ پھینک مارنا بقوت آلٰہیہ تھا اسی واسطے فرمایا۔ وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی اور یہ مقام مشکل گذر چکا۔ مین نے سنا کہ ذو النون مصری رح ایک جہاد مین شریک تھے کہ ناگاہ کفار غالب آئے اور مومنون پر سختی و تکلیف آئی جس سے استقلال جاتا رہا تو لوگون نے اُن سے کہا کہ آپ کچھ دعا کیجیے پس اپنے گھوڑے سے اُتر کر زمین پر سر ٹیک دیا اور اللہ تعالیٰ کی جناب مین سجدہ کیا اُسی وقت کافرون نے ہیبت ناک ہو کر شکست کھائی اور بہت سے قتل و گرفتار ہوئے۔ آیت کریمہ مین اشارت ہے کہ قوت اُن کو صفات کمالیہ حق سبحانہ سے بحسب استعداد حاصل ہوتی ہو کہ نفس کیساتھ محاربہ و مقابلہ پر قادر ہوتے ہین۔ ابو علی رودباری رح نے کہا کہ قوت وہ اللہ تعالیٰ پر بھروسا ہے۔ بعض نے کہا کہ ظاہر آیت یہ ہو کہ کمان کے تیر سے پھینکا پایا جاوے۔ اور حقیقت مین یہ ہو کہ رات کی اوقات مین خشوع و خضوع کے تیرون کو میدان غیب مین پھینکے اور اللہ تعالیٰ ہی پر اعتماد کر کے اسی کی طرف رجوع ہو اور کسی آلہ و ہتھیار پر نہین بلکہ فقط اللہ تعالیٰ ہی کی فتح و نصرت پر بھروسا کرے

وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

اور اگر وہ جھکین صلح کو تو تو بھی جھک اسی طرف اور بھروسا کر اللہ پر بیشک وہی ہے سنتا جانتا

وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ۔ جنوح میل کرنا۔ وسلم بالفتح بمعنی صلح وقال ابن عباس رض سلم بمعنی طاعت۔ اور استعمال اسکا مذکر و مونث دونون طرح ہوتا ہے جیسے لفظ حرب کا حال ہے اور ابوبکر رحمہ اللہ کی قراۃ مین بالکسر ہے اور فاعل جنحوا یا تو عموماً اہل کفر ہین خواہ بت پرست وغیرہ ہون یا اہل کتاب ہون یعنی اور اگر میل کرین اہل کفر خواہ بت پرست ہون یا اہل کتاب مانند یہود و نصاریٰ کے طرف صلح کے یعنی سلم بالکسر یعنی اطاعت و فرمانبرداری کے۔ فَاجْنَحْ لَهَا تو میل کر اس کی طرف یعنی اُن کی طرف سے درخواست صلح کو منظور کرے۔ اگر کہا جاوے کہ آیۃ السیف سورۂ براۃ مین عموماً اہل کفر کے قتل کا حکم ہے اور معاہدہ سے بیزاری کی گئی ہے پھر صلح کیونکر ہو سکتی جواب یہ ہو کہ ابن عباس و عطار خراسانی و زید بن اسلم و عکرمہ و حسن و قتادہ نے کہا کہ آیۃ السیف سے یہ آیت منسوخ ہے۔ اور مجاہد سے ایک روایت اسکے مانند ہے اور دوسری روایت مین کہا کہ یہ آیت بنو قریظہ یہود کے حق مین ہو یعنی بنو قریظہ اگر صلح کی طرف مائل ہون تو صلح منظور کرنے۔ شیخ ابن کثیر رح نے ان دونون قول کو منظور فیہ قرار دیا اور کہا کہ یہ سیاق تو سب قصہ بدر مین ہے اور آیت سیف مین جو کفار سے قتال کا حکم ہے تو معنی اسکے یہ ہین کہ جب قتال ممکن ہو تو اُن سے قتال کرو اور اگر دشمن بہت زیادہ ہون تو ان سے صلح کر لینا روا ہے جیسے کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہو اور جیسے آنحضرت صلعم نے حدیبیہ کے روز مشرکین سے صلح کر لی

Marfat.com

پس آیۃ السیف۔ ان مین کچھ منافات نہین اور نہ یہان تخصیص ہے اور نہ نسخ ہے واللہ اعلم ۔ لیکن [illegible]
واقعہ سے استدلال نہین ہوسکتا کیونکہ آیۃ البرأۃ ۔ بعد صلح حدیبیہ کے نازل ہوئی ہے ۔ وقال بعض المفسرین [illegible]
کہ عقد صلح سے مراد عقد جزیہ ہو اور اگر ایسا عقد مراد ہو جو مفید امن ہے تو بالکل نسخ نہین اسلئے کہ ایسا عقد [illegible]
قال المترجم کلام اسمین طویل ہے اور اپنے موقع پر بسط سے بیان ہے ۔ اہل اسلام اپنے سردار سے مخالفت [illegible]
اگر اطاعت کی طرف موافق حکم الٰہی کے رجوع کرے تو اسکی توبہ بالاتفاق قبول ہے ۔ اور حدیث مین علی کرم اللہ وجہہ سے روایت
ہے کہ مجھ سے فرمایا کہ عنقریب اختلاف باہمی ہوگا تو تجھ سے اگر سلامت ہوسکے تو ایسا کیجیو ۔ رواہ ابن احمد رحمہ اللہ [illegible]
صلح قبول کرلے ۔ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اور اللہ تعالیٰ ہی پر توکل کر کیونکہ وہی تجھے کافی ہے ۔ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ
الْعَلِيْمُ ۔ وہی پاک پروردگار دعا مانگنے والون کی بات سننے والا اور اُن کے افعال کا جاننے والا ہے ۔

وَاِنْ يُّرِيْدُوْٓا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ ؕ هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ

اور اگر وہ چاہین کہ تجکو دغا دین تو تجکو بس ہے اللہ ۔ اُسی نے تجکو زور دیا اپنی مدد کا اور مسلمانون کا

وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ؕ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ

اور اُن کے دل مین اُلفت ڈالی اگر تو خرچ کرتا جو سارے ملک مین ہے تمام نہ اُلفت دے سکتا اُن کے دل مین

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ؕ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝

لیکن اللہ نے اُلفت ڈالی ان مین وہ زورآور ہے حکمت والا

وَاِنْ يُّرِيْدُوْٓا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ ۔ یعنی اور اگر ان لوگون نے یہ ارادہ کیا کہ تجھکو فریب دین یعنی اس غرض سے صلح
کی کہ تجھے فریب مین ڈالین اور دل مین غدر چھپائے رہے اور چاہا کہ اس بہانے سامان و قوت جمع کرلین اور یہ جزاء شرط
محذوف ہے جسکی تعلیل کلام سابق ہے یعنی تو خوف مت کر اور اُنسے صلح کرلے ۔ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ کیونکہ اللہ تعالیٰ وحدہ
لاشریک تجھے کافی ہے ان کے غدر و خیانت وغیرہ کی ہر بدی و برائی کو تجھسے دور رکھے گا اور مکر بد کی بدی اُنھین کو گھیرے گی هُوَ الَّذِيْٓ
اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ یہ جملہ تعلیلیہ ہے یعنی تو اس امر کا خوف مت کر کہ بدعہدی کرنیوالے تجھسے فریب کرنے کو صلح
کرین کیونکہ اللہ تعالیٰ تجھے کافی ہے اسی نے تجکو بدر وغیرہ مین تائید دی بنصرت و بمومنین پس وہی تیرا مؤید و معین آئندہ کیواسطے کافی ہے
مومنین سے مہاجرین و انصار مراد ہین ۔ اگر کہا جاوے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنی نصرت سے تائید فرمائی تو وہی کافی ہے پھر بالمومنین کی کیا
حاجت تھی ۔ جواب یہ کہ نصرت فقط اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے اور درحقیقت اسمین اسباب کی ضرورت نہین مگر بمقتضائے حکمت کبھی اسباب مخفی
ہوتی ہے اور کبھی اسباب ظاہرہ سے پس قولہ ہو الذی ایدک بنصرہ سے یہی نصرت مراد ہے جو بدون ظہور اسباب کے ہو اور درمیان مین کوئی [illegible]
قولہ و بالمومنین سے وہ نصرت مراد ہے جو بسبب ظاہری ہو پس حاصل یہ ہوا کہ اسی نے تجکو نصرت دی نصرت باطنی و ظاہری پس مومنون کا تائید [illegible]
ہونا اسی مسبب الاسباب کی طرف سے ہے خصوصاً ایسی قوم سے جو صدہا برس سے کبھی متفق و موتلف نہین ہوئی تھی لہذا زیادت [illegible]
وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ اور ان مومنون کے دلون مین باہم اُلفت پیدا کر دی ۔ ظاہرا عموم صحابہ مومنین مراد ہین اور [illegible]
نے کہا کہ انصار یعنی اوس و خزرج مراد ہین کہ جنکے درمیان ہمیشہ خانہ جنگی رہی خصوصاً ایکسو بیس برس سے سخت معرکہ [illegible]

کینہ ہوتی تھی کہ ان مین سے دو دل بھی متفق ہو تلف ہو نگے لیکن اللہ تعالی نے رسول اللہ صلعم پر ایمان دیکر انکو یکدل
محبت مین مستحکم کر دیا اور ایکدل ہو کر آنحضرت صلعم کے انصار مددگار ایسے متفق ہو گئے کہ سوائے حق تعالی کے اسپر کوئی قادر
نہیں یہ امر آنحضرت صلعم کی صدق رسالت کا عجیب معجزہ تا قیامت باقی ہے اور غنائم حنین کی بابت جب بعضے نوجوان انصار
نے کلام کیا کہ مکہ والون کو غنیمت سے حصے ملتے ہین حالانکہ ہماری تلوارون سے خون کے قطرے ٹپک رہے ہین تو آنحضرت صلعم نے انکو
ایک خطبہ پڑھا اور اس خطبہ مین یہ کہا کہ اے گروہ انصار بھلا مین نے تمکو گمراہ نہین پایا پھر اللہ تعالی نے تم کو میرے سبب سے ہدایت
کی اور محتاج نہین پایا پھر اللہ تعالی نے میرے سبب تم کو تونگر کیا اور تم آپس مین پھوٹے ہوئے دشمن تھے پس اللہ تعالی نے تم کو میرے
سبب باہم الفت مین کر دیا۔ جب آنحضرت صلعم کوئی بات فرماتے تو انصار سر جھکائے کہتے جاتے کہ اللہ تعالی و اُس کے رسول
کا احسان بہت بڑا ہے۔ اسی قصہ مین ہے کہ بزرگان انصار نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلعم ہم سے نوجوان لونڈون نے یہ
وہم کیا اور ہم کو تو فقط یہ غم تھا کہ آپ کو اپنے وطن سے احسان کرنے مین شاید ان کی طرف میلان ہو کہ ہم چھوڑے جاوین گے پس
آنحضرت صلعم نے لطیف خطبہ سے ان کی تسکین فرمائی جس سے انصار باغ باغ ہو گئے چنانچہ یہ کلمات لطف بھی ہین کہ اے انصار تم
نہین پسند کرتے کہ لوگ دنیا کے مالون کو لیکر اپنے گھر لوٹین اور تم اللہ تعالی کے رسول کو اپنے گھر واپس لیجاؤ۔ اے پروردگار
میرے تو انصار کو غنی کر دے اور فرمایا کہ اگر لوگ ایک راہ جاوین اور انصار دوسری گھاٹی جاوین تو مین انصار کی گھاٹی چلونگا
وتمام الحدیث فی صحیح مسلم وغیرہ بعض مفسرین نے کہا کہ مہاجرین و انصار کی تالیف مراد ہے اور بعض نے کہا کہ آیت عموم پر اولی ہے۔
کیونکہ آنحضرت صلعم کی بعثت سے پہلے عرب آپس مین عجیب وحشی قوم تھے کہ ایک دوسرے کو کھائے جاتے اور کسی کی جان و مال کی
حرمت نہ تھی یہانتک کہ اسلام سے یہ سب رفع ہوا اور جان واحد ہو گئے اور یہ امر سوائے معجزہ و شان نبوت کے ہمین نشان
نہین دیا جاسکتا ہے بلکہ ناممکن ہے چنانچہ فرمایا۔ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ یہ جملہ
مضمون سابق کی تقریر ہے یعنی اُنمین ایسی عداوت و تعصب تھا کہ کسی حال سے اسکا دور ہونا اسباب بشری سے ممکن نہ تھا حتی کہ اگر اس
تالیف کیواسطے تو تمام اس چیز کو جو زمین مین سونے و چاندی و جواہرات وغیرہ سے ہے خرچ کرتا تو کبھی یہ اُلفت تمام نہ ہوتی۔ وَلٰكِنَّ
اللّٰهَ اَلَّفَ بَیْنَهُمْ۔ ولیکن اللہ تعالی نے اُن کے درمیان تالیف کر دی اپنی عظیم قدرت و بدیع صنعت سے۔ اسمین دلیل
ہے کہ قلوب اللہ تعالی کے قبضہ قدرت مین ہین جدھر چاہتا ہے اُنکو پھیرتا ہے۔ اِنَّهٗ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ۔ اور تعالی عزیز ہے ایسا غالب
کہ کسی کا سر اس کی تسخیر قدرت سے باہر نہین ہو سکتا اور وہ حکیم ہے کہ جو فعل و امر و نہی اس کے جاری ہوتے ہین سب عین حکمت ہین
بعض نے کہا ہے ناتے کی قرابت کٹ جاوے اور نعمت کی اُلفت دور ہو جاوے اسطرح آدمی اپنے محسن کے احسان فراموشی
کیجاوے مگر دلون کی الفت جیسی دیکھی نہین گئی۔ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ لو انفقت ما فی الارض جمیعا ما الفت بین قلوبهم الآیۃ
الحاکم وغیرہ۔ ابن مسعودؓ نے کہا کہ یہ آیت ان لوگون کے حق مین ہے جو اللہ تعالی کے واسطے آپس مین محبت رکھتے ہین۔
ابن عباس نے روایت مین کہا کہ اللہ تعالی کے واسطے محبت رکھنے والون کے حق مین نازل ہوئی۔ رواہ النسائی والحاکم عبدۃ بن ابی لبابہ
کہتے ہین کہ مجاہد نے ملاقات کے وقت مجھ سے مصافحہ کیا اور کہا کہ اللہ تعالی کے واسطے محبت رکھنے والے جب ملتے ہین اور ایک
دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر ایک دوسرے کی طرف مسکراتے ہین تو اُن کے گناہ ایسے جھڑتے ہین جیسے پت جھاڑ مین درختون کے پتے

Marfat.com

بھڑتے ہین۔ تب ہن نے کہا کہ یہ تو بہت خفیف کام ہے۔ فرمایا کہ خفیف مت کہو۔ لقد قال اللہ ... جمیعا الآیۃ۔ عبدہ رح کہتے ہین کہ مین پہچان گیا کہ یہ مجھ سے زیادہ فقیہ ہین۔ ایضاً ہنی ولید بن ابی ... سے اسکے مانند روایت کیا۔ طبرانی رح نے سلمان فارسی سے یہی مضمون کلام حضرت صلعم سے روایت کیا ہے۔ ابن ... اسحاق سے روایت کی کہ ہم لوگ حدیث فقہی سنائے جاتے تھے کہ لوگون سے جبات سب سے پہلے اٹھائی جائیگی وہ الفت ہین ... کہ حدیث و آثار سے یہ بات قطعاً ثابت ہوئی کہ آیت کریمہ اپنے معنی عموم پر ان مومنون کے حق مین ہے جن سے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید فرمائی۔ اسمین فرقہ رافضیہ کے اعتقاد کا صریح رد ہے کیونکہ خلاف آیت کریمہ کے وہ لوگ صحابہ رضی اللہ عنہم کے حق مین بد اعتقاد رکھکر گمراہ ہوئے ہین۔ جیسے خارجی گمراہ ہین۔ آیت کریمہ مین تنبیہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تاثیرات قدرت مخلوقات مین برخلاف ظاہری اسباب کے جاری ہوتے ہین جن پر نظر ظاہری وعقل جزوی سے اطلاع نہین ہوسکتی اور موثر فقط اللہ تعالیٰ ہے اور محبت الٰہی عین ایمان ہے ومحبت دنیا گمراہی اور مومنین کا نشان یہ ہے کہ ان مین باہم الفت مستحکم ہو جو کسی دنیاوی خرخشہ سے زائل نہین ہوتی ہے پس اس سے فرقہ نیچر وفلاسفہ وغیرہ کا رد ہوگیا جو یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ چیزون مین خود تاثیر ہے اور خلاف اس تاثیر کے نہین ہوسکتا۔ یہ اعتقاد کفر ہے نعوذ باللہ منہ ف۔ **فی العرائس** قولہ تعالیٰ ہو الذی ایدک بنصرہ وبالمومنین مین بیان ہے کہ بندہ کو اعتقاد فقط اللہ تعالیٰ کی نصرت پر ہے نہ اسباب وسامان وہتھیار وغیرہ پر معنی یہ کہ تجکو نصرت وقوت ازلیہ سے قوی کیا اور جھگڑالو دشمن قوم کو ایمان کی توفیق دیکر تیری اعانت پر مستحکم کردیا۔ واسطی رح نے کہا کہ تجکو اپنی نصرت خاصہ سے قوی کیا اور مومنین کو تجھ سے قوی کیا۔ پھر بیان فرمایا کہ نصرت بمومنین اسی طور سے فرمائی کہ ان کو اللہ تعالیٰ واسکے رسول کی محبت پر مستحکم کرکے باہم للہ فی اللہ محبت مین ان کے دل مجتمع کردیئے بقولہ تعالیٰ والف بین قلوبہم۔ برخلاف کافرون کے کہ بحکم قولہ وقلوبہم شتّیٰ الآیۃ۔ کے ان کے دل اپنی اپنی تاریکی مین متفرق ہین اور مترجم کہتا ہے کہ ازلی حال کا بیان حدیث مین آیا ہے کہ ارواح جنود مجندہ تھین جنمین وہان اتفاق ہوا وہ باہم الفت مین ہین اور جنمین وہان اختلاف ہوا وہ یہان نکرت مین ہین لہذا شیخ نے لکھا کہ ابتدا امر مین ان ارواح کو مشاہدہ وحقیقت کے گھاٹ پر شربت وصال سے سیراب کیا پس مشاہدہ جلیل کے وقت درگاہ قدیم مین اُن سے انجان پن دور ہوکر باہم الفت ومحبت صادقہ مستحکم ہوچکی تھی جو کارگاہ امتحان مین بسبب نفس وشیطانی وسوسہ کے چندے بصورت عداوت رہی پھر نظر نور ایمانی سے اصلی حالت نے عود کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ اس تالیف مین ہرگز کسی مخلوق کے فعل کو یا اپنے کرتب کو دخل نہین ہوسکتا اور نہ ہوا بلکہ یہ محض لطف ورحمت الٰہی تھی کہ اپنے رسول پاک کی متابعت پر اسکو متفق کرکے نور اسلام سے ان مین یہ خاصیت پیدا کردی بقولہ لو انفقت مافی الارض جمیعا ما الفت الخ۔ شکلون ... مین الفت بطریق تجانس واستیناس ہے کیونکہ وہ اصلی خلقت مین ایک ہی صفت الٰہی سے مخلوق وظاہر ... خلقت بیدی اور ارواح مین تجانس واستیناس سے جو الفت ہوئی وہ ازراہ فطرت خاصہ ہے جو قولہ ونفخت فیہ من روحی ... ہے اور قلوب مین الفت بمعائنہ صفت خاصہ ہے جو مفہوم از قولہ علیہ السلام القلوب بین اصبعین من اصابع الرحمٰن ... ہے اور عقول مین باہمی الفت باصل فطرت ہے چنانچہ کہا گیا کہ عقل ہی سب سے اول جناب باری تعالیٰ نے پیدا فرمائی بدلیل قولہ علیہ السلام اول ما خلق اللہ العقل مترجم کہتا ہے کہ ثبوت حدیث مین کلام ہے ...

Marfat.com

اول مخلوق مین تحقیق بسیط لکھی جسکا حاصل یہ ہی کہ اول سب سے اللہ تعالیٰ نے نور حضرت محمد رسول اللہ صلعم پیدا کیا اور
علی الاطلاق جملہ مخلوق سے اوّل ہی پھر اسی نور پاک کے طفیل مین مجردات و مادیات وغیرہ تمام مخلوقات پیدا کی پس مجردات
سب سے اوّل عقل کو پیدا کیا اور مادیات مین سب سے اول قلم کو پیدا کیا پھر انھین کے انواع و اجناس کو علی الترتیب پیدا کیا فتدبر۔
شیخ نے لکھا کہ اسرار باطنہ مین جو باہم اُلفت دی وہ بمطالعہ انوار قدس ہی بقولہ الذین یومنون بالغیب چنانچہ کہا گیا کہ اسکی حقیقت یہ ہی
انوار غیب کو مشاہدہ کرتے ہین مترجم کہتا ہی کہ حدیث مالک بن حارثہ جو سابق بعض آیات کی تفسیر مین اسی سورہ مین گذر چکی ہی اسپر
دلالت کرتی ہی فتذکر۔ پس صورتون و اشباح کا تجانس تو براہ مقامات ہی کہ طاعات و آیات و حصول کرامات مین متوافق ہوتے ہین مترجم
کہتا ہے کہ اسی واسطے باہم کثرت عبادت والے و تہجد گزار آپس مین زیادہ مانوس ہوتے ہین اور ارواح کی موافقت اپنے مقامات مشاہدہ
و مراقبات مین تجانس کی وجہ سے ہے اور قلوب کی موافقت اس راہ سے کہ صفات کی سیر و مشاہدۂ قدرت مین تجانس ہے پس جب
قدرت کو مشاہدہ کیا وہ اُس شخص سے مالوف ہوگا جو قدرت مین باقی ہے اور ایسے ہی دیدار جملہ صفات کے مقام کا حال ہے
کیونکہ یہ سیر انوار صفات مین ہی اور عقول کی موافقت از راہ ادراک انوار افعال ہے کہ آیات مین فکر و غور کرکے انوار ہدایات
و حکمتین حاصل کرتے ہین اور اسرار کی موافقت اس راہ سے کہ مشاہدہ قدم و مطالعہ ابد ہی پس جو سر باطن کسی مشرب معرفت پر
وارد ہوا خواہ مقام معرفت پر یا محبت یا شوق یا توحید یا فنا، یا بقا، یا سکر یا صحو وغیرہ مین تو وہ ان اسرار سے جو انھین مشارب
مین سے کسی مشرب پر اسکے ساتھ متوافق ہوئے ہین مالوف ہوتا ہے پس کیا پاک پروردگار تعالیٰ شانہ کی صنعت ہی کہ اپنی رحمت سے
ہر جنس کو اسکی جنس سے مالوف کر دیا ہی مترجم کہتا ہی کہ یہ شرح اشارات حکمت ربانیہ نہایت لطیف و دقیق ہے اور شاید فہم
نورانی کو اسمین پیچ و تاب ہو کہ جملہ مقامات داخل ایمان ہین حالانکہ اُلفت مختلف اجناس کی ثابت ہوئی تو یون سمجھنا چاہیے کہ شیخ
نے ایتلاف بحسب تجانس بیان کیا اور ایتلاف مطلق مین کلام یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ کی راہ مین ادنیٰ کو اعلیٰ سے اللہ تعالیٰ کے واسطے
اُلفت ہی اگرچہ ان مین تجانس نہوگا اسی واسطے کہا گیا ہے کہ فرق مراتب شرع مین اصل عظیم ہی جو فرق مراتب نکرے وہ زندیق ہے
اسی واسطے فقیہ کو اپنے سے اوپر مرتبہ والے افقہ سے بسبب رابطہ فقہ کے محبت و موانست ہی اور عامی کو فقیہ سے اس راہ سے کہ مرتبہ
مافوق ہی الفت ہے اور نفس ایمان کے نور مین تجانس منقطع نہین ہی۔ فافہم۔ شیخ نے لکھا کہ مریدون مین باہم الفت از راہ ارادت
ہے اور محبین مین براہ محبت اور مشتاقین مین بشوق و عاشقین مین بعشق اور مستانسین مین بہ اُنس اور عارفین مین بمعرفت اور
موحدین مین بتوحید اور مکاشفین مین بکشف اور مشاہدین مین بمشاہدہ اور مخاطبین مین بسماع خطاب خاص اور اہل وجد مین بوجد
و اہل فراست مین بفراست اور اہل عبادت مین بعبادت اور اولیاء مین بولایت اور انبیاء مین بہ نبوت اور رسولون مین برسالت
متحقق ہی پس ہر جنس کو اپنی جنس سے اُلفت ہی اور اپنے متصل مقام والے سے ارتباط اُلفت اصلی مستحکم اگرچہ متجانس نہین ہی۔ بعض نے
کہا کہ مرسلین کے دلون مین رسالت سے ایتلاف کیا اور انبیا کے دلون مین نبوت سے اور صدیقین کے دلون مین صدق سے
اور شہداء مین مشاہدت سے اور صالحین مین خدمت سے اور عامہ مومنین کے دلون مین ہدایت سے اُلفت دیدی پس مرسلین کو
انبیاء پر رحمت قرار دیا اور انبیاء کو صدیقین پر اسی ترتیب سے صالحین کو عامہ مومنین پر رحمت کیا حتی کہ عامہ مومنین کو کافرون
کے حق مین رحمت قرار دیا۔ ابو سعید خراز رح نے کہا کہ اشکال مین اُلفت دی اور اسرار مین دوسرے مقام سے اُلفت

Marfat.com

رکھی پس ہر ایک کو اپنے اہل محبت سے ربط و الفت ہو اور آنحضرت صلعم نے حدیث الارواح جنود مجندۃ الی آخرہ
فرمایا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ سبحانہ نے اپنے رسول پاک صلعم پر احسان رکھا کہ جو اُس کی مراد ہے اللہ تعالیٰ اُس کے لئے
مومنین کیلئے بھی ہر مراد کو کافی ہے اور بیان کیا کہ آنحضرت صلعم و مومنین اپنے حول و قوت سے بیزار ہو کر اللہ تعالیٰ کے
ہی پر اعتماد کئے ہین چنانچہ اپنی نصرت و دشمنون پر فتح و غلبہ کی کفالت کو بیان فرمایا۔ بقولہ تعالیٰ

يَآاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ يَآاَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ ع

اے نبی کفایت ہے تجکو اللہ اور جتنے تیرے ساتھ ہوئے ہین مسلمان اے نبی شوق دلا

الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ ؕ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ

مسلمانون کو لڑائی کا اگر ہون تم مین بیس شخص ثابت غالب ہون دو سو پر اور اگر

يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ۝ اَلْئٰنَ

ہون تم مین سو شخص غالب ہون ہزار کافرون پر اسواسطے کہ وہ لوگ سمجھ نہین رکھتے اب بوجھ

خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا ؕ فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا

ہلکا کیا اللہ نے تم پر اور جانا کہ تم مین سستی ہے سو اگر ہون تم مین سو شخص ثابت غالب ہون

مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝

دو سو پر اور اگر ہون تم مین ہزار شخص غالب ہون دو ہزار پر اللہ کے حکم سے اور اللہ ساتھ ہے ثابت رہنے والون کے

يَآاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ۔ اے نبی محمد صلعم کافی ہے تجکو اللہ تعالیٰ۔ اگر پوچھا جاوے کہ اوپر بھی کفایت
بیان فرمائی ہے تو جواب یہ ہو کہ اول مین ارادہ مکر کی صورت مین کفایت کا وعدہ فرمایا یعنی وان یریدوا ان یخدعوک فان حسبک اللہ
پس یہ کفایت بطور خاص ہو اور یہان عموماً کفایت کی بشارت ہو یعنی ہر حال مین اللہ تعالیٰ تیرے ہر کام کے سرانجام کیلئے کافی ہو پس کافرون
پر جہاد کے امور مین تجکو کچھ اندیشہ نہ کرنا چاہیئے۔ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ واؤ محتمل ہے کہ نام جلیل پر عطف ہو پس من محل
رفع مین ہو اور شیخ جلال رحمہ اللہ نے اسی کو اختیار کیا ہے اور معنی یہ ہین کہ کافی ہو تجکو اللہ تعالیٰ اور کافی ہین تجکو مومنین شیخ مہائمی رح
نے اپنی تفسیر تبصیر الرحمٰن مین لکھا کہ معنی یہ ہین کہ اللہ تعالیٰ تجکو کافی ہو اگرچہ تیرے ساتھ کوئی اور نہ ہو اور اگر تو ظاہری اسباب پر نظر کرے
تو تیری پیروی کرنیوالے مومنین تجھے کافی ہین۔ ہدی النبوی من اسم اللہ تعالیٰ پر عطف ہونے کو ضعیف قرار دیا اور من موضع
کاف ہی پر عطف مقصور کیا کہ معنی اسی وجہ پر مستقیم ہین۔ و خفاجی رح نے اسمین مناقشہ کیا اور کہا کہ اسکی کوئی وجہ نہین ہو کیونکہ فراء و کسائی
نے اسی کو ترجیح دی اور کلام ماقبل و مابعد اسی کا مؤید ہے۔ پوشیدہ نہین کہ مومنین کا کافی ہونا اس تاویل پر جو شیخ مہائمی رح
ذکر فرمائی ہے کہ نظر باسباب ظاہری تجکو وہ کافی ہین تو آنحضرت صلعم کی شان نبوت کیساتھ نظر مذکور مستبعد ہو پس اسکی تاویل کا
ہونا ظاہر ہو و شیخ ابن تیمیہ رح نے کہا کہ جس نے یہ معنی بیان کئے کہ اللہ تعالیٰ و مومنین تجکو کافی ہین تو اُسنے گمراہی کی بات کہی
قول از جنس کفر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فقط بذات وحدہٗ لاشریک ہر بندہ کیواسطے کافی ہو اور یہ کفایت مخصوص باللہ تعالیٰ
وقد قال تعالیٰ الیس اللہ بکافٍ عبدہ۔ اور فرمایا۔ و قالوا حسبنا اللہ و نعم الوکیل مترجم کہتا ہے کہ

...ہونے کا حال ظاہر ہوچکا معالم مین فرمایا کہ مفسرین نے محل مَن مین اختلاف کیا پس اکثر مفسرین نے کہا کہ وہ حسبک
...ہونے کی وجہ سے محل جر مین ہے اور معنی یہ کہ حسبک اللہ وحسب من اتبعک الخ یعنی کافی ہو اللہ تعالیٰ تجکو اور
...کو جنھون نے تیری اتباع کی ہے۔ ابن ابی حاتم نے شعبی سے روایت کی کہ معنی یہ ہین کہ حسبک وحسب من شہد معک شاید
...ہونے والون سے اہل بدر مراد ہون جیسا کہ مقام نزول مین بیان ہوا کہ بدر مین قتال واقع ہونے سے پہلے مقام بیدا ر
...نزول ہوا بعض نے کہا کہ اسمین مناقشہ ہو اسواسطے کہ بصریون کے نزدیک اسم ظاہر کا ضمیر پر عطف ایسی صورت مین ممتنع ہو
...بمنزلہ جزو کلمہ کے ہو پس معطوف علیہ نہین ہوسکتی اور کوفیون نے اس کو جائز قرار دیا ہے۔ فرار رح نے کہا کہ عرب کے کلام
...نہین کہ حسبک و احبک۔ کوئی بولے بلکہ حسبک وحسب احبک۔ با عادہ حرف جار مستعمل ہو پس اگر من مجرور ہوتا۔
...من اتبعک آتا۔ شیخ ابو السعود و قاضی بیضاوی رح نے کہا کہ قولہ ومن اتبعک۔ جملہ محل نصب مین بنا برین کہ وہ مفعول معہ ہو لے کفاک
...ناصراً۔ جیسے عربی شاعر کا قول ہو کہ ؎ اذا کانت الہیجار وانشقت العصا۞ فحسبک والضحاک عضب مہند۞ ضحاک بنصب پڑھا
...ابو نحاس رح نے اختیار کیا اور فرار رح نے کہا کہ موضع کاف پر اس کے نصب کی تقدیر کی جائے اور اسی کو ابن عطیہ نے اختیار
...ان وجوہ مین سے تفسیر مروی از شعبی رح یا قول بیضاوی رح ہے کہ از راہ درستی لفظ و استقامت معنی کے بہتر ہے
...علم۔ پھر واضح ہو کہ زہری رح نے کہا کہ یہ آیت انصار کے حق مین نازل ہوئی اور بعض نے کہا کہ مہاجرین و
...دونون کے حق مین اُتری اور سعید بن جبیر نے کہا کہ جب آنحضرت صلعم پر تینتیس ۳۳ مرد اور چھ عورتین ایمان لانے کے
...بن الخطاب کے ایمان سے چالیس کی تعداد پوری ہوئی تب یہ آیت نازل ہوئی۔ قال ابن کثیر رح اس روایت مین نظر
...اسلئے کہ یہ آیت مدنیہ ہو اور اسلام لانا عمر رض کا ملک حبش کو ہجرت کرنے کے بعد مدینہ کی ہجرت سے پہلے واقع ہوا واللہ اعلم۔
...اسی کے مانند جامع البیان مین اعتراض کیا گیا ہے اور خازن و جمل نے لکھا کہ یہ آیت مکیہ سورہ مدنیہ مین بحکم آنحضرت صلعم لکھی گئی
...واللہ اعلم۔ حاصل معنی آیت کے یہ ہوئے کہ اے محمد صلعم تیرے لئے اللہ تعالیٰ کافی ہے اور جنھون نے تیری پیروی کی
...ان کے لئے بھی اللہ تعالیٰ کافی ہے اور وے مہاجرین و انصار سب سے پہلے ہین اور امید ہے کہ قیامت تک کے مومنین بدرجہ ثانی اس
...مین شامل ہین پھر اللہ تعالیٰ نے انھین مومنون کو جہاد پر آمادگی کا حکم کیا بقولہ۔ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ
عَلَى الْقِتَالِ۔ تحریض کسی کو کسی چیز پر اچھی شوق انگیز باتون وغیرہ سے آمادگی دلانے مین مبالغہ کرنا ماخوذ از حرض ہے جس کے
...کو مرض نے اسکو سکھا کے کانٹا کر دیا اور موت کے کنارے لگا دیا ہو۔ اور یہان گویا اشارہ ہو کہ جس امر کا حکم دیا
...جاتا تو گویا ہلاکت ہو۔ قتال سے جہاد مراد ہے یعنی جہاد پر ان کو تحریض کر دے پھر بشارت فرمائی بقولہ۔ إِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ
عِشْرُونَ صَابِرُونَ يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ صابرین ہونا یہ کہ ان مین قوت و شجاعت ہو پس مقاومت کا مدار عدد پر مع رعایت
...صفت عدد پر بدون رعایت معنی نہ ہو۔ کما تقرر فی موضعہ۔ اور پہلا خطاب آنحضرت صلعم کو تھا اور مومنون کو آپ کی طرف سے
...تحریض مین ان کو خطاب کر دیا یعنی اگر اے مومنو تم مین سے دس صابر ہون گے تو دو سو پر غالب آوینگے۔ وَإِنْ يَكُنْ
مِنْكُمْ مِائَةٌ يَغْلِبُوا أَلْفًا مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا۔ اور اگر تم مین سے سو ہون گے تو غالب ہون گے ایک ہزار پر ان لوگون
...نے کفر اختیار کیا ہو۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہو کہ یہ آیت ہمین لوگون اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین

نازل ہوئی ہے۔ رواہ ابن مردویہ۔ ان یکن بیار تحتیہ اکثر قرار کی قرأت ہے اور تکن بتا، فوقیہ ابن کثیر و نافع و ابو عمرو
یہان سوال ہوا کہ آیت مین بشارت ہی کہ مومنون کی کوئی جماعت ہو خواہ تھوڑی ہو یا بہت ہو وہ اپنے دو چند سے
ہر حال مین غالب ہوگی حالانکہ جو حالات نظر آتے ہین وہ اُس کے برخلاف ہین کیونکہ کبھی جماعت نصف و ثلث بھی مغلوب ہوئی
ہے۔ جواب کئی طرح دیا گیا ایک یہ کہ ظاہر ہی جہان خلاف واقع ہوتا ہے وہان کسی شرط مین موافقت نہین ہوتی مثلاً کوئی مومن
ہوا ایسا نہ ہوگا کہ حرب کے وقت صابر ہون اور بعض نے لکھا ہی کہ یہ حکم ابتدا اسلام مین تھا پھر منسوخ ہوا اور بشارت باقی رہ گئی
المترجم جواب جید لولا المناقشۃ فیما نسخ بہ فافہم۔ دوم یہ کہ جملہ شرطیہ بمعنی خبر نہین ہی تاکہ سوال مذکور وارد ہو بلکہ شرطیہ سے مراد معنی امر ہی
تم مین سے بیس ہون تو دو سو کا مقابلہ کرین اور سو ہون تو ایک ہزار سے مقابلہ کرین اور صابر و ثابت قدم رہین پس یہ امر اسلئے
کہ ثابت قدمی کی صورت مین غلبہ انھین کے لئے ہوگا یعنی وہی غالب ہونگے اور کفار مغلوب ہون گے۔ **بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ**
**لَّا يَفْقَهُوْنَ** اس سبب سے کہ کفار ایسی قوم ہین جن کو فقہ یعنی دین کی سمجھ نہین ہے۔ **قال الخطیب** دس گونہ سے قتال کر
کا حکم مقید بصبر ہونے مین دلیل ہے کہ واجب کرنا اس حکم کا اسی شرط سے ہے کہ بندہ صابر و قادر ہو اور یہ شرط جبھی حاصل ہوتی ہے
چند باتین حاصل ہون۔ ازانجملہ یہ کہ اُس کے اعضا مین قوت و شدت و چالاکی ہو۔ ازانجملہ یہ کہ دل کا قوی و دلیر اور جنگجو مرد شجاع
بزدل نہ ہو ازانجملہ یہ کہ متحرف القتال یا متحیزا الی الفئۃ نہ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اگلی آیات مین ان دونون حالتون کو مستثنیٰ کر دیا
پھر جب یہ شرطین پائی جاوین تب ہر ایک پر جماعت مین سے واجب ہی کہ ثابت قدم رہے اور ایک ہو تو اسپر واجب ہی کہ دس
سے نہ بھاگے اور دس ہون تو دو سو سے اور سو ہون تو ہزار سے نہ بھاگین اور غالب آوین اگر پوچھا جاوے کہ حاصل یہ کہ
گونہ سے ثابت قدمی اختیار کرین پھر طول عبارت مین کیا حکمت ہی تو جواب یہ ہی کہ طول عبارت موافق واقع کے نازل ہوئی
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چھوٹے چھوٹے سرایا کو بھیجتے تھے۔ اور غالباً اُن کی تعداد دس سے کم نہین اور دو سو سے زائد نہین ہوتی تھی
اور تعالیٰ نے انھین دونون تعداد کو ذکر فرمایا۔ اور نیز جواب دیا گیا کہ ایک مقابلہ دس کے اگرچہ مفید مقصود ہی لیکن صورت واقعہ سے مناسب
کیونکہ کمتر اکیلا مقابل جماعت کفار واقع ہو پس ایسی امداد سے ذکر فرمانے مین جنمین باہم مناسبت ہے ایک تو جلد طمانیت ہے
دوم دلالت ہے کہ مومنون کی جماعت خواہ چھوٹی ہو خواہ بڑی ہو سب کا ایک ہی حکم ہے کہ ثابت قدم رہین اور مومنون کو فتح و غلبہ
انشاء اللہ تعالیٰ کیونکہ کفار ناسمجھ قوم ہے۔ یعنی کافرون و مشرکون کا لڑنا کسی مرتبہ الیقین اور طلب ثواب کیلئے نہین لہذا جب تم
سے قتال کرو تو وہ لوگ بخوف جان و مال کے تمھارے مقابلہ مین ثابت قدم نہ رہین گے کہ مار نہ ڈالے جاوین۔ واضح ہو کہ بحر
فصاحت کلام کے بارہ مین لکھا کہ ذرا غور سے نظر کر کے دیکھو کہ اس کلام مین کیا خوب فصاحت ہی چنانچہ اول جملہ شرطیہ مین قید صبر
اور دوم جملہ شرطیہ نظیر مین یہ قید حذف کر دی اور دوسرے جملہ مین من الذین کفروا سے بیان زیادہ فرمایا اور اول مین حذف کیا
کہ دس پر دو سو قدم غالب ہونا و قتال صرف کفار کے ساتھ ہے اور یہ غایۃ الفصاحت ہی۔ خفاجی نے کہا کہ صبر چونکہ شدید المطلوبیت
تو ہر دو جملہ تخفیف مین اثبات رکھا گیا لیکن دوم سے بسبب دلالت سابقہ کے حذف ہوا پھر آخر مین واللہ مع الصابرین کے خاتمہ سے
کی مطلوبیت پر تاکید فرمائی۔ اور ہر دو جملہ تخفیف مین قید کا فر ہونے کی اسواسطے نہین فرمائی کما قبل یہ دلیل
احتباک ہی اور جملہ تخفیف مین باذن اللہ بڑھایا حالانکہ وہ ہر دو کی قید ہی اور قولہ واللہ مع الصابرین سے انکے

لے جملہ تخفیف سے مراد آخر کی دو آیات ہین الآن خفف اللہ عنکم الخ ۱۲

Marfat.com

کیونکہ اللہ تعالیٰ جسکی معیت مین ہو وہ مغلوب نہین ہوسکتا اور جملہ اسمیہ دلیل دوام ہے اور دیگر لطائف ابھی باقی ہین جنکے
لیے ہم سبحان اللہ رب العرش عما یصفون اسکے کلام کی بلاغت وفصاحت معجزہ ہے جسقدر غور کرنے سے ہدایت ہو عجیب عجیب
ظاہر ہوتے ہین پھر واضح ہو کہ ابتدا مین بیس صابرین کو بمقابلہ دوسو کے ثبات کا حکم تھا جو آئندہ منسوخ ہوا اور بشارت
بضعف اسلام کے وقت کثرت صبر و بشارت غلبہ و کثرت ثواب بہت کچھ تھا پھر بوجہ اسکے کہ اہل اسلام کی کثرت ہوگئی تو منسوخ ہوگیا
اور تخفیف کا کثرت مذکورہ کیساتھ ہونا بھی ہوسکتا ہی جو بطریق عکرمہ از ابن عباس رض روایت ہو کہ جب قولہ ان یکن منکم عشرون صابرون آخر
اترا تو مسلمانون پر بہت شاق گزرا جبکہ اللہ تعالیٰ نے ان پر یہ فرض کیا کہ دس کے مقابلہ سے ایک آدمی نہ بھاگے پھر تخفیف نازل ہوئی یعنی قولہ
الآن خفف اللہ عنکم آخر۔ ابن عباس نے کہا کہ تعداد کی راہ سے اُن کیلئے تخفیف کردی اور جسقدر تخفیف کی اسی قدر صبر مین سے بھی گھٹا دیا۔ روی
محمد بن اسحاق نے بطریق عطاء رح از ابن عباس رض روایت کی کہ جب یہ آیت اُتری تو مسلمانون پر گران گزری اور انھون نے یہ بات
بڑی سمجھی کہ بیس آدمی دوسو سے مقاتلہ مین نہ بھاگین اور سو بمقابلہ ہزار کے نہ بھاگین پھر اللہ تعالیٰ نے تخفیف کردی کہ جب دشمن سے دو نصف (آدھے کے)
ہون تو اپنے دشمن کے مقابلہ سے بھاگنا روا نہین ہی اور جب اُس سے کم ہون تو ثبات واجب نہین بلکہ ہٹ جانا روا ہی۔ وقد رواہ
ابن ابی طلحہ والعوفی عنہ بنحو ذلک۔ اور ایسا ہی مجاہد وحسن وعکرمہ وعطاء خراسانی وابن ابی رباح وضحاک وغیرہ سے مروی ہی اور کلام
مین دلالت ہو کہ عرف مین جسقدر کو آدھا کہتے ہین اسقدر ہونے سے فرار نہین روا ہے اگرچہ ٹھیک نصف نہ ہون مثلاً دوسو سے
کم اور ننانوے اٹھانوے بھی نصف کے لگ بھگ ہونے سے نصف ہی کے حکم مین ہین بالجملہ دس گونہ کے مقاتلہ کا حکم منسوخ
ہوا الآن خفف اللہ عنکم ۔ اب اللہ تعالیٰ نے تم سے تخفیف کردی یعنی ظاہر فرمادیا کہ اگلا حکم صرف اسوقت تک کیلئے
مقرر نہین ہی۔ وعلم ان فیکم ضعفا اکثرون کی قراۃ بضم ضاد معجمہ ہی اور حفص و حمزہ وغیرہ کی قرأت بالفتح ہی اور ...
ثابت ہین۔ فان یکن منکم مائۃ صابرۃ یغلبوا مائتین منہم یعنی کافرون کے دوسو پر۔ وان یکن
منکم الف یغلبوا الفین باذن اللہ ۔ لے بارادۃ اللہ تعالیٰ۔ اُسی کی ارادت سے پس دس گونہ سے تخفیف کرکے
دو گونہ کیا گیا۔ واللہ مع الصابرین ۔ اور اللہ تعالیٰ ساتھ ہی صبر کرنیوالون کے یعنی اللہ تعالیٰ کی مدد ونصرت صابرون
کے ساتھ ہے پھر بھلا کیونکر غالب نہ ہونگے۔ سو واضح ہو کہ آثار صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت ہی کہ وے لوگ کبھی سو بمقابلہ ہزار کے حتی کہ کبھی دس
ہزار کے بڑھ جاتے تھے اور کبھی تنہا ایک آدمی لشکر پر حملہ کرتا اور اُس کو اپنی جان ہلاکت مین ڈالنا نہین خیال کیا جاتا تھا پس آیت کریمہ
مین یہ ہے کہ دس آدمی کامل الایمان اگر بمقابلہ دس ہزار کے صبر و ثبات اختیار کرین تو روا ہے اور بھاگ جاوین تو بھی روا ہے لیکن اگر
ضعفا یعنی بیس آدمیون کے مقابلہ سے بھاگین تو اس عذاب کے مستوجب ہون گے جو جہاد سے بھاگنے والے کے حق مین بیان
ہوا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم اہل قوت کا زمانہ تھا ان کے بعد تابعین و اتباع سے ضعف ہی ہوتا گیا پس قولہ تعالیٰ۔ ان فیکم ضعفا۔
مین سب ضعیف الایمان والے داخل ہین اور امید ہے کہ جبتک دو وچند کفار کے مقابلہ سے نہ بھاگین مستوجب عذاب نہ ہون گے
فی العرائس قولہ یا ایہا النبی حسبک اللہ یعنی مومنون کو ایک دل و الفت و الا کرکے جو مین نے تجھ سے احسان کیا
اور ان کو توفیق دی تو مقام توحید مین تجکو اُن کی طرف التفات نہ کرنا چاہیئے کیونکہ مخلوق کے حق مین تیری سعادت
انکے لیئے ہین امتحان وسعادت ہی اور یقین کرنا چاہیئے کہ فقط تنہا مین بدون کسی مخلوق کے تیری مراد کیلئے کافی ہون تجھے چاہیئے

کہ میری طرف سیر کرنے مین قدم کو حدوث سے مفرد رکھ اور کچھ بھی شرک کا لگاؤ مت رکھ۔ یہ حقیقت مین ...
اتبعک من المومنین یعنی یہ ہے سواے جو کچھ ہے سب مین مومنون کیلئے کافی ہون کوئی اُن کے اوپر ...
مقرب یا نبی مرسل کیون نہ ہو اور توحید حقیقیہ مین روا نہین ہے کہ میرے سوائے کسی غیر کی طرف نظر ہو اگرچہ وہ غیر میری ...
قولہ تعالیٰ ما علیک من حسابہم من شئی۔ مین یہ اشارہ صریح مبین ہو۔ واسطی رح نے کہا کہ قولہ حسبک اللہ الخ یعنی حسبک باللہ ولیا ...
اتبعک من المومنین فاللہ حسبہم۔ یعنی تجکو اللہ تعالیٰ حفظ و نصرت وغیرہ مین کافی ہے اور جو تیرے متبع مومن ہین اُنکو بھی اللہ تعالیٰ کافی ہے
کہتا ہو کہ واسطی رح نے اشارہ کیا کہ قولہ ومن اتبعک۔ اسم اللہ تعالیٰ پر معطوف نہین بلکہ مبتدا ہو جسکی خبر بقرینۂ اول کے محذوف ہے یعنی سوا ...
وحدہ لاشریک کافی ہو اور مومنین کی کفایت آنحضرت صلعم کے حق مین کیونکر ہو سکتی ہو بلکہ مومنون کے واسطے بھی اللہ تعالیٰ کافی ہو و قد مر مفصلا پھر اللہ تعالیٰ
نے تخفیف فرمائی بقولہ الآن خفف اللہ عنکم۔ جو بندہ کہ مجاہدہ و ریاضت سے جناب باری تعالیٰ کی طرف سے انوار کشف سے سرفراز ہوا وہ خفیف
القلب و خفیف البدن و خفیف الحال ہوتا ہو وہ انوار مشاہدہ کے ساتھ عبودیت کے بہت بوجھ نہین اُٹھا سکتا پس اللہ تعالیٰ رحمت کیساتھ اپنے اولیا
پر تخفیف فرماتا ہو تاکہ مراقبہ و حضوری سے ان کے دل کی روح بڑھکر ترقی پاوے چنانچہ جب کثرت عبادت سے حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم
کے پائے مبارک ورم کر گئے تو رفع مشقت کے واسطے نازل فرمایا قولہ طٰہٰ ما انزلنا علیک القرآن لتشقی۔ حالانکہ ابتدا مین بقولہ یا ایہا المزمل
قم اللیل الا قلیلا الآیہ حکم دیا تھا کہ دل شب مین جب لوگ غفلت کی نیند پڑے سوتے ہین تو عبادت و حضوری مین قیام کرتی کہ رات مین سے
کچھ ہی حصہ کم کیا پھر جب آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم اس مرتبہ کو پہونچ گئے تو ان پر کرم فرماکر حکم دیا کہ الآن خفف اللہ عنکم یعنی جس قوت تکلیف
و امتحان سے تم جہاد و عبادات مین قیام کرتے تھے اس قوت تکلیفیہ پر مدار رکھنے سے تخفیف کر دی اور اپنی قوت بے کلفت سے معاونت
دیدی کہ کشف مشاہدہ کے بعد قوت مجاہدہ بہت ہی آسان ہے۔ ابن عطا رح نے کہا جو آسمان مین ہو نہین ملتا مگر اسی طور سے کہ فقر و
محتاجی و عاجزی کے ساتھ جستجو ہو اور جو زمین مین ہو نہین ملتا مگر اسی طرح کہ اس کی طرف اضطرار ہو۔ نصرآبادی رح نے کہا کہ یہ تخفیف فقط
اُمت کے واسطے تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نہ تھی کیونکہ جو بندہ نبوت کا بوجھ اُٹھانے کو بھاری نہین سمجھتا تھا وہ اس تخفیف کیواسطے کیونکر
مخاطب ہوگا اور رسول صلعم جب یہ فرماتے کہ بک اصول و بک احول میرا کام سب تیرے حول و قوت سے ہو یعنی وہ از خود فانی اور بقا حق سے باقی ہے تو
اُن پر گرانی متصور نہین جسمین تخفیف ہو سکے۔ قال المترجم یہ افادہ لطیف ہو پھر جب بدر کی لڑائی مین کفار قید کر آئے اور مشورت کے بعد اُنسے فدیہ لیا گیا تو نازل ہوا۔

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ ۚ تُرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا ۖ وَاللَّهُ
کیا چاہیے نبی کو کہ اس کے ہان قیدی آوین جب تک نہ خون کرے ملک مین تم چاہتے ہو جنس دنیا کی اور اللہ
يُرِيدُ الْآخِرَةَ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ لَوْلَا كِتَابٌ مِنَ اللَّهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ
چاہتا ہے آخرت اور اللہ زور آور ہے حکمت والا اگر نہ ہوتی ایک بات کہ لکھ چکا اللہ آگے سے تو تم کو آپڑتا اس لینے مین بڑا عذاب
فَكُلُوا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلَالًا طَيِّبًا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝
سو کھاؤ جو غنیمت لاؤ حلال ستھری اور ڈرتے رہو اللہ سے اللہ ہے بخشنے والا مہربان

ماکان لے ماصح وما استقام لنبی نہین ٹھیک ہے کسی نبی کیلئے۔ ان یکون بیاء تحتیہ اکثر کی قراۃ اور بتاء فوقیہ ابو عمرو کی قراۃ
لہ اسریٰ جمع اسیر بمعنی گرفتار و قیدی گی۔ یہ اسم تکون بالتاء الفوقیہ ہو اور بیاء تحتیہ کا بھی اسم بوجہ اُس کے کہ تانیث ...

Marfat.com

الاصل میں ہو اور شاید قراۃ میں للنبی ہو یعنی محمد صلعم یعنی نبی کو ٹھیک نہیں کہ اس کے پاس قیدی کفار ہوں ۔ **حَتّٰی یُثْخِنَ**
فِی الْاَرْضِ یہاں تک کہ زمین میں اثخان کرے یعنی کثرت سے قتل کرے اور اسمین مبالغہ کرے تاکہ کفر ذلیل و اسکے لوگ کم ہوں اور اسلام
و اسکے لوگ غالب ہو جاویں ۔ ثخانہ بمعنی غلظت و کثافت ہو اور اثخنہ المرض ۔ فلان کو مرض نے اثخان کیا یعنی بہت ہی گرا دیا ۔ و اثخن فلان فی الام
یعنی فلان کام میں مبالغہ کیا ۔ پھر اثخان گہرے گھاؤ سے قتل میں اور بمبالغہ قتل کرنے میں مستعمل ہوا ۔ حاصل اس حکم کا یہ ہو کہ جہاد میں کافرون
کو قتل کرو اسنا ثواب ہو نہ فدیہ لینے کی نیت سے قید کرنا اور مجاہد رح نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں آگاہ فرمایا کہ بدر کے روز مشرکون
کو قتل کرڈالنا بہ نسبت اسکے قید کرکے فدیہ لیکر چھوڑنے کے اولیٰ تھا ۔ پھر جب مسلمانوں کا غلبہ و کثرت ہوئی تو قولہ فاما منا بعد و اما فداء ۔ سے رخصت
ہو گئی کہ چاہیں یوں ہی بطریق احسان کے یا فدیہ لیکر چھوڑ دیں جیسا کہ سورۂ قتال میں انشاء اللہ تعالیٰ آویگا ۔ **قال الجلال** رح یہاں کی آیت منسوخ
ہو بقولہ فاما منا بعد و اما فداء الآیۃ ۔ سے یہی امام شافعی و احمد رح نے اختیار کیا ہو کہ جب کوئی حربی کافر قید ہو تو امام المسلمین کو اختیار ہو چاہے اسکو قتل
کرے اور چاہے احسان کرکے چھوڑے اور چاہے فدیہ لیوے اور چاہے رقیق بناوے اور یہی ابن عمر رض سے مروی ہو اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہا
کہ امام المسلمین پر متعین ہو کہ اسکو یا قتل کرے یا رقیق بناوے اور آیۃ سورۃ القتال یعنی فاما منا بعد الخ خود منسوخ ہو بقولہ فاقتلوا المشرکین حیث
وجدتموہم ۔ کیونکہ سورۂ براءۃ سب سے آخر نازل ہوئی جیسا کہ ابتداء سورہ براءۃ میں صحیحین کی حدیث عثمان رضی اللہ عنہ سے ظاہر ہو اور یہی ابن عباس
کا قول ہو ۔ امام رازی نے کہا کہ جس آیت کی تفسیر بیان ہو رہی ہو یہ قول فاما منا بعد الآیۃ سے منسوخ نہیں ہو بلکہ مفہوم ان دونوں آیات کا
متوافق ہو اسلئے کہ دونوں اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ پہلے اثخان ہو جانا ضروری ہو پھر اسکے بعد احسان یا فدیہ کا اختیار ہو اسکی توضیح
یہ ہو کہ بعض علماء نے کہا کہ یہاں جو احسان و فدیہ سے ممانعت ہو اسکی انتہا اثخان تک ہو کما قال حتی یثخن فی الارض ۔ اور مقصود اثخان سے اسکا لازم
ہو یعنی ظہور قوت و شوکت اسلام ہو ۔ پس حاصل حکم اس آیت کا یہ ہوا کہ کسی نبی کو روا نہیں ہو کہ قوت و شوکت اسلام ظاہر ہونے سے پہلے فدیہ لیکر چھوڑے
پھر رہا یہ بیان کہ بعد ظہور قوت و شوکت اسلام کے کیا کرے تو اسکو آیۂ سورۂ قتال میں بیان فرمایا بقولہ فاما منا بعد و اما فداء ۔ یعنی بعد اثخان کے جبکہ کفر
و اہل کفر ذلیل ہو جاوے تو کافر قیدی کو چاہے احسان کرکے چھوڑ و چاہے فدیہ لیکر رہا کرو ۔ مترجم کہتا ہے کہ یہ قول جید ہو واللہ اعلم ۔ واقعہ سبب نزول
آیت حضرت عبداللہ بن مسعود رض و ایک جماعت سلف سے مختصر و مطول یوں مذکور ہو کہ بدر کی لڑائی ختم ہونے پر آنحضرت صلعم نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے
مشورہ لیا کہ قیدیوں کے بارے میں کیا کہتے ہو تو ابوبکر رض نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ آپ کی قوم کے لوگ ہیں اُن کو باقی رکھئے اور
مہلت دیجئے شاید اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول فرماوے اور عمر رض نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ انھوں نے آپ کو جھٹلایا اور مکہ سے نکالا آپ اجازت
دیجئے کہ میں اُنکی گردنیں ماروں ۔ عبداللہ بن رواحہ نے کہا کہ یا رسول اللہ یہ لوگ اس لائق ہیں کہ جنگل میں بہت لکڑیاں ہیں جمع کرکے اس میں ان کو
جلا دیا جائے پس آنحضرت صلعم خاموش رہے اور اندر چلے گئے اور لوگوں نے اختلاف کیا بعض نے کہا کہ ہم ابوبکر کا قول لیں گے اور بعض نے عمر رض کا اور بعض
نے عبداللہ بن رواحہ کا قول پسند کیا پھر آنحضرت صلعم باہر آئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ بعضے دلوں کو نرم کرتا ہو یہاں تک کہ دودھ سے زیادہ نرم ہوتے
ہیں اور بعض دلوں کو سخت کرتا ہو کہ پتھر سے زیادہ کر سخت ہوتے ہیں اے ابوبکر تیرے مثل مانند ابراہیم علیہ السلام کے ہو کہ کہا فمن تبعنی فانہ منی و من
عصانی فانک غفور رحیم ۔ اے ابوبکر تیری مثال مانند عیسیٰ کے ہو کہ کہا ان تعذبہم فانہم عبادک و ان تغفر لہم فانک انت العزیز الحکیم ۔ تیری مثال
مانند موسیٰ کے ہو کہ کہا ربنا اطمس علی اموالہم واشدد علی قلوبہم فلا یؤمنوا حتی یروا العذاب الالیم ۔ اے عمر رض تیری مثل مانند نوح کے ہو کہ کہا رب
لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا ۔ تم لوگ اسوقت میں مفلس ہو پس ان قیدیوں میں سے کوئی رہا نہ ہوگا یہاں تک کہ اپنا فدیہ دیوے یا اس کی گردن

ماری جاوے۔ ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ مین نے زبان لڑاکر کہا کہ یا رسول اللہ سوائے سہیل بن بیضا کے کہ وہ اسلام کا ذکر [illegible]
اور مجھے اس روز ایسا خوف ہوا کہ کہین مجھ پر آسمان سے پتھر نہ برسین اسی خوف مین تھا کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ سوائے سہیل بن بیضا کے [illegible]
سے فدیہ لیکر چھوڑ دیا کہ آئندہ اہل اسلام سے نہ لڑین۔ اور ابن عمرؓ سے روایت ہی کہ جب کفار بدر کے قیدیون مین عباس بن عبد المطلب بھی [illegible]
انصار نے عباس کو وعید کی کہ تجکو قتل کرینگے اور یہ خبر آنحضرت صلعم کو پہونچی تو آپنے فرمایا کہ مین اس رات کو بسبب اپنے چچا عباس کے نہین سویا [illegible]
قصد ہی کہ عباس کو قتل کر ڈالین تو عمرؓ نے کہا کہ مین عباس کو لے آؤن آپنے فرمایا کہ اچھا پس عمرؓ روانہ ہوکر انصار پاس آئے اور کہا کہ عباس کو
چھوڑ دو انھون نے کہا کہ ہرگز نہین کیون چھوڑین عمرؓ نے کہا کہ اگرچہ یہین آنحضرت صلعم کی خوشی ہو تو انصار نے کہا کہ اگر ایسا ہی تو لیجاؤ پس عمرؓ نے عباس کو
لیکر کہا کہ اے عباس تم مسلمان ہو جاؤ قسم ہی ذات پاک وحدہ لاشریک کی کہ تمھارا اسلام لانا مجھے اپنے باپ خطاب کے اسلام سے زیادہ محبوب ہے کیونکہ مین نے
دیکھا کہ آنحضرت صلعم کو تمھارا مسلمان ہونا بھلا معلوم ہوتا ہی الی آخر ما قال۔ اور علیؓ سے روایت ہی کہ بدر کے روز حضرت جبرئیل اترے اور کہا کہ
یا رسول اللہ قیدیون کے بارہ مین اپنے اصحاب سے مشورہ لیجئے وہ چاہین تو قتل کرین اور چاہین فدیہ لین اس شرط پر کہ سال آئندہ مین ان مین سے اسی قدر شہید
ہونگے۔ اصحاب راضی ہوئے کہ فدیہ لیوین اور سال آئندہ مین شہید ہون۔ رواہ الترمذی والنسائی وابن حبان و ہو حدیث غریب جداً۔ اور قوی تر بات یہی ہی
کہ آنحضرت صلعم نے بطریق اجتہاد کے مشورہ لیکر بعد استقرار رائے کے فدیہ لیکر چھوڑ دیا پس ابن مسعودؓ وغیرہ کی روایت مین ہی کہ جب یہ کام ہو چکا
ہو اللہ تعالی نے نازل فرمایا۔ ماکان لنبی ان یکون لہ اسری حتی یثخن فی الارض الی آخر الآیۃ۔ اور دوسری روایت مین ہی کہ پھر دوسرے روز عمر رضی اللہ
عنہ آنحضرت صلعم کی خدمت مین گئے تو دیکھا کہ آپ اور ابوبکرؓ روتے ہین عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ اور یہ کیون روتے ہین مجھے بھی آگاہ فرمائیے تو
آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ مین تیرے ساتھیون کے لئے روتا ہون کہ انھون نے فدیہ لینا اختیار کر لیا اور اب مجھ پر اُن کے حق مین مواخذہ اس
درخت سے بھی زیادہ نزدیک پیش کیا گیا ہی یعنی سال آئندہ مین اس فدیہ کے عوض مبتلا ہوکر شہید ہون گے اور عذاب پیش کئے جانے سے آپکی مراد
نزول اس آیت کریمہ کا ہی اور یہ مراد نہین کہ عذاب نازل ہو گا بلکہ مقصود یہ ہے کہ ایسا فعل واقع ہوا جس سے عذاب بہت قریب ہی اگرچہ
اللہ تعالی کی مغفرت و رحمت سے بسبب تقدیر سابق کے عذاب نازل ہو گا۔ فافہم پس آیت مین آنحضرت صلعم کو لطیف عتاب آمیز یہ خطاب
فرمایا کہ کسی نبی کو ٹھیک نہین کہ قبل اثخان کے یعنی کفر و اہل کفر کے ذلیل و مغلوب ہو جانے اور اہل اسلام کے غالب و قوی ہو جانے کے
فدیہ لیکر کافر قیدیون کو رہا کرے پھر مومنون کو عتاب فرمایا۔ تُرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا۔ اے مومنو تم اسباب دنیا کو یعنی اسکی حقیر
متاع کو چاہتے ہو چنانچہ تم نے کافرون کا فدیہ لیلیا۔ وَاللّٰهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ۔ اور اللہ تعالی آخرت کو چاہتا ہے یعنی تمھارے
لئے ثواب آخرت کو پسندیدہ فرماتا ہے پس تم کو چاہیئے تھا کہ فدیہ لینے سے باز رہتے اور اُن کو قتل کرکے ثواب آخرت لینے پر اکتفا کرتے
وَاللّٰهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ۔ اور اللہ تعالے عزیز غالب ہے وہ جو چاہے سو کرے حکمت والا ہے۔ واضح ہو کہ آیت مین یہ
مطلب نہین کہ اللہ تعالے نے تمھارے لئے آخرت کو چاہا تھا مگر وہ نہوا کیونکہ جو اللہ تعالی چاہے وہی ہوتا ہے بلکہ معنی اس کے
فقط یہ ہین کہ اللہ تعالے نے مومنون کے لئے آخرت کو پسند کر دیا ہے اور چونکہ یہان مومنون نے ثواب آخرت لینے مین [illegible]
اُٹھائی اور چاہا کہ فدیہ لیوین اور سال آیندہ مین شہادت پاوین تو گونہ عتاب فرمایا۔ اور یہ خطاء اجتہادی تھی کیونکہ [illegible]
یہ حکم نہین آیا تھا کہ قتل ہی کرو فدیہ مت لو۔ بیضاوی رح نے لکھا کہ اس آیت مین دلیل ہے کہ انبیاء بھی اجتہاد کرتے ہیں اور
کبھی اجتہاد مین چوک جاتے ہین لیکن ان کو وحی سے مطلع کر دیا جاتا ہے اور واضح رہے کہ اجتہاد کرنا انبیاء کا [illegible]

…سمجھ لیا تمام نہین ہے۔ اس آیت سے استنباط ہوسکتا ہے کہ امتحان مین پڑنے کے واسطے دلیری کرنا نہین
…نے آیندہ سال مین شہادت قبول کرکے فدیہ لیلیا۔ اور حدیث لاتتمنوا لقاء العدو واسئلوا اللہ العافیۃ الخ سے
…اللہ تعالیٰ نے عتاب کیا کہ تمھارے واسطے آخرت کا ثواب پسندیدہ ہے تم نے دنیا کیون اختیار کی۔ لَوْلَا كِتٰبٌ
مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ۔ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہلے لکھنا نہ ہوچکا ہوتا تو۔ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ
نازل ہوتا بسبب اس چیز کے جو تم نے لیا ہے عذاب عظیم۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے پہلے لکھ دیا تھا کہ مواخذہ نہ ہوگا ورنہ تم نے
…ون سے قبل اثخان کے فدیہ لیکر ان کو چھوڑا اسمین تم پر عذاب عظیم نازل ہوتا۔ آیت مین یہ بیان نہین کہ پہلے اللہ تعالیٰ نے
…دیا اور مفسرین کے یہان چند اقوال ہین۔ اول آنکہ لوح محفوظ مین یہ سابق ہوچکا کہ جو بندہ مومن اجتہاد مین خطا کرے اسپر
…نہ ہوگا۔ دوم یہ کہ جس قوم پر صریح ممانعت سے آگاہی نہوئی ہو اسپر عذاب نہ ہوگا۔ سوم یہ کہ اہل بدر جو فعل کرین بخشے جاوینگے
عذاب نہ ہوگا۔ چہارم یہ کہ اس امت پر مال فدیہ حلال ہوگا۔ واضح ہے کہ آیت مین وعید عذاب نہین بلکہ فقط تنبیہ ہے اور اظہار اس امر کا کہ
…نے دنیا کی طرف کچھ میل کیا اور اس سے بہتر ثواب آخرت تھا اور اعلام کیا کہ اللہ تعالیٰ نے کمال رحمت سے لکھ دیا ہے کہ ایسی صورت
عذاب نہ ہوگا۔ روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اگر عذاب نازل ہوتا تو سوائے عمر اور سعد بن معاذ کے کوئی اس سے نجات
پاتا۔ روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے اموال غنیمت و فدیہ سے ہاتھ کھینچا اور اسکو لینے سے
احتراز کیا پس نازل ہوا۔ فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا۔ اے ابحت لکم فکلوا۔ مین نے تم کو حلال کردیا پس کھاؤ جو
تم نے غنیمت مین حاصل کیا ہے اکل حلال طیب۔ یا درحالیکہ وہ تمھارے واسطے حلال کیا ہوا طیب ہے پس اول مین تو حلالاً صفت
مفعول مطلق ہے اے اکلاً حلالاً۔ اور دوم مین حال از مال غنیمت ہے اور طیباً سے تاکید ہے جسکا فائدہ یہ ہے کہ معاتبت کیوجہ سے انکے دلون مین
اس مال کی طرف سے وسواس آگیا تھا اسکو دور کردیا۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور تقوی رکھو اللہ تعالیٰ سے کہ اسکی مخالفت نکرو اور دنیا کی
طرف میل نکرو۔ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ اللہ تعالیٰ غفور ہے چنانچہ جو گناہ تم سے ہوا اسکو معاف کیا اگرچہ صغیرہ
تھا اور اسپر یہ رحمت زیادہ ہے کہ غنائم تم کو حلال کردین اگرچہ اگلی امتون مین سے کسی کے لئے حلال نہ تھین اور یہ امر اس امت کی
خصوصیات سے ہے چنانچہ سابق مین اس کا بیان گذر چکا ہے ف۔ فی العرائس قولہ تریدون عرض الدنیا واللہ یرید الآخرۃ۔ اللہ تعالیٰ نے اسمین
…نفس اماره کی غارت سے ہوشیار فرمایا کہ اسکی حیلہ گری سے یہ بھی ہے کہ کبھی آدمی کو طاعات کے بہانہ سے دنیا کی طرف جو اس کی عین خواہش ہے مائل
…کرتی ہے اور یہ نفس کا میلان ہے نہ قالب کا اور آیت کریمہ مین خطرات کا بیان ہے اور تریدون سے جبلت اور جمی ہوئی بات کا بیان
نہین ہے کیونکہ قطعاً اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے صحابہ رضی اللہ عنہم مین یہ بات نہ تھی کہ دنیا کی خواہش ان مین ہو اور لقاء آخرت نہ
چاہتے ہون بلکہ مراد یہ ہے کہ تمھارے نفس نے تم کو یہ خطرہ دلادیا کہ تم سال آیندہ مین شہادت لینا اور اب یہ مال فدیہ لے لو حالانکہ تم اس سے
…نہ ہوئے اور امتحان مین گھس پڑے اور دنیا کی طرف رغبت ہوگئی جو نفس کی عین خوشی ہے پس اللہ تعالیٰ نے اس کلام پاک سے انکے
…ات کو پاک کیا کہ نفس اماره کے فریب سے بچے رہین چنانچہ واتقوا اللہ۔ سے صریح تنبیہ کردی کیونکہ صریح حکم سے یہان کوئی مخالفت
…نہ تھی اور نہ کوئی فعل حرام تھا بلکہ خلاف اولی اور صغیرہ گناہ کہنا چاہیئے ہے پس مقصود یہ کہ خدمت و طاعت مین خطرات نفس سے
…تو یہ نہین دیکھتا کہ آنحضرت صلعم کو باوجود جلالت قدر کے دنیا کی طرف نظر ڈ اسلئے سے تحذیر فرمائی بقولہ ولا تعد عیناک عنہم

Marfat.com

تريد زينة الحيوة الدنيا - اور بقوله لاتمدن عينيك الى ما متعنا به الآية - حاصل یہ کہ تم لوگ مجاہدین [illegible]
اللہ تعالی کے نزدیک پسندیدہ یہ ہے کہ تم کو کشف مشاہدہ و وصول بمقام آخرت و قرب ہو - جعفر رح نے کہا کہ [illegible]
تمھارے لئے اللہ تعالی کو پسند ہے وہ تمھارے نفوس کی خواہش سے بہتر ہے - قولہ فکلوا مما غنمتم حلالاً طیبا [illegible]
مال کہ جہاد وغیرہ حلال کمائی سے حاصل ہوا اس سے غذا ر آدمی کو مورث برکات ہے کیونکہ لقمہ حلال میں [illegible]
کے بدن اور مقربین کے دل اور محبین کی ارواح کو تقویت ہوتی ہے اور جو آئین گوندھا ہوا ہے وہی اس سے پیدا ہوتا ہے [illegible]
اس سے قلب کو وسواس سے طہارت و خبث شیطان سے پاکی حاصل ہوتی ہے - جعفر رح نے کہا کہ حلال کھانا اسوقت پیدا حلال ہے کہ [illegible]
اللہ تعالی کی نافرمانی نہ کرے اور طیب اسوقت ہے کہ اللہ تعالی کی یاد سے فراموش نہ ہو - بعض نے کہا کہ حلال وہ ہے کہ پاک کمائی جو تو نے [illegible]
ضرورت لی ہو اور طیب وہ ہے کہ باوجود فقر و فاقہ کے اپنے نفس کی بہ نسبت دوسرے مسلمان کو دینا زیادہ پسند کیا ہو اگرچہ خود بھی آئین [illegible]
ہو - بعض نے کہا کہ حلال وہ ہے جو بدون سبب کے تجھ پر ظاہر ہوا ہو اور طیب وہ ہے جو مسبب الاسباب کی طرف سے تجھے عطا ہوا ہو - اور میں نے کسی
شیخ کا یہ قول نہیں پایا کہ حلال وہ ہے جو حالت مجاہدہ میں کھاوے اور طیب وہ ہے جو حالت مشاہدہ میں کھاوے - حلال وہ ہے کہ دل میں اس سے
دغدغہ نہ ہو اور طیب وہ ہے کہ قلب کو راحت دے - حدیث میں ہے کہ جس سے دل میں شک ہو اسکو چھوڑ کر ایسے رزق کو لے جس سے شک نہ ہو اگرچہ
فتوی دینے والے تجھے فتوی دیتے رہیں - اور حدیث میں ہے کہ حلال کھلا ہوا ہے اور حرام کھلا ہوا ہے اور ان کے درمیان میں شبہ کی چیزیں ہیں تو جو کوئی
شبہ سے بچگیا وہ اپنے دین کو بچا لیگیا - مترجم کہتا ہے کہ فتاوی فقیہ میں لکھا ہے کہ جو لوگ خانقاہوں میں بیٹھے لوگوں کے اموال سے کھاتے اور
کمائی کرنے سے باز رہتے ہیں وہ شہر بدر کرنے کے قابل ہیں اور نیز مشائخ علماء کے اقوال لکھے ہیں کہ اسوقت میں حلال گویا عنقا ہے لہذا صریح حرام
سے پرہیز کرنے پر کمر مضبوط باندھے اور مسلمانوں کے تاجروں و پیشہ وروں کو لازم ہے کہ خرید و فروخت کے مسائل بخوبی سیکھ لیں تاکہ بیوع
فاسدہ وغیرہ سے احتراز حاصل ہو - وتمام البسط فی الفتاوی الہندیہ - حدیث میں ہے کہ گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں خلش کرے اور تجھے یہ امر مکروہ
معلوم ہو کہ لوگ اس سے مطلع ہوں - استاد رح نے کہا کہ جس کے کمانے کی اجازت ہو وہ حلال ہے اور حلال طیب وہ کہ جس کو تو جانے کہ بدون [illegible]
استحقاق کے اللہ تعالی کی طرف سے فضل ہوا ہے - فافہم - واضح ہو کہ بعد مشورت کے قیدیوں سے فدیہ لیکر عہد و پیمان کے ساتھ ان کو رہا کیا گیا اور

بعض قیدی باکراہ لڑنے آئے تھے انپر یہ گران گزرا تو استمالت فرمائی - بقولہ -

يَآيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِيْٓ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰٓى اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا يُّؤْتِكُمْ

اے نبی کہہ دے انکو جو تمھارے ہاتھ میں ہیں قیدی اگر جانے گا اللہ تمھارے دلوں میں کچھ نیکی تو دیگا

خَيْرًا مِّمَّآ اُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَاِنْ يُّرِيْدُوْا خِيَانَتَكَ فَقَدْ

بہتر اس سے جو تم سے چھن گیا اور تم کو بخشے گا اور اللہ ہے بخشنے والا مہربان اور اگر چاہیں گے تجھ سے دغا [illegible]

خَانُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ فَاَمْكَنَ مِنْهُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝

دغا کر چکے ہیں پہلے اللہ سے پھر اس نے پکڑوا دیئے اور اللہ سب جانتا ہے حکمت والا

يَآيُّهَا النَّبِيُّ - اے محمد صلعم قُلْ لِّمَنْ فِيْٓ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰٓى - کہدے ان لوگوں سے جو تمھارے [illegible]
قیدی لوگ ابوعمرو رح کی قرأۃ میں من الأساری ہے وہ بھی جمع اسیر ہے ماخوذ از اسر یعنی قید کیونکہ قید سے وہ قیدی کہلاتا ہے [illegible]

[illegible] انھوں نے کہا کہ کپڑے جانے کے وقت بندھے ہوئے ہوں تو اُساری کہلاتے ہیں اور نہ ہوں
تو [illegible] کہلاتے ہیں [illegible] اصل لغت کا ہو اور استعمال میں ہر ایک کو دوسرے کے مقام پر بولتے ہیں چنانچہ یہاں بدر کے قیدیوں
[illegible] حالانکہ فدیہ لیکر وہ کھول دیئے گئے تھے اور مقولہ یہ ہو کہ ۔ اِنۡ یَّعۡلَمِ اللّٰہُ فِیۡ قُلُوۡبِکُمۡ خَیۡرًا ۔ اگر اللہ تعالیٰ
[illegible] ہوگی تمھارے دلوں میں خیر یعنی اگر تمھارے دلوں میں ایمان و اخلاص معلوم ہو گا تو یُؤۡتِکُمۡ خَیۡرًا مِّمَّاۤ اُخِذَ مِنۡکُمۡ ۔
[illegible] اللہ تعالیٰ تم کو بہتر اس چیز سے جو تم سے فدیہ میں لی گئی ۔ بایں طور کہ دنیا میں اُس سے کئی گونہ زائد تمکو دیگا اور ثواب آخرت اس سے بھی
[illegible] تم کو ملیگا اور سب سے اعلیٰ یہ کہ وَ یَغۡفِرۡ لَکُمۡ اور تمھاری مغفرت فرما دیگا کہ قبل ایمان و اخلاص کے جو تم نے ایذا و جدال و قتال و فسق
[illegible] کیا وہ معاف کریگا ۔ وَ اللّٰہُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ اور حال یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے اسکی مغفرت جسکو ملجاوے تو اس سے بڑھکر
[illegible] نعمت ہو اور اُسکی رحمت کا کون پا یاوے اور معنی قولہ اِن یعلم اللہ کے یہ ہیں کہ جملہ قیدیوں کے دلوں کا حال اور جو کچھ آئندہ اُن سے ظاہر
[illegible] سب اللہ تعالیٰ کو قطعاً معلوم تھا چنانچہ آخر آیہ یعنی واللہ علیم حکیم سے اسکا استدراک کر دیا اور یہاں بطور شرط و صیغہ شک کے بغرض تعمیم ارشاد
[illegible] کیونکہ سب قیدی ایک حال پر نہ تھے بعضوں نے تو سچے دل سے اقرار کیا تھا کہ ہم اب اسلام کے مقابلہ میں قتال نکرینگے اور اپنی قوم کو اسلام کی نصیحت
[illegible] کرینگے اور بعضوں نے مکر و خیانت سے کہا تھا پس اسکو شرطیہ بیان کر دیا کہ اگر ایسا ہو گا تو اس کا بدلا یہ ملیگا اور علم سے معلوم مراد ہو یعنی وہ امر جس سے
[illegible] تعلق ہوا اور اس سے عذاب و ثواب منوط ہوتا ہو حاصل آنکہ قیدیوں سے جنکو فدیہ لیکر چھوڑنا منظور ہو یہ کہدے کہ اگر تم سے ایسی بات ظاہر ہوئی جو
[illegible] یعنی ایمان و سچائی و اخلاص تو اللہ تعالیٰ تمکو اس مال فدیہ کے عوض میں اس سے بہتر دیدیگا و تمھارے گناہوں کی مغفرت فرما دیگا ۔ وَ اِنۡ
یُّرِیۡدُوۡا خِیَانَتَکَ اور اگر ان قیدیوں نے تیرے ساتھ خیانت کرنا چاہی یعنی زبانی قول سے اپنے اوپر نیکخواہی وغیرہ کا عہد و پیمان
[illegible] اور دل میں غدر و خیانت چھپائی ہے اور تجکو دھوکا دینا چاہتے ہیں تو تجکو اس کی پروا نہ کرنی چاہیئے کیونکہ اس سے بڑھکر یہ لوگ پہلے
[illegible] چکے ۔ فَقَدۡ خَانُوا اللّٰہَ مِنۡ قَبۡلُ کیونکہ قبل ماخوذ ہونے کے انھوں نے اللہ تعالیٰ کی خیانت کی اسلیئے کہ عہد ازلی اور فطرت کو جو اپنے
[illegible] پروردگار معبود کی توحید کا تھا چھوڑ کر غدر و کفر کیا اور اللہ تعالیٰ کے رسول سے مقابلہ کیا ۔ فَاَمۡکَنَ مِنۡہُمۡ ۔ پس اللہ تعالیٰ نے موافق مشیت کے
[illegible] ان پر قابو دیدیا چنانچہ ضعیف کمزور کم تعداد جماعت مومنین کو اپنے حکم سے زبردست باسامان بہت تعداد والے گروہ کفار پر بدر کے روز غالب کر دیا کہ
[illegible] انھوں نے ان کو قتل کیا اور پکڑ لیا پس ان کی خیانت سے کچھ مضرت نہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غالب کرنا مقدر کیا ہو وہ ضرور پھیل جائے گا
[illegible] لشکر اور کیسی ہی تدبیر اور خیانت کیوں نکریں اس سے کچھ نہ ہو گا اور یہ طریقہ جو فرقۂ اسلام اور فرقۂ کفار کے درمیان جاری ہو رہا ہے یہ
[illegible] مقتضائے مشیت ازلی و حکمت بالغۂ الٰہی ہو ورنہ اللہ تعالیٰ چاہے تو دم میں سب کافر ہلاک ہو جاویں یا ایکدم سب مسلمان ہو جاویں ولیکن مومن
[illegible] کے اظہار کیلیئے اور جہاد و ثواب شہادت وغیرہ سے بعض کو سرفراز و بعض کو کفر و نفاق و نافرمانی سے خوار کرنے کیلیئے اور دیگر اسرار و حکمت
[illegible] سے یہ طریقہ مشروع فرمایا ہو ۔ وَ اللّٰہُ عَلِیۡمٌ حَکِیۡمٌ اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا اور کامل حکمت والا ہو چنانچہ اسکو معلوم ہو کہ ان
[illegible] میں کون سچا ہے اور کون خیانت کی نیت رکھتا ہو ۔ واضح ہو کہ قولہ وان یریدوا خیانتک الخ مشعر ہو کہ ان میں اکثر خائن ہیں اور یہی واقع
[illegible] سال احد میں وہ لوگ کفار قریش وغیرہ کیساتھ پھر لڑنے آئے ۔ اگر پوچھا جاوے کہ قولہ ان یعلم اللہ فی قلوبکم خیرا بھی مشعر ہو کہ بعض کے
[illegible] تو جواب یہ ہو کہ ان حضرت عباس بن عبدالمطلب وغیرہ اسکے مصداق ہوئے اور ائمہ تفسیر نے ذکر کیا کہ سبب نزول اسکا بھی
[illegible] ہوئے ہیں اور اگر تفصیلی علم منظور ہو تو سنو کہ شیخ ابن کثیر رح نے اپنی تفسیر میں صحیح روایات کو جن سے سابق و لاحق مضمون

Marfat.com

بحسب واقعہ ظاہر ہوا۔ ابن ذکر کیا کہ محمد بن اسحاق نے اپنے اسناد سے عبداللہ بن عباس سے روایت کی کہ [illegible]
فرمایا کہ مجھے معلوم ہوا کہ بعض بنی ہاشم وغیرہ باکراہ ومجبوری اس گروہ قریش کے ساتھ ہو کر آئے ہیں لہٰذا جو شخص [illegible]
پاوے تو اس کو قتل نہ کرے اور جو عباس بن عبدالمطلب کو پاوے تو قتل نہ کرے کیونکہ وہ باکراہ ساتھ ہو لیا ہے تو ابو حذیفہ بن عتبہ [illegible]
ہیں اپنے باپ بیٹوں بھائیوں وکنبے والوں کو پاویں تو مار ڈالیں۔ اور عباس کو چھوڑ دیں واللہ اگر میں نے عباس کو پایا [illegible]
مار ڈالوں گا۔ یہ خبر آنحضرت صلعم کو پہونچی تو عمرؓ سے فرمایا کہ اے ابو حفصؓ۔ عمرؓ کہتے تھے کہ واللہ پہلے پہل آج ہی روز مجھے آنحضرت صلعم نے [illegible]
سے کنیت کرکے فرمایا کہ یہ پسندیدہ ہے کہ رسول اللہ کے چچا کے منہ پر تلوار ماری جاوے۔ عمرؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ یہ شخص منافق کا کلمہ بولا ہے [illegible]
اجازت ہو کہ میں اسکی گردن مار دوں۔ ابو حذیفہ اس واقعہ کے بعد کہا کرتے تھے کہ واللہ میری زبان سے جو کلمہ نکلا مجھے اطمینان نہیں ہوا اور [illegible]
میں خوفناک ہوں کہ میرا کیا انجام ہو مگر آنکہ اللہ تعالی مجھے اپنی راہ میں شہادت دے آخر جنگ یمامہ میں شہید ہوئے رضی اللہ عنہ۔ اس روایت
سے ظاہر ہوا کہ عباس وغیرہ زبردستی مجبوری سے ساتھ آئے تھے اور عبداللہ بن عباس نے کہا کہ جب واقعہ بدر کا روز گذرا اور شام ہوئی تو
قیدی لوگ بندھے ہوئے جکڑے ہوئے قیدگاہ میں پڑے تھے اور رسول اللہ صلعم کو اول رات میں نیند نہیں آتی تھی تو صحابہؓ نے عرض کیا کہ
آپ کیوں نہیں سوتے ہیں فرمایا کہ میں نے اپنے چچا عباس کے کراہنے کی آواز سنی یعنی جکڑ کر باندھے جانے کے درد سے کراہتے تھے اور
عباس کو انصار میں سے ایک مرد نے گرفتار کیا تھا پس لوگوں نے عباس کو کھول دیا تب آپ سو رہے۔ محمد بن اسحاق نے ذکر کیا کہ بدر کے قیدیوں
میں سے جن لوگوں نے فدیہ دیا سب سے زائد عباس کو دینا پڑا کیونکہ وہ مالدار آدمی تھے تو اپنے آپ کو سو اوقیہ سونا دیکر چھڑایا اور صحیح بخاری
میں انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ چند انصاریوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم کو اجازت ہو کہ اپنی بہن کے بیٹے عباس کا فدیہ چھوڑ دیں۔
(عباس کی والدہ قوم انصار کی بیٹی تھیں) تو فرمایا کہ نہیں واللہ ایک درم بھی مت چھوڑو۔ ابن اسحاق نے باسناد صحیح مشائخ زہری رح کی ایک
جماعت سے روایت کیا کہ قریش نے اپنے قیدیوں کا فدیہ بھیجا اور ہر قوم نے اپنے قیدی کو جس قدر پر قرارداد ہوئی دیکر چھڑایا اور عباس نے کہا
کہ یا رسول اللہ میں تو مسلمان تھا تو فرمایا کہ تیرے اسلام کا حال اللہ تعالی جانے ظاہر میں تو ہم پر چڑھ آیا تھا پس تو اپنا اور اپنے دونوں بھتیجے [illegible]
نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب اور عقیل بن ابی طالب بن عبدالمطلب کا اور اپنے حلیف عتبہ بن عمرو کا فدیہ دے تو عباس نے کہا کہ اتنا
میرے پاس کہاں ہے اور ایک روایت میں آیا کہ یہ فدیہ تو دیدیا اور کہا کہ اے میرے بھتیجے محمد تم نے مجھے ایسا مفلس کر کے چھوڑا کہ میں [illegible]
قریش کے سامنے ہاتھ پھیلا کر ٹکڑے مانگوں آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ایں وہ مال کہاں گیا جو ام الفضل (زوجہ عباس) اور تم نے چپکے سے زمین میں گاڑا ہے
اور تم نے ام الفضل سے کہا تھا کہ دیکھیے اس سفر میں مجھے کیا پیش آوے پس اگر میں نہ لوٹا تو یہ مال جو میں نے دفن کیا ہے اولاد فضل وعبداللہ وقثم کے لیے
ہے۔ عباس نے کہا کہ یا رسول اللہ تحقیق میں نے جانا کہ آپ اللہ تعالی کے رسول ہیں کیونکہ میں نے آدھی رات کے وقت یہ مال [illegible]
ام الفضل کے اس سے کوئی آگاہ نہ تھا۔ اچھا میں فدیہ دیتا ہوں لیکن بیس اوقیہ سونا جو میرے ساتھ تھا اور تم نے لوٹ میں پایا [illegible]
کردو۔ آپ نے فرمایا کہ ہرگز نہیں وہ تو اللہ تعالی نے ہم کو عطا کیا ہے پس عباس نے فدیہ ادا کیا اور اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی
قل لمن فی ایدیکم من الاسری الی قولہ غفور رحیم۔ عباس کہا کرتے تھے کہ یہ آیت میرے ہی حق میں نازل ہوئی ہے اور اللہ تعالی نے [illegible]
کہ بجائے بیس اوقیہ سونے کے حالت اسلام میں مجکو بیس غلام دئے ہیں کہ ہر ایک میرے مال کثیر سے میرے لئے تجارت کرتا ہے
خود بہت قیمت کا ہے چنانچہ جو ان میں سے گھٹیا ہے وہ بیس ہزار درم کا اندازہ کیا جاتا ہے اور مجھے زمزم عطا کیا [illegible]

[illegible] کے حق میں [illegible] ... بذیل آخرت کی اور مغفرت کی امید رکھتا ہون۔ مجاہدرح نے کہا کہ آیت عباس کے حق میں
[illegible] ... بنی عباس سے صحیح ہوا ہے۔ اسلام میں عباس کو بہت مال ملا چنانچہ انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ
[illegible] ... بحرین سے مال کثیر آیا تو حضرت نے فرمایا کہ میری مسجد میں ڈال دو اور لوگ سامنے آئے پس آپ متوجہ نہ ہوئے اور نکلکر
[illegible] قیام فرمایا پھر جب نماز سے فارغ ہوئے تو بیٹھکر تقسیم کرنا شروع کیا پس جس کو دیکھتے اُسی کو دیتے یہانتک کہ عباسؓ آئے اور کہا
[illegible] مجھے بھی دیجئے میں نے اپنی جان کا فدیہ دیا اور عقیل کا فدیہ دیا ہی تو حضرت صلعم نے کہا کہ لیلویس عباسؓ نے دونون ہاتھون سے
[illegible] میں دل کرخوب بھر لیا اور چاہا کہ لادیجاؤین مگر اُٹھ نہ سکا تو عرض کیا کہ آپ کسی کو حکم دین کہ اُٹھوا دے آپنے مسکرا کر فرمایا کہ نہین
[illegible] کیا کہ اچھا آپ ہی اُٹھوا دیجئے آپنے فرمایا کہ نہ مین اُٹھوا دُن آخر عباس نے اسمین سے کچھ نکال دیا پھر باندھکر کاندھے پر لادا اور
[illegible] جاتے اٹھا لے چلے۔ اور آنحضرت صلعم اُن کی حرص پر تعجب کی نظر سے اُن کو دیکھتے رہے پھر آنحضرت صلعم جب تک ایک درم بھی
[illegible] نہیں اُٹھے اور بالکل جب تقسیم ہوگیا تو اُٹھے اور اس مال سے ایک درم بھی اپنے گھر نہین بھجوایا۔ رواہ البخاری و جماعۃ من ائمۃ الحدیث۔

پھر اللہ تعالیٰ نے لوگون کے طبقات بیان فرمائے بقولہ

[illegible] الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ

[illegible] ایمان لائے اور گھر چھوڑا اور لڑے اپنے مال اور جان سے اللہ کی راہ میں اور

الَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۭ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يُهَاجِرُوْا

[illegible] لوگون نے جگہ دی اور مدد کی وہ ایک دوسرے کے رفیق ہین اور جو ایمان لائے اور گھر نہین چھوڑا

[illegible] لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا ۚ وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ

[illegible] اُن کی رفاقت سے کچھ کام نہین جب تک گھر نہ چھوڑ آدین اور اگر تم سے مدد چاہین دین مین

[illegible] فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰي قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝

[illegible] تو لازم ہے مدد کرنی مگر مقابلے مین ایسون کے جن مین اور تم مین عہد ہے اور اللہ جو کرتے ہو وہ دیکھتا ہے

[illegible] كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۭ اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ ۝

[illegible] کافر ہین وہ ایک دوسرے کے رفیق ہین اگر تم یون نہ کروگے تو شورش پھیلے گی ملک مین اور بڑی خرابی ہوگی

[illegible] مین اللہ تعالیٰ نے لوگون کے طبقات و اُن کے احکام جو اسوقت بمقتضائے حکمت آلہیہ مقدر تھے بیان فرمائے اور ائمہ تفسیر
[illegible] سے ظاہر ہوتا ہے کہ نزول ان آیات کا فتح مکہ سے پہلے ہی قال تعالیٰ۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا۔ اے ہجر دا
[illegible] بالمعنٰی وَجَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ مہاجرت ترک وطن گویا اُنھون نے وطن چھوڑا اور وطن سے
[illegible] میں مبالغہ ہی کہ بالکل لگاؤ نہ رکھا اور ہجرت تین طرح کی باعتبار احکام و ثواب کے ہی اول وہ ہجرت جو ابتدا مین واقع ہوئی جبکہ اسلام
[illegible] اور اسکو ہجرت اولیٰ کہتے ہین اور دوم وہ ہجرت جو بعد صلح حدیبیہ کے واقع ہوئی کیونکہ بعد فتح مکہ کے ہجرت نہین بقولہ علیہ السلام لا ہجرۃ
[illegible] محققین کا قول ہی اور سوم وہ ہجرت جو عموماً قیامت تک باقی ہی اور وہ ہر ایسے ملک و دیار سے جو کفرستان ہی ہجرت کر کے کسی ملک اسلام
[illegible] ملک ہوا اور اس ہجرت کی دو قسمین ہین واجب و مستحب پس جس ملک مین بسبب غلبۂ کفر کے آدمی ادائے فرائض و واجبات

[illegible] عاجز ہو وہان سے ہجرت واجب ہے اور دوم وہ ملک جہان اوسے فرائض وغیرہ سے عاجز ہو ولیکن [illegible]
ہجرت مستحب ہو واللہ اعلم پس آیت مین ہجرت بمعنی اول مراد ہے اور مہاجرین صحابہ انہین مومنون کو کہتے ہین کیونکہ انہون نے [illegible]
اعزہ واقربا کو دین کیلئے مہجور ومتروک کیا اور رسول اللہ صلعم کے پاس مدینہ منورہ مین اقامت دین کیلئے چلے آئے اور اپنی جان ومال [illegible]
مین خرچ کیا پس قسم اول مومنین مین سے یہی مہاجرین ہین اور قولہ تعالیٰ السابقون الاولون من المہاجرین سے مراد یہی سابقین [illegible]
اَوَوا وَّنَصَرُوْا مین یعنی مومنون مین سے وہ لوگ جنھون نے ٹھکانا دیا اور مدد کی۔ ایوا رجگہ دینا۔ یہی انصار سابقین اولین [illegible]
مدینہ کے مسلمان ہین جنھون نے آنحضرت صلعم اور آپکے ساتھی مہاجرین کو اپنے یہان جگہ دی اور جان ومال سے اُن کی خدمت کی اور [illegible]
مین رسول اللہ صلعم کی مدد کی حالانکہ وہ وقت تھا کہ اسلام ضعیف اور دشمن قوی تھے اور خود یہ لوگ بھی زیادہ وسعت والے نہ تھے مگر انھون
نے اپنی تنگی وتکلیف پر مہاجرین کی راحت کو پسند کیا پس ان دونون قسمون کی نسبت اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اُولٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ
بَعْضٍ یعنی یہ دونون فریق ایسے ہین کہ ان مین بعض کے بعض ولی ہین اور باہم موالات ثابت ہو پس بہ نسبت اوردون کے اُن مین ہر ایک
دوسرے سے احق ہو اسی واسطے آنحضرت صلعم نے مہاجرین وانصار کے درمیان عقد مواخاۃ باندھا تھا یعنی ایک مہاجری وایک انصاری کو بھائی
بھائی بنایا تھا چنانچہ ہر ایک کا ایک بھائی ہوگیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ روتے ہوئے آئے کہ آپنے سب کے درمیان مواخات کردی اور مین خالی
رہ گیا تو فرمایا کہ تو میرا بھائی ہو اور یہ امر منجملہ فضائل علی رضی اللہ عنہ کے ہو۔ بالجملہ اس مواخات وموالات کے عقد سے انمین باہم میراث جاری ہوتی
تھی جو وارث قرابت سے مقدم تھی یہانتک کہ اللہ تعالیٰ نے اس حکم کی انتہا کردی اور آیت مواریث نازل فرما کر حکم میراث اسکے مطابق کردیا
جیساکہ صحیح بخاری مین ابن عباس رض سے ثابت ہو اور بعض نے کہا کہ اولیا ہونا فقط نصرت ومددگاری مین ہے پس حکم اس آیت کا منسوخ نہوگا مگر قول
اول اکثر مفسرین نے اختیار کیا ہو اور شیخ جلال رح نے دونون کو جمع کردیا کہ نصرت ومیراث دونون طرح سے ایک دوسرے کے ولی ہین اور اولیا کا اطلاق
بھی اسی کو چاہتا ہے ولیکن اسپر ایک اشکال وارد ہوتا ہو اس حدیث سے جو امام احمد رح نے جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کی کہ
مہاجرین وانصار باہم بعض اولیا بعض ہین اور طلقاء قریش وعتقاء ثقیف باہم بعض اولیا بعض ہین یہ قیامت تک ہو۔ قال ابن کثیر [illegible]
اور ابو یعلی رح نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اسی کے مانند مرفوع روایت کی ہو اور جواب یہ ہوسکتا ہو کہ حدیث مین ولایت سے خاص ولایت مراد ہو
یعنی ولایت نصرت ومعونت چنانچہ اگر ان مین سے کسی نے شکار کو تیر مارا اور چوک کر وہ کسی آدمی کے لگا حتی کہ دیت واجب ہوئی تو ایک دوسرے
کی مددگار برادری قرار دیجائیگی فلیتامل۔ بالجملہ سابقین اولین از مہاجرین وانصار باقی تمام مومنین پر مقدم ہین اور شیخ ابن کثیر رح نے مہاجرین
کے انصار پر مقدم ہونے پر اجماع نقل کیا ہے پھر اللہ تعالیٰ نے تیسری قسم کو بیان فرمایا بقولہ۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يُهَاجِرُوْا یعنی جو
لوگ ایمان لائے مگر اپنے دیار مین رہے وہان سے ہجرت کرکے مدینہ منورہ مین نہین آئے تو۔ مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ
تمہارے لئے اُن کی ولایت مین سے کچھ بھی نہین ہو پس تمہارے واُن کے درمیان میراث جاری نہ ہوگی اور اُن کو غنیمت [illegible]
نہ ملیگا حَتّٰى يُهَاجِرُوْا یہانتک کہ وے ہجرت کرکے تمہارے ساتھ لاحق ہوجاوین تب اُن کے واسطے بھی یہی ہوگا جو تمہارے [illegible]
حاصل آنکہ جنمین ایمان وہجرت دونون باتین ہین ان مین تو ولایت متحقق ہے اور جن مین ایمان ہو اور ہجرت نہین ہو اُن کو میراث [illegible]
نہ ملیگی اگرچہ فریق اول کے قرابت والے ہون۔ قولہ ولایتہم من شئ۔ قراۃ حمزہ بکسر الواو ہو اور باقیون کی قراۃ بالفتح ہو اور مین نداء [illegible]
نفی کے ہو یعنی کچھ بھی ولایت نہین ہو۔ ظاہر اقوال مفسرین سے نکلا کہ ولایت سے ارث وحصہ غنیمت مراد ہو نہ مطلق اعانت کیونکہ [illegible]

ہیں کہ اُنہوں نے ہجرت نہیں کی پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَاِنِ اسۡتَنۡصَرُوۡكُمۡ فِى الدِّيۡنِ فَعَلَيۡكُمُ النَّصۡرُ اور اگر ہجرت نہ کرنے والے مومنین تم سے مدد چاہیں دین میں تو تم پر نصرت واجب ہے یعنی تم پر واجب ہے کہ کافرون پر جہاد مین اُن کی مدد کرو اور چونکہ یہ عام تھا کہ کافر خواہ ایسے ہون جن سے تمہارا معاہدہ ہوا ایسے نہون سب پر معاونت واجب ہے، حالانکہ عہد والون پر خلاف شرط کی معاونت نہین ہو سکتی لہذا مستثنیٰ فرمایا۔ اِلَّا عَلٰى قَوۡمٍ ۢ بَيۡنَكُمۡ وَبَيۡنَهُمۡ مِّيۡثَاقٌ سوائے ایسی قوم کافر کے جنکے تمہارے درمیان عہد ہو یعنی یہ مسلمان اگر کسی ایسی قوم کافر سے لڑین جنکے تمہارے درمیان عہد ہو اور تم سے مدد چاہین تو تم ایسی قوم پر انکی مدد نکرو اور غدر و عہد شکنی مت کرو۔ وَاللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِيۡرٌ اور اللہ تعالیٰ سب دیکھتا ہے پس راہ عدل و صراط مستقیم سے برخلاف کوئی کام مت کرو کہ مستوجب عذاب ہو۔ اس جملہ سے تہدید مقصود ہے اگر کہا کہ معاہدہ والے کافرون نے اگر ایسے مومنون پر جنھون نے ہجرت نہین کی ہے حملہ کیا تو مومنون پر مومنون کی اعانت واجب ہے جواب یہ کہ جب معاہد کافرون نے خود خلاف عہد کر کے عہد توڑا تو مدد کرنا خلاف عہد نہین رہا جیسے بنو خزاعہ کی قریش کے مقابلہ مین آنحضرت صلعم نے مدد کی حتی کہ فتح مکہ کا یہی سبب ہوا چنانچہ سورہ براۃ مین آویگا۔ اور پہلے قول کے موافق ولایت مذکورہ جبکہ بمعنی ارث و معونت لیجائے موافق قول جمہور کے یہ حکم اس سورہ کی آخری آیت سے منسوخ ہے جیسا کہ عنقریب آویگا پھر واضح ہو کہ ہجرت ان آیات مین قبل فتح مکہ کے ہجرت ہے جیسا کہ پہلے معلوم ہوا پس قولہ حتی یہاجروا سے ہجرت ثانیہ ہوگی جو ہجرت اولیٰ کے بعد ثابت ہوئی اور کلام اسمین عنقریب آتا ہے۔ محصل حکم اس آیت کریمہ مین یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام بندون کے اقسام بیان کر کے ہر ایک کو اپنے ولی سے آگاہ کر دیا اور اُس کی ولایت کے احکام بیان فرمادئے چنانچہ مومنون کے تین فریق کئے اول مہاجرین دوم انصار اور ان دونون مین موالات کا حکم دیا۔ اور سوم مومنین غیر مہاجرین سوائے انصار کے پس اُن کے لئے موالات کی نفی فرمائی یعنی تمہارے ان کے درمیان ارث و حصہ غنیمت کی موالات کچھ نہین ہے یہانتک کہ یہ بھی ہجرت کر کے آوین اور بعد ہجرت کے آیا اُن کے لئے موالات کامل ہوگی یا نہین تو اسکا حکم آگے آتا ہے یہ سب اقسام تو مومن بندون کے تھے اور رہے کافر تو اُنکی نسبت فرمایا کہ وَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا بَعۡضُهُمۡ اَوۡلِيَآءُ بَعۡضٍ یعنی جو کافر بندے ہین وہ بعض اولیاء بعض ہین اگرچہ طریقہ موالات اُنکا مانند کفر کے غیر مشروع و موافق راہ شیطانی ہے اور مقصود یہ کہ مدد و میراث مین اُن کی ولایت انہین کے درمیان جاری ہوگی پس تمہارے اُن کے درمیان کچھ موالات نہوگی۔ کافرون کی ملتین مختلف ہونے کے باوجود ان مین کچھ تفصیل نہین فرمائی پس ظاہر کلام مین دلیل ہے کہ اگر باپ ہندو ہو اور بیٹا نصرانی تو ان مین ارث جاری ہوگا ولیکن حدیث اسامہ رضی اللہ عنہ مین مرفوعاً ہے کہ دو مختلف ملت والے باہم وارث نہون گے اور مسلمان کسی کافر کا وارث نہوگا اور نہ کافر کسی مسلمان کا وارث ہوگا۔ کما رواہ الحاکم۔ اور تفصیلی کلام اسمین فقہ کے ابواب احکام اہل الذمہ سے متعلق ہے حاصل یہ کہ مومنین کو آپس مین موالات بوجہ مذکور چاہیئے۔ اور کافرون سے قطع موالات واجب ہے پھر مزید تنبیہ کیلئے تاکید فرمائی بقولہ اِلَّا تَفۡعَلُوۡهُ یعنی الا تفعلوا فی الموالات کما بین لکم وان لم تفعلوا ما ذکر من تولی المومنین و قطع الکفار۔ یعنی موالات جس طرح بیان کر دی گئی اسی پر تم عمل کرو اور اگر نہ کروگے یعنی مومنین ہی سے موالات کرنے کو اور کافرون سے بالکل قطع کرنے کو اگر عمل مین نہ لاؤگے تو۔ تَكُنۡ فِتۡنَةٌ فِى الۡاَرۡضِ وَفَسَادٌ كَبِيۡرٌ زمین مین فتنہ و فساد عظیم پیدا ہوگا جس سے کفر قوی اور اسلام ضعیف ہو جائیگا۔ اور صحیحین مین حدیث اسامہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً ہے کہ مسلمان کسی کافر کا وارث نہ ہوگا اور نہ کافر کسی مسلمان کا۔ مسند احمد و سنن مین مرفوعاً ہے کہ دو مختلف ملت والے باہم وارث نہ ہونگے۔ قال الترمذی حسن صحیح۔ وفی الحدیث مین ایسے مسلمان سے بری ہون جو مشرکون مین سکونت رکھے۔ وفی حدیث سمرۃ بن جندب فمن جامع المشرک فھو مثلہ۔ جو مشرک کیساتھ یکجا ہوا اور ساتھ بسا وہ اسکے مثل ہے۔ واضح ہو کہ موالات مسلمین اور قطع کفار پر عمل نہ کرنا ایسے ایسے ظاہری

Marfat.com

وباطنی اسباب سے موجب فساد ہوتا ہو کہ آدمی کی بلائے بسا اوقات ایسی ہی پہنچی ہو اور منجملہ انکی کے [illegible]
ہوگا اور کافر و مومن مختلط ہو جاوینگے پس فساد عظیم پیدا ہوگا اور مترجم کہتا ہو کہ سبب معنوی زیادہ سخت [illegible]
اکثر مزین بزینت شیطانی اور مرغوب نفس امارہ ہین پس ہر وقت مسلمان کو نفس کی رغبات سے ضعف قلب ہوگا [illegible]
بھی ان امور کی طرف راغب ہوکر ایمان سے ضعیف یا گم ہو جاوے۔ اللھم وفقنا وانت ارحم الراحمین و پھر اللہ تعالیٰ نے [illegible]
کے کمال ایمان وطاعت کی تعریف فرمائی۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوا وَّنَصَرُوا أُولَٰئِكَ

اور جو لوگ ایمان لائے اور گھر چھوڑے اور لڑے اللہ کی راہ مین اور جن لوگون نے جگہ دی اور مدد کی وہی

هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا ۚ لَّهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ۝ وَالَّذِينَ آمَنُوا مِن بَعْدُ وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا مَعَكُمْ

تحقیق مسلمان ان کو بخشش ہے اور روزی عزت کی اور جو ایمان لائے پیچھے اور گھر چھوڑ آئے اور لڑے تمہارے ساتھ ہو کر

فَأُولَٰئِكَ مِنكُمْ ۚ وَأُولُو الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ

سو وہ تمہین مین ہین اور ناتے والے آپس مین حقدار زیادہ ہین ایک دوسرے کے اللہ کے حکم مین تحقیق اللہ

بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ

ہر چیز پر خبردار ہے

ع ربع

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ۔ اور جو بندے سبقت کرکے ایمان لائے اور اولی ہجرت
کی اور اللہ تعالیٰ کی راہ مین جہاد کیا یعنی کافرون سے خالص اس نیت سے لڑے کہ اللہ تعالیٰ کا بول بالا ہو اور وہ مہاجرین سابقین
اولین ہین بدلیل کلام مابعد یعنی قولہ والذین آمنوا من بعد وہاجروا الخ۔ وَالَّذِينَ آوَوا وَّنَصَرُوا۔ اور وے بندے جنھون نے
رسول اللہ صلعم و مہاجرین کو اپنے یہان جگہ دی اور اعلاء کلمۃ الحق۔ و تبلیغ رسالت مین آنحضرت صلعم کی جان و مال سے مدد کی [illegible]
هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا۔ ایسے بندے جن کے اوصاف مذکور ہوئے وہی تو مومنین ہین۔ یہ بات عین یقین ہو۔ حقاً مفعول مطلق [illegible]
محذوف ہی جو مضمون سابق کی تاکید کرتا ہو اے حق ذلک حقاً پس حذف فعل واجب ہو جیسا کہ علم نحو مین متقرر ہوا اور بعض نے [illegible]
تقدیر کلام یون ہو اولئک ہم المومنون ایماناً حقاً۔ اے صدقاً۔ سچے ایمان والے ہین اور توجیہ اسکی یہ ہو کہ اولئک ہم الذین آمنوا [illegible]
ولیکن اول ارجح ہی۔ ابو السعودؒ نے لکھا کہ یہ کلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان بندون کے واسطے پاکیزہ ثنا و صفت ہو اور [illegible]
ے دنیا ہی مین اُن کے واسطے شہادت دیدی کہ ایمان کی منزلت مین وہ انتہا درجہ بلندی پر ہین جہانتک کہ اتباع نبوت مین [illegible]
بزرگ ہے۔ مترجم کہتا ہو کہ آنحضرت صلعم منزلت نبوت مین نہایت بالاتر ہین کہ آپ سے اوپر کسی مخلوق کا رتبہ نہین پس آپکی اتباع [illegible]
قیاس پر اگلون و پچھلون سے بالاتر ہوئے۔ اگر پوچھا جاوے کہ اولئک ہم المومنون۔ مین خبر معرف باللام اور وسط مین تاکید یعنی ضمیر متصل ہو پس [illegible]
انھین حضرات مہاجرین و انصار مین ہو گیا تو جواب یہ ہو کہ کامل الایمان یہی مومنین تھے۔ اور مترجم کہتا ہو کہ ان بزرگ بندون کے لیے ثبوت کمال [illegible]
تنا مقصود ہو بمعنی آنکہ صفت کمال ایمان اُن کے واسطے ثابت ہونے مین کچھ کمی نہین ہو لہذا فرقہ رافضہ و خارجہ جو بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کی
نقص کا بہتان لگاتے ہین وہ صریح شہادت الٰہی سے مخالفت کرتے بلکہ گویا اللہ تعالیٰ کی گواہی کے ساتھ معارضہ کرتے [illegible]

ف [illegible] مومن سے [illegible] کافر و دار الکفر [illegible] اور مال [illegible] سے [illegible] کر ہجرت کرنا فرض مین جان و مال سے کوشش کرنی ۱۲ م

...معلوم ہوا اُن کی تکفیر کی جو افضال کو مرتد فرار دیا ہے پس اُن کے ساتھ مناکحت وغیرہ جائز نہ ہوگی اور یہ جزئیہ بعض فتاوے مین منصوص ہو
...سب ہمیں آیات کے جو اللہ تعالیٰ عزوجل کی جناب سے اُن کے حق مین پاکیزگی وکمال ایمان کے شہادات ہین اُن کو اہل
...ہین اور جملہ وقائع ومعاملات جو اُن کے درمیان واقع ہوئے انہین اپنی رائے سے کوئی فتوی خلاف آیات وشہادات آلٰہی کے
...کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ علیم حکیم ہے اس کو گذشتہ وآئندہ کا سب علم ہو پس جو آئندہ واقع ہوا وہ اللہ تعالیٰ کے علم قدیم مین معلوم تھا اور
...اسکے جب اللہ تعالیٰ نے انکو کامل الایمان فرمایا تو معلوم ہوا کہ یہ وقائع جو اُن کے درمیان مین واقع ہوے انہین بوجہ نیت خیر وصدق معاملت
...کسی کو گناہ نہین ہوا کیونکہ اگر ہوتا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تعدیل نہ ہوتی حالانکہ اللہ تعالیٰ نے صریح آیات کثیرہ مین تعدیل فرمائی ہو پس یہ یقین ہے
...صواب پر تھے ہین اب یہ کہ ان وقائع کو کس طرح محمول کیا جاوے کہ ہمارے علم کے موافق بھی راہ صواب ظاہر ہے تو علما رنے اسکو شرح بیان کر دیا ہے
...اولی یہ ہو کہ ہم اس سے بھی بحث نہ کرین کیونکہ مجمل تو آیات سے یقین ہو کہ سب راہ صواب پر تھے پھر رائے لگانے اور توجیہہ بیان کرنے مین اپنے
...معقولات کی کچھ ضرورت نہین ہو۔ اور یہین سے ظاہر ہوا کہ مرتبہ صحابہؓ تمام اُمت سے افضل ہو خواہ پیچھے قطب وغوث کیون نہو ہرگز انکے رتبہ
...نہین پہنچیگا اور حدیث صحیح مین بھی یہ امر منصوص ہو اور نیز حدیث صحیح سے ثابت ہو کہ اُن سے محبت کرنا عین محبت رسول اللہ صلعم ہو اور اُنسے
...بغض رکھنا عین بغض رسول اللہ صلعم ہو لہذا فرقہ رافضہ وخارجہ دونون کے حق مین ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض رکھتے ہین
...جو ایسا ہو وہ کافر ہے۔ اور آیت کریمہ کی تفسیر سے ظاہر ہوا کہ آیت مکرر نہین ہو بلکہ اوپر کی آیت تو موالات کے بیان مین تھی جسمین ضمناً انکے
...فضائل ثابت ہوئے تھے اور یہان صرف اُن کے فضائل ومراتب کا بیان مقصود ہو جس سے بحکم حدیث المرء مع من احب۔ کے انہین سے موالات کرنا
...نکلتا ہو کیونکہ جو کوئی جس سے محبت کرے اگرچہ ویسے اعمال عمدہ نہ رکھتا ہو بسبب محبت کے اُن کے ساتھ ہوگا پس جنکی یہ ثنا وصفت حضرت
...اللہ تعالیٰ بیان فرماوے اُنسے محبت واجب ہو۔ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيمٌ۔ اُن کے واسطے مغفرت اور رزق کریم ہو۔ جملہ اسمیہ
...کیساتھ نکلتا ہو کہ ہمیشہ دوام واستمرار کے ساتھ اُن کے حق مین اللہ تعالیٰ کی مغفرت ثابت ہو پس جو لغزش اُنسے ہوگئی یا ہو جاوے
...مغفور ہو اور حدیث صحیح مین اہل بدر کے حق مین ثابت ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کے واسطے حکم دیدیا کہ جو چاہین کرین مین نے اُن کو بخشدیا۔
...یہ کہتا ہو کہ جن بندون کے حق مین اس طرح رحمت آلٰہی متوجہ ہو وہ سراسر اپنے معبود برحق عزوجل ہی کی طرف متوجہ ہونگے پس نادان یہ سمجھے گا
...جو چاہین جتنے گناہ کرین مختار ہین اور سمجھدار یقین کریگا کہ جو بندے اسطرح رحمت مین غرق ہین وہ سوائے اپنے معبود کے اور طرف نظر ہی نکرینگے مگر اتفاقیہ چوک
...مثل آدم علیہ السلام کے لغزش ہو جاوے پس وہ خود اللہ کریم کے یہان قابل عفو ومغفرت ہو۔ فافہم۔ اور قولہ رزق کریم سے یہ مراد کہ جنت مین
...روزی کریم ہو اور جملہ اسمیہ سے نکلا کہ یہ رزق دائمی ہو کبھی منقطع نہ ہوگا۔ وَالَّذِينَ آمَنُوا مِن بَعْدُ اے بعد السابقین الی الایمان والہجرۃ
...یعنی جو ایمان لائے بعد کو یعنی سبقت سے ایمان لانیوالون وہجرت کرنیوالون کے بعد کو ایمان لائے۔ وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا مَعَكُمْ
...اور تمہارے ساتھ ہوکر جہاد کیا۔ فَأُولَٰئِكَ مِنكُمْ۔ تو یہ لوگ بھی تمہین مین سے ہین۔ خطاب سابقین اولین مہاجرین وانصار کو ہو
...مہاجرین وانصار سابقین یہ لوگ پچھلے بھی تمہارے ساتھ لاحق ہین۔ واضح ہو کہ مفسرین نے اسمین اختلاف کیا کہ قولہ من بعد سے کس کے بعد ہونا مراد
...ہو ... مضاف الیہ اسکا سابقین کو قرار دیا اے بعد السابقین۔ مگر یہان یہ ضرورت باقی رہی کہ سابقین کسوقت تک کے ایمان لانیوالے کہلاتے
...ہین ... کی معرفت ہو اور شاید شیخ مفسرؒ نے اسکو معروف قرار دیا کیونکہ ہجرت بجانب مدینہ منورہ معروف ہو اور بعض نے کہا کہ بعد غزوہ بدر کے مراد
...ہو ... کہا کہ اس آیت کے نزول سے بعد مراد ہو لیکن اس قول پر صیغہ آمنوا مجاز ہوگا کیونکہ الذین یؤمنون بعد نزول ہذہ الآیۃ۔ ظاہر ہو مگر

اسلئے کہا جاوے کہ مبتدا متضمن معنی شرط ہے پس ماضی بمعنی مستقبل ہوگا بدلیل آنکہ خبر پر فا داخل ہے۔ اولاً افضل ...
کے مراد ہے یا بجملہ ان سب قوال مین یہ کلام ہوگا کہ یہ بعدیت کس حد تک ہے اور ظاہر یہ ہے کہ فتح مکہ تک اسکی انتہا ہے کیونکہ بعد فتح ...
حکم منقطع ہوگیا کیونکہ وہ دار الاسلام ہوگیا اور یہی جمہور کا قول ہے اور حدیث صحیح مین ہے کہ بعد فتح مکہ کے ہجرت نہین ہے ...
کہ قولہ والذین آمنوا من بعد سے دوسری ہجرت والے اہل ایمان مراد ہین جو فتح مکہ سے پہلے ہجرت کرگئے۔ مترجم کہتا ہے کہ ...
وغیرہ رضی اللہ عنہم بھی ان لوگون مین داخل ہونگے جو فتح مکہ سے پہلے ایمان لاکر ہجرت کرکے چلے آئے تھے اور قولہ فاولئک منکم مین ...
کہ دوسری ہجرت والے لوگ بہ نسبت سابقین کے کم رتبہ ہین اور اولین سابقین ان سے اشرف و افضل ہین قرطبی رح نے کہا کہ یہ ...
اگلون کی ہجرت کے بعد دوسری ہجرت کا رتبہ اول سے کم تھا اگر کہا جاوے کہ آیت کریمہ مین تو دوسرون کو پہلون مین سے بیان فرمایا ہے ...
یہ ہے کہ بیان مدح مین دوسرون کو اگلون کے ساتھ کرنا بطور الحاق کے ہے پس جن سے لاحق کیا وہ ضرور افضل ہین بہ نسبت ان کے جن کو ...
لاحق فرمایا ہے اور جمل رح نے کہا کہ یہ تنبیہ یہان کسی نے نہین لکھی کہ دوسرون کا الحاق آیا حکم توارث مین بھی ہے یعنی اولین مین موالات وارث جاری تھا ...
وہی دوسرون سے بھی ہے یا نہین لیکن خطیب رح نے البتہ منصوص بیان کیا کہ میراث و غنیمت وغیرہ مین جو سابقین کا حال تھا وہی ان کیساتھ ...
ہے اور مترجم کہتا ہے کہ ہجرت ثانیہ اگر بعد صلح حدیبیہ کے لی جاوے تو آیت مواریث اگر اس سے پہلے نازل ہوئی ہو تو صرف موالات مین الحاق ہوگا ...
نہ ارث مین کیونکہ آیت المواریث سے حکم توارث بہجرت منسوخ ہوگیا فلیتامل۔ پھر واضح ہو کہ ان آیات سے توارث بہجرت جاری رہا پس ...
مواخات و ہجرت کو میراث مین قرابت پر تقدیم ہوتی تھی چنانچہ قرابت والا محروم رہ جاتا اور ہجرت سے استحقاق والا وارث ہوتا تھا یہانتک ...
کہ اللہ تعالیٰ نے اُس کو منسوخ فرمایا بقولہ۔ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ اور ناتے والے باہم
بعض کیساتھ بعض اولی ہین اللہ تعالیٰ کے حکم مین یعنی اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ آپس مین ناتے والے میراث کے بارے مین اولی ہین بعض نے
کہا کہ فی کتاب اللہ یعنی لوح محفوظ بعض نے کہا کہ قرآن مجید مراد ہے اور یہ حوالہ ہے آیت المواریث پر جو سورۂ نساء مین گذر چکی لیکن اسپر
وارد ہوتا ہے کہ اگر وہان مقدم حکم ہوچکا تو توارث بہجرت کے کچھ معنی نہ ہونگے اور اس آیت کو حکم توارث بہجرت کا ناسخ نہین کہہ سکتے۔ اسکو یاد رکھنا چاہئے
اسی آیت سے امام ابوحنیفہ وغیرہ نے میراث ذوی الارحام کو ثابت کیا اور علم المواریث یعنی علم الفرائض والترکہ مین ذوی الارحام اُن ناتے والون کو
کہتے ہین جنکے واسطے کوئی حصہ مقدر نہین ہے اور نہ وے عصبہ ہین اور اسمین جو اختلاف ہے وہ کتب فقہ و فرائض مین معروف و مذکور ہے۔ شیخ ابن کثیر نے
کہا کہ آیت مین اولو الارحام سے مخصوص یہی لوگ نہین مراد ہین جنکو علم الفرائض والے ذوی الارحام کہتے ہین یعنی جو عصبہ نہون اور نہ اُن کے واسطے
سہم مفروض ہو جیسے خالہ و ماموں و پھوپھی وغیرہ۔ اگرچہ بعض علماء نے یہی زعم کیا اور ذوی الارحام کی میراث مین اس آیت کو نص صریح ...
بلکہ حق یہ ہے کہ آیت مین اولو الارحام کا لفظ بنابر لغت کے عام ہے جو جمیع قرابات کو شامل ہے جیسا کہ ابن عباس و مجاہد و عکرمہ و حسن و قتادہ وغیرہ
علماء نے اس امر پر تنصیص کردی کہ اسی آیت سے منسوخ ہوا ارث بحلف و مواخات وغیرہ جس سے اول مین وارث ہوتے تھے اور علی ...
ان قرابت والون کو بھی شامل ہے جنکو اصطلاح فرائض مین ذوی الارحام کہتے ہین۔ بالجملہ اس آیت سے اللہ تعالیٰ نے جملہ اسباب ...
کردیا سوائے قرابت کے پس یہ امر مستقر ہوا کہ اہل قرابت و ناتے والے اپنے ناتے والون کے وارث ہون جیسا کہ علم الفرائض مین مفصل ...
اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ۔ اللہ تعالیٰ ہر شئے کا علیم ہے یعنی اسپر کوئی چیز پوشیدہ نہین ہے چاہے کوئی شئے ہو اور ...
بھی ہے جو ان آیات مین مذکور تھا کہ آدمی بسبب ایمان و ہجرت کے قرابت سے مقدم رکھکر وارث کیا جاوے اور ...

Marfat.com

اللہ تعالیٰ وانا تم بعضهم فقط قرابت کی وجہ سے میراث کو منحصر کیا پس اب سوائے قرابت کے اور کسی وجہ سے وارث نہیں ہو سکتا ہجرت میں شرکت والا وارث نہوگا اور جو قرابت رکھتا ہے اگرچہ وہ ایمان و ہجرت میں مشارک نہووے وارث ہوگا۔ فافہم۔ ف

قولہ تعالیٰ والذین آمنوا وہاجروا وجاہدوا فی سبیل اللہ۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے برحق مومنین کی ثنا و صفت بیان فرمائی کہ ایمان ہجرت کی وراہ حق میں جہاد کیا پس ایمان لائے وہ ہیں کہ ازل میں جب اللہ عزوجل نے اُن کو اپنی ذات پاک بقولہ الست بربکم فرماکر ارواح سے ازل میں اُنھوں نے مشاہدہ کرکے قالوا بلیٰ سے جواب دیا پس انوار مشاہدہ ازلی ان ارواح کے ساتھ ازل سے ابد تک باقی ہیں انوار کو معائنہ کرتے اور اس خطاب پاک کے سننے کی لذت و حلاوت پاتے اور ہمیشہ واردات غیب سے وجد میں ہو کر غیب پر ایمان ہیں اور ہجرت اُنکی باطنی یہ ہے کہ دونوں جہان کے حوادث سے الگ ور اپنے حظوظ طبیعت کو چھوڑ رہے ہیں اور جہاد اُن کا یہ ہے کہ محل امتحان اللہ تعالیٰ کی رضامندی کیلئے ہجر و دوری کے خوف سے نفس و شیطان پر جہاد کرتے ہیں اور ان دونوں دشمنوں کے وسوسہ و فریب دور بھاگتے و بچتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے آپکو قربان کرتے ہیں پس جب وہ ان اوصاف سے متصف ہوئے اور حقائق ایمان عرفان اُنکو حاصل ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے انکو یقین و ایمان میں صادق و سچا و حقیقت کو پہونچنے والا فرمایا بقولہ اولئک ہم المؤمنون حقا یعنی برحق ہیں یعنی ایمان کی حقیقت و معرفت ان کو حاصل ہے پھر اسکے ساتھ ان کے حال پر دوسرا احسان مزید مغفرت کا مبذول کیا کیونکہ حیات مستعار بندہ محل امتحان میں ہے پس اندرونی حرکات و خطرات سے محفوظ نہیں اور نیز حقیقت عرفان الٰہی میں بندہ ہمیشہ قصور وار ہے لہذا کرم و فضل سے امتنان فرمایا لہم مغفرۃ و رزق کریم۔ ان کو نظر قہر سے پوشیدہ کر دیا تاکہ حوادث قہریات ان کو نہ پہونچیں اور کشف وصال سے انکو قرب عطا فرمایا۔ شیخ ابو یزید کا قول ہے کہ نفس کے ساتھ جہاد اس طرح کہ اسکو مجبور کر دے اسطرح کہ جن چیزوں کی وہ اُلفت رکھتا ہے اُن سے اور اہل و مال وغیرہ سے اسکا تعلق توڑکر اسکو راہ حق میں لگا دے۔ بعض نے آیت کریمہ کی تفسیر میں کہا ہجرت و جہاد اُنکا یہ تھا کہ بُرے ساتھیوں کو بد اعمال کو باطل دعووں کو چھوڑ کر اہل حق کے ہمنشین صالح ہوگئے بعض نے کہا کہ ایمان لانا اُنکا اسطرح کہ اللہ تعالیٰ کیواسطے دلوں کو قربان کیا اور ہجرت اس طرح کہ اہل و مال کو اللہ تعالیٰ کے ہی واسطے چھوڑا اور جہاد اسطرح کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان کو قربان کیا پس جس نے قلب کو محبت میں اور ملک کو رضامندی میں اور نفس و روح کو اس کا کلمہ بلند کرنے اور بول بالا کرنے میں قربان کیا اسنے محبت حقیقی کا درجہ پایا اور جو حقیقی محبت رکھتا ہے وہی سچا مومن ہے۔ شیخ ابو بکر بن الفارس رح نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو دو باتوں سے جو فضیلت حاصل ہے وہ کسی کو ممکن نہیں اول یہ کہ اُن کو آنحضرت صلعم کا دیدار و ہمنشینی نصیب ہوئی۔ دوم یہ کہ اُنھوں نے آنحضرت صلعم کے ساتھ جہاد کیا عالم سے بالکل اللہ تعالیٰ ہی کیواسطے منقطع ہوگئے اور اپنے نفوس سے غربت اختیار کی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں اُن کی مدح فرمائی ہے کہ وہ ایمان لائے ملکوت غیوب پر اور چھوڑ دیا حوادث کو اور سچی طاعت کیواسطے اپنے نفوس پر جہاد کیا وہی تو مومنین صادقین اللہ تعالیٰ جن بندوں کی ثنا و صفت فرمائے وہ اوروں سے بدرجہا افضل ہیں کیونکہ معرض مدح میں آنے کیلئے باختیار الٰہی وہ لوگ مختار اگلے نہ پچھلے پس یہ دونوں سے افضل ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ قادر مختار ہے اگر وہ اوروں کو ایسی مدح کیواسطے پسند کرتا تو ہو سکتا تھا پس جب اسنے انھیں کو بالفعل یہی فضل ہیں اور اس سے زیادہ شرف کیا ہوگا کہ حضرت رب العزت جل جلالہ جو اُنکا خالق ہے اُن کی مدح فرماتا ہے۔ قولہ تعالیٰ اولوا الارحام بعضہم اولیٰ ببعض فی کتاب اللہ ان اللہ بکل شیء علیم۔ مترجم کہتا ہے کہ شیخ نے یہاں ارحام سے مشیت قدم یعنی عدم کو اشارہ میں مراد لیکر میراث قرب و علم کا وارث ہیں اُن کے لئے اولیٰ قرار دیا چنانچہ لکھا کہ اللہ تعالیٰ سبحانہ نے اس آیت میں بیان فرمایا کہ علوم غیبیہ و حکمتہائے غریبہ و اخبار

Marfat.com

[illegible] وغیرہ جو انبیا [illegible] عجائبات و سیر مقامات ولطائف و واردات وجد و جذب و اسرار مشاہدات و عجیبہ
[illegible] کامل اور محبت میں سرفراز اور توفیق سے صادق طلب میں جو ملتی ہی کو مریدون سچے انھین یعنی ہی مخصوص
[illegible] صفات و انوار ذات مشاہدہ کہ تھے نکلے طرح اسی وہ قدم تجلی سے عدم ارحام کیونکہ ہین متدین مین وصفات
[illegible] عیسیٰ و موسیٰ حضرت نبوت متبع کو آپ اپنے نصاری و یہود جیسے ہین کرتے دعوے زبانی جو لوگ وہ ہے اور تھے ہوئے ولایت
[illegible] کہین کا نبوت اتباع اور ہین سرگردان مین شیطان و نفس اتباع حالانکہ ہین بندے محبوب کے اس و حق فرزندان ہم کہ ہین کہتے اور
[illegible] نبوت اتباع حالانکہ ہین بنتے کردار نیک اعتقاد پاک و رسیدہ خدا زبانی کہ درویش و عالم والے دعوے جھوٹے مین اسلام اہل جیسے اور
[illegible] کی مستقیم صراط اور خلاف چلن و چال اور سمجھتے ایمان کو خطرات شیطانی اور گرفتار مین خواہشون کی نفس اپنے ہین پڑے دور
[illegible] اور کبھی دیکھنے پاو نہ حصہ سے وصدق نبوت میراث اس کبھی لوگ ایسے تو ہین رکھتے نظر پر دنیا اور کھاتے مال کے لوگون ہوئے
[illegible] کیونکہ پہونچے کی جن کانون کے ان آواز کی الحان اسرار کبھی اور گے سونگھین معطرہ گلہائے نسیم سے جبروت گلشن کبھی اور گی لگنے ہوا پاکیزہ
[illegible] جنکا ہین فاسدہ اعتقادات ذمیمہ خصائل و افعالی بد قعر پاؤن اُلٹے پرواز انتہائی کی جن ہین کرتے پرواز سے پرون شیطانی و نفس
[illegible] لوگون ان اور ہی آتی نظر مین عکس برعکس کو ان مین اسرار پردہ جو ہے غذا بد و منظر بد و بدبو کی دوزخ اسی کا ان انجام پس ہین پہونچاتے پر جہنم
[illegible] چنانچہ ہی ہوتی ولایت و حیا و صدق و محبت و نبوت و رسالت بازوے پرواز وہ کیونکہ ہی ہوتی حقیقی پرواز سے جن ہین نہین پر دو
[illegible] پاکیزہ الحان اسرار و آگین عطر نسیم پہونچکر وہین اور ہی ہوتا وصول سے پرواز کے پرون انھین مین صفا و صدق و مشاہدہ گلشن ہوا کو انجام نیک
[illegible] کو وغیرہ الطیر منطق علم کیونکہ مین وصف کے السلام علیہ سلیمان حضرت خلیفہ اپنے نے تعالیٰ اللہ کہ دیکھتا نہین تو۔ ہین ہوتے معطر روح و مشام
[illegible] اور ہی ہوتا [illegible] نسب اسکا مین ولایت ہی ہو منسوب طرف کی اُن ساتھ کے طریقہ کسی سے مین طریقون ان کے معرفت کوئی جو پس ہی فرمایا
[illegible] زیادتی و کمی فرق [illegible] ہین ایک اپس سب مین منزلت و وصول اگرچہ ہوگا حاصل حقیقت کا علم طریق اسی مین میراث کی طریقہ اسی
[illegible] کلام کے شیخ بیان جو ہی یہی محصل اسکا ہے ہوتا پر قدم کے نبی کسی ولی ہر کہ ہے مشہور مین عوام جو قول یہ کہ ہی کہتا مترجم ہی درست
[illegible] الکتاب فی بعض اولیٰ تعالیٰ قال کما۔ ہی فرمائی بیان قسمت کی میراث اس مین لدنی کتاب نے تعالیٰ اللہ کہ لکھا نے شیخ پھر ہوا
[illegible] بیان پر تقدیر جو اور فرمایا عطا چاہا جسکو ہی الٰہی فضل یہ پس ہی چکی ہو مقدر کے وجود قبل بلکہ اعمال اسکے قبل قسمت کی ایک ہر
[illegible] کے دنیا السلام علیہم انبیا یعنی الحدیث الانبیاء ورثۃ العلماء بقولہ فرمایا اشارہ کا میراث قسمت اسی نے وسلم علیہ اللہ صلی آنحضرت
[illegible] میراث کی اُن دنیا متاع و مال نہیں تھے آئے کو چھڑانے سے اُن ہین ہوتے پیدا افعال بد جو سے وجہ کی اس و انہماک کے دنیا کو بندون بلکہ
[illegible] بقدر جسقدر یعنی پایا حصہ سے علوم ان کے فہم و حوصلہ اپنے اپنے بقدر نے مومنون کے اُمت پس ہی میراث کی اُن معرفت و حقیقت
[illegible] کا میراث اگرچہ ملا زیادہ اسکو میراث حصہ قدر اسی اور ہوا نزدیک کا اس قدر اسی ہوا قدم پیش مومن امتی مین وطریقت
[illegible] تقدیر نے تعالیٰ اللہ خود مین تقسیم کی ترکہ ظاہری جیسے ہی نہین دخل کا کرنے عطا خود کو السلام علیہم انبیاء اسمین ہی مخصوص سے
[illegible] مین جسقدر متفاوت احوال کے اُن سے امر اسی اور ہے ملتی سے طرف کی ہی تعالیٰ اللہ بھی تقسیم کی میراث حقیقت باطنی
[illegible] کیونکہ کے رضی بکر ابو حضرت سوا سکتا مل نہین کو کسی امامت و خلافت حصہ یعنی بکر ابا الا والمومنون اللہ ویابی بقولہ
[illegible] کسی اور نہین ہوا مخصوص سے آپکی جناب کو ان میراث حصہ لہذا ہوا اقرب سے سب نانا کا ان پس تھا ہمشیر سب

Marfat.com

...نے اس سورہ کو ختم فرمایا۔ اور جیسے حضرت باری تعالیٰ عز شانہ کی ثناء و صفت پاک ہے ویسے ہی اسمین تنبیہ ہے کہ اوتعالیٰ علم
... وجود ان بندون کے جن کو حصہ میراث پہونچا ہے اپنے فضل سے ان کو برگزیدہ فرمایا تھا پس صدیقین کو کرامت
... کو اپنے اپنے مرتبہ کی کرامت اسی علم محیط کے موافق بعد ان کے ایجاد کے پہونچی و قد قال تعالیٰ ولقد اخترناہم علی علم علی العالمین
... سے یہ معنی ظاہر ہوئے کہ جو برگزیدگی ان بندون کیلئے ازل سے مقدر فرمائی تھی وہ موافق تقدیر کے ان سے ظاہر ہوگی کہ شوق
... طاعات ادا کرینگے اور اتباع مین پیش قدم رہین گے یہان تک کہ تمام عالم سے براءۃ و بیزاری کرکے خالص اللہ تعالیٰ
ہی کے واسطے ہو جائین گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## سُورَةُ التَّوبَةِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ وَتِسعٌ وَعِشرُونَ اٰيَةً

... قرطبی رحمہ اللہ نے کہا کہ اس کے مدینہ ہونے پر اتفاق ہے ولیکن مفسرؒ نے اختلاف کی طرف اشارہ کیا بقولہ اوالا آیتین آخرہا
... سوائے دو آیتون کے جو آخر سورہ ہین۔ اور یہ سورہ ایک سو تیس آیت کی ہے اور مفسرؒ نے اسمین بھی اختلاف کا اشارہ کیا بقولہ اوالا آیۃ
... کہ پس ایک سو انتیس آیات ہوئین۔ اس سورہ کے بھی مانند سورہ الحمد کے بہت نام ہین ازانجملہ سورۃ البراءۃ کیونکہ معاہدہ مشرکین سے
... برئت منہ و انا منہ بری یعنی جو لگاؤ تیرا اس سے تھا وہ تو نے کاٹ دیا۔ سورۃ التوبہ کہ اسمین مومنین پر توبہ نازل ہونے کا بیان ہے
... روایت ہے کہ تم لوگ اسکو سورہ توبہ کہتے ہو حالانکہ وہ سورۃ العذاب ہے۔ سورۃ الفاضحہ کیونکہ اس نے اہل نفاق کو فضیحت کر دیا۔ سورۃ البحوث
... المبعثرہ و سورۃ المثیرہ۔ کیونکہ چھپے نفاق کو بحث کرکے کھود نکالا۔ سورۃ مقشقشہ از تقشقش بمعنی بیزاری کیونکہ نفاق سے برائت کرتی ہے اور ایسی ہی مثانی
... نام ہین مانند سورۃ المخزیہ و الحافرہ و المنکلہ و المدمدمہ اے مہلکہ المشردہ و المنقرہ۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ بعد فتح مکہ کے نازل ہوئی
... مدینہ مین نازل ہوئی اور یہی ابن الزبیر و قتادہ سے مروی ہے۔ براء بن عازبؓ نے کہا کہ آخر جو آیت نازل ہوئی قولہ یستفتونک قل اللہ
یفتیکم فی الکلالۃ الآیہ ہے اور آخر جو سورہ نازل ہوئی سورہ براءۃ ہے۔ رواہ البخاری پھر یہان ایک سوال وارد ہوتا ہے چنانچہ ترمذی رحمہ نے ابن عباسؓ سے
... کہ جب عثمانؓ نے صحابہؓ کے اتفاق سے قرآن مجید کو مصحف مین جمع کر دیا تو مین نے عثمانؓ سے کہا کہ سورۃ الانفال تو مثانی مین سے ہے
... مئین مین سے ہے پھر آپ لوگون نے کیون ان دونون کو نزدیک کر دیا اور درمیان مین بسم اللہ الرحمن الرحیم کو نہین لکھا اور سبع طوال
... کر دیا تو عثمانؓ نے جواب دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال تھا کہ زمانہ گذرتا اور آپ پر متعدد آیات کے سورہ نازل ہوتے پس
... کچھ نازل ہوتا تو وحی لکھنے والون مین سے کسی کو بلاتے اور فرماتے کہ اس کو فلان فلان مقام پر لکھو اور سورہ انفال تو مدینہ مین اول
... نازل ہوئی ... سے تھی اور سورہ براءۃ آخر مین نازل ہوئی اور قصہ اس کا اسکے قصہ سے مشابہ تھا اور آنحضرت صلعم نے وفات فرمائی
... کو نہین بتلایا کہ یہ سورہ بھی اسی مین سے ہے اور ہم نے خیال کیا کہ اسی مین سے ہے لہذا دونون کو ملا دیا اور درمیان مین سطر بسم اللہ الرحمن الرحیم
... نہین لکھی اور سبع طوال مین رکھا۔ کذا رواہ احمد و ابو داؤد و النسائی و ابن حبان و الحاکم۔ بعض نے کہا کہ حضرت عثمانؓ کے وقت مین جب
... جمع کیا تو صحابہ رضی اللہ عنہم مختلف ہوئے بعض نے کہا کہ سورہ انفال و سورہ براءۃ دونون واحد ہین اور بعض نے کہا کہ دو ہین پس اسطرح اقتران کرکے
... و غیرہ نے کہا کہ جنھون نے ایک ہی سورۃ قرار دیا ان کا قول اظہر ہے اسواسطے کہ مجموعہ دو سو پانچ آیتین
... ملا کر طوال ... سات مین ساتوین سورۃ قرار دیجاوینگی۔ وقال المترجم ظاہر یہ ہے کہ حضرات صحابہؓ نے بوجہ عدم تیقن کسی جانب کے

سطر بسملہ کو ترک کیا۔ لیکن یہ قول بنا بر ینکہ بسملہ واسطے فصل کے نازل ہوتی ہو جیسا کہ ابن حنیفہ کا نہ ہو ... وقال ...
لکھی گئی کہ آنحضرت صلعم نے اس کا حکم نہین دیا جیسا کہ مستدرک حاکم کی حدیث سے نکلتا ہو قشیری نے کہا کہ ...
بسملہ نہین لائے تھے۔ قال المترجم وعلی ہذا یہ سورہ مستقل ہے اور انفال کا ٹکڑا نہین ہو چنانچہ اس کا نام علیحدہ ملک ...
کرتا ہو اور یہ امر زمانہ صحابہؓ سے شائع ہے جیسا کہ حذیفہؓ سے اوپر مذکور ہوا۔ وقال ابو السعودؒ ان ناموں سے مشہور ...
کی دلیل ہو اور یہ کہنا کہ علیحدہ نام سے انہین صحابہؓ نے مسمی کیا جو اسکو مستقل سورہ جانتے تھے تو یہ خلاف ظاہر ہو ...
روایت ہو کہ بسملہ امان ہو اور سورہ براۃ نازل ہوئی تلوار کے ساتھ۔ اسمین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ترک تسمیہ کی وجہ کا اشارہ بتلایا۔ اور ایسا ہی
سفیان بن عیینہؒ سے بھی مروی ہو۔ وقال الخفاجی یہی قول اصح ہو۔ ابو السعودؒ نے کہا کہ تسمیہ ترک ہونے کی یہی حکمت ہو کہ سورہ براءۃ امان
دور کرنے کیواسطے نازل ہوئی پس بسملہ سے جو الرحمن الرحیم کو شامل اور موجب امان ہو شروع نہین کی گئی جیسا کہ عرب کا دستور تھا کہ جب کسی کو عہد توڑ
کا خط لکھتے تو ایسے عنوان سے شروع نہین کرتے تھے پس ترک تسمیہ کی وجہ یہ نہین ہو کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو اسکے مستقل سورہ ہونے یا جزو مستقل ہونے
مین اشتباہ تھا جیسا کہ ابن عباسؓ سے حکایت کیا گیا اور یہ رعایت بھی نہین تھی کہ صحابہؓ مین اختلاف تھا پس ہر دو فریق کی رعایت سے فصل کیا
گیا کیونکہ ترک تسمیہ و عدم ترک مین کسی کی رائے کو دخل نہین ہو بلکہ یہ امر توقیفی ہو پس جیسے جہان شارع نے واقف کرادیا ویسا ہی وہان کیا جائیگا
اور اسمین شک نہین کہ یہان بسملہ کا نزول نہین ہوا۔ قال المترجم لیکن یہ اشکال وارد ہو کہ انفال مثانی مین سے اور براءۃ مئین مین سے ہو پھر ان
دونون کو سبع طوال مین کیون داخل کیا گیا ہو اور حق یہ ہو کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے قرآن مجید کو اجماع کے ساتھ موافق ترتیب لوح محفوظ
کے بارشاد آنحضرت صلعم جمع فرمایا اور اللہ تعالیٰ اپنے ذکر پاک کا حافظ ہو پس یہ جمع و ترتیب بعصمت و حفظ الٰہی ہو اور جو حالت موجود ہے
اسمین کسی وہم و گمان شیطانی کو دخل دینا نہو ہو والسلام۔ قال الحافظ رحمہ اللہ اس سورہ کا اول حصہ اسوقت نازل ہوا جب آنحضرت صلعم غزوہ تبوک سے
واپس ہوئے اور آپنے حج کا قصد فرمایا پھر ذکر ہوا کہ موسم حج مین مشرکین اپنی عادت کے موافق آتے ہین اور وے لوگ ننگے طواف کرتے ہین پس
اُن کے ساتھ خلط ملط ہونا مکروہ جان کر ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کو امیر الحاج قرار دیکر روانہ فرمایا کہ لوگون کو مناسک حج پر قائم کرین اور مشرکون کو آگاہ
کردین کہ اس سال کے بعد وے لوگ حج مین نہ آوین اور لوگون مین پکار دین کہ براءۃ من اللہ ورسولہ الآیات جب وے روانہ ہوئے تو انکے پیچھے علی بن ابی طالبؓ کو ...
صلعم کی طرف سے ایسی بات پہونچانیوالا آپکا عصبہ ہو چنانچہ اسکا بیان عنقریب انشاء اللہ تعالیٰ آتا ہو پس تمیمؓ یا چالیس آیتین لیکر روانہ ہوئے ...

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ فَسِيْحُوْا فِي الْاَرْضِ

جواب ہو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور اُسکے رسول سے اون مشرکون کو جن سے تمکو عہد تھا ... سو پھر لو ... اس ملک مین

اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مُخْزِي الْكٰفِرِيْنَ

چار مہینے اور جان لو کہ تم نہ تھکا سکوگے اللہ کو اور یہ کہ اللہ رسوا کرتا ہے منکرون کو

اَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ

اور سنا دینا ہے اللہ کی طرف سے اور اُسکے رسول سے لوگون کو دن بڑے حج کے کہ اللہ الگ ہے

الْمُشْرِكِيْنَ ۙ وَرَسُوْلُهٗ ۭ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ

مشرکون سے اور اُس کا رسول سو اگر تم توبہ کرو تو تم کو بھلا ہے اور اگر نہ مانو ...

وَبَشِّرِ الَّذِينَ كَفَرُوا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ إِلَّا الَّذِينَ عَاهَدتُّم مِّنَ الْمُشْرِكِينَ ثُمَّ
اور خوشخبری دے منکروں کو دکھ والی مار کی مگر جن مشرکون سے تم کو عہد تھا پھر
لَمْ يَنقُصُوكُمْ شَيْئًا وَلَمْ يُظَاهِرُوا عَلَيْكُمْ أَحَدًا فَأَتِمُّوا إِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ إِلَىٰ مُدَّتِهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ ۝
انہون نے کچھ قصور نہ کیا اور مدد نہ کی تمہارے مقابلہ مین کسی کی سو اون سے پورا پہونچاؤ عہد اُنکے وعدے تک اللہ کو خوش آتے ہین احتیاط والے

ورسولہ مُعجمولہ۔ خبر مبتدا محذوف لسے ہذہ براءۃ۔ من ابتدائیہ ہو متعلق بمحذوف اے واصلۃ من اللہ ورسولہ۔ اور جائز ہو کہ مبتدا ہو جاوے کیونکہ نکرہ مخصصہ ہو گیا اور خبر اسکی۔ إِلَى الَّذِينَ عَاهَدتُّم مِّنَ الْمُشْرِكِينَ۔ ولیکن اول اولیٰ ہے اور قسم کے ساتھ موکد ہوا اور عاہدتم کا خطاب مومنین کو ہو اور الذین موصول مبہم کا بیان من المشرکین ہو اور حال یہ تھا کہ مومنین نے مشرکین کہ اور دیگر مشرکین سے مختلف معاہدے کئے تھے بعض مین مدت کا بیان نہ تھا بلکہ مطلق تھے اور بعض مین مدت تھی پس کسی مین زیادہ کسی مین کم ولیکن اس سے کم مدت کے معاہدہ کا بیان کسی خبر صحیح سے ثابت نہین ہوتا۔ بہر حال المشرکین سے عموماً مشرک مراد ہین معنی یہ کہ اللہ تعالیٰ واُس کا رسول دونون بری ہوئے اس عہد سے جو تم نے مشرکون سے باندھا بعض نے کہا کہ کافرون نے عہد توڑا اسی سبب سے عہد کا پھینک مارنا واجب ہوا ولیکن اس قول مین تامل ہو بلکہ اظہار اسلام سے معاہدہ اہل کفر کی تحقیر فرمائی گئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے براءۃ کے یہ معنی ہین کہ مومنون کو مشرکین کا عہد اُن پر پھینک مارنے کی اجازت ملی۔ یا اسم جلال لغرض تہویل ہے جیسے براءۃ کی تنوین تفخیم کی ہے اور براءۃ کو اللہ تعالیٰ ورسول کے ساتھ اور معاہدہ کو مسلمانون کے ساتھ اسواسطے متعلق فرمایا کہ دلالت ہو کہ مسلمانون پر مشرکون کا عہد پھینک مارنا واجب ہو اگرچہ مسلمانون نے جو معاہدے کئے تھے وہ اللہ تعالیٰ کی اجازت اور رسول اللہ صلعم کے اتفاق سے کئے تھے اور براءۃ کسی عہد سے ہو یعنی عہد مطلق سے جسمین مدت کا کچھ ذکر نہین تھا یا چار مہینہ سے کم مدت والے عہود سے یا چار مہینہ سے زیادہ جسمین بعض عہد کیا گیا اور کلام آگے آتا ہے بالجملہ براءت کے بعد حکم دیا فَسِيحُوا فِي الْأَرْضِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ۔ ساح سیاحۃ۔ قاموس مین لکھا کہ سیاحت زمین مین چلنے کو کہتے ہین جو آسانی وسہولت کیساتھ ہو پس اسمین اشارہ ہو کہ بہت بے کھٹکے چار مہینہ تک پھرنیکا مضمون ہو کہ تم پھرتے پھرو زمین مین بے کھٹکے چار مہینے تک اس مدت تک تمکو امان ہے کوئی تمکو قتل نہین کریگا جہان چاہو پھرو اور خوب غور وفکر کرلو۔ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللَّهِ اور جان رکھو کہ تم کبھی اللہ تعالیٰ کے عاجز کرنیوالے نہین ہو۔ اور یہ مہلت تم کو اسواسطے نہین دی کہ تمہارے مقہور کرنے مین کچھ عجز ہے بلکہ مصلحت تمہارے حق مین ہو کہ توبہ کرنیوالا قبل اسکے آبرو کیساتھ توبہ کرے۔ وَأَنَّ اللَّهَ مُخْزِي الْكَافِرِينَ اور تم جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ کافرون کو خوار کرنیوالا ہے۔ مخزیکم نہین فرمایا کیونکہ جو بالفعل مشرک تھے بعض اُن مین سے ایمان لے آئے پس اشارہ کر دیا کہ جو بعد اسکے کافر رہین مگر جو کفر ونافرمانی کرینگے وہی خوار کئے جاوینگے خواہ دنیا مین بھی چنانچہ مشرکون کے ساتھ واقع ہو لیا اور خواہ آخرت مین پس قیامت تک جتنے کافر ہین سب کے لئے تہدید ووعید ہو۔ وَأَذَانٌ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ۔ آذان بمعنی اعلام ہے یعنی یہ کہ اعلام واشتہار ہو اللہ تعالیٰ واُسکے رسول کی جانب سے جو بڑا اکرم رسول ہو إِلَى النَّاسِ سب لوگون کو يَوْمَ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ حج اکبر کے روز یعنی یوم النحر کے روز جو دسوین تاریخ ذی الحجہ کی قربانی کا دن ہوتا ہو کہ۔ أَنَّ اللَّهَ بَرِيءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ ۙ وَرَسُولُهُ اللہ تعالیٰ بری ہو مشرکون سے اور اللہ تعالیٰ کا رسول بھی۔ مشرکون سے اللہ تعالیٰ اور رسول کے بری ہونے کے یہ معنی ہین کہ مشرکون کے عہد سے بری ہو پس حج مین یوم النحر کے روز یہ اعلام کر دیا کہ سب لوگ جان لین

پس مشرکین تو چار مہینہ تک امان کے بعد اپنے آپ کو بے امان سمجھیں اور جملہ مسلمان بھی اس وقت سے عہد [illegible]
وذمہ نہیں ہے اور نہ آئندہ کوئی مسلمان کسی مشرک سے معاہدہ کر سکتا ہے اور بخاری کی روایت میں ہے کہ ان [illegible]
حضرت علیؓ کو بھیجا کہ انھوں نے یوم النحر کے روز منی میں باآواز بلند اعلام کردیا ان کلمات کے ساتھ اور [illegible]
شریک نہ ہو اور کوئی ننگا خانہ کعبہ کا طواف نہ کرے۔ پھر اوتعالیٰ نے کافروں کو توبہ کی طرف بلایا بقولہ فَاِنۡ تُبۡتُمۡ فَهُوَ خَيۡرٌ لَّكُمۡ
اس حصہ میں اے منکر بندو اگر تم کفرونافرمانی سے توبہ کرو تو تمہارے لئے بہتر ہے۔ وَاِنۡ تَوَلَّيۡتُمۡ اور اگر نہ مانو [illegible]
پر اڑو گے تو تمہارا برا ہوگا کسی کا کچھ نقصان نہیں۔ فَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّكُمۡ غَيۡرُ مُعۡجِزِى اللّٰهِ اور یہ جان رکھو کہ تم بھی اللہ تعالیٰ کو عاجز کرنے والے
نہیں ہو اور وہ پاک پروردگار اپنا دین اور اپنا نور پورا کریگا۔ وَبَشِّرِ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا بِعَذَابٍ اَلِيۡمٍ اور [illegible]
عذاب الیم کی خوشخبری سنا دے۔ کافروں پر تہکم ہے کہ لو یہ خوشخبری سن رکھو کہ تم سب مقہور و بندارسے ہو [illegible]
عذاب اٹھاؤ گے کہ دنیا میں قتل و قید و خوار ہوگے مال و اولاد برباد ہوگی اور آخرت میں عذاب جہنم میں پڑو گے [illegible]
وعہد والوں کو دیا مگر ان میں سے استثنا فرمایا بقولہ اِلَّا الَّذِيۡنَ عٰهَدْتُّمۡ مِّنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ سوائے ان مشرکوں کے جن سے تم نے عہد کیا
ثُمَّ لَمۡ يَنۡقُصُوۡكُمۡ شَيۡـئًا۔ پھر انھوں نے تم سے عہد کی شرطوں میں سے کسی شرط میں کچھ نقص نہیں کیا۔ وَّلَمۡ يُظَاهِرُوۡا عَلَيۡكُمۡ
اَحَدًا اور نہ تم پر کسی کی مظاہرت کی یعنی کسی گروہ کافر کے جو تم سے لڑا یا مانند اس کے کوئی امر کیا اس کی انھوں نے [illegible]
فَاَتِمُّوۡۤا اِلَيۡهِمۡ عَهۡدَهُمۡ اِلٰى مُدَّتِهِمۡ پورا کردو ان کو ان کا عہد ان کی مدت تک کیونکہ عہد پورا کرنا [illegible]
یہ ہے کہ۔ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الۡمُتَّقِيۡنَ۔ اللہ تعالیٰ تقویٰ والوں کو محبوب رکھتا ہے۔ مفسرین نے اس میں اختلاف کیا [illegible]
سے اور کیسے عہد والوں سے ہے اور چار مہینہ کی مہلت کب سے کب تک ہے کیونکہ آگے کی آیت میں ماہہائے حرام گذرنے کے بعد ہی مشرکوں [illegible]
حکم ہے کہ جہاں پاؤ قتل کر ڈالو۔ قال ابن کثیر رحمہ اللہ اختلافی اقوال میں سے ایک یہ ہے کہ اس آیت میں ان عہد والوں [illegible]
ساتھ مطلق عہد بدون بیان مدت کے تھا یا جن سے چار مہینہ سے کم مدت تک عہد تھا پس ان کے لئے چار مہینہ کی [illegible]
اس سے زائد کسی مدت معلومہ تک عہد تھا ان کا عہد اسی مدت تک باقی ہے بقولہ تعالیٰ فاتموا الیہم عہدہم الی مدتہم [illegible]
کہ من کان بینہ وبین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فعہدہ الی مدتہ یعنی جس کے اور رسول اللہ صلعم کے درمیان کسی میعاد معلومہ تک [illegible]
عہد اپنی مدت تک ہے اور یہی قول منجملہ اقوال کے احسن و اقوی ہے اور اسی کو ابن جریرؒ نے اختیار کیا ہے [illegible]
کیا جنکا عہد کسی مدت معلومہ تک چار مہینہ سے زائد تھا مگر انھوں نے کسی شرط میں خلاف کیا یا مظاہرت کی تو ان کا عہد بھی باطل ہو گیا [illegible]
ہے۔ مجاہدؒ سے مروی ہے کہ اصحاب عہد کو ایذان دیا گیا کہ چار مہینہ امن سے پھریں اور یہ چار وقت [illegible]
سے لیکر ربیع الآخر کی دسویں تک ہے۔ یہی جمہور کا قول ہے۔ انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے [illegible]
تھا جب وہ ذوالحلیفہ تک پہونچے تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ نہیں پہونچا دیگا اس بات کو کوئی سوائے میرے یا [illegible]
پس اسکو علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ روانہ کیا۔ رواہ احمد والترمذی و بیضاوی نے کہا کہ [illegible]
کوئی سوائے میرے یا میرے اہل بیت کے تو یہ عموم پر نہیں ہے یعنی ہر بات میں یہی حکم نہیں [illegible]
تبلیغ فرمائی جو اہل بیت سے نہ تھے بلکہ یہ فقط عہد سے مخصوص ہے کیونکہ عرب کی عادت [illegible]

…الاکبر) ہو پکارا ہے اور دلیل سے بعض روایات کے الفاظ ہیں کہ لا یبلغها کوئی اس براۃ کو نہ پہونچاوے الخ۔ مین کہتا ہون کہ اکثر روایات اسی مضمون کی فقط براۃ مذکورہ کے ساتھ تخصیص ہو۔ بعض نے زعم کیا کہ پہلے ابوبکرؓ کو مقرر کیا تھا پھر معزول کر دیا اور حضرت علیؓ کو مقرر کیا حالانکہ حضرت ابوبکرؓ اسی طرح امیر الحاج و امیر الموسم رہے اور براۃ عہود کے پکارنے کیلئے حضرت علیؓ کو بھیجا تھا چنانچہ محمد بن اسحاق نے امام ابو جعفر باقرؒ سے روایت کی کہ جب سورۂ براۃ نازل ہوئی تو آنحضرت صلعم نے ابوبکرؓ کو حج کے واسطے امیر کر کے روانہ کیا پھر کہا کہ میری طرف سے ادائے پیغام نہ کرے سوائے میرے اہل بیت کے پھر علیؓ کو بلا کر فرمایا کہ یہ قصہ براۃ لیجاؤ اور یوم النحر کو جب منیٰ مین جمع ہون تو پکار دو جنت مین کوئی کافر نہین داخل ہوگا اور اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور کوئی ننگا خانہ کعبہ کا طواف نہ کرے اور جس کسی سے آنحضرت صلعم سے عہد تھا اُسکا عہد اُسکی مدت تک ہو۔ پس علیؓ آنحضرت صلعم کے ناقۂ عضباء پر سوار ہو کر روانہ ہوئے اور راہ مین ابوبکرؓ سے مل گئے پس ابوبکرؓ نے دیکھ کر فرمایا کہ امیر ہو یا مامور ہو یعنی مجھ پر سردار کر کے بھیجے گئے ہو یا میری ماتحتی مین ہو۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ مامور ہون پھر دونون چلے یہان تک کہ ابوبکرؓ نے لوگون کو حج کرایا الی آخر ما قال۔ بلکہ صحیح یہ ہو کہ آنحضرت صلعم نے ابوبکرؓ کو اقامت حج اور اعلام براۃ دونون کے واسطے بھیجا تھا اور وہ دونون باتون پر قائم رہے اور حضرت علیؓ کو پیچھے سے اعلام براۃ کے واسطے بھیجدیا تاکہ اہل عرب مین سے کسی کو اپنی عادت کے موافق غدر نہ رہے چنانچہ امام بخاریؒ نے روایت کی کہ ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ ابوبکرؓ نے اس سال جن پکارنیوالون کو بھیجا تھا انہین مجھے بھی مقرر کیا تھا یوم النحر کو منیٰ مین ہم پکارتے تھے کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور کوئی ننگا خانۂ کعبہ کا طواف نکرے۔ حمید بن عبدالرحمن نے کہا کہ آنحضرت صلعم نے پیچھے پیچھے علیؓ بن ابی طالب کو بھی بھیجا اور حکم دیا کہ براۃ کو پکار دے۔ ابوہریرہؓ نے کہا کہ ہمارے ساتھ علیؓ نے بھی منیٰ مین یوم النحر کو بھی پکار دیا۔ دوسری روایت بخاری مین اس مضمون کے ساتھ یہ بھی ہو کہ یوم الحج الاکبر وہ یوم النحر ہو اور اکبر اس جہت سے کہا گیا کہ لوگ حج اصغر کہتے تھے پس ابوبکرؓ نے اس سال مین لوگون کے عہد اُن پر پھینک مارے پھر سال حجۃ الوداع جسمین رسول اللہ صلعم نے حج کیا کسی مشرک نے حج نہین کیا۔ انتہی ما فی الروایۃ۔ اور حضرت علیؓ سے ندا مین چار باتین مروی ہین یعنی کوئی کافر کبھی جنت مین داخل نہوگا اور کوئی مشرک اس سال کے بعد حج نہ کرے اور کوئی ننگا خانۂ کعبہ کا طواف نکرے اور جس کے و آنحضرت صلعم کے درمیان عہد تھا اُس کا عہد اُس کی مدت تک ہے رواہ ابن جریرؒ وغیرہ۔ پھر واضح ہو کہ یوم الحج الاکبر وہ یوم النحر ہے جیساکہ علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہو و روایت بخاری از ابوہریرہ اوپر گذری اور ابن جریرؒ نے خطبہ حجۃ الوداع مین باسناد صحیح مرفوع یہی روایت کیا اور یہی ابن مسعودؓ و ابن ابی اوفی و مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم و مجاہد و جماعت تابعین رحمہم اللہ کا قول ہو اور حضرت عمرو ابن عمرو ابن عباس و طاؤس وغیرہم نے کہا کہ وہ یوم عرفہ ہے اور مجاہدؒ سے یہ بھی روایت ہو کہ جملہ ایام حج ہین حسن و محمد ابن سیرین سے مروی ہے کہ یہ دن فقط حج ابوبکرؓ اور حج رسول اللہ صلعم کا دن تھا اب نہین ہے۔ ارجح قول اول ہو کما نص علیہ ابن جریر رحمہ اللہ فی الفوائد النفیس قولہ تعالیٰ براءۃ من اللہ و رسولہ الی الذین عاہدتم الآخر۔ جاننا چاہیئے کہ عہود معرفت و محبت و عبودیت کا پورا کرنا نہین ممکن ہو مگر اسی شخص سے جس نے عدم سے نکلتے وقت ربوبیت کو بنور ازلی مشاہدہ کیا ہو اور جو کوئی محبت و عشق قدیم سے خالی ہو وہ وفا نہین کر سکتا اور کیونکر وفا کرے درگاہ کبریائی سے مردود ہو اور کبھی ابد تک مقبول نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے ان رعونت والون سے براۃ فرمائی جو اپنے نفوس کی خواہشون و دنیا کی زینت و جاہ و مال و منال کو پوجتے ہین اور داغ فراق اُن پر لازم کر دیا کیونکہ عہد ازل سے باہر ہو گئے ہین کاش اگر درد فراق سے واقف ہوتے تو جنت میں مر جاتے۔ اللہ تعالیٰ و اس کے رسول نے سوائے شرک کے جملہ عذر کو قبول فرمایا کیونکہ شرک سے بڑھکر کوئی ظلم نہین ہو اسلئے کہ اس نے اپنے خالق سے منہ موڑ کر یہ غضب کیا کہ دوسری مخلوق کو اپنے معبود قدیم خالق عز و جل سے شریک کر دیا بعد عہد کے یہ فرقت واقع ہوئی

کیسی سخت بات ہے۔ زمانہ عہد مین تو وصول کی اُمید تھی کہ ناگاہ غیرت کی بجلی گری اور اُن کو لنگڑا سا [illegible]
اتنی مہلت دیدی جسمین ٹھوکرے ہوئے کا تدارک ممکن ہے لیکن یہ بھی اتمام حجت ہے۔ کما قال تعالیٰ فسیحوا فی الارض اربعۃ اشہر [illegible]
انکی بدعہدی کا اشتہار دیدیا۔ قولہ واذان من اللہ ورسولہ الی الناس یوم الحج الاکبر بندون کو یوم عید کی معرفت [illegible]
و عرش و کرسی سب مستوی تھے کہ اپنے انبیاء و اولیاء کیواسطے کشف جلال فرمایا اور وہ اب بروز عرفہ ظاہر ہوتا ہے [illegible]
ان مشرکون سے جو اپنی خواہش نفس مین اللہ تعالیٰ و اسکے رسول سے محجوب پڑے ہین بری ہے اور اُسکا رسول بھی [illegible]
حبیب سے موافقت کھتا ہے اور غیرت توحید اسی امر کو مقتضی ہے کہ وہی وہ رہے اپنی مراد کا نام بھی نہو۔ ابن عطا نے کہا کہ جو امر کہ حضرت باری [illegible]
مخصوص ہے خواہ صفت ہو یا فعل ہو اسمین جو کوئی بندہ اسکے ساتھ کسی غیر کو شریک کرے تو اللہ تعالیٰ اُس سے غیرت فرماتا ہے یعنی اپنی درگاہ سے اُس [illegible]
محروم کرکے دور کرتا ہے پھر اپنے کرم و رحمت سے اُن کو باغ اُمید سے بالکل خارج نہین کیا اور توبہ طلب کی بقولہ فان تبتم فہو خیر لکم۔ یعنی اگر اپنے نفوس [illegible]
کے حظوظ دنیاوی مین منہمک ہونے سے پھرو اور اپنے قلوب کے حظوظ مشاہدہ ربانی مین آؤ تو یہ تمہارے واسطے بہتر ہے یعنی یہی ہے جو کچھ ہے کیونکہ مرتبہ [illegible]
قرب و حضور حضرت رب العزت جل سلطانہ مین ہے۔ اہل اشارہ کے نزدیک توبہ یون ہے کہ مشاہدہ بارگاہ قدیم و درگاہ حی القیوم کے وقت قلب سے [illegible]
بالکل جاتا رہے یعنی قلب کو حادث چیزون سے حتیٰ کہ اپنے آپ سے بھی لگاؤ نہ رہے اگرچہ خود جیسا حادث ہے ویسا ہی رہیگا یعنی فانی ہو کر باقی ببقاء
حی القیوم ہو جائیگا۔ شیخ ابو عثمان رحمہ اللہ نے کہا کہ بحکم قولہ تعالیٰ فان تبتم فہو خیر لکم۔ توبہ ہر بھلائی کی کنجی ہے۔ انتہی پھر جن عہد والون سے برات فرمائی
اور اُنکا عہد اُن کو پھینک مارا اور چار مہینہ کی اُن کو مہلت دی تو اُنکے حق مین اور بے عہد تمام مشرکون کے حق مین حکم دیدیا۔ بقولہ تعالیٰ۔

فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا
پھر جب گذر جاوین مہینے پناہ کے تو مارو مشرکون کو جہان پاؤ اور پکڑو اور گھیرو اور بیٹھو

لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ۚ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝
ہر جگہ اُن کی تاک پر پھر اگر وہ توبہ کرین اور کھڑی رکھین نماز اور دیا کرین زکوٰۃ تو چھوڑ دو اُن کی راہ اللہ ہے بخشتا مہربان

فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ۔ انسلاخ الشہر دن کرکے مہینہ کا پورا ہوتا جانا یہان تک کہ گزر جائے۔ خفاجی رح نے کہا کہ سلخ کبھی
بمعنی کشط آتا ہے یعنی پوست و کھال اُتار لینا جیسے سلخت الاہاب عن الشاۃ۔ مذبوحہ بکری پر سے مین نے کھال کھینچ لی۔ اور کبھی اخراج و باہر کرنے
کے معنی مین آتا ہے جیسے سلخت الشاۃ عن الاہاب۔ مذبوحہ بکری کو مین نے کھال مین سے نکال لیا۔ پس مہینہ پر انسلاخ کا اطلاق استعارہ از معنی اول
ہے کیونکہ کھال کے مانند زمانہ بھی اشیاء پر محیط ہے۔ اور بیضاوی رح نے دوسرے معنی سے استعارہ قرار دیا گویا جب گذر گیا تو جس کو محیط تھا وہ اسکی [illegible]
نکل آیا۔ المعنی مومنون کو حکم دیا کہ جب وہ مہینے گذر جاوین جو حرام ہین فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ تو قتل کرو مشرکون کو جہان [illegible]
کہین تم اُن کو پاؤ خواہ ایسے مقام مین پاؤ جو حرم کہلاتا ہے خواہ ایسے مقامون مین جو حل ہین۔ اور چاہے کوئی وقت ہو۔ واضح ہو کہ یہان دو
مقام ہین ایک یہ کہ اشہر الحرم سے کون مہینے مراد ہین اور مشرکین کا لفظ اہل کتاب و بت پرستون وغیرہ سب کو شامل ہے یا اہل کتاب کو شامل نہین [illegible]
علماء نے اسمین اختلاف کیا ہے ایک قول یہ ہے کہ اشہر الحرم سے ذی القعدہ و ذی الحجہ و محرم اور رجب چار مہینے مراد ہین کما فی قولہ منہا اربعۃ حرم۔ [illegible]
انشاء اللہ تعالیٰ اس کی تفسیر آویگی اور یہ قول امام محمد باقر کا ہے ولیکن ابن جریر رح نے کہا کہ آخر مہینہ اسوقت مین انکے حق مین محرم ہے اور اسی کو [illegible]
ابن عباس سے حکایت کیا اور یہی ضحاک رح کا قول ہے۔ وقال البیضاوی رحمہ اللہ یہ مخل نظم ہے کیونکہ الاشہر الحرم پر الف لام عہد ہے جو مہینے [illegible]

Marfat.com

اور یہ قول باطل ہی کیونکہ یہ متعین ہو کہ ماہہائے حرام کی حرمت ابھی تک باقی ہی اسلئے کہ جو بعد کو نازل ہوا اسمین اسکا ناسخ کوئی کلام نہین
ہی اور نظم قرآن اس قول کے خلاف ہی اگرچہ ابن جریر نے اسی کو اختیار کیا ہی۔ قول دوم یہ کہ مراد ماہہائے عہد ہین جو قولہ فاتموا الیہم عہدہم
الی مدتہم مین مذکور ہین یہ مجاہد و ابن زید وغیرہ سے حکایت کیا گیا و لیکن یہ قول اضعف ہی اسواسطے کہ مدت معاہدہ چند ماہ جن پر جمع اشہر کا اطلاق جائز نہین
اور اسکی تعیین کی کوئی وجہ وجیہ ظاہر نہین اور اسقدر بھی نظم قرآنی مین متحمل نہین ہو سکتا۔ فافہم۔ قول سوم یہ کہ وہ چار مہینہ مراد ہین جو قولہ تعالی فسیحوا
فی الارض اربعۃ اشہر مین مذکور ہین اور یہی بنظر سیاق و نظم کلام واظہر ہی اور معنی وجیہ ہی اور یہی ابن عباس و مجاہد و عمرو بن شعیب و ابن اسحاق و قتادہ و سدی و
عبدالرحمن بن زید سے مروی ہی اور یہی ائمہ اہل علم کے قول پر درست ہی اور ان چار مہینون کو اشہر الحرم اسواسطے فرمایا کہ اللہ تعالی نے ان مہینون تک مشرکون کی
جان و مال کو حرام فرمایا ہی۔ المعنی پھر جب چار مہینہ گذر جاوین جنمین ہم نے تم پر ان کا قتل کرنا حرام کیا ہی تب اُن کے گذرنے کے بعد مشرکون کو جہان
کہین پاؤ ان کو جہان کہیں پاؤ قتل کر ڈالو۔ لیکن خانہ کعبہ مین قتال اکثر علما کے نزدیک حلال نہین ہی و ہو الاصح۔ اور مشرکین اگرچہ آیت مین عام ہی لیکن مخصوص
ہی چنانچہ سنت مین عموماً عورت و طفل کے قتل سے ممانعت ہی اور بوڑھا ضعیف جس سے مضرت نہو وہ بھی قتل نہ کیا جاوے اور ایسی ہی ایلچی قتل
نہ کیا جاوے یا جو امان لیکر آوے اور سدی رحمہ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلعم نے براءۃ کے بعد کسی مشرک سے معاہدہ نہین کیا۔ اور اہل کتاب ایک قول
مین اس مین داخل ہین تو وہ بھی جو صغار و ذلت و خواری کیساتھ جزیہ دینا منظور کرین اس سے مخصوص ہونگے اور ایک قول پر داخل ہی نہین پس کچھ اشکال نہین ہی
اور ابن کثیر رحمہ نے ذکر کیا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چار تلوارون کے ساتھ مبعوث ہوئے ایک تلوار تو مشرکین عرب کے
حق مین کما قال تعالی فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموہم الآیۃ۔ ہکذا رواہ ابن ابی حاتم مختصراً۔ اور میرا گمان یہ ہی کہ دوسری تلوار اہل کتاب کے حق مین
ہی۔ کما قال تعالی قاتلوا الذین لا یؤمنون باللہ ولا بالیوم الآخر ولا یحرمون ما حرم اللہ ورسولہ ولا یدینون دین الحق من الذین اوتوا الکتاب
حتی یعطوا الجزیۃ عن ید وہم صاغرون۔ اور تیسری تلوار منافقون کے حق مین کما قال تعالی یا ایہا النبی جاہد الکفار والمنافقین الآیۃ۔ اور چوتھی
تلوار باغیون کے حق مین کما قال تعالی وان طائفتان من المومنین اقتتلوا فاصلحوا بینہما فان بغت احداہما علی الاخری فقاتلوا التی تبغی حتی تفیٔ
الی امر اللہ الآیۃ۔ انتہی اور جمہور کے قول پر جن مشرکون کا عہد میعادی بسبب اُن کی وفاداری کے پورا کرنے کا حکم ہے ان کے حق مین جیسے چار ماہ
کی مدت تھی ویسے ہی بعد چار ماہ مذکورہ گذرنے کے قبل اُن کی مدت تمام ہونے کے اُن پر یہ حکم بھی نہین کہ فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموہم
یعنی قتل کرو مشرکین کو جہان کہین جب پاؤ۔ وَخُذُوهُمْ۔ اور اُن کو گرفتار کرو یعنی قیدی و اسیر بناؤ۔ اخیذ بروزن فعیل بمعنی ماخوذ
یعنی پکڑا ہوا۔ وَاحْصُرُوهُمْ بعض نے کہا یعنی حرم مین اُن کے آنے کو روکو اور حائل ہو جاؤ اور صحیح معنی یہ کہ اُن کو حصار مین محبوس
کر کے اور قلعون کا محاصرہ کرو یہان تک کہ ناچار قتل ہونے پر راضی ہون یا اسلام لاوین کہ فساد شرک و بد اعمالی مٹ جاوے۔ وَاقْعُدُوا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ
اور مرصد وہ مقام جہان دشمن کے انتظار مین بیٹھا جاوے یعنی گھات کی جگہ و کمین گاہ۔ اور نصب اسکو بنا بر اینکہ ظرف ہی اور بعض نے کہا کہ علی کل مرصد پس منصوب
بنزع الخافض ہو و لیکن اول اصح ہی۔ یعنی اُن کے لئے ہر گھات کی جگہ بیٹھو یعنی اُن کے لئے تاک لگاؤ جدھر اور جس راہ جاوین اسی طرف اُن کا فساد
روکنے کے لئے اُن کو ادھر پکڑو ۔ فَاِنْ تَابُوْا پھر اگر وہ توبہ کرین یعنی جو سبب فتنہ کا تھا اس سے توبہ کرین یعنی شرک و کفر سے توبہ کرین۔
وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ اور اس کو اس طرح ظاہر و ثابت کرین کہ بدنی اعمال مین سے جو سب سے اعلی ہی یعنی نماز اُس کو قائم کرین یعنی
اوقات مین بعد جماعات کے ساتھ ادا کرین۔ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ اور مالی امور مین سے جو سب سے اعلی عمل ہی یعنی زکوۃ اُس کو ادا کرین۔
اور ان دونون پر اس جہت سے اکتفا کیا گیا کہ بدنی و مالی عبادات مین سے یہی دونون اشرف ہین اور باقی اُن کے تابع ہین پس مقصود آنکہ فرائض

وواجبات اسلام کو ادا کرین جنہین سے اعلی واشرف یہ دو ہین اور کیا آسان ہین فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ [illegible]
قتل کرو نہ قید کرو نہ اُنکا محاصرہ کرو لو بزوز اُنکو شرع کے موافق تصرف کرنے سے روکو - إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ [illegible]
اگلے زمانہ مین جو شرک و فساد و بندگان خدا کی ایذا رسانی جو بوجہ جہالت و کفر کے اُن سے صادر ہوئی اُسکو اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان [illegible]
آیت مین تنبیہ ہو کہ جو شخص نماز کو چھوڑتا یا زکوۃ نہ دیتا ہو اُس کی راہ نہ چھوڑی جاے گی - قال ابن کثیر رحمہ اللہ - ابن عمر سے مرفوع روایت [illegible]
نے فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا کہ مین لوگون سے قتال کرون یہانتک کہ گواہی دین کہ کوئی معبود نہین سواے اللہ تعالیٰ کے اور یہ کہ محمد اللہ تعالیٰ کے [illegible]
ہین ور نماز قائم کرین اور زکوۃ ادا کرین - الحدیث فی الصحیحین - ابن مسعود رض نے کہا کہ تم لوگون کو حکم دیا گیا ہو کہ نماز کو ٹھیک ادا کرو اور زکوۃ دو [illegible]
زکوۃ نہ دی اُس نے نماز بھی نہ پڑھی - بالجملہ ارکان اسلام وجود اسلام و شرک سے توبہ کیواسطے ضرور ہین لہذا حدیث صحیح مین نماز چھوڑنے والے پر کفر [illegible]
اطلاق آیا ہو اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے زکوۃ سے مانع لوگون پر جہاد کرنے مین اسی آیت کریمہ و اُسکے امثال پر اعتماد کیا اور احادیث [illegible]
روایت ابن عمر رض کے اسکی مؤید بہت ہین وقال عبدالرحمن بن زید بن اسلم رح اللہ تعالیٰ نے انکار فرمایا کہ بدون زکوۃ کے نماز کو قبول کرے اور کہا کہ حضرت
صدیق رضی اللہ عنہ کیا اچھے کامل فقیہ تھے - ربیع بن انس رح سے مرسل روایت ہو کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جس نے دنیا کو اس حال سے چھوڑا کہ خالص اللہ تعالیٰ
ہی کیواسطے توحید کرتا و اسی کی عبادت کرتا تھا پھر بھی اُس سے شرک نہین کرتا تھا تو اُس نے دنیا کو ایسے حال مین چھوڑا کہ اللہ تعالیٰ اُس سے راضی ہو
اور کہا کہ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا وہ دین ہو کہ جس کو اُس کے رسول لاے اور اپنے پروردگار کے حکمون کو پہونچا دیا لیکن یہ سب
یعنی ربیع نے اپنے شیخ کا قول بیان کیا - ۱۲
اس سے پہلے کہ لوگون کی گڑھی باتین اور نفسانی خواہشون کے مقتضی اختلاف آمیز مل جاوین اور اس کی تصدیق کتاب الہی عز وجل مین موجود ہو
کہ فرمایا - فان تابوا واقاموا الصلوۃ الآیۃ - کیونکہ اُن کی توبہ یون تھی کہ بتون سے یا جو چیزین بتون کے حکم مین ہین ان سے اپنی گردن چھوڑا کر فقط
اپنے پروردگار وحدہ لاشریک کی عبادت کرین اور نماز ٹھیک ادا کرین و زکوۃ خلوص سے دیدین پھر دوسری آیت مین فرمایا فان تابوا واقاموا الصلوۃ
وآتوا الزکوۃ فاخوانکم فی الدین - رواہ ابن جریر وابن مردویہ و محمد بن نصر المروزی - انس رض سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا ہو کہ
مین لوگون سے مقاتلہ کرون اسوقت تک کہ وے گواہی دین کہ لا الہ الا اللہ و محمد رسول اللہ - پس جب یہ گواہی دی کہ فقط اللہ تعالیٰ ہی پروردگار معبود ہو
کوئی اور ایسا نہین جسکے واسطے عبودیت کی کوئی بات لائق ہو اور گواہی دی کہ محمد اللہ تعالیٰ کے رسول ہین اور ہمارے قبلہ کا استقبال کیا اور ہمارا
ذبیحہ کھایا اور ہماری نماز پڑھی تو اُن کی جانین و اُن کے مال سب حرام ہوگئے مگر بحق شرع (یعنی مثلاً زکوۃ لی جاے گی اور اگر دھوکے سے کسی کو مارڈالا تو دیت
دینا پڑے گی یا عمداً مارا تو قصاص مین قتل کیا جاے گا) اُن کے واسطے وہی سب برتاؤ ہوگا جو مسلمانون کے لئے ہو اور اُن پر وہی سب لازم ہوگا
جو مسلمانون پر لازم ہو - رواہ البخاری واہل السنن الا ابن ماجہ - واضح ہو کہ آیت السیف یہی کہلاتی ہو اس کے بعد تمام وہ احکام مرتفع ہوگئے جو
مشرکون کے بد افعال سے چشم پوشی و صبر وغیرہ کے تھے اور حکم دیدیا گیا کہ اگر حقوق الٰہی توحید و عبادت سے لیکر بندون بلکہ مردہ لوگون تک [illegible]
ومکارم اخلاق و آدمیت سے برتاؤ نہ کرین تو مار کر اُن کو راہ راست پر رکھو اور اُن کا فتنہ و فساد بندگان خدا سے دور کرو - پھر مفسرین [illegible]
اختلاف کیا کہ اس آیت مین سے بھی کچھ منسوخ ہو یا نہین - ضحاک و سدی و عطار نے کہا کہ منسوخ ہو بقولہ تعالیٰ فاما منا بعد و اما فداء یعنی [illegible]
پر احسان کرکے چھوڑ دیا فدیہ لیلو - مجاہد و قتادہ رح نے کہا کہ نہین بلکہ وہی اس سے منسوخ ہو پس احسان و فدیہ کچھ نہین جائز ہو بلکہ اسلام [illegible] یا قتل کیا
جاوے - اور ابن زید رح نے کہا کہ نہین بلکہ دونون محکم ہین کوئی منسوخ نہین ہو اور قرطبی رح نے کہا کہ یہی قول صحیح ہو کیونکہ احسان [illegible]
فدیہ لینا یا قتل کر دینا اول ہی لڑائی بدر سے برابر بحکم رسول اللہ صلعم جاری تھا - امام رازی رح نے کہا کہ دونون آیتین باہم متوافق ہین

Marfat.com

اس امر پر دلالت کرتی ہین کہ پہلے سخت گرفت کے بعد پھر فدیہ لینا اختیار ہے واللہ اعلم۔

وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ ع ۱

اور اگر کوئی مشرک تجھ سے پناہ مانگے تو اُسکو پناہ دے جبتک وہ سن لے کلام اللہ کا پھر پہونچادے اُسکو جہان وہ نڈر ہو یہ اسواسطے کہ وہ لوگ علم نہین رکھتے

ان حرف شرط جو فعل ہی پر داخل ہوتا ہو لہذا ضرور فعل محذوف ہو اور وہی احدٌ مین عامل رفع ہو اور مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ متعلق احد یعنی مشرکین مین سے کوئی آدمی۔ اور فعل محذوف کی تفسیر کرتا ہو۔ قولہ اِسْتَجَارَكَ یعنی وان استجارک احد من المشرکین اور استجارہ طلب الجوار۔ و مراد پناہ چاہنا۔ اور مشرکین سے وہی مراد ہین جنسے بعد انقضاء چار ماہ کے تعرض کا حکم دیا ہو۔ والمعنی اور اگر مدت امن گذرنے کے بعد امان مانگے تجھ سے کوئی شخص ان مشرکون مین سے جن سے بعد چار ماہ کے تعرض کا حکم دیا گیا ہو۔ فَاَجِرْهُ تو اُسکو امان دیدے حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ۔ تاکہ وہ کلام الٰہی کو سنے اور سمجھکر معلوم کرے کہ وہ ایمان کیا ہو جسکی طرف تم ان کو دعوت کرتے ہو اور اُس کی خوبیان وبھلائیان اسکو معلوم ہون۔ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ۔ امن جائے امن یعنی پھر اسکو اس کے دیار مین جہان سے آیا ہو پہونچادے اور اگر وہ بالفعل اسلام نہ لائے۔ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ۔ یہ حکم امن دینے کا اسوجہ سے ہو کہ مشرکین ایسی قوم ہو کہ وہ جانتے نہین ہین کہ ایمان کیا چیز ہو اور عدل و اخلاق جمیلہ سے کیونکر ہوا ہے پس ضرور اُن کو اسطرح امان دیکر سنانا چاہیئے تاکہ اس کی خوبیون پر واقف ہون اور حجت الٰہی ان پر پوری ہوجائے۔ قال ابن کثیر و من ہذا کان صلعم یعطی الامان لما جارہ یوم الحدیبیہ جماعۃ الی آخرہ۔ مراد شیخ کی یہ ہو کہ یہی حکمت آنحضرت صلعم پہلے سے برتتے تھے پس جو کوئی ہدایت دریافت کرنے آتا یا ایلچی بنکر آتا اس کو امان دیتے چنانچہ حدیبیہ کے روز قریش کی ایک جماعت آئی جنہین سے عروہ بن مسعود اور سہیل بن عمرو وغیرہ تھے کہ صلح کی بابت طرفین سے گفتگو کرتے اور انھون نے یہان دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکریم و محبت مین صحابہ رضی اللہ عنہم ایسا مبالغہ کرتے ہین کہ کسی بادشاہ کے یہان نہین دیکھا گیا۔ اور اگر آپ دہن مبارک پھینکتے ہین تو وہ لوگ اپنے دامنون مین لیتے ہین پس حیران و مبہوت ہوگئے اور واپس ہوکر قوم کو اس سے آگاہ کیا اور یہی اُن مین سے اکثرون کی ہدایت پر آجانے کا باعث ہوا۔ الحاصل جو کوئی دار الحرب سے دار الاسلام مین پیغام پہونچانے یا تجارت یا صلح چاہنے یا جزیہ لیکر آنے وغیرہ کامون کے لئے آنا چاہے اور امام المسلمین یا اسکے نائب سے امان مانگے تو اُس کو امان دیکر آنے دے یہان تک کہ وہ اپنے وطن کو لوٹ جائے ولیکن علماء نے کہا ہو کہ اسکو یہ اجازت نہ دیجائے گی کہ یہین رہا کرے الا آنکہ ذمی ہوکر رہے پھر کبھی دار الحرب مین نہ جانے پاویگا الا بطریق تجارت وغیرہ ورنہ یہان نہ رہنے پاویگا۔ ہان چار مہینہ تک رہ سکتا ہو اور اس سے زیادہ ایک سال سے کم تک مین علماء کے دو قول ہین۔ پھر ظاہر یہ ہو کہ اگر سوائے دین کے حقیقت سے واقف ہونے کے اور کسی غرض تجارت وغیرہ کے لئے امان چاہے

توامام کو اختیار ہے چاہے آنے دے یا نہین۔ واللہ اعلم

كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖۤ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ

کیونکر ہووے مشرکون کو عہد اللہ پاس اور اُس کے رسول پاس مگر جن سے تم نے عہد کیا مسجد الحرام پاس

الْحَرَامِ ۚ فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ○ كَيْفَ وَاِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ

سو جبتک تم سے سیدھے رہین تم اُنسے سیدھے رہو اللہ کو خوش آتے ہین احتیاط والے کیونکر صلح رہے اگر وہ

لَا يَرْقُبُوْا فِيْكُمْ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ؕ يُرْضُوْنَكُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ وَتَاْبٰى قُلُوْبُهُمْ ۚ وَاَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ ۸

تم پر قابو پائیں تو نہ لحاظ کرین تمھاری قرابت و ذمہ داری کا ذرا تم کو راضی کردیتے ہین اپنے منہ کی بات سے اور اُنکے دل نہین مانتے اور بہت اُن مین بے حکم ہین

كَيْفَ استفہام تعجب لانے کو متضمن معنی انکار ہے اسے لایکون نہین ہوگا لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ مشرکون کے لئے عہد [illegible]
وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖ ۔ اللہ تعالی کے نزدیک اور اُس کے رسول کے نزدیک ۔ حالانکہ مشرکون کا یہ حال ہے کہ اللہ تعالی [illegible]
منکر و غدر کرنیوالے ہین یعنے جس نے عہد وفا نہ کیا اللہ تعالی اُس کے عہد وفا کرنے کا حکم نہ فرماے گا ۔ اور بعض نے کہا کہ معنی یہ ہین کہ ان [illegible]
کے پاس عہد ہونا تعجب ہے ۔ نہین ہو گا کیونکہ تمھارے حق مین وہ غدر دل مین رکھتے ہین پس تم اُن کی طرف سے عہد کا خیال [illegible]
عَاهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۔ بعض نے کہا استثنا متصل ہے لیے لا یکون للمشرکین عہد الا الذین عاہدتم الخ پس مشرکین [illegible]
عموم پر ہو گا اور بعض نے کہا کہ الا بمعنی لکن ہے پس مشرکین سے وہی مراد ہین جن سے براۃ کی گئی ہے اور معنی یہ کہ لیکن وہ مشرکین جن سے [illegible]
الحرام کے پاس معاہدہ کیا یعنی قریب مسجد الحرام کے حدیبیہ مین معاہدہ کیا اور وہ قریش ہین کہ حدیبیہ مین دس سال تک کا عہد اُن سے کیا گیا [illegible]
اور وہی سابق مین قولہ الا الذین عاہدتم من المشرکین الخ سے مستثنی ہوئے تھے ۔ یہی ابن عباسؓ و قتادہؒ سے روایت ہے انھین کے حق مین حکم دیا کہ
فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ ۔ پس جبتک عہد پر وہ لوگ ٹھیک قائم رہین اور نہ توڑین تب تک تم بھی اُن کیلئے قائم رہو [illegible]
اشارہ ہے کہ ادھر سے استقامت انھین کے نفع کیلئے ہے ۔ پھر قریش نے آخر مین یہ حرکت کی کہ بنو خزاعہ جو حضرت صلعم کے حلف مین تھے اُن سے
بنو بکر سے جھگڑا تھا پس قریش نے بنو بکر کی خزاعہ پر مدد کی اور کچھ لوگ اُن کے قتل کئے ۔ پس عہد توڑا اور آنحضرت صلعم نے بحکم الٰہی حملہ کرکے مکہ فتح
کر لیا اور عنقریب آویگا اور نظم کلام مین مشرکون کی طرف سے عہد ہونے پر تعجب لانے سے اور قولہ فما استقاموا سے یعنی جبتک وہ قائم رہین یہ طرف
اشارہ ہے کہ اُن کا عہد کچھ نہین ہے لیکن تم بنظر تقوی قائم رہو کہ وہی آخر توڑینگے ۔ سدیؒ و ابن اسحاق نے کہا کہ مراد مستثنی سے بنو ضمرہ ہین کہ قریش کیساتھ
آنحضرت صلعم نے اُن سے بھی معاہدہ کیا تھا اور قریش کے عہد توڑنے کے وقت انھون نے نہین توڑا پس وہ مراد ہین نہ قریش کیونکہ امر گذشتہ کی
نسبت کیونکر یہ فرمایا کہ فما استقاموا لکم فاستقیموا لہم ۔ کیونکہ آیت بعد فتح کے ہے ۔ اور بعض نے کہا کہ قریش کے ساتھ جنھون نے تفسیر کی ہے شاید وہ
اس بنا پر ہے کہ یہ آیات قبل فتح مکہ نازل ہوئی ہین اور جامع البیان مین بھی کہا کہ آیات مین تامل سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض کا نزول قبل فتح مکہ کے
ہے واللہ اعلم ۔ بالجملہ نزول اگر قبل فتح مکہ کے ہے اور قریش مراد ہین یا بعد فتح مکہ کے ہے اور بنو ضمرہ مراد ہین تو جنھون نے جبتک نقض عہد نہین کیا تب تک
اہل ایمان کو وفاء عہد کا حکم دیا کہ عہد پورا کرو ۔ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ یہ جملہ تعلیل ایفاء عہد ہے یعنی عہد پورا کرو کہ یہ تقوی ہے اور اللہ تعالی
اہل تقوی کو دوست رکھتا ہے ۔ مفسرؒ نے قریش ہی کے ساتھ تفسیر اختیار کی لہذا کہا کہ اس حکم الٰہی کے موافق آنحضرت صلعم اپنے عہد پر قائم رہے
یہان تک کہ قریش نے خزاعہ پر بنو بکر کی مدد کی اور عہد توڑا ۔ اور بنو بکر سے قریش محالفت یعنی باہمی قسم رکھتے تھے اور خزاعہ نے عبد المطلب سے بھی قسم
مضبوط کر لی تھی چنانچہ جب وہ لوگ آنحضرت صلعم کے پاس عبد المطلب کا نوشتہ لائے تو آپ نے اسکو برقرار رکھا اور فرمایا کہ جاہلیت مین جو قسم تھی اسکو اسلام
سے اور مضبوطی ہو گئی ولیکن اسلام مین کوئی حلف نہین ہے پھر بنو بکر و خزاعہ مین کچھ خون کے دعوے چلے آتے تھے پس بنو بکر نے قریش سے درخواست
کی کہ خزاعہ سے ہم بدلا چاہتے ہین تم ہماری مدد کرو پس قریش نے مدد کی اور خزاعہ کو قتل کیا ۔ آخر انھون نے آنحضرت صلعم کو نظم ایک عریضہ
لکھا اور قسم یاد دلائی اور جب حضرت صلعم کو معلوم ہوا تو آپ نے مدد فرمائی اور قریش نے ہرچند دوبارہ عہد و میثاق چاہا مگر منظور نہوا اور مکہ فتح ہو گیا
والحمد للہ رب العالمین ۔ پھر ظاہر یہ ہے کہ قولہ تعالی کیف یکون للمشرکین عہد ۔ مین مشرکین کا لفظ مشرکین عرب و مشرکین اہل کتاب یعنی یہود وغیرہ
وقیامت تک کے مشرکین عجم وغیرہ کو شامل ہے اور مستثنی کی طرف بھی کلام ہے چنانچہ عنقریب بیان آویگا انشاء اللہ تعالی ۔ بالجملہ یہان اہل ایمان کو استفہام
انکاری کیساتھ مشرکین کے عہد سے تعجب دلایا اگرچہ عہد والون کے ساتھ اپنی طرف سے بدون اُن کی بدعہدی کرنے کے عہد شکنی [illegible]

Marfat.com

بلکہ عہد و قسم کا خلاف تقوی ہے پھر ظاہر فرمایا کہ شرک والے بسبب عدم نور ایمان کے امانت سے خارج اور اپنی ہوا و ہوس کے بندے ہوتے ہین
اور اب جیسا موقع پاتے ہین ویسا کرنے لگتے ہین اور نفس اُنکا مقید نہین چنانچہ فرمایا۔ کَیۡفَ وَاِنۡ یَّظۡهَرُوۡا عَلَیۡكُمۡ لے کیف یکون
لہم عہد و الحال انہم ان یظہروا علیکم۔ لَا یَرۡقُبُوۡا فِیۡكُمۡ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ۔ لایراعوا فیکم قرابۃ ولا عہدا بل یؤذوکم ما استطاعوا یعنی
مشرکون کیلئے عہد کہان سے یا کیونکر ہوگا اُن کی تو یہ حالت ہے کہ اگر وے تم پر قابو پا جاوین تو نہ لحاظ کرین تمہاری قرابت کا اور نہ کسی عہد کا بلکہ
جہان تک اُن سے ہوسکے تم کو ایذا پہونچاوین۔ ظہور بتعدیہ علی بمعنی غلبہ و قابو پانا۔ یقال ظہر علیہ۔ اسپر غالب ہوا۔ الال بمعنی قرابت و عہد۔ کما فی
الصحاح و یہان مراد قرابت ہے بقرینہ قولہ ولا ذمۃ اے ضمان و عہد پس دونون لفظ کو ایک معنی پر لیکر تاکید قرار دینے سے تاسیس اولی ہے۔ کما اختارہ
المفسر رح کیونکہ ذمہ بمعنی عہد و ضمان متعین ہے اور اسی سے ان لوگون کو جو دار الاسلام مین جزیہ قبول کرکے کسی دین باطل پر رہتے ہین ان کو اہل الذمہ
کہتے ہین کیونکہ وہ مسلمانون کی ضمانت مین داخل و اُن کے معاہد ہین چنانچہ اہل اسلام پر اُن کے جان و مال کی حفاظت موافق شرع کے لازم ہے۔ الحاصل
مشرکین نے اپنے نفس کی پیروی کی یہ کیفیت ہے کہ کیسا ہی اُنھون نے اللہ تعالیٰ کے حلف و قسم سے عہد باندھا ہو لیکن اگر تم پر قابو پا جاوین تو نفس
کی عداوت سے اپنی قسم وغیرہ کا یا قرابت کی رعایت کا جو مکارم اخلاق مین سے ہے کچھ لحاظ نہ کرین گے بلکہ جہان تک ممکن ہوگا بدی پہونچاوین گے
چنانچہ یہود نے بارہا آنحضرت صلعم سے عہد و پیمان کیے کہ ہم تمہارے خیر خواہ ہون گے اور تمہارے دشمنون کی اعانت وغیرہ کچھ نہ کرین گے پھر جب
موقع پایا تو عہد و قسم کا کچھ لحاظ نہ کیا اور قریش کے ساتھ سازش کرلی اور دل سے یہی چاہا کہ مسلمانون کو ضرر پہونچے بلکہ مٹ جاوین پس اُن کے پاس
امانت و صدق و دیانت کا نام نہین ہے منہ سے کچھ اور دل مین کچھ اپنے نفس کے بندے اور مصداق اس حدیث شریف کے ہین کہ آدمیون مین سے
بدتر وہ ہے جو دو منہ والا ہو اس سے ایک منہ سے ملتا اور اُس سے دوسرے منہ سے ملتا ہے۔ اگرچہ اصلی بیباکی مین مشرک سب یکسان ہین کہ اپنے نفس
کے بندے ہوتے ہین مگر قریش جیسے امانت مین فی الجملہ اچھے تھے ویسے ہی یہود اسمین سب سے بدتر تھے۔ وقد قال تعالیٰ۔ یُرۡضُوۡنَكُمۡ بِاَفۡوَاهِهِمۡ
وے لوگ تم کو اپنے منھ سے یعنی میٹھی باتون سے راضی کرتے ہین۔ وَتَاۡبٰى قُلُوۡبُهُمۡ اور اُن کے دل انکار کرتے ہین یعنی عہد پورا کرنے کی
اور جو زبانی تمہارے بھلائی کی باتین کہی ہین اُن کے پورا ہونے سے ان کے دل منکر ہین بلکہ قابو نہین پاتے تو ایسا کہتے ہین اور دل سے ویسے ہی
بدخواہ ہین۔ وَاَكۡثَرُهُمۡ فٰسِقُوۡنَ اور اُن مین سے بہتیرے فاسق ہین یعنی عہد توڑنے والے ہین۔ وقال البیضاوی رح قولہ تعالیٰ
یرضونکم بافواہہم۔ جملہ مستانفہ ہے اسمین ایسی حالت کا بیان ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے عہد پر ثابت نہین رہ سکتے۔ اور نہ قابو پانے کی صورت مین
اُن کی رعایت و مروت کر سکتے ہین اور یہ جملہ قولہ لا یرقبوا کے فاعل سے حال نہین ہوسکتا کیونکہ بعد غلبہ پانے کے وہ مومنون کو زبان سے
راضی نہین کرینگے اور نیز اسوجہ سے کہ مراد تو یہ ہے کہ مومنون کو فی الحال اسطرح راضی کرتے ہین کہ عہد وفا کرین گے اور ہر طرح شریک رہین گے
حتی کہ آخر مسلمان ہو جاوین گے اور دل مین کفر و عداوت پوشیدہ رکھتے ہین یہان تک کہ قابو پاوین تو زندہ نہ چھوڑین پس حالیہ جملہ کیونکر قرار
دیا جاسکتا ہے کیونکہ اس سے تو یہ نکلیگا کہ آیندہ بروقت ظفر کے راضی کرینگے اور یہ خلاف مقصود ہے اور قولہ تعالیٰ وتابیٰ قلوبہم یعنے جو زبان سے منہ دیکھی
باتین بکتے ہین ان کے دل مین ان باتون سے انکار ہے اسکے خلاف ہوتا ہے۔ اور قولہ واکثرہم فاسقون یعنی سرکش متمرد ہین اُنکا کوئی عقیدہ نہین یعنی
یقین نہین کہ وہ انکو روکے اور نہ مروت ہے کہ وہ انکو باز رکھے۔ اور اکثر کی تخصیص اسواسطے ہے کہ بعضے کافرون مشرکون مین ایسی خصلت ہوتی ہے کہ غدر و بیوفائی سے
بچتے ہیں اور جن باتون سے انکے حق مین بدگوئی و مذمت بیان کیجائے انسے باز رہتے ہین۔ قلت انھین بعض مشرکون مین سے اہل قریش تھے چنانچہ
آنحضرت صلعم نے قریش کے حق مین فرمایا کہ وہ لوگ اہل امانت و دیانت ہین اور عنقریب تو اُن کے کامون کے مقابلہ مین اپنے اعمال کو حقیر دیکھے گا لیکن

Marfat.com

یہ اُنکی ازلی جبلت کا بیان ہے ورنہ حالت شرک و کفر مین بسبب اندھے پن کے و بسبب پیروی نفس کے اُنکے عہد کا بھی ... 
کی۔ اور انھین اکثر مین سے سب سے اول یہود تھے کہ بڑے بیہودہ بکنے والے منافق بدعقیدہ بدباطن تھے۔ ...

اِشْتَرَوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِیْلًا فَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِهٖ ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ

بیچے اُنھون نے حکم اللہ کے تھوڑی قیمت پر پھر اٹکے اُن کی راہ سے وہ لوگ بُرے کام ہین جو کر رہے ہین

لَا یَرْقُبُوْنَ فِیْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّ لَا ذِمَّةً ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ

نہ لحاظ کرین کسی مسلمان کے حق مین دینداری کا نہ عہد کا اور وہی ہین زیادتی پر

اِشْتَرَوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِیْلًا۔ لے استبدلوا بالقرآن قلیلا من الدنیا۔ یعنی قرآن کے بدلے لیا۔ اُنھون نے قلیل دامون کو دنیا مین سے کیونکہ کل دنیا محض قلیل ہی چنانچہ حدیث مین ہو کہ دنیا کی قدر اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک مچھر کے پر برابر ہوتی تو کسی کافر کو گھونٹ پانی نہ ملتا بس باوجود اس حقارت کے انکو کل دنیا حاصل نہوئی بلکہ اسمین سے بھی بہت قلیل ملی تو اسی کے پیچھے اُنھون نے آیات الٰہی کو نہ مانا اور اشترا خرید لینا جیسے یہان بمعنی استبدال بدل لینا مجازاً ہی تو باستبدال بھی باین معنی کہ قرآن چھوڑ کر دنیا اختیار کی۔ حاصل آنکہ خواہش نفس کیلئے اتباع حق و آیات قرآن کو چھوڑ کر دنیا کو اختیار کیا اور یہود اسمین بھی سب مشرکون سے بڑھے ہوئے تھے۔ فَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِهٖ۔ پس اُنھون نے دین الٰہی سے روکا۔ یا خود منہ موڑ گئے۔ مروی ہو کہ ابوسفیان عرب کی دعوت کر کے چند لقمہ طعام پر آنحضرت صلعم کے مقابلہ مین لڑنے لایا اور مروی ہے کہ اہل طائف نے مشرکین مکہ کو مال سے مدد دی تھی کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے رسول سے لڑین۔ اور یہود کے عالم تو جان بوجھکر اپنے نذرانہ و ہدیئے و دعوتین جاتے رہنے کے خوف سے آپ اسلام نہ لاتے اور لوگون کو آنحضرت صلعم کے شمائل پاک و صفت و نعت سے بہکاتے مثلاً کہتے کہ آخر الزمان پیغمبر تو سانولا گھونگر والے بال والا ایسا ایسا ہوگا پس عوام یہود ہی سچ مان لیتے اور حضرت صلعم و قرآن پر ایمان نہ لاتے تھے۔ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ۔ اُن کا یہ عمل بہت بُرا عمل تھا کہ شرک کرتے و عہد توڑتے و آیات الٰہی کو چھوڑ کر اتباع نفس و متاع قلیل دنیا لیتے و لوگون کو راہ حق سے بہکاتے تھے لَا یَرْقُبُوْنَ فِیْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّ لَا ذِمَّةً۔ اُس کی تفسیر اوپر گذر چکی اور معنی یہ کہ کسی مومن کے حق مین قرابت و عہد کا لحاظ نہین رکھتے ہین۔ نحاس نے کہا کہ یہ تکرار کلام نہین ہی بلکہ اول جو گذرا وہ تو تمام مشرکون کی حالت کا بیان تھا اور یہ مخصوص یہود کا حال ہی بدلیل قولہ تعالیٰ اشتروا بآیات اللہ ثمنا قلیلا یعنی منجملہ مشرکین کے یہود ایسے ہین۔ بعض نے کہا کہ اول مین تو مخصوص ایک گروہ مومنین کے حقوق لحاظ نہ رکھنے کا بیان ہی اور اسمین عموماً سب مومنین کا بیان ہی اور بعض نے کہا کہ اول تو قولہ وان یظہروا علیکم لا یرقبوا الخ جواب صورت غلبہ ہی اور یہان اُنکے قبیح اعمال کا شمار ہی۔ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ۔ اور یہی لوگ جن کے اوصاف ذمیمہ بیان ہوئے یہی حد سے تجاوز کرنیوالے ہین یعنی عہد شکنی ہین۔ یا یہ معنی کہ سرکشی و شرارت و بدکاری مین حد سے گذر جانیوالے ہین ف۔ فی العرائس قولہ لا یرقبون فی مومن الا ولا ذمۃ الخ بیان ہی کہ مخالف و جہنمی لوگ ایسے ہوتے ہین کہ اہل جنت کی رعایت نہین کرتے اور اہل معرفت کا احترام نہین کرتے کیونکہ اُنکو معرفت سے نصیب نہین ہی اور اہل معرفت پر جو کرامات کے انوار ہین اُن کو نظر نہین آتے ہین۔ محمد بن الفضل رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مومن کی حرمت کرنا اور اسکی تکریم کرنا بڑی طاعت ہی اسی آیت کی دلیل سے۔ قال المترجم اہل فقہ نے بھی کتاب الکراہیۃ مین اسکے مسائل ذکر کیے اور شیخ کا استنباط اچھا ہی بالجملہ چھوٹون کو بڑون کی تعظیم واجب ہی اور مسلمان کا دل خوش کرنا ثواب ہی و فی الحدیث ان تلقی اخاک بوجہ طلیق۔ نیکی یہ ہے کہ مومن سے خندہ پیشانی سے ملے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حالت کفر و شرک کے انکے اطوار ذمیمہ بیان کر کے لطافت کیساتھ ایمان و ہدایت و اخلاق کریمہ کیطرف اشارہ ...

Marfat.com

تابُوا وَاَقامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ ؕ وَنُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ○

کریں اور کھڑی رکھیں نماز اور دیتے رہیں زکات تو تمہارے بھائی ہیں حکم شرع میں اور ہم کھولتے ہیں پتے ایک جاننے والے لوگوں کو

اگر وہ لوگ توبہ کریں یعنی نقض عہد و اتباع نفس و اختیار دنیا و ترک دین وغیرہ سے۔ قتادہ رح نے کہا یعنی لات وعزی وغیرہ کو چھوڑیں اور لا اله الا اللہ و محمد الرسول اللہ کی شہادت دیں وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ اور ٹھیک طور پر نماز قائم کریں جو فرض و واجب ہیں وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ زکوۃ اموال ادا کریں جن پر واجب آوے چنانچہ اُن کے توانگروں سے لیکر انھیں کے فقیروں پر تقسیم کردیجائیگی اور آنحضرت صلعم اور آپ کے اہل قرابت ہاشم پر مال زکوۃ حرام تھا۔ یہاں بھی اللہ تعالیٰ نے صلوۃ و زکوۃ کو جو اشرف ہے ذکر فرمایا اور مراد یہ کہ تمام شرائع اسلام کا التزام کریں جنمیں سے اشرف صلوۃ و زکوۃ ہے اور ایک بدون دوسرے کے مقبول نہیں جیسا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مصرح گزرا اور اسی واسطے حضرت خیر الامۃ صدیق رضی اللہ عنہ نے مانعین زکوۃ کے اوپر جہاد کرنے میں صحابہ رضی اللہ عنہ سے کہا تھا کہ واللہ میں ان دو چیزوں کو جدا نہ ہونے دونگا جن کو اللہ تعالیٰ نے یکجا جمع فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ نے جملہ اقسام مشرکین کے حق میں حکم دیا کہ اگر توبہ کرلیں اور نماز قائم و زکوۃ ادا کریں۔ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ۔ تو دین میں تمہارے بھائی ہیں یعنی اسلام میں جو تمہارے واسطے ہے وہی اُن کے واسطے اور جو تمہارے اوپر ہے وہ ان پر بھی ہوگا۔ اور رہا ایمان تو اسکا علم اللہ تعالیٰ کو ہے اگرچہ جن لوگوں کے ایمان کامل ہیں وہ آپس میں ایک دوسرے کیلئے آئینہ ہیں اور اُن کے مراتب اتحاد کے بہت بڑھے ہوئے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس آیت نے نمازیوں سے قتال حرام کیا یعنی جو لوگ فرائض و ارکان اسلام کے پابند ہیں ان سے قتال حرام ہے وَنُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ۔ اور مفصل بیان فرماتے ہیں ہم آیات کو ایسی قوم کیلئے جو جانتے ہیں یعنی علم و فہم رکھتے ہیں آیات سے مراد اوپر کی آیات متعلقہ باحوال مشرکین ہیں کہ ہر ایک میں قلبی بیماری بعد شرک کے وجوہ مختلفہ سے مختلف اقسام کی ہوگئی ہے چونکہ ان بیماریوں کو اہل علم الٰہی جانتے ہیں جو منور بنور ایمان ہیں لہذا انھیں کو خاص کیا اور یہ جملہ معترضہ ہے۔ حاصل یہ کہ مشرکین کے حالات ان فرمانے کے بعد حکم میں تفصیل فرمائی کہ فان تابوا الخ۔ یعنی اگر توبہ کریں اور اصل مرض شرک کفر سے توبہ کریں تو اُن کا یہ حکم ہے کہ دین میں تمہارے بھائی ہوگئے پس جو تمہارا برتاؤ ہے وہی انکا ہوگا اور اگر توبہ نہ کریں تو فرمایا۔

وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ

اور اگر توڑیں اپنی قسمیں عہد کئے پیچھے اور عیب دیویں تمہارے دین میں تو لڑو کفر کے سرداروں سے

اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ ○

اُن کی قسمیں کچھ نہیں شاید وہ باز آدیں

وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ۔ ایمان بفتح اول جمع یمین بمعنی قسم وسوگند۔ نکث در اصل ڈورے کے بٹن کھول دینا پھر ادھیڑنے کے معنی میں استعمال ہوا اور عہد توڑنے میں مستعار بولا گیا اور مراد ایمان سے یہ نہیں کہ فقط قسم ہو تا کہ ہر قسم توڑنیوالے سے قتال لازم آوے بلکہ خاص عہود مراد ہیں یعنی اگر انھوں نے شرک سے توبہ نہ کی بلکہ تم سے قسم کے ساتھ عہد و پیمان کیا تو جب تک وفا کرتے ہیں تم بھی قائم رہو جیسا کہ اوپر گذرا اور اگر ان عہد کو توڑیں۔ مِنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ بعد از انکہ تم سے اُنھوں نے عہد باندھا اور قسم سے مؤکد کیا ہے وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ اور تمہارے دین میں طعن کریں یعنی صریح اس کو جھٹلادیں اور لوگوں سے جھوٹا ہونا کھلم کھلا بیان کریں اور اس دین کی باتیں جو عین عدل و انصاف و صریح اخلاق جمیلہ و پسندیدہ ہیں عداوت کی آنکھ سے دیکھکر قبیح کہیں۔ فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ

توقتال کرو ائمہ کفر۔ اے فقاتلو ہم یس ان لوگون سے قتال کرو۔ واضح ہو کہ نکث عہد بھی ان سے قتال کرنے کے لیے ... جو اسپر عطف کرکے قتال کا حکم دیا تو مومنون کو آمادگی دلادی کہ عہد توڑنا ایسے ہی فسادی آدمیون کا کام ہے جو اپنے اخلاق کے ... کیونکہ اپنے پروردگار سے ڈرتے نہین اور آخرت سے بیخوف ہین جو اُن کا جی چاہتا ہے وہ کرتے ہین تو ایسے لوگون سے دنیا مین لوگون کو ... وایذا پہونچے گی کوئی کام اور کوئی قاعدہ ٹھیک نہ ہوگا لہذا ان کو درمیان سے دور کرکے امن و عدل قائم کرو۔ پھر بجائے فاتلوہم ضمیر کے فاتلوا ائمۃ الکفر۔ سے اُن کا حال قبیح ظاہر کردیا کہ ایسے لوگ کفر ہی پر نہین بلکہ کفر کے سرغنہ ہین اور وہ اس فعل سے کفر مین سردار بنے اور قتل کئے جانے کے مستحق ہوئے کیونکہ باقی رہین تو انھین کی دیکھا دیکھی اور لوگ اُن کے تابع ہونگے۔ بعض نے کہا کہ ائمۃ الکفر سے مشرکون کے ... اور سردار مراد ہین پس اُن کی تخصیص اسواسطے ہے کہ بڑے ہونے کی وجہ سے اُن کے قتل مین زیادہ اہتمام کردیا اس لئے کہ اسلام کے اخلاق مین ... یہ بات ہے کہ جب کسی قوم کا سردار آوے تو اُس کو اُسکی لیاقت کے موافق ملحوظ رکھین اور حکم ہے کہ لوگون کو اپنے اپنے درجہ پر رکھین لیکن یہان ... کردیا کہ ایسے سردار شرک کے بڑے مفسد ہین اُن کی کچھ رعایت مت کرو۔ اِنَّهُمْ لَا أَيْمَانَ لَهُمْ ایمان بفتح اول اکثر کی قرأت ہے اور ابن عامر نے ایمان بکسر اول پڑھا۔ قال الزمخشری رح جملہ تعلیل ماقبل ہے یعنی قتال اسواسطے کرو کہ یہ لوگ ایسے ہین کہ ان کے واسطے عہد کا وجود نہین یعنی خواہش نفسانی کے پابند ہین پس قسم وغیرہ کسی چیز سے اُن کا نفس مقید نہین تو اُن کے پاس عہد کہان سے آیا۔ اور قسم کہان سے ہوگی علما حنفیہ رح نے اسی سے استشہاد کیا کہ کافر کی قسم کچھ قسم نہین ہے۔ وقال البیضاوی رح یہ ضعیف ہے کیونکہ معنی یہ ہین لا ایمان لہم علی الحقیقۃ اُنکے واسطے درحقیقت قسم نہین ہے اور مراد اس سے یہ کہ اسپر وثوق نہین ہے اور یہ معنی نہین کہ قسم بھی نہین ہے کیونکہ قولہ تعالیٰ وان نکثوا ایمانہم۔ دلیل ہے کہ قسم کا انعقاد تھا اُس کو توڑدیا۔ مترجم کہتا ہے کہ کافر کی قسم مشروع ہونے مین یہ خلاف ہے اور قولہ نکثوا ایمانہم سے استدلال ضعیف ہے اسلئے کہ مراد عہد ہے ورنہ قسم کے ساتھ نکث مستعمل نہین بلکہ حنث وغیرہ ہے اور قسم شرعی نہونا کافر کی قسم کا ظاہر ہے حالانکہ حقیقتاً قسم نہوے پر اتفاق ہے علاوہ برین عدم وثوق سے قسم بے فایدہ ہے پس مشروع ہونا بیکار ہے لہذا فرمایا کہ انہم لا ایمان لہم۔ اُن کی طرف سے ایمان کا وجود ہی نہین پس ان سے قتال کرو۔ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُونَ تاکہ وے باز رہین اس حال سے جس پر ثابت ہین یعنی قتال سے تمھاری غرض یہ ہو کہ ان اخلاق ذمیمہ سے اُن کو پھیردو کہ جن سے وہ خود خراب اور دوسرون کو خراب کرتے وفساد پھیلاتے ہین اور یہ مقصود اصلی نہو کہ ان کو موذیون کے طور پر اپنی خوشی کے لئے ایذا پہونچادین۔ بعض نے ان دونون آیتون کے معنی یون بیان کئے کہ قولہ تعالیٰ فان تابوا واقاموا الخ یعنی اگر مشرک لوگ شرک سے توبہ کرین اور نماز قائم کرین وزکوۃ دین تو تمھارے بھائی ہین اُن کے ساتھ برتاؤ ایسا ہوگا جیسے بھائیون سے ہوتا ہے اور اگر انھون نے عہد توڑا یعنی اسلام کا عہد توڑا اور مرتد ہوگئے اور دین اسلام مین طعن کئے تو وہ کفر کے سردار ہین اُن کو قتل کرو کیونکہ شرک و کفر کے برا افعال انھین ایسے رچے ہوئے ہین کہ عمدہ اخلاق مین داخل ہوکر اُن سے واقف ہوکر پھر گئے بلکہ اُلٹے اُنھین عیب لگایا۔ انہم لا ایمان لہم۔ ان کے لئے اسلام و ایمان کا ثبوت نہین قال البیضاوی رحمہ اللہ اس سے بعض نے حجت پکڑی کہ مرتد کی توبہ قبول نہین بلکہ قتل کیا جاوے اور یہ حجت ضعیف ہے اسواسطے کہ شاید یہی قوم کا حال ہو کہ علم آلہی مین ان کیلئے ایمان نہین یعنی کسی قوم خاص کی خبر ہو کہ وے ایمان نہ لاوینگے واقول یہ جواب کچھ نہین اسلئے کہ عموم مشرکین کے حق مین کلام ہے ہان دوسرا جواب جو دیا وہ البتہ قوی ہے کہ قولہ انہم لا ایمان لہم کے یہ معنی کہ اُن کے پاس ایمان نہین جس کی وجہ سے انکی رعایت کرکے قتال نہ کیا جاوے فعلی ہذا اگر توبہ کرکے ایمان کا اعادہ کرین تو مقتول نہ ہونگے اور یہ ظاہر ہے۔ واضح ہو کہ اکثر مفسرین نے آیت کو مشرکین کے عہد توڑنے کے بیان مین لیا ہے مرتدون کے ارتداد کے معنی نہین لئے۔ اور اسی سے استدلال کیا کہ جو مشرک دار الاسلام مین عہد ...

[illegible] ہو کر ہو جس کو ذمی کہتے ہین اگر وہ دین اسلام مین طعن کرے تو اُس نے عہد توڑا۔ **قال الحافظ ابن کثیر رحمہ اللہ**۔ یہان سے
لیا گیا کہ جو شخص کہ آنحضرت صلعم کی شان مین بدگوئی کرے کوئی طعن یا عیب لگائے وہ قتل کیا جائے جیسے دین اسلام مین ایسا کرنے سے
قتل کیا جائے۔ مترجم کہتا ہو کہ حضرت سید المرسلین صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین کی شان مین طعن سے قتل کیا جانا میرے
نزدیک بھی مختار ہو اگرچہ فقہائے حنفیہ نے اُس کے خلاف اختیار کیا ہو۔ پھر جاننا چاہیے کہ قولہ ائمۃ الکفر۔ کی تفسیر مین اختلاف ہو۔ قتادہ رح وغیرہ نے
کہا کہ جیسے ابوجہل و عتبہ و شیبہ و امیہ بن خلف وغیرہ چند مشرکین کے نام بیان کیے جو مشرکون کے سردار تھے۔ ولیکن مترجم کہتا ہو کہ قتادہ رح کی
مراد نہین کہ جن ائمۃ الکفر سے قتال کا حکم ہو وہ یہ لوگ مراد ہین اسلیے کہ یہ لوگ تو بدر و احد ہی مین فی النار ہو چکے تھے۔ اور آیت کریمہ ظاہر انوین
سال ہجرت مین بعد فتح مکہ کے نازل ہوئی اور اگر اس سے پہلے بھی نازل ہوئی ہو جیسا کہ بعض آیات مین تامل سے ظاہر ہوتا ہے تو بھی بعینہ
یہ لوگ مقصود نہین بلکہ مثال دی کہ ائمۃ الکفر ایسے لوگ ہین اور سعد بن ابی وقاص رض ایک خارجی کی طرف گذرے اُس نے طعن سے کہا کہ یہ شخص بھی ائمۃ الکفر
مین سے ہے تو سعد رض نے فرمایا کہ بدبخت جھوٹے مین ایسا نہین ہون بلکہ مین نے ائمۃ الکفر سے قتال کیا ہو۔ رواہ ابن مردویہ۔ حذیفہ رض سے مروی ہو
کہ جو لوگ اس آیت مین مراد ہین ابھی تک اُن سے قتال نہین کیا گیا اور علی بن ابی طالب رض سے بھی اسی کے مثل مروی ہو۔ **قال المترجم** یعنی اللہ تعالیٰ
عزوجل نے مومنون کو آگاہ فرما دیا تھا کہ ایسے ایسے لوگ ہون گے پس جب ایسا کرین تو تم ان سے قتال کرنا ولیکن شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ سبب نزول ان
آیات کا مشرکین قریش ہین اور صحیح یہ ہو کہ آیت کریمہ عام ہو اور مشرکین قریش و دوسرون کو جو ان کے مانند ہون سب کو شامل ہو اور اسی پر دلالت
کرتا ہو جو عبدالرحمن بن جبیر بن نفیر سے مروی ہو کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے جب لشکر مومنین کو شام کی طرف متوجہ کیا تو اُن کو فرمایا کہ
عنقریب تم ایسی کافر قوم پاؤگے جن کے سرون پر چندیا مونڈی ہوئی اور آس پاس بال ہون گے یعنی بیچ مین شیطان کی کھڈی رکھائے
ہونگے پس شیطان کی کھڈی پر تلوارین مارو قسم ہو اللہ تعالیٰ عزوجل کی کہ اگر مین اُن مین سے ایک کو قتل کر ڈالون تو دوسرے کافرون
مین سے ستر کو قتل کرنے سے مجھے زیادہ پسند ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہو کہ فقاتلوا ائمۃ الکفر الآیۃ۔ اسکو ابن ابی حاتم نے روایت کیا یعنی یہ لوگ
کفار جن کی یہ پہچان بتلائی کہ سرون کے بال بیچ مین سے منڈائے ہوئے شیطان کی کھڈی بنائے ہون گے یہ لوگ دنیا مین بڑے مفسد ہین کہ
اللہ تعالیٰ کی جناب مین بڑی گستاخ باتین کہتے اور رسولون پر بہتان باندھتے ہین اور باوجود اس کے مالدار ملک دولت والے ہین پس کفر کی اُن سے
بہت ترقی اور بڑا فساد پھیلتا ہے پس اُن کو دفع کرنا بہت بہتر ہے۔ مجاہد رح سے روایت ہو کہ ائمۃ الکفر اہل فارس و روم تھے یعنی اُس زمانہ مین یہ لوگ
مجوسی و نصرانی تھے اور حسن رح سے روایت ہو کہ یہ لوگ اہل دیلم ہین۔ صحیح وہی ہے کہ آیت عام ہو کسی زمانہ و کسی قوم کے ساتھ خاص نہین ہو چنانچہ
اس زمانے مین بھی جو قومین کفر و شرک پر ایسی صفت سے موجود ہین سب ائمۃ الکفر ہین اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے اہل حق کو ہدایت فرما کر قوت
دے کہ خود ایمان کامل پر ہو کر زمانہ مین دین حق و عدل پھیلا دین۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو فساد شرک
و کفر مٹانے پر آمادہ کیا۔ بقولہ تعالیٰ۔

**أَلَا تُقَاتِلُونَ قَوْمًا نَّكَثُوا أَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوا بِإِخْرَاجِ الرَّسُولِ وَهُم بَدَءُوكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ ط**

کیون نہ لڑو ایسے لوگون سے کہ توڑین اپنی قسمین اور فکر مین رہین کہ رسول کو نکال دین اور انھون نے پہلے چھیڑ کی تم سے

**أَتَخْشَوْنَهُمْ فَاللَّهُ أَحَقُّ أَن تَخْشَوْهُ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ○ قَاتِلُوهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللَّهُ**

کیا اون سے ڈرتے ہو سو اللہ کا ڈر چاہیے تم کو زیادہ اگر ایمان رکھتے ہو لڑو اُن سے تا عذاب کرے اللہ اُن کو

Marfat.com

بِاَيْدِيْكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ۙ

تمھارے ہاتھون اور رسوا کرے اور تم کو اُن پر غالب کرے اور ٹھنڈے کرے دل لیتنے مسلمانون کے

وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ ۭ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰي مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ

اون کے دل کی جلن اور اللہ توبہ دیگا جس کو چاہے گا اور اللہ سب جانتا ہے حکمت والا

اَلَا تُقَاتِلُوْنَ - ہمزہ انکاری داخل ہوا نفی فعل پر پس نفی کی نفی سے اثبات ہوا اور فائدہ اُسکا مبالغہ وجود فعل مین ہی کیونکہ کرنے کا حکم دینا اس فعل کے وجود کو مقتضی ہی اور اس طرح حکم دینا کہ اس فعل کا عدم نہ ہووے زیادہ مبالغہ ہی لہذا مفسرین نے کہا کہ تخصیص ہی یعنی خوب برانگیختہ و آمادہ کیا یعنی کیون نہین مقاتلہ کرتے ہو اے مومنو - قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ ایسی قوم سے حال یہ ہی کہ اُنھون نے اپنی قسمون کو یعنی معاہدے کو توڑ دیا جو قسم کے ساتھ تھا اور اسمین یہ بھی تھا کہ تم پر ہم کبھی معاونت بھی نکرینگے جنھون نے اپنی قسمین توڑ دین اس طرح کہ خزاعہ جو آنحضرت صلعم کے حلیف تھے ان پر جو بنو بکر نے شبخون کے ساتھ چھاپا مارا تو قریش نے اپنے حلیفون بنی بکر کی معاونت کی اور حرم تک ان بیچارون کو فریب سے مارا اور یہ خبر رسول اللہ صلعم کو پہونچی اور خزاعہ نے نظم عربیہ میں آنحضرت صلعم کو اپنی مصیبت سے آگاہ کیا اور عبدالمطلب حضرت صلعم کے دادا کے ساتھ حلف قرار پانا یاد دلایا پس آیت کریمہ مین قوم سے یہی قریش مراد ہین جنھون نے باوجود قسم و عہد و پیمان کے اسطرح عہد توڑا اور انھین سے قتال کرنے پر مبالغہ مومنون کو آمادہ کیا اور کتب سیر مین یہ قصہ مفصل مذکور ہی اور قریش کا عہد جب اُن کی بدعہدی سے ٹوٹا تو حضرت صلعم نے اپنے حلفاء خزاعہ کے ظلم کا بدلہ لینے کو مکہ پر چڑھائی کی اور یہ آٹھوان سال ہجرت تھا اور آخر مکہ فتح ہو گیا اور بہت سے قریش مسلمان ہو گئے اور بہت سے بھاگ گئے آخر وہ بھی اکثر مسلمان ہو گئے اور تھوڑے لوگ لڑائی مین مارے گئے - الحاصل مومنون کو حکم دیا کہ ضرور تم ایسی قوم سے لڑو جن کا یہ حال ہی کہ اُنھون نے عہد توڑ دیا اور اپنی قسمون کا کچھ لحاظ نہ کیا - وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ اور اللہ تعالی کے رسول کو نکال دینے کا قصد کیا یعنی جبکہ دارالندوہ مین شیخ نجدی شیطان کیساتھ بیٹھکر آنحضرت صلعم کے بارے مین مشورہ کیا تھا جیسا کہ قولہ واذ یمکر بک الذین کفروا الآیۃ کی تفسیر مین مذکور ہوا اور ان لوگون نے نکال دینے و قید کرنے و مار ڈالنے ہر ایک کا مشورہ کیا تھا لیکن یہان اخراج ہی پر اقتصار کیا اسوجہ سے کہ ظاہر مین یہی واقع ہوا اگرچہ آنحضرت صلعم اپنے اختیار سے بحکم الٰہی وہان سے نکل کر ہجرت کر کے مدینہ چلے آئے - بعض مفسرین نے کہا کہ یہ یہود کے حق مین ہی کہ اُنھون نے رسول اللہ صلعم کے عہد کو توڑا اور یہ قصد کیا تھا کہ سب ملکر آپ کو مدینہ سے نکال دین بلکہ فریب سے مار ڈالنے کا بھی قصد کیا تھا و آقول فعلی ہذا آیت کریمہ کے بعد فتح مکہ نازل ہونے مین چندان اشکال نہین اور بنا بر قول اول کے کہنا چاہیئے کہ قولہ براءۃ من اللہ و رسولہ الآیات جو بعد فتح مکہ نازل ہوئی ہین اُن سے یہ آیت پہلے بلکہ فتح مکہ سے پہلے نازل ہوئی ہی کیونکہ اسمین ایسی قوم سے قتال کا حکم ہے جنھون نے عہد توڑا اور اخراج الرسول کا قصد کیا تھا - دارالندوہ ایک مکان تھا جسکو قریش کے جد اعلیٰ قصی نے مشورت کیواسطے بنایا تھا اور جب اللہ تعالیٰ عز و جل نے کفر توڑا اور وہ مقام داخل مسجد ہوا تو اب مصلائے حنفی ہی پس معبد دین شرک باطل ہو کے معبد دین حنیف ہو گیا والحمد اللہ علی ذلک پھر اس قوم کا حال فرمایا - وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ اور حال یہ کہ اُنھین نے ابتدا کی تمھارے ساتھ اول بار اسطرح کہ تمھارے ساتھ دشمنی و مقاتلہ کیا کیونکہ آنحضرت صلعم نے اُن کو دین حق و اخلاق جمیلہ و عدل کی دعوت کی اور قرآن مجید سے اُنکو تسکین کے آیات دین اور اُن کا خیال باطل توڑنے کو قرآن کے مانند لانے کی تحدی کی مگر جب اُن سے یہ نہو سکا تو دشمنی کرنے والے

[illegible] کی طرف [illegible] مومنون کو آمادہ کیا کہ تم کو اُن کے فساد دور کرنے و دنیا مین عدل قائم کرنے کے لیے اُن سے لڑکر [illegible] کرنے کی [illegible] ہے ۔ اَتَخۡشَوۡنَهُمۡ ۔ کیا تم یہ ڈرتے ہو کہ اگر اُن سے لڑوگے تو تم کو اُن کی طرف سے بُرائی ہو پہنچیگی [illegible] اللہ تعالی عزوجل کے قبضۂ قدرت مین تمام مخلوقات ہین بدون اُس کی تاثیر کے ایک ذرہ نہین جنبش کرتا ۔ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنۡ تَخۡشَوۡهُ ۔ پس اللہ تعالی ہی سزاوار ہی کہ اُس سے ڈرو پس جب اُسنے حکم دیا تو بے کھٹکے اُنکا شر و فساد و ظلم و عناد مٹانے کیلیے اُن پر [illegible] اور حکم بجالانے مین ذرا درنگ نہ کرو ۔ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ۔ اگر تم مومن ہو کیونکہ ایمان تو یہی اثر دیتا ہے کہ سوائے حق عزوجل کے [illegible] ۔ جملہ شرطیہ سے شک مقصود نہین بلکہ آمادگی دلائی کہ تم تو مومن ہو اور ایمان یہی چاہتا ہے کہ سوائے حق تعالی کے کسی سے نہ ڈرے پس فوراً حکم کی تعمیل کرو اور کافرون سے مت ڈرو ۔ اس کلام پاک سے جب اُن کے دلون مین اطمینان پیدا یا کہ موجب جہاد موجود ہی تو پھر حکم دیا کہ قَاتِلُوۡهُمۡ ایسی شریر قوم کافر سے قتال کرو اُس کا نتیجہ فرمایا کہ يُعَذِّبۡهُمُ اللّٰهُ بِاَيۡدِيۡكُمۡ اللہ تعالی اُن کو تمھارے ہاتھون عذاب دے اگرچہ اللہ تعالی جس طرح چاہے اُن کو عذاب دیوے اور ایکدم مین نیست کردے لیکن تمھاری بہتری کے لیے یہی چاہا کہ تمھارے ہاتھون اُن کو عذاب دے ۔ وَيُخۡزِهِمۡ اور اُن کو خوار کرے جیسے وہ تکبر و غرور کرتے و نیک چال چلن والون کو ستاتے و اپنے نفس کی خواہش پر چلنا چاہتے اور راہ راست مین عیب لگاتے ہین ۔ وَيَنۡصُرۡكُمۡ عَلَيۡهِمۡ اور تم کو ان پر غلبہ و فتح دے ۔ یہ مومنون کو وعدہ ہی کہ لڑینگے تو اُن پر فتح پاوینگے اور اُنکو قتل و خوار کرنے پر قادر ہونگے ۔ وَيَشۡفِ صُدُوۡرَ قَوۡمٍ مُّؤۡمِنِيۡنَ ۔ اور قوم مومنین کے سینونکو شفا دے یعنی بنو خزاعہ جن کو بنو بکر کے ساتھ مدد کر کے قریش نے مارا تھا اُن کے سینہ جو غم سے بھیچ رہے ہین دشمنون بدعہدون کو مار کر خوار و ذلیل دیکھکر راحت پاوین ۔ بعض نے کہا کہ یمن سبا کے بعضے خاندان والے مکہ مین آکر مسلمان ہوگئے تھے اُن کو قریش نے سخت اذیت و تکلیف دی تھی اُنھون نے رسول اللہ صلعم سے شکایت کی تو کہا گیا کہ خوشخبری سنو کہ عنقریب فرحت و راحت آیا چاہتی ہی ۔ وَيُذۡهِبۡ غَيۡظَ قُلُوۡبِهِمۡ اور مومنین کے دل کا غیظ دور کرے یعنی اُن کی طرف سے دُکھ درد اُٹھانے سے جو اُن کے دلون مین جوش غم سے غیظ بھرا ہی اُس کو اللہ تعالی اُن کے ہاتھون اُن کے دشمنون کو خوار کر کے دور کردے ۔ پوچھا گیا کہ شفاء الصدور عطا کرنا اور غیظ قلوب دور کرنا تو ایک ہی ہے جواب دیا گیا کہ نہین بلکہ سینہ کے بہ نسبت دل محل خاص ہی اور بعض نے یون جواب دیا کہ شفاء الصدور وعدۂ فتح ہی جس سے سینے خوشی مین پھولے جاتے ہین اور غیظ قلوب دور کرنا وقوع فتح سے ہی اور مترجم کہتا ہی کہ صدور مین مرض غم تھا اور قلوب اُن کے بسبب ایمان کے بالکل تندرست تھے لیکن ایمان کی ضد جو کفر و شرک ہے اُسکا غلبہ دیکھکر اُن کے قلوب مین غیظ تھا وہ دور کردینے کا وعدہ دیا ۔ قَالَ الۡبَيۡضَاوِيُّ یہ آیت کریمہ منجملہ معجزات کے ہی کہ وقوع سے پہلے خبر فرمائی اور اللہ تعالی نے ان سب باتون کو پورا کر دیا ۔ فالحمد للہ العلی العظیم ۔ آمین بعض اُمور محسوسات سے ہین وہ بھی پورے ہوئے اور بعض اُمور مخفی دلون کے اندر تھے وہ بھی پورے کئے اور مفصل قصہ سے ثابت ہی کہ ابوسفیان نے اہل مکہ کی طرف سے پھر جدید عہد نامہ کرنا چاہا وہ منظور نہین کیا گیا پھر مکہ پہنچکر بسبب امان چاہنے سردار مشرکین کے امان دی ولیکن ایک گروہ مشرکون کا لڑائی پر اڑگیا اور مارا گیا پھر آنحضرت صلعم نے خالد بن الولید سردار بعض لشکر کو قتل سے منع کر بھیجا لیکن ایلچی کے سننے مین فرق ہوا اُسنے ایسا لفظ کہا کہ جس سے قتل سے ہاتھ نہ اُٹھانا نکلتا تھا پس بنو خزاعہ وغیرہ کے دل خوب ٹھنڈے ہوگئے اور یہ تقدیر الٰہی عزوجل تھی کہ جو موافق ارشاد آیہ کریمہ کے پوری ہوئی پھر فرمایا ۔ وَيَتُوۡبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنۡ يَّشَآءُ ۔ یہان سے پھر اخبار شروع ہی کہ کافرون مین سے بعضے کفر سے توبہ کرینگے یعنی وہی جن کے حق مین مشیت الٰہی علم قدیم مین جاری ہو چکی ہی ۔ المعنی اور اللہ تعالی توبہ قبول فرماویگا جس کے حق مین چاہے یعنی

Marfat.com

ازلی مشیت سے جس کو چاہا اسکو توبہ کی ہدایت فرماویگا پس اُسکی توبہ قبول کریگا۔ قال البیضاوی ...
مثل ابوسفیان و عکرمہ بن ابی جہل وغیرہ کے مسلمان ہوئے اور اچھے مسلمان ہوئے۔ ایک قرأۃ میں تتوب بنصب ...
امر یعنی قاتلوا ہم کے جوابات میں داخل ہی کیونکہ جہاد جیسے ایک قوم کے حق میں تعذیب ہی کہ اس سے وہ قوم اپنی بدکرداری کی سزا پاتی ...
دوسری قوم کے لئے وسیلہ توبہ ہی۔ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہی ہر چیز کو جو ہو چکی اور جو ہونیوالی ہی حَکِیْمٌ وہ بڑا حکیم
ہے کوئی فعل اُسکا حکمت سے خالی نہیں اور کوئی بندہ اس کی حکمت کو نہیں گھیر سکتا ہی بیچاری مخلوق کی کیا طاقت ہی کہ حضرت خالق عز وجل کی
حکمت پر حاوی ہوسکے۔ اُس کی حکمت بے انتہا ہے پس جو اُسنے فرمایا وہ سب برحق ہی اور جو حکم دیا وہ عین صواب اور جس سے منع کیا وہ عین
حکمت ہی۔ وہی علیم و حکیم ہی اللہم اہدنی و توفنی مومنا مسلما وانت ارحم الراحمین ف — فی العرائس۔ قولہ تعالیٰ اتخشونہم فاللہ احق ان تخشوہ الآیۃ
اسمین حق تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ جو کوئی حق تعالیٰ کے سوائے کسی اور چیز سے ڈرے کہ اس سے مجھے ضرر پہونچے گا یعنی اُس کو خود کچھ قدرت
مجھے ضرر پہونچانے کی ہی تو اُس کو معرفت میں کچھ نصیب نہیں۔ دشمنوں کو اپنے مطیع بندوں کی آنکھوں میں حقیر کردیا کہ بھلی باتیں سمجھاتے و کہتے ہیں اور بڑی
باتوں سے ممانعت و روکنے میں کچھ گھبراہٹ نہ کریں۔ اور اپنی ہیبت و جلال کے نور سے اُن کے دل بھر دیئے اور دین میں مداہنت و نرمی دبی زبان
باتیں کرنے سے اُن کو پرہیز کرنے کا حکم دیدیا اور اپنا جلال و کمال پہچنوا کر ان پر ظاہر کردیا کہ تمام مخلوق اُسکے قبضۂ قدرت میں مسخر ہے کسی کو کچھ طاقت
نہیں کہ سر ہلاوے اور کسی میں قوت نہیں کہ بے قدرت حق جنبش کرے سب کے سب عاجز مخلوق ہیں معنی یہ کہ کیا تم ان مخلوق سے ڈرتے ہو حالانکہ
وے قہر ربوبیت کے تحت میں مقہور و مسخر بندے ہیں۔ ہاں مجھ سے ڈرو کہ میں پروردگار قاہر جبار ہوں جو میرے اولیا سے لڑا وہ میرے قہر و عذاب
میں تا ابد مقہور ہوا۔ اور اُن کو اپنے سے خوف کرنے کا حکم دیا تو نام پاک جامع یعنی اللہ۔ ذکر فرمایا اور یہ نام پاک عین الجمع میں عین ذات و صفات ہی
بعض نے کہا کہ خشیہ تو ذات کے واسطے ہی اور خوف صفات کیلئے ہی۔ کما قال تعالیٰ یخشون ربہم ویخافون سوء الحساب۔ پھر مومنین کا امتحان فرمایا بقولہ تعالیٰ

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

کیا جانتے ہو کہ چھوٹ جاؤگے اور ابھی معلوم نہیں کئے اللہ نے تم میں سے جو لوگ لڑے ہیں اور نہیں پکڑا انھوں نے سوائے اللہ کے

وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ ع ١٠

اور اُس کے رسول کے اور مسلمانوں کے کسی کو بھیدی اور اللہ تعالیٰ کو سب خبر ہے تمھارے کام کی

اَمْ حَسِبْتُمْ خطاب مومنوں کو ہی کہ بعض نے بمقتضائے طبیعت قتال سے کراہت کی اور بعضے مفسرین نے کہا کہ خطاب منافقوں کو ہی اور
حق یہ ہی کہ خطاب اہل ایمان کو ہی لیکن منافقین چونکہ ظاہر میں اسلامی احکام میں شریک تھے لہذا امتحان میں ان کا اخراج مقصود ہی۔ اَمْ منقطعہ بمعنی
بل ہی اور یہ اضراب ہی ایک کلام سے دوسرے کلام کی طرف۔ پس اب بیان ہی کہ جہاد جیسے دنیا میں باعث عزت و حرمت و امن و عدل ہی
ویسے ہی دین میں علامت ایمان و کمال رغبت آخرت و مورث ثواب جزیل ہی۔ اور استفہام اسمین توبیخ کے لئے ہی اور توبیخ اس حسبان
و خیال کرنے پر ہی اور معنی یہ کہ کیونکر تم نے یہ خیال باندھ لیا کہ۔ اَنْ تُتْرَكُوْا تم چھوڑ دیئے جاؤ یعنی جس حال پر ہو اسی پر چھوڑ دیئے جاؤ۔
سیبویہ کے قول پر ان تترکوا حسبان کے دونوں مفعول کے قائم مقام ہی اور مبرد کے نزدیک مفعول دوم محذوف ہی ای ام حسبتم ان تترکوا کذلک من غیر ان تبتلوا بما یظہر المومن والمنافق
یعنی کیونکر تم نے خیال کیا کہ تم لوگ ایسے ہی چھوڑ دیئے جاؤ بدون اسکے کہ امتحان کئے جاؤ ایسی بات سے جس سے مومن و منافق کھل جاوے اور وہ جہاد ہی۔ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا
مِنْكُمْ اور حال یہ کہ ظاہر نہیں ہوئے تم میں خاص لوگ جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں ان لوگوں سے جو خالص نہیں ہیں۔ واو حالیہ

Marfat.com

...معنی توقع یعنی اب تک نہین کھلے ولیکن آیندہ کھل سکتے ہین بخلاف معنی لم کے اور یہی دونون مین فرق ہو اسمین علم کی نفی فرمائی حالانکہ مراد
...لوگون کی نفی ہو جن سے ایسا علم متعلق ہو پس یہ بطریق مبالغہ ہو کیونکہ علم کی نفی گویا دلیل ہو معلوم کی نفی پر کیونکہ علم ہونا تو مستلزم ہو کہ معلوم
ہو پس جب علم نہین تو معلوم بھی نہین کیونکہ ہوتا تو اس کا بھی علم ہوتا ولیکن حرف لمّا مین جو معنی توقع ہین اس سے تنبیہ کردی کہ عنقریب ایسا
ہو گا اور اس طرح تعبیر کرنے مین کہ علم الٰہی نہین ہو یہ فائدہ ہو کہ ایسا ظہور مقصود ہو جو مدار ثواب وعقاب ہوتا ہو اور حاصل کلام یہ ہو کہ تم نے
خیال کر لیا کہ تم ایسے ہی خلط ملط چھوڑ دئے جاؤگے اور قتال وجہاد کے بجالانے پر مامور نہ ہوگے جس سے اخلاص والے اور نفاق والے
...ہو کر ثواب وعقاب کے مستحق ہون اور حال یہ ہو کہ ابھی تک مخلص ومنافق متمیز نہین ہوئے اور علم الٰہی ان لوگون سے متعلق نہین ہوا جو تم مین سے
...مجاہد ہین یعنی اخلاص والے متمیز نہین ہوئے اگرچہ تم مین سے خلط ملط مین سے اللہ تعالیٰ کو مخلص ومنافق ہر ایک معلوم ہین اور قولہ۔ وَلَمْ
يَتَّخِذُوا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً۔ عطف ہو جاہدوا پر اور داخل صلہ ہو یعنی ظاہر نہین ہوئے
ہین سے وہ لوگ جنھون نے جہاد کیا یعنی مخلص ہین اور نہ وہ لوگ جنھون نے نہین بنایا سوائے اللہ تعالیٰ واسکے رسول ومومنین کے اور کسی کو ولیجہ
یعنی یگانہ اندرونی دوست جس سے موالات کرین اور اپنا بھید اُس سے ظاہر کرین۔ الولوج بمعنی دخول از ولج یلج پس ولیجہ بمعنی دخیلہ ابوعبید
نے کہا کہ کسی چیز مین جو ایسی چیز داخل کی جائے کہ اسمین سے نہین ہو وہ ولیجہ ودخیلہ ہو اور مفرد وتثنیہ وجمع سب کے واسطے یہی لفظ واحد کافی ہوتا ہے
اور کبھی جمع اُس کی ولائج وولج بمانند صحائف وصحف جمع صحیفہ کے لاتے ہین اور منافقین چونکہ اہل شرک کفر مین سے پوشیدہ دوست بناتے تھے
اسی نظر قتادہ وضحاک نے خفیہ دوست کے ساتھ تفسیر فرمائی اور راغب رح نے مفردات مین کہا کہ ولیجہ از دخیلہ نہین بلکہ جس کو آدمی اپنا معتمد علیہ
بنائے وہ ولیجہ ہو و بنابرین حاصل یہ ہوگا کہ ایسے لوگ متمیز نہین ہوئے جنھون نے سوائے اللہ تعالیٰ واُس کے رسول ومومنین کے کسی کو اپنا
معتمد علیہ نہین بنایا اور مقصود یہ کہ تم لوگ ضرور جہاد سے مکلف کئے جاؤگے تاکہ ظاہر ہو جاوین جہاد والے اور جنھون نے سوائے اللہ تعالیٰ ورسول
ومومنین کے باطنی دوست نہین بنایا یعنی مخلصین ومنافقین کھل جاوین۔ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ اور جو تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اُس سے
خبردار ہو یعنی تمھارے کامون سے جو تمھاری غرض ہو اور جو تمھاری نیت ہو وہ سب اللہ تعالیٰ کو معلوم ہو اور یہ جو فرمایا کہ لما یعلم اللہ الذین الخ اس سے
اہل بیوقوف مشرک ومنافق یہ خیال نہ کرین کہ اللہ تعالیٰ کو معلوم نہین بلکہ او تعالیٰ عالم الغیب والشہادۃ ہو دلون کے بھید کو جانتا اور تمام
مخلوق کی حقیقت وماہیت کو اور جو کچھ ہوا اور جو ہو گا سب کچھ اسکے حضور علم مین قطعاً ایسی طرح معلوم ہے کہ کسی کا علم ایسا ممکن نہین ہے
الا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شئ قدیر۔ ف۔ فی العرائس قولہ تعالیٰ ام حسبتم ان تترکوا ولما یعلم اللہ الذین جاہدوا
اشارت سے خطاب مین وہ مدعی بھی داخل ہین جو یہ گمان کرتے ہین کہ مرتبہ احسان یعنی حقیقت خالی دعوے سے حاصل ہو جاتا ہو بدون
...معنوی تحقق ہو پس اُن کو ایسے خیالات پر مغرور ہونے سے ملامت فرمائی گئی اور ارشاد ہوا کہ جو کوئی اپنی ہستی کو اپنے خالق پاک کے لئے
...کرنے والا نہ ہوا اور خلوص کے ساتھ بشریت کے خصائل ذمیمہ زائل کرکے معرفت حاصل کرنیوالا نہ ہوا اور اولیا ء الٰہی کی صحبت مین صدق
...نیت سے کمال حاصل کرنیوالا نہ ہو وہ اپنے اوہام مین غلط وخیالات مین خطا کار ہو کما اشیر الیہ بقولہ تعالیٰ ولم یتخذوا من دون اللہ ولا رسولہ
ولا المؤمنین ولیجۃ۔ پھر اپنے کلام پاک یعنی قولہ واللہ خبیر بما تعملون سے اُنکو محال دعوی و باطل خیال سے ڈرایا کہ او تعالیٰ سب خیالات ونیات
سے آگاہ ہو اسکو ہر دم اپنی نیت وحال کا عالم تصور کرکے شرم رکھو اور ہوشیار رہو۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے اوہام کو بابت بعض افعال
کے جو بھلے کامون کی صورت ہین خصوص مشرکین مکہ کے اوہام کو تنبیہ کے ساتھ مٹایا۔ بقولہ تعالےٰ۔

Marfat.com

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ أَن يَعْمُرُوا مَسَاجِدَ اللَّهِ شَاهِدِينَ عَلَىٰ أَنفُسِهِم

مشرکون کا کام نہین کہ آباد کرین اللہ کی مسجدین اور مانتے جاوین اپنے

أَعْمَالُهُمْ وَفِي النَّارِ هُمْ خَالِدُونَ ۝ إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ

اون کے کئے اور آگ مین رہین گے وہ ہمیشہ وہی آباد کرے مسجدین اللہ کی جو یقین لایا اللہ پر

وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَلَمْ يَخْشَ إِلَّا اللَّهَ فَعَسَىٰ أُولَٰئِكَ أَن يَكُونُوا

اور پچھلے دن پر اور کھڑی کی نماز اور دی زکوٰۃ اور نہ ڈرا سوائے اللہ کے کسی سے سو امیدوار ہین وہ لوگ کہ ہوین

مِنَ الْمُهْتَدِينَ ۝ أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ آمَنَ بِاللَّهِ

ہدایت والون مین کیا تم نے ٹھہرایا حاجیون کا پانی پلانا اور مسجد حرام کا بسانا برابر اسکے جو یقین لایا اللہ پر

وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَجَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۚ لَا يَسْتَوُونَ عِندَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي

اور پچھلے دن پر اور لڑا اللہ کی راہ مین نہین برابر اللہ کے پاس اور اللہ راہ نہین دیتا

الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ

بے انصاف لوگون کو جو یقین لائے اور گھر چھوڑ آئے اور لڑے اللہ کی راہ مین اپنے مال اور جان سے

أَعْظَمُ دَرَجَةً عِندَ اللَّهِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ۝ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُم بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ

اُن کو بڑا درجہ ہے اللہ کے پاس اور وہی پہونچے مراد کو خوشخبری دیتا ہے اُن کو پروردگار اُنکا اپنی طرف سے مہربانی اور رضامندی کی

وَجَنَّاتٍ لَّهُمْ فِيهَا نَعِيمٌ مُّقِيمٌ ۝ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۚ إِنَّ اللَّهَ عِندَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ ۝

اور باغون کی جن مین اُن کو آرام ہے ہمیشہ کا رہا کرین اُنمین مدام اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ۔ اے ما صح لهم یعنی مشرکین کے حق مین صحیح نہین ہے۔ أَن يَعْمُرُوا مَسَاجِدَ اللَّهِ۔ یعنی کہ اللہ کی مسجدون کی عمارت کرین۔ یعنی کسی مسجد کی عمارت اُن سے صحیح نہین تو بھلا مسجد الحرام جو سب سے افضل ہے اس کی عمارت کا دعویٰ مشرکون کا بالکل محض وہم و غلط ہے اور یہ معنی بنظر آنکہ عموم مساجد سے نفی فرمائی ہے پس مسجد الحرام جو خاص ہے اُس سے بالضرور نفی بطریق بلیغ ہو گئی۔ اور بعض نے کہا کہ مساجد اللہ سے مسجد الحرام مراد ہے یعنی مسجد الحرام کی عمارت مشرکین سے صحیح نہین۔ اور بصیغہ جمع اسوجہ سے کہ مسجد الحرام جملہ مساجد کیلئے قبلہ و امام ہے پس اسکی عمارت کرنے والا گویا تمام مساجد کا عامر ہوا اسلئے کہ اسکا ہر بقعہ و ناحیہ ہر جہت سے قبلہ ہے پس وہ مساجد ہوئی لہٰذا قراءۃ ابن کثیر و ابو عمرو و یعقوب رحمہم اللہ کی مسجد اللہ بصیغہ مفرد بھی اسی کی مؤید ہے جیسے قولہ و عمارۃ المسجد الحرام۔ بھی اسی تفسیر کا مؤید ہے۔ پھر علماء سے یا معنی حقیقی مراد ہین یعنی مسجد بنانا مشرک سے صحیح نہین یا معنی مجازی مراد ہین یعنی مسجد مین حاضر رہنا و داخل ہونا و اسمین عبادت کرنا وغیرہ اور یہ مشرک سے صحیح نہین کیونکہ کافرون کی عبادت کچھ نہین باوجودیکہ مسجد الحرام سے نزدیک ہونے سے اُن کو ممانعت ہے یہین سے کہا گیا کہ اگر ذمی نے وصیت کی کہ میرے مال سے مسجد بنائی جاوے تو اسکی وصیت قبول نہ ہوگی۔ اگر کافر نے مسجد مین داخل ہونے کا قصد کیا تو بعض ائمہ کے نزدیک روا نہین ہے۔ اور بعض ائمہ نے کہا کہ مسلمان کی بلا اجازت نہین روا ہے حتیٰ کہ اگر بلا اجازت جاوے تو تعزیر دیگی اور اجازت بدون حاجت کے روا نہین پس اگر حاجت ہو اور مسلمان سے اجازت لیوے تو داخل ہو سکتا ہے اور بخاری وغیرہ سے مسجد مین جانا

مسجد میں لاکر احسان کیا حضور صلعم نے ثمامہ بن اثال کو ستون مسجد سے باندھا تھا حالانکہ وہ کافر تھا اور حق یہ ہے کہ اس فعل خاص سے
ایسا ہونا چاہیے کیونکہ حکمت خاص کا احتمال ہے چنانچہ جب اسکو رہا کردیا تو خوشی و رغبت سے وہ جاکر نہا کر حاضر ہوا اور اسلام لے آیا پس
مشرکوں کو نجاست سے مسجد پاک کی جاوے۔ شَاهِدِينَ عَلَىٰ أَنفُسِهِم بِالْكُفْرِ۔ جملہ حال از ضمیر یعمروا۔ ہے اور یہ شہادت
ان کی تکذیب رسول علیہ السلام ہے اور بعض نے کہا کہ درحالیکہ شاہد ہیں وہ لوگ اپنے اوپر کفر کے ساتھ بحال و قال یعنی یہ کہ مشرکین سے یہ بات ٹھیک
نہیں کہ دو امر متنافی جمع کریں ایک بیت اللہ تعالیٰ کی عمارت اور دوم اللہ تعالیٰ کے سوائے غیر کی عبادت۔ پس جب غیر کی عبادت سے
مشرک ہیں تو اللہ تعالیٰ کی مسجد کی عمارت اُن سے صحیح نہیں۔ روایت ہے کہ جب عباس بن عبدالمطلب جنگ بدر میں قید ہو کر آئے اور مسلمانوں نے اُنکو
ملامت کی اور عار دلایا کہ تم لوگ شرک کرتے اور ناتا کاٹتے ہو اور سب سے زیادہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اُن کو سخت سخت باتیں اسی قسم
کی کہیں تو عباس نے کہا کہ تمہارا کیا انصاف ہے کہ تم ہماری برائیاں تو بیان کرتے ہو اور جو ہماری بھلائیاں ہیں اُن کو نہیں کہتے دیکھو کہ ہم
مسجد الحرام کی عمارت کرتے ہیں اور خانۂ کعبہ کے حاجب ہیں اور حاجیوں کو پانی پلاتے ہیں اور قیدی کو مال خرچ کرکے چھوڑاتے ہیں تب
یہ آیت نازل ہوئی اور سمجھایا گیا کہ مشرک ہو کر جو کام کرو وہ ہیچ ہے۔ أُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ یعنی جو لوگ شرک و کفر میں گرفتار ہیں
اونکے اعمال جن پر فخر کرتے ہیں بسبب شرک کے سب حبط ہیں۔ وَفِي النَّارِ هُمْ خَالِدُونَ اور اس شرک کی وجہ سے وہ ہمیشہ دوزخ
میں رہیں گے۔ مشرک کو اپنے اعمال کا بدلا دنیا میں جو کچھ مل جاوے وہ تو ملا لیکن دنیا خود ہیچ ہے ملا تو کیا اور عاقبت میں اسکے لئے کچھ
نہیں بجز دوزخ کے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ختم کردیا کہ مشرک کبھی نہیں بخشا جائیگا۔ پھر اُن بندوں کو بیان فرمایا جن سے عمارت مسجد درست ہے بقولہ
إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ۔ یعنی مساجد کی عمارت
ایسے لوگوں سے درست ہے جن کے اعتقاد شرک سے پاک توحید کے ہیں اور اُن کے اعمال موافق حکم الٰہی کے ہیں۔ صلوٰۃ و زکوٰۃ کو جمع کیا
اور اعمال مفروضہ میں سے دو عمل اشرف ذکر کئے اور مراد جملہ ارکان اسلام ہیں اور ایمان برسول اللہ صلعم اسلئے نہیں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں ہوسکتا جبتک کہ
رسول پر ایمان نہو اسلئے کہ رسول ہی سے معرفت حاصل کی اور صفات کے واسطہ سے پہچان کر اسی پر معبود ہونے کا اعتقاد کیا۔ اور یوم الآخر کے بیان فرمانے میں
حکمت یہ کہ عمارت مسجد کا فائدہ ثواب آخرت ہے جو روز جزا یعنی قیامت کو حاصل ہوگا اور مشرکین اسکے قائل نہ تھے پس عمارت مسجد انہیں لوگوں سے مستقیم ہے
جو روز جزا پر ایمان رکھتے ہیں کہ یہاں مسجد بنادیں اور وہاں اچھا بدلا پاویں۔ انس رضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا جس نے اللہ تعالیٰ کی
رضا کے واسطے کوئی مسجد بنائی خواہ چھوٹی ہو یا بڑی ہو اللہ تعالیٰ اُسکے واسطے جنت میں گھر دیتا ہے۔ رواہ الترمذی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی
ایسی ہی حدیث مرفوع روایت ہے اور واضح ہو کہ ظاہر کلام اکثر مفسرین کا یہ ہے کہ عمارت یہاں بطور عموم مجاز کے حقیقی عمارت بنانے اور مجازی عمارت کرنے
جھاڑو دینے وغیرہ دونوں کو شامل ہے۔ وقال البیضاوی منجملہ مسجد کی عمارت کے یہ بھی ہے کہ اس کو فرش سے آراستہ کرے اور چراغ روشن کرے
اور ہمیشہ اس میں عبادت یا ذکر الٰہی و علم شریعت کا پڑھنا پڑھانا جاری رکھے اور جن باتوں کیلئے مسجد نہیں بنائی گئی ہے اُن سے محفوظ رکھے جیسے دُنیا
کی باتیں کرنا ... بعض نے کہا کہ سونے کیلئے جس کا گھر ہو اسکو مسجد میں سونا مکروہ ہے اور ابن عمر وغیرہ سے جو مسجد میں سونا مروی ہے وہ بظاہر اس
غرض سے تھا کہ عبادت و تہجد ادا کرنے میں مقام پاک ملنے سے آسانی ہو واللہ اعلم۔ ابوسعید خدری رضی سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ اذا
رأیتم الرجل ... یعنی جب تم کسی آدمی کو دیکھو کہ معتاد طور پر مسجدوں میں آمد و رفت رکھتا ہے تو شہادت دو کہ وہ مومن ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔
انما یعمر مساجد اللہ من آمن باللہ الآیۃ۔ رواہ احمد والدارمی وابن ماجہ وابن المنذر و عبد بن حمید و البیہقی وحسنہ الترمذی۔ اس حدیث میں سے

فائدہ بھی یاد رکھو کہ اگر دیکھنے سے کوئی اثر ثابت ہوا لیکن اسی لئے ذکر نماز وطہارت کیا حق تعالیٰ [illegible]
و اُسکو آباد کرنے و اُس کی تعمیر و عبادت کیلئے و ہان آمد و رفت کرنے وغیرہ مین بہت سی احادیث وارد ہین [illegible]
ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مسجدون کے آباد کرنیوالے وہی اہل اللہ تعالیٰ ہین [illegible]
و البزار اور عبدالرزاق نے عمرو بن میمون الاودی سے روایت کی کہ مین نے اصحاب رسول اللہ صلعم کو پایا [illegible]
خانہ خدا ہین و جو اُن مین زیارت الٰہی کو حاضر ہوا اللہ تعالیٰ اپنے دیدار کے طالب کو کرامت عطا فرمادیگا [illegible]
رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جس نے اذان کی آواز سنی پھر وہ تعمیل کرکے مسجد مین حاضر ہوا تو اُسکی نماز نہین [illegible]
کی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا انما یعمر مساجد اللہ الآیۃ رواہ ابن مردویہ [illegible]
ہون لہذا آخر زمانہ مین جب ضعف اسلام کا حال بطور معجزہ و خبر غیب کے آنحضرت صلعم نے بیان فرمایا تھا [illegible]
مسجدین اُن لوگون کی ویران ہونگی اور گھر اُن کے آباد ہونگے۔ والمترجم بعد الاستغفار وطلب التوفیق والھدایۃ [illegible]
کرو اور دیکھو کہ یہی حال ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ حاصل آنکہ مسجد کی عمارت و آبادانی ایسے لوگون سے [illegible]
رسول اللہ صلعم کے اور روز آخرت پر ایمان لایا اور نماز ٹھیک ادا کرتا اور زکوٰۃ دیتا ہے۔ ولم یخش الا اللہ [illegible]
اسکو کسی سے خوف نہین۔ فی البیضاوی یعنی دین کے اُمور مین اسکو سوائے حق تعالیٰ کے کسی [illegible]
ایسی چیزون سے جن سے ضرر پہونچا کرتا ہے مثلاً شیر سامنے آیا تو خوفناک ہوجانا جبلت کی بات ہے اسمین آدمی کا اختیار نہین ہے [illegible]
ظاہرا کامل ایمان والے جب تاثیر فقط اللہ تعالیٰ کی طرف سے یقین جانتے ہین تو اُن کو کسی چیز سے خوف نہین ہوتا [illegible]
پیش آیا وہ دو حال سے خالی نہین یا تو اسمین کوئی حکم از جانب حق تعالیٰ قرآن یا حدیث مین موجود ہے مثلاً [illegible]
کا فر آگئے تو خوف نہ کرنا مقتضائے ایمان ہے کیونکہ بھاگنا یہان حرام و کبیرہ گناہ ہے اور یا ایسا ہوگا کہ اسمین کوئی حکم [illegible]
شیر سامنے آگیا تو خوف یہ آئے کہ شاید عذاب کے طور پر اللہ تعالیٰ نے اسکو بھیجا تو مین ضرور مارا جاؤنگا [illegible]
اُسکے سامنے سے ہٹنے و بچاؤ کرنے کا حکم ہے لہذا اس نظر سے بھاگنا وغیرہ تدبیر کو عمل مین لادیگا۔ پس ہر صورت مین [illegible]
سے ہوا اور مقام بہت وسعت چاہتا ہے اور اسقدر اشارہ اُمید ہے کہ کافی ہو واللہ تعالیٰ اعلم۔ فعسیٰ اولئک ان یکونوا من [illegible]
پس ایسے لوگ البتہ ہدایت یافتہ ہین۔ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حرف عسیٰ یعنی تحقیق ہے [illegible]
شاید عسیٰ بندون کی طرف ہو یعنی تم اُمید رکھو اور معنی یہ کہ پس ایسے لوگون کو توقع ہے کہ ہدایت پانے والون مین سے [illegible]
فرمانے مین مشرکین کی طمع کاٹ دی یعنی جب ایسے بندے باوجود ان اعمال کے اُمیدوار [illegible]
راہ پر ہونگے یا ان اعمال سے انتفاع حاصل کرنے کی کیا طمع کرینگے اور نیز مشرکون کو ملامت کی [illegible]
بڑے محبوب کردگار ہین حالانکہ جن اہل ایمان کا حال مذکور ہوا باوجودیکہ نجاست شرک سے پاک اور مسجدین [illegible]
دونون طرح سے کامل ہین اُن کا حال تو توقع و اُمید مین دائر ہے اور مشرکین تو صریح اُن کے برعکس ہین [illegible]
کو تنبیہ کردی کہ کبھی اپنے اعمال پر نظر نہ رکھین اور مغرور نہون کیونکہ عظمت و جلال الٰہی کے سامنے کسی مخلوق کی [illegible]
سے سر بسجدہ ہون کہ اے پروردگار ہم تو اولاد آدم سب ظلوم جہول ہین ہم تیری بندگی کی قدر کہان [illegible]

Marfat.com

[illegible] تو فرمایا ہو کہ ما عبدناک حق عبادتک یعنی اے مولا مین تیری شان کے لائق تیری بندگی نکر سکا
[illegible] اپنی معرفت حاصل کرنے کیلئے پیدا کیا تھا اگر مین تیری معرفت جیسی چاہیے نہین
[illegible] جو ہم سے ادا ہو تیرا فضل ہو جو ہم سے خدمت ہو وہ تیری ہی توفیق کا کرم ہے
[illegible] کرم پر نظر لگائے ہین۔ ربنا اغفر لنا ذنوبنا و اسرافنا فی امرنا و ثبت اقدامنا و توفنا
[illegible] تشبیہ سے رد فرمایا بقولہ۔ اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ
[illegible] حاجیون کے پانی پلانے اور مسجد الحرام کی عمارت کرنے کو۔ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجَاهَدَ
[illegible] اُس شخص کے جو ایمان لایا اللہ تعالیٰ پر اور روز آخرت پر و راہ خدا مین جہاد کیا۔ جسکو تشبیہ دی وہ تو مصدر ہے
[illegible] تشبیہ دی وہ ذی ہے یعنی کمن آمن یعنی مومن سے اور مصدر کی تشبیہ عیان سے ظاہر نہین ہی لہذا تقدیر کلام دو طرح سے ہی ایک
[illegible] کمن آمن یعنی کیا تم نے حاجیون کے پانی پلانے والون کو مانند قرار دیا ایسے شخص کے جو ایمان لایا اللہ تعالیٰ پر الخ۔
[illegible] یعنی صفت والون کو اُس صفت والون کے مثل کیا۔ دوم یہ کہ اجعلتم سقایۃ الحاج کا بیان من آمن یعنی کیا تم نے حاجیون
[illegible] اُس شخص کے ایمان لانے کے جو الخ۔ اسکا معنی یہ کہ تم نے یہ فعل مشابہ اُس فعل کے قرار دیا۔ تقدیر و توجیہ اول کی
[illegible] یعنی یون پڑھا۔ اجعلتم سقاۃ الحاج وعمرۃ المسجد الحرام۔ سقاۃ جمع ساقی یعنی پانی پلانیوالے عمرۃ
[illegible] ہمزہ اجعلتم انکاری ہے۔ المعنی انکار ہی اس بات کو کہ مشابہ ہو دین مشرکین یا مشرکون کے اعمال حبط شدہ اہل ایمان
[illegible] یعنی موافق تقدیر اول کے معنی یہ ہین کہ مشرکین کبھی مومنین سے مشابہ نہین اور دوسری تقدیر پر معنی یہ کہ مشرکون
[illegible] کبھی مومنین کے اعمال سے مشابہ نہین جنکے عوض خصوص آخرت مین ثواب جمیل پاوینگے۔ پھر اسی امر کو مصرح فرمایا
[illegible] لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک برابر نہین ہین یعنی مشرکین و مومنین یکسان نہین۔ یہ بھی مؤید توجیہ
[illegible] کیطرف اشارہ فرمایا۔ بقولہ۔ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ۔ یعنی کافر لوگ بوجہ
[illegible] ظالم ہین اور آنحضرت صلعم کی عداوت سے مردود اور جا ضلالت مین ڈوبے ہوئے ہین وہ کیونکر ایسے بندون
[illegible] ہدایت فرمائی اور اُن کو راہ صواب کی توفیق دی۔ بعض نے کہا کہ ظالمین سے وہ مشرک مراد ہین جو
[illegible] پھر مومنین کا درجہ بیان فرمایا بقولہ تعالیٰ۔ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا
[illegible] بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ۔ یعنی اہل ایمان جن کے ایسے ایسے نیک کام ہین وے۔ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ
[illegible] اُن کے درجہ کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہین جانتا اور جو کرامت اُن پر ہی وہ خیال مین
[illegible] من قرۃ اعین جزاء بما کانوا یعملون۔ اور حدیث مین ہی کہ اللہ تعالیٰ نے جو بندگان
[illegible] ہی کہ نہ آنکھون نے دیکھی اور نہ کانون نے سنی اور نہ کسی بشر کے دل پر بطور خطرہ گذری ہین۔ قال
[illegible] اور اگر اسم تفضیل کسی کی نسبت سے ہی تو کہا گیا کہ اعلیٰ ہین درجہ و کرامت مین بہ نسبت ان
[illegible] مشرکون پر وہ ہی کہ سقاۃ الحاج و عمرۃ المسجد کا جو مرتبہ تمھارے نزدیک ہی اسکی بہ نسبت
[illegible] اگر چہ تمھارے زعم و طلاوت کا درحقیقت کچھ بھی درجہ نہین ہی۔ پھر مومنین ہی مین فلاح کا

Marfat.com

انحصار فرمایا بقولہ تعالیٰ ۔ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک فوائد دو درجات [illegible]
کچھ نہیں بلکہ عذاب و خواری میں پڑیں گے پھر بھلا مشرکین کیسے مومنین کی برابری کا دعوی کرتے ہیں با جمعاً [illegible]
يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ مومن بندوں کا پروردگار [illegible]
ان بندوں کو بشارت دیتا ہے اپنی طرف سے رحمت و رضوان کی اور جنتوں کی کہ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ [illegible]
نعمتیں ہیں اور رحمت و رضوان وغیرہ کو نکرہ فرما کر اشارہ کیا کہ یہ ایسی چیزیں ہیں جن کی معرفت اللہ تعالیٰ کے علم [illegible]
نہیں ہو سکتی اور جنت میں بھی جو نعمتیں ہیں اُن کی تعریف نہیں ہو سکتی ہاں یہ فرما دیا کہ وہ نعمتیں پائدار ہیں [illegible]
ہو کر ضرور پائدار ہیں اور مصرح فرمایا۔ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ ۔ ان جنتوں میں وے لوگ خلود کے ساتھ رہیں گے اور چونکہ خلود کو [illegible]
دراز تک ہونے کے معنی میں بولتے ہیں اور یہاں مراد ہمیشگی ہے لہذا فرمایا ۔ اَبَدًا ۔ یعنی خلود ابد تک ہو گا جس کی چھور نہیں [illegible]
ابو حیانؒ وغیرہ نے ذکر کیا کہ قولہ برحمۃ منہ و رضوان و جنات ۔ ان تینوں میں تنوین تنکیر کی تعظیمی ہے یعنی اُن کی تعریف بندوں کے فہم [illegible]
اور کسی کے تصور میں نہیں آ سکتی ہیں اور جبکہ مومنین کے تین وصف بیان فرمائے یعنی ایمان اور جہاد بجان و مال اور ہجرت اللہ [illegible]
اُنکو تین نعمتوں سے بشارت دی رحمت و رضوان و جنات ۔ پس رحمت بمقابلہ ایمان کے ہے کیونکہ رحمت اسی پر موقوف ہے ۔ اور رضوان بمقابلہ [illegible]
کیونکہ جان و مال سے قربان ہوئے تو انتہا رضا مبالغہ احسان کے لائق ہوئے اور جنات بمقابلہ ہجرت کے اپنے ناپائدار وطن چھوڑے تو اُن کو [illegible]
نعیم پائدار دائمی عطا ہوئیں ۔ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے یہاں اجر عظیم ہے کہ جس کے [illegible]
کے لائق ہوئے وہ بہت حقیر ہے یا دنیاوی چیزیں اُسکے مقابلہ میں بہت حقیر ہیں یا اشارہ ہے کہ یہ بشارت بھی یہاں تک ہے کہ نعمت کے نام سے [illegible]
ورنہ اُنکے واسطے زیادت ہے جسکو پاوینگے تو جانیں گے والحمد للہ رب العالمین ف ۔ فی العرائس قولہ تعالیٰ انما یعمر مساجد اللہ من آمن [illegible]
عمارت مسجد صحیح ہے اور وہ اہل معرفت و عبادت کی مجلس کے لائق ہے اُس کے چند اوصاف ذکر فرمائے کہ ایمان و یقین میں [illegible]
میں واثق و فرائض و سنن ادا کرنے میں مداوم ہو ۔ یہ عمارت اس طرح ہوتی ہے کہ مساجد میں جانے کے وقت اسکا دل ما سوا اللہ تعالیٰ [illegible]
چیز سے خالی ہو ۔ اور وسوسہ و خیال و خطرہ اُسکے سر باطن میں نہ ہو ۔ بعض نے کہا کہ مسجد کی عمارت و آبادی اسطرح ہے کہ [illegible]
صدق نیت و طہارت با خلاق حمیدہ ہو پس جمیع اشغال و موانع خارج کر کے پوری طہارت سے مسجد میں داخل ہو [illegible]
برحمۃ منہ و رضوان و جنات ۔ اول میں اللہ تعالیٰ نے مہاجرین کا یہ وصف فرمایا کہ رضوان و مغفرت کے طلب میں ما سوا [illegible]
خارج ہو گئے ۔ اللہ تعالیٰ نے جب اُن کو طلب مشاہدہ و دوام محبت میں گرفتار پایا اور سوائے نور ایقان و عرفان کے [illegible]
تو بلا واسطہ اُن کو بشارت فرمائی اور یہ بات بہت بڑی نعمت ہے خصوص جبکہ حبیب خود بشارت فرما دے پس بشارت [illegible]
مشاہدہ ہے اور کشف جمال کے ساتھ بشارت خطاب کی کون طاقت رکھتا ہے ۔ اس کشف کے ساتھ بشارت رحمت [illegible]
کی بشارت دی اور وہ ایسے وصال کو کہتے ہیں جسمیں خوف ہجران نہ ہو پھر اُن کو جنات میں داخل ہونے کی بشارت [illegible]
سے بشارت دی جس سے علوم ازل و ابد حاصل ہوتے ہیں اور ہمیشہ اسکی نعمتوں میں باقی رہتا ہے ۔ ظاہر ہے کہ حضرت حق [illegible]
جمال سے بڑھکر کون نعمت اور کون جنت ہے ۔ بعض نے کہا کہ مومنوں کو رحمت کی اور مطیع بندوں کو جنت کی [illegible]
بشارت ہے ۔ اور نیز توبہ کرنیوالوں کو رحمت کی اور صادقین کو مشاہدہ کی اور محبین کو جنات قرب کی بشارت [illegible]

Marfat.com

[illegible] ودائم نعمت حاصل ہے۔ بعض نے کہا کہ دلون کی جبلت یہ ہو کہ جو انکو بھلائی کی خوشخبری دے اس سے محبت کرتے
[illegible] سے کرامت کرنے کو خود بشارت فرمائی اور کوئی واسطہ درمیان مین نہین رکھا فافہم۔ واضح ہو کہ تفسیر قولہ
[illegible] ہوئی اس تقدیر پر تھی کہ عباس بن عبد المطلب وغیرہ نے جنگ بدر مین مقید ہو کر سقایۃ الحاج وغیرہ کو افضل اعمال مین
[illegible] سے مساوی قرار دیا پس یہ آیہ نازل ہوئی اور اُن کا قول رد کر دیا گیا پس خطاب مشرکین کو ہوا اور ابن جریرؒ نے محمد بن
[illegible] مین روایت کیا کہ عثمان بن طلحہ از بنی عبد الدار اور عباس بن عبد المطلب و علی بن ابی طالبؓ نے باہم افتخار کیا۔ عثمان بن
[illegible] کا حاجب ہون میرے پاس اس کی کنجی ہو چاہون اسی مین سو رہون اور عباسؓ نے کہا کہ مین پانی پلانیوالا ہون چاہ
[illegible] مسجد مین سو رہون اور علیؓ نے کہا کہ مین نہین سمجھتا کہ تم کیا کہتے ہو مین نے لوگون سے چھ مہینے پہلے قبلہ کی طرف نماز پڑھی
[illegible] پس نازل ہوا قولہ اجعلتم سقایۃ الحاج وعمارۃ المسجد الحرام الآیۃ۔ اور اسی کے مانند سدیؒ کا قول مروی ہو۔ رواہ
[illegible] بن الحسن بنحوہ۔ مترجم کہتا ہو کہ ایسی گفتگو کی نسبت حضرت امیر المومنین علیؓ کی طرف اہل تحقیق کے نزدیک بدین عنوان خالی از بعد
[illegible] اس آیت کی تفسیر مین ایک حدیث مرفوع بھی وارد ہوئی جسکا یہان ذکر کرنا ضرور ہو۔ نعمان بن بشیر انصاریؓ سے روایت ہو
[illegible] مین منبر رسول صلعم کے پاس بیٹھا تھا ان مین سے ایک بولا کہ مجھے پروا نہین کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے کوئی عمل نہ کرون بعد اسلام کے
[illegible] پانی پلاؤن۔ دوسرے نے کہا بلکہ مین مسجد الحرام کی عمارت کرون اور تیسرے نے کہا بلکہ اللہ تعالیٰ کی راہ مین جہاد کرنا اس سے بہتر ہے
[illegible] عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ان سب کو جھڑک دیا اور کہا کہ تم لوگ منبر رسول اللہ صلعم کے پاس آواز مت بلند کرو اور یہ واقعہ
[illegible] لیکن مین جمعہ پڑھکر رسول اللہ صلعم کی خدمت مین حاضر ہونگا اور آپ سے اس بارہ مین فتوی لیلونگا جسمین تم جھگڑتے ہو۔
[illegible] کہا کہ حضرت عمرؓ نے یہی کیا تو اللہ عز و جل نے نازل فرمایا قولہ اجعلتم سقایۃ الحاج وعمارۃ المسجد الحرام تا قولہ۔ واللہ لا یہدی القوم
[illegible] نے کہا کہ اسکو مسلم و ابو داؤد و ابن جریر و ابن مردویہ و ابن ابی حاتم و ابن حبان وغیرہم نے روایت کیا۔ مترجم کہتا ہے کہ
[illegible] سے معلوم ہوا کہ اجعلتم کا خطاب مؤمنین کی طرف ہو ولیکن مقصود یہ ہوگا کہ جو افعال مشرکین کے زعم مین ہین اور اُن سے وہ فخر
[illegible] مومنون کے بہ ابر کرتے ہو حالانکہ وہ مشرک ظالم ہین اور اللہ تعالیٰ قوم ظالم کو ہدایت نہین کرتا اور شاید مفاخرت کرنیوالے
[illegible] نے بعض مومنین کے ساتھ گفتگو کی ہو جیسا کہ محمد بن کعب و سدی رحمہ اللہ کے کلام سے ظاہر ہوا فلیتامل فی المقام لیتضح المرام

[illegible] اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ؕ
[illegible] مت پکڑو اپنے باپون کو اور بھائیون کو رفیق اگر وہ عزیز رکھین کفر کو ایمان سے
[illegible] مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ
[illegible] سو وہی لوگ ہین گنہگار تو کہہ اگر تمہارے باپ اور بیٹے اور بھائی
[illegible] وَاَزْوَاجُكُمْ [illegible] وَاَمْوَالُ ِۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ
[illegible] ۔ اور مال جو کماتے ہین اور سوداگری جسکے بند ہونے سے ڈرتے ہو اور حویلیان جو پسند رکھتے ہو تمکو عزیز ہین
[illegible] وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ ع ۳ ۸
[illegible] راہ مین تو راہ دیکھو جبتک بھیجے اللہ حکم اپنا اور اللہ راہ نہین دیتا نافرمان لوگون کو

اللہ تعالیٰ نے راہ الٰہی میں خواہ جہاد ہو یا ہجرت ہو یا کوئی اور امر ہو ہر مانع سے قطع کی نصیحت کی اگرچہ [illegible]
چنانچہ فرمایا۔ یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا۔ یہ خطاب جملہ مومنین کو عموماً قیامت تک باقی ہے اور یہی ظاہر خطاب [illegible]
رہا سبب نزول تو مجاہدؒ نے کہا کہ یہ آیت اپنے ماقبل سے متصل ہے اور قصہ عباسؓ و طلحہ حجبی اور اُن کے امتناع [illegible]
مترجم کہتا ہے کہ شاید یہ مراد ہے کہ اُن کے انکار ایمان پر مومنوں کو بطریق عبرت کے نصیحت فرمائی ورنہ ظاہر ہے کہ اس وقت تک [illegible]
تھے پھر خطاب اُنکو کیونکر ہو سکتا ہے ابن عباسؓ نے کہا کہ جب مومنوں کو ہجرت کا حکم دیا گیا تو بعضوں کی آل و اولاد اُن سے [illegible]
کہ ہم کو ضائع و برباد مت چھوڑو تو وہ سست ہو جاتے اور کہتے کہ اگر ہم ہجرت کر جاویں تو اپنے والدین و اولاد و اقارب کا ناتا قطع کریں [illegible]
تجارات جاتی رہیں اور ہم برباد ہونگے تو یہ آیت نازل ہوئی۔ مقاتل رح نے کہا کہ نو آدمی جو مرتد ہو کر کفار مکہ سے جا ملے تھے اُن سے اقارب کی [illegible]
موالات کرنے سے ممانعت مراد ہے اور معنی یہ ہیں کہ تم ان کو اپنے ایسے دوست مت بناؤ کہ تمکو ایمان و طاعت سے روکیں اور حق یہ ہے کہ یہ [illegible]
جزوی ہیں اور اعتبار عموم لفظ کا ہے اور جو معنی ہیں وہ یہ ہیں کہ اے ایمان والو لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ یعنی مت بناؤ [illegible]
اپنے والدین و بھائیوں کو اولیا کہ اُنکے ساتھ موالات کرو۔ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ۔ بشرطیکہ اُن کی یہ حالت ہو کہ کفر کو [illegible]
محبوب رکھیں یعنی ایمان سے نفرت و انکار کریں اور کفر کو محبوب رکھیں و اختیار کریں پس تم کو بھی برباد کرینگے۔ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ
فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۔ اور جو کوئی تم میں سے اُن کو ولی بنا وے پس ایسے ہی لوگ ظالم ہیں کیونکہ موالات جسکا موقع اللہ تعالیٰ
و رسول و مومنین تھے اُس کو بے موقع مشرکوں و کافروں میں رکھا۔ کلام مجید میں بہت جگہ موالات اہل شرک سے منع فرمایا اور اُنکے موالات
کرنیوالیکو اُنہیں میں سے قرار دیا۔ علما رح نے کہا کہ اسلام کے فرقوں میں سے جو ایسے ہیں کہ شرع اُن پر مشرک و مرتد ہونے کا حکم دیتی ہے جیسے
بعض فرقہ رافضہ و جہمیہ و باطنیہ و فرقہ نیچر وغیرہ وہ تو صریح اسی حکم میں داخل ہیں اور جو فرقہ مبتدعہ اس حد تک بحکم ظاہر شرع نہیں پہنچا مگر
راہ سنت و طریق مستقیم سے خلاف ہے وہ فاسق ہیں اور اُن کا و جملہ فساق کا یہ حکم ہے کہ اُن سے موالات حرام ہے۔ ائمہ تصوف نے تصریح کی ہے
ہیں کہ صحبت و موالات دلی مورث اثر عجیب بتاثیر الٰہی ہے اس میں زیادہ تقریری استدلال کی نہ گنجائش ہے نہ حاجت کیونکہ آیات و احادیث میں اس سے
ممانعت کافی ہے چنانچہ یہاں بھی اہل ایمان کیواسطے سخت ممانعت فرمائی کہ کافر سے موالات نکریں گو باپ بھائی ہو اور اس سے یہ لازم نہیں کہ [illegible]
و نفقہ بھی کافر والدین کو نہ دیں بلکہ دل کی حفاظت مقصود ہے۔ بیہقی نے روایت کی کہ ابو عبیدہ بن الجراح رضؓ کے باپ نے جنگ بدر میں اسکے روبرو [illegible]
بتوں کی تعریف اور اُنکی پرستش کی خوبیاں بیان کرنی شروع کیں اور دین اسلام سے بے رغبتی دلائی اور ابو عبیدہؓ برابر اُسکو روکتے اور منع کرتے [illegible]
تھے یہاں تک کہ جب اُن کے باپ نے مبالغہ کیا تو قصد کر کے ابو عبیدہؓ نے خالص اللہ تعالیٰ و اُسکے رسول صلعم کی رضا کیلئے قتل کر دیا پس اللہ تعالیٰ
نے نازل فرمایا۔ لاتجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الآخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ الآیۃ یعنی اے محمد صلعم تو نہیں پاویگا ایسی قوم کو جو اللہ
و روز قیامت پر ایمان لائے ہیں اس حال میں کہ دوستی کریں ایسے کافروں سے جو دشمنی رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ و اُسکے رسول سے [illegible]
ایسے ہی یہاں بھی کافروں سے موالات کرنے کو منع کیا بلکہ موالات والوں کو ظالم فرمایا پھر سخت تہدید کی کہ۔ قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ
وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ۔ اے اقربا رکم و تمہارے ناتے دار لوگ۔ اور ابوبکرؓ کی قراءت میں عشیراتکم [illegible]
جمع ہے اور شاذ قراءۃ میں و عشائرکم ہے اور معنی واحد ہیں وَاَمْوَالُ اِقْتَرَفْتُمُوْهَا اور وہ اموال جو کہ تم نے کمائے [illegible]
ہے۔ وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا اور وہ تجارت جس کے کساد سے ڈرتے ہو یعنی تجارت نہ چلنے [illegible]

Marfat.com

[illegible] مسکن جن کو تم اپنی مرضی کے موافق وپسندیدہ رکھتے۔ حاصل آنکہ اے محمد صلعم تو ان لوگون سے کہدے کہ
[illegible] ہین وغیرہ امور مذکورہ أَحَبَّ إِلَيْكُم تم کو زیادہ محبوب ہون مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي
[illegible] بنسبت اللہ تعالیٰ واسکے رسول کے واسکی راہ مین جہاد کرنے کے فَتَرَبَّصُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ۔ تو منتظر بیٹھے رہو
[illegible] اپنا امر لاوے یعنی اسکا عذاب تمپر آوے خواہ جیتی زندگی مین یا مرنے پر۔ بعض نے کہا یعنی مکہ فتح ہو جاوے مگر اول اصح ہی اسواسطے
[illegible] نازل ہوئی۔ الا آنکہ یہ آیات اس سے پہلے اتری ہون واللہ اعلم۔ مساق آیت یا تو دربارہ جہاد ہی یا دربارہ ہجرت ہی
[illegible] تو ایمان لانیوالون سے کہدے کہ اگر والدین واولاد وغیرہ امور مذکورہ تمکو بنسبت اللہ تعالیٰ واسکے رسول وجہاد کے زیادہ محبوب
[illegible] بیٹھے انتظار کرو جہاد مین قدم نہ دھرو بخوف ان چیزون کے جو تمھین محبوب ہین یا اپنے وطنون سے ہجرت نکرو یہانتک کہ تم پر
[illegible] آنکھین کھلین اور بیفائدہ پچھتاؤ۔ اور مراد فتربصوا۔ امر سے اسکی تعمیل نہین ہی بلکہ بطور تہدید کے ہی اور حاصل آنکہ ایسے
[illegible] وطاعت سے خارج ہوگا۔ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ۔ اور اللہ تعالیٰ قوم فاسق کو راہ نہین دیتا ہی پس ان
[illegible] راہ حق وایمان سے خارج نہ کرنا چاہیئے ورنہ عاقبت کی بربادی ہی۔ اللهم اهدنا وسهل علينا السديد انت لنا نعم المولى ونعم
[illegible] احب الیکم۔ مین کمال رحمت وآسانی ہی کیونکہ درواقع مخلوق کو سوائے اپنے خالق پاک کے جس نے اسکو پیدا کیا اور ایسے ایسے انعام غیر متناہی
[illegible] سرفراز کیا ہی اور کسی سے محبت کے کیا معنی ہین اسکو ہمہ تن اپنے معبود پاک ہی سے محبت ہونا چاہیئے یا اسی کے واسطے اور سے ہو جو درحقیقت
[illegible] ولیکن آدمی ضعیف البنیان اپنی اولاد وغیرہ کی محبت مین بمقتضائے طبیعت پھنسا ہوا ہی کہ طبیعت اسپر غالب ہوتی ہی لہذا کرم سے اسقدر
[illegible] کی محبت سے حب الٰہی غالب ہی پس کوئی چیز اس کو ہرگز تعمیل حکم الٰہی سے مانع نہ ہونے پاوے۔ مفسرین نے کہا کہ حب سے محبت اختیاری
[illegible] کہ محبت طبعی بے اختیاری ہی اس سے بندہ مکلف نہین ہو سکتا۔ اور حق یہ ہی کہ یہ بات براہ حکم ہی ورنہ عند التحقیق جب محبت ایمانی
[illegible] تو محبت طبعی پست ہو جاتی ہی اگرچہ فی الجملہ معارض ہی اور یہ ادنی درجہ ہی ورنہ اہل کمال مین معارضہ نہین رہتا واللہ اعلم۔ وقد قال تعالیٰ
[illegible] رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ نے عبداللہ بن ہشام رضی سے روایت کی کہ ہم لوگ حضرت رسول اللہ صلعم کیساتھ تھے اور آپ حضرت عمر رض
[illegible] تھے پس عمر نے عرض کیا کہ واللہ یا رسول اللہ آپ مجھے ہر چیز سے زیادہ محبوب ہین سوائے میری اپنی جان کے تو آنحضرت صلعم نے فرمایا
[illegible] مین سے مومن نہوگا یہانتک کہ مین اسکو اسکی جان سے زیادہ محبوب ہو جاؤن تو عمر رض نے عرض کیا کہ واللہ یا رسول اللہ اب تو آپ مجھے
[illegible] محبوب ہین تو رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ ہان اب اے عمر تو پورا مومن ہوا۔ رواہ البخاری۔ مترجم کہتا ہے کہ ایمان فیض الٰہی ہی
[illegible] تعالیٰ عزوجل نے سچے صحابی کو فوراً اس فیض سے سرفراز فرمایا والحمد للہ علی ذالک۔ اور صحیحین کی حدیث مین ہی کہ قسم اس ذات پاک
[illegible] قدرت مین میری جان ہی کہ کوئی تم مین سے مومن نہین ہوگا یہانتک کہ مین اسکو اسکے والدین واولاد وتمام لوگون سے زیادہ
[illegible] ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہی کہ مین نے رسول اللہ صلعم سے سنا کہ جب تم لوگ بطور عینہ خرید وفروخت کروگے اور گاؤن کی
[illegible] راضی ہوگے اور جہاد چھوڑ دوگے تو اللہ تعالیٰ تم پر ذلت کو مسلط وغالب کر دیگا اس کو تم سے نہین ہٹا دیگا
[illegible] دین کی طرف لوٹ جاؤ۔ رواہ احمد وابو داؤد وقد رواہ احمد من طریق شہر بن حوشب باسنادہ عن عبداللہ بن عمر ایضاً بنحو
[illegible] کی خرید وفروخت بالاتفاق مکروہ ہی اور اسکی تفسیر مین اختلاف ہی چنانچہ ترجمہ عالمگیریہ کتاب البیوع سے مفصل تلاش
[illegible] کشاف کی تبعیت مین بعد تفسیر اس آیت کریمہ کے لکھا کہ اس آیت مین تشدید عظیم ہے یعنی بڑی سختی ہے

Marfat.com

کمتر اس سے کوئی چھوٹا ہوگا اور مترجم کہتا ہو کہ یہ الفاظ ناکارہ ہین اور اللہ تعالیٰ نے جس کو ایمان عطا فرمایا وہ اللہ تعالیٰ کی ...
باآسانی اُس سے چھوٹے اور خوش رہے۔ اور ہم اللہ تعالیٰ سے عاجزی کے ساتھ دعا مانگتے ہین کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت ...
ایمان کی توفیق و ہدایت دے اور خاتمہ بخیر کرے آمین یا ارحم الراحمین۔

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ
مدد کر چکا ہے اللہ تمکو بہت میدانون مین اور دن حنین کے جب اترائے تم اپنی بہتایت پر پھر وہ کچھ کام نہ
شَيْـًٔا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ۚ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ
نہ آئی تمہارے اور تنگ ہو گئی تم پر زمین ساتھ اپنی فراخی کے پھر ہٹے تم پیٹھ دے کر پھر اُتاری اللہ نے
سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ
اپنی طرف سے تسکین اپنے رسول پر اور ایمان والون پر اور اُتاری فوجین جو تم نے نہین دیکھین اور مار دی
كَفَرُوْا ۭ وَذٰلِكَ جَزَاۗءُ الْكٰفِرِيْنَ ۝ ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰي مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝
کافرون کو اور یہی سزا ہے منکرون کی پھر توبہ دیگا اللہ اسکے بعد جس کو چاہے اور اللہ بخشتا ہے مہربان

فی تفسیر الحافظ۔ ابن جریج نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کی کہ سورہ براۃ مین یہ آیت سب سے پہلے نازل ہوئی۔ وقال المترجم یہ صریح ہو کہ موافق قول ابن عباس کے سورہ براۃ بعد فتح مکہ کے نازل ہوئی پس جن آیات مین توہم ہوتا ہو کہ قبل فتح مکہ نازل ہوئین مانند قولہ الا تقاتلون قوما نکثوا ایمانہم وہموا باخراج الرسول الآیات وہ یہود وغیرہم کے حق مین محمول ہین ان بیان بنظر اصلی مقصود کے تمام اہل کفر و شرک کو شامل ہے بدین معنی کہ اتباع نفس و ہوی مین تمام وہ قلوب جو نور ایمان سے خالی ہین مضاہات و مشابہت رکھتے ہین پس مشرکین مکہ کا بھی وہی حال ہو اگرچہ یہود جان بوجھکر چاہ ضلالت مین گرنے سے زیادہ قابل ملامت ہوئے۔ اور مترجم نے ان آیات کی تفسیر مین مفصل یہ اشارہ کر دیا ہو وہان تامل کرنا چاہیئے بالجملہ کلام الٰہی سب اپنے موقع و معنی مین استوار و صحیح و مستقیم بے اغلاق و تعقید ہو۔ چنانچہ ائمہ صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم سب سے آگاہ تھے اور انھون نے سب بتلا دیا لیکن پچھلون کی کمند فہم اس کنگرہ بلند تک کبھی پہونچنے مین قصور کر جاتی ہو۔ فافہم۔ اس آیت مین اللہ تعالیٰ نے جہاد و ہجرت بجالانے مین متردد ہونیوالون کو مطمئن فرمایا کہ جب کسی امر مین حکم حق تعالیٰ صریح ہو تو اسمین تردد کی کوئی جگہ نہین کیونکہ وہ تمہارے اجتہاد پر نہین چھوڑا گیا کہ اسمین خداداد عقل سے سمجھ بوجھکر جو رائے مین آوے وہ کرو بلکہ متعین کر دیا کہ یون کرو پس تمہاری اصلاح کیلئے او تعالیٰ خود کریم کارساز ہو اور سامان و اسباب پر نظر رکھنا حکم منصوص مین بیہودہ ہو اور جہاد و ہجرت اسی قسم سے ہو پس انکو اپنے حکم کی پابندی کرنے کی صورتون مین اپنے فضل و کرم سے اُن کا کام درست کرنیکی نعمتین یاد دلائین کہ بدون سامان ظاہری کے تم کو فتح و نصرت دی تاکہ مطمئن ہو جاوین کہ فتح و نصرت و کارسازی سب اُسکے عز و جل کے قبضۂ قدرت مین ہو اور اسباب پر کچھ بھی بھروسا نہین بلکہ اسپر بھروسا کرنا الٹا ضرر ہی چنانچہ یاد دلایا بقولہ۔ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ یعنی امر جہاد وغیرہ مین فقط اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسا کر کے فرمانبرداری کرو کہ واللہ بیشک تم کو اللہ تعالیٰ نے مواطن کثیرہ مین نصرت دی اور تم اس کو آزما چکے علاوہ کہ بے سامان تھے مگر اللہ تعالیٰ پر بھروسا کئے تھے۔ مواطن جمع موطن۔ جائے قرار و بود و باش اور یہ وطن معنی واحد ہین اور دلیر لوگ چونکہ مقام جنگ سے ہٹنا نہین چاہتے بلکہ وہین کھیت رہنا منظور کرتے ہین یا دشمن کو مارین تو اسکو بھی موطن کہنے لگے اور جائز ہو کہ موطن ...

ہو مضاف مقدر کے ایام مواطن کہا جاوے اور فائدہ اس کا عنقریب ظاہر ہوگا۔ ولام لقد موطئۃ القسم ہے اور کثیر بدون قد مستعمل
لامر فی اختلاف مستوفاۃ۔ والمعنی البتہ تمکو نصرت دی اللہ تعالی نے مواطن کثیرہ مین۔ یعنی بہت سے مقامات یا ایام حرب مین مانند
بیر کے اور صحیح بخاری وغیرہ مین جملہ غزوات رسول اللہ صلعم کے بروایت زید بن ارقم رض کی اونیس ۱۹ مذکور ہین اور بریدہ رض کی روایت
ن غزوات مین سے آٹھ مین قتال کیا اور بعضون نے کہا ہے کہ غزوات و سرایا و بعوث سب ملاکر ستر ہین اور بعض نے کہا کہ
وَيَوْمَ حُنَيْنٍ کے اعراب مین دو وجہ ہین ایک یہ کہ ظرف منصوب بفعل مقدر ہے لے واذکر یوم حنین۔ اور فعل ظاہر یعنی
نہین کیونکہ قولہ۔ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ بدل از یوم ہے پس اگر منصوب بفعل مذکور ہو تو محل قولہ فی مواطن پر عطف
جمیع مواطن مین اُن کی کثرت نے اُن کو اعجاب مین نہین ڈالا بلکہ جمیع مواطن مین وہ کثرت سے نہ تھے لہذا منصوب بفعل مقدر ہے
یوم حنین عطف ہے فی مواطن پر اور اذا اعجبتکم کا بدل ہونا کچھ مضر نہین کیونکہ یہ عطف اس امر کو مقتضی نہین کہ معطوف کی طرف
ہو یعنی کثرت و اعجاب اسمین معطوف علیہ اپنے معطوف کیساتھ جمیع مواطن مین مشارک ہو پس جب یہ بات نہین تو تقدیر فعل کی کچھ ضرورت
بیضاوی رح نے اختیار کیا اور اول مختار مفسر رح ہے اور وجہ اول پر معنی یہ ہین کہ یاد دلاوے روز حنین کو اسوقت کو کہ اعجاب مین ڈالا تمکو تمھاری
کثرت نے۔ اور وجہ دوم پر یہ معنی کہ فتح دی اللہ تعالی نے تم کو مواطن کثیرہ مین اور حنین کے روز جبکہ تم کو تمھاری کثرت نے اعجاب مین ڈالا تھا۔ واضح
ہو کہ واقعہ حنین اور دیگر مواطن مین یہ فرق ہوا کہ دیگر مواطن مین اہل اسلام کی نہ کثرت تھی اور نہ ان کو اعجاب ہوا اور حنین مین کثرت تھی اور اعجاب ہوا
پس اللہ تعالی پر تمام توکل سے نظر چوکی اور اللہ تعالی نے اُن کو نتیجہ دکھلا دیا کہ کثرت و ظاہری اسباب کچھ کام نہ آئے اور شکست اُٹھائی پھر اللہ تعالی
نے مدد دے چند اہل توکل کو فتح دی حنین بروزن سہیل ایک وادی ہے درمیان مکہ و طائف کے اٹھارہ میل مکہ سے اسمین اہل اسلام اور مشرکین سے
مقابلہ ہوا۔ اور قصہ مختصر یون ہے کہ فتح مکہ کے بعد جب اکثر لوگ مسلمان ہوگئے اور قیدیون کو آنحضرت صلعم نے رہا کیا اور وہان کا انتظام کر دیا
تو آپ کو خبر پہونچی کہ قبیلہ ہوازن نے لڑائی کے لئے لشکر جمع کیا ہے اور مالک بن عوف نضری اُن کا سردار ہے اور بنو ثقیف تمام اور بنو جشم اور
بنو سعد بن بکر اور تھوڑے بنی ہلال و بنی عمرو بن عامر و عون بن عامر اُنکے ساتھ شریک ہین اور وے لوگ جان پر کھیل کر مع عورتون و بچون
و ذرہ ذرہ اسباب کے اس میدان مین آکر متفق ہوئے ہین کہ ہرگز نہ بھاگین گے اور ہوازن تیراندازی مین معروف تھے پس آنحضرت صلعم آٹھوین
سال ہجرت کے ماہ شوال مین اُن کی طرف روانہ ہوئے اور آپکے ساتھ مہاجرین و انصار و قبائل عرب کا لشکر دس ہزار تھا جو فتح مکہ کیلئے
ساتھ آیا تھا اور دو ہزار کے اندر وہ اہل مکہ تھے جو مسلمان ہوئے تھے اور اُن کو طلقاء کہتے تھے اور بعضے اُن مین سے دل سے مسلمان بھی
نہ تھے اور بہتیرے اسوجہ سے ساتھ ہولئے تھے کہ ہوازن فتح نہ پاوین کیونکہ قریش کی سُبکی ہوگی پس راہ مین یہ قصہ ہوا کہ بعض نے ذات انواط
دیکھکر حضرت صلعم سے درخواست کی کہ ہمارے لئے بھی مشرکون کا سا ایک ذات انواط بنوا دیجئے تو فرمایا کہ اللہ اکبر یہ تو ویسا ہی قول ہے جیسے بنو اسرائیل
نے موسی سے کہا تھا کہ اجعل لنا الٰہا کما لہم آلہۃ۔ یہ اُمت بھی اگلون کے قدم بقدم ہو جائے گی بعض نے کہا کہ اب اہل مکہ و مدینہ ایک ہو گئے ہین
غالب ہون گے اس کلام کو آنحضرت صلعم نے مکروہ جانا اور بعض نے اپنی جماعت کی کثرت دیکھکر کہا کہ قلت کی وجہ سے جو شکست ہوتی
اب کبھی نہ ہوگی اور یہ کلمہ بھی آنحضرت صلعم کو ناگوار ہوا۔ بالجملہ جب وادی حنین مین پہونچے تو وادی مین پو پھٹے تڑکے اُترے اور ہوازن
نالون مین گھات لگائی تھی اور اموال سب ظاہر کر دیئے تھے پس سوارون نے حملہ کیا اور قوم ہوازن پیٹھ پھیر کر بھاگی اور
غنائم تھی اور لشکر کے آزمودہ کار صحابہ مہاجرین و انصار پیچھے تھے وہ ابتک پہونچے نہ تھے اور بعض جو موجود تھے انھون نے منع کیا

کہ یہ قوم کافر ہے مگر ان نو مسلم لوگون نے نہ سنا اور قوم نے گھات سے نکل کر تیر اندازی کی تو گھوڑے پھر گئے اور بھاگے اور ایسے فرار ہوئے کہ بعض نے مکہ مین آکر دم لیا مگر رسول اللہ صلعم اپنی جگہ پر قائم تھے اور اسدن بغلہ شہبا پر ... دشمن کی جانب بڑھاتے۔ صحیحین مین برار بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اُن سے کہا کہ اے ابو عمارہ ... حنین کے روز ... فرار کیا تو فرمایا کہ لیکن رسول اللہ صلعم نے فرار نہین کیا۔ ہوازن تیر انداز قوم تھی جب ہم اُن سے ملاقی ہوئے تو پیٹھ پھیر کر بھاگے بعض لوگ ... ٹوٹ پڑے اس حال مین اُن لوگون نے تیر برسائے اور تلوارین کھینچکر ایک دم سے سب کے سب حملہ آور ہوئے پس لوگ بھاگ کھڑے ہوئے ... واللہ مین نے رسول اللہ صلعم کو دیکھا کہ آپ بغلہ بیضا پر سوار اور ابوسفیان بن الحارث اسکی لگام پکڑے تھے آپ فرماتے تھے کہ انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب یعنی کچھ دروغ نہین مین اللہ تعالی کا رسول ہون مین اسکا بندہ اور نسب مین عبد المطلب کا فرزند ہون۔ سبحان اللہ تعالی نے اپنے رسول کو صفات مخلوق مین فرد اکمل فرمایا کہ آپ کا مثل نہین چنانچہ یہ شجاعت اور یہ وثوق و ایقان ہے جو تم نے سنا۔ بالجملہ آنحضرت صلعم اس کمال شجاعت سے قائم اور عباس بن عبد المطلب آپکی رکاب تھامے اور ابوسفیان بن الحارث بن عبد المطلب آگے سے بغلہ بیضا کی لگام مضبوط پکڑے تھے کیونکہ آپ اس کو اس حال مین آگے بڑھاتے تھے اور وہی فرماتے تھے جو بیان ہوا۔ اور آپکے ساتھ قریب ایکسو صحابہ کے ثابت قدم رہے جنمین ابوبکر و عمر و عباس و فضل بن عباس و علی بن ابی طالب و اُسامہ بن زید وغیرہم تھے اور برار بن عازب و ابن مسعود رض بھی انھین مین تھے۔ بالجملہ آنحضرت صلعم لوگون کو پکارتے کہ اے بندگان خدا میری طرف آؤ میری طرف آؤ پھر اپنے چچا عباس رضی اللہ عنہ کو جو بہت بلند آواز تھے حکم دیا کہ اصحاب الشجرۃ کو آواز دین یعنی سال حدیبیہ مین درخت کے نیچے جن لوگون نے بیعۃ الرضوان اس عہد پر کی تھی کہ لڑائی مین نہین بھاگین گے پس عباس رض نے آواز دینی شروع کی کہ اے اصحاب سمرہ اور کبھی کہتے کہ اے اصحاب سورہ بقرہ پس لوگون نے لبیک کہتے ہوئے قبول کیا اور بڑھے۔ ابن جریر نے عبد الرحمن مولی اُم بُرثن سے روایت کی کہ ایک شخص نے جو اُس دن مشرکین کے ساتھ تھا ہم سے بیان کیا کہ جب ہم لوگ اصحاب رسول اللہ صلعم سے بھڑ گئے تو وہ ہمارے سامنے اتنی دیر بھی نہ ٹھہرے کہ جتنی دیر مین بکری کا دودھ دوہا جاتا ہے اور بھاگے تو ہم نے انکو بھگانا شروع کیا یہان تک کہ ہم وہان تک پہونچے کہ جہان بغلہ بیضا پر ایک شخص سوار تھا جب دیکھا تو وہ رسول اللہ صلعم تھے اور آپکے گرد ہم کو گورے گورے خوبصورت لوگ ملے اور اسی حال مین تھے کہ آنحضرت صلعم نے لوگون کی طرف جھڑک کر فرمایا۔ شاہت الوجوہ ارجعوا۔ تمہارے چہرے خوار ہون پیچھے پھرو۔ اور ہم نے گھبرا کر بھاگنا شروع کیا اور وہ لوگ ہمارے کندھون پر سوار ہوگئے گویا وہی ہمارے کندھے ہین جب عباس رض کی آواز سے اصحاب بڑھے تو تیزی کیساتھ وہ آنحضرت صلعم کی حضور مین حاضر ہوئے یہانتک کہ اگر کسی کا اونٹ بڑھنے مین جلدی نکرتا تو وہ زرہ پھینک کر اسپر سے کود پڑتا اور پیرون دوڑتا ہوا آپکے پاس حاضر ہوتا۔ ابن اسحاق نے ذکر کیا کہ جب تھوڑے لوگ آنحضرت صلعم کے پاس ہوگئے تو حکم دیا کہ صدق نیت سے حملہ کرو اور دعا کرکے ایک مشت خاک مشرکون کو پھینک ماری اور وہ لوگ بھاگے۔ امام احمد نے یہ قصہ جو ابو عبد الرحمن الفہری سے روایت کیا اسمین ہے کہ پھر شاہت الوجوہ کہکر وہ مشت خاک اُنکو پھینک ماری اور مشرکین بھاگے اور یعلی بن عطاء نے کہا کہ مشرکین کے بیٹون نے جو مسلمان ہوگئے اپنے باپون سے یہ قصہ روایت کیا کہ ہم لوگون مین سے کوئی نہین بچا ہر ایک کی آنکھ و منہ مین خاک و کنکریان بھر ہوئین اور ہمارے کانون مین ایک سخت جھنکار سمائی جیسے طشت پر کوئی لوہے کی زنجیر رگڑتا و گھسیٹتا ہے پس بدحواس ہوکر ہم لوگ بھاگ نکلے۔ وقد رواہ البیہقی رح فی دلائل النبوۃ۔ پس اللہ تعالی جل و علا نے یہی واقعہ یاد دلایا کہ جہاد وغیرہ مین اسباب ظاہری پر نظر مت کرو اور حکم منصوص مین عقل مت لڑاؤ دیکھو کہ تم کو اللہ تعالی نے غنی ...

سه یعنی تھوڑے سے لشکر والون سے دوڑ پڑے اور وہ نہین بھاگے تھے ۱۲ م سه یعنی مہاجرین و انصار ۱۲ م

...حنین تنگ ہوگئی جبکہ تم نے اپنی کثرت پر عجاب کیا تھا یعنی بعض نے کہا تھا کہ اب ہم لوگ بوجہ قلت کے مغلوب ہوں گے پس اسی کلمہ پر
...بھروسا تمام اللہ تعالیٰ پر نہیں کیا۔ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا۔ اغنا راسقدر دینا کہ حاجت دور کر دے لے لن تدفع کثرتکم
...تعالیٰ کی نصرت سے کچھ دور نہ کیا بلکہ تم بھاگ نکلے یعنی تم میں سے اکثر بھاگے اگرچہ تینتیس مہاجرین و ستر انصار حضرت صلعم کیساتھ
...ثابت قدم رہے اور عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت بیہقیؒ میں اسی مہاجرین وانصار مذکور ہیں بالجملہ اکثر بھاگے۔ وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ
الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ۔ رحب بالضم وسعت اور بالفتح مقام وسیع اور با بمعنی مع و بعض نے کہا کہ بمعنی علی ہے اور ما مصدریہ لے مع رحبہا
...یعنی یکہ تنگ ہوگئی تم پر زمین باوجود اپنی فراخی کے یعنی تم ایسے بدحواس ہوئے کہ ایسی فراخ زمین میں تمھیں کہیں جائے قرار نہ ملی
...بھاگنے والے آدمی کا حال ہوتا ہے۔ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُدْبِرِينَ ادبار دبر یعنی پیٹھ پھیر کر الٹے جانا بخلاف اقبال کے او مدبرین
...یعنی پھر تم نے کافروں کو اپنے پیٹھوں کا متولی کیا درحالیکہ تم پیٹھ پھیر کر بھاگنے والے تھے۔ کلام میں تعبیر ملامت ہے اور اشارت لطیف مشعر
...ملامت ظاہر ہے جب شکست ہوئی تو بعضے منافقوں و مذبذب لوگوں نے کہا کہ جادو زور ختم ہوا اب یہ شکست مکہ تک نہیں رکتی اور محمد بن
اسحاق نے جابر بن عبداللہؓ سے قصہ حنین روایت کیا اسمیں ہے کہ بھاگنے کے بعد پہلے جو لوگ بلائے گئے وہ انصار تھے اور اُن میں خزرج
...جہاد میں ... تھے اور یہ لوگ جہاد میں بہت ثابت قدم تھے پس یہ لوگ حاضر ہو کر قوم ہوازن سے بھڑ گئے اور اللہ تعالیٰ ورسول کے روبرو
...جانیں فدا کرنے کی نیت کی اور رسول اللہ صلعم نے رکاب پر ٹیک دیکر نظر فرمائی کہ قوم انصار اس قلت کے ساتھ اس گروہ کفار سے جو چار ہزار
...دلیری سے لڑتی ہے تو فرمایا کہ اب البتہ تنور گرم ہوا پھر عبداللہ بن مسعودؓ سے ایک مشت خاک لیکر مشرکوں کو پھینک ماری اور کہا کہ شاہت الوجوہ
...ورب الکعبہ۔ یہ چہرے شرک کیساتھ خوار ہوں قسم ہے رب کعبہ کی اب بھاگے ادھر پھینکنا تھا کہ کافروں کی آنکھیں و منہ کنکریوں و ریگ سے
بھر گئے اور وہ بھاگ نکلے۔ بالجملہ پہلے لشکر اسلام ہی نے شکست اٹھائی فقط رسول اللہ صلعم مع عباس بن عبدالمطلب کے اور ابوسفیان بن الحارث
بن عبدالمطلب کے بنا بر مختار مفسرینؒ کے یا آنحضرت صلعم مع سو آدمیوں کے باقی رہے۔ کما قال تعالیٰ۔ ثُمَّ أَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَى رَسُولِهِ
...بیان ثم۔ ترتیب بیانی ہے کیونکہ آنحضرت صلعم پر سکینہ وطمانینہ ہر حال میں نازل تھی۔ معنی یہ کہ پھر سنو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے جو طمانیت
اتاری وہ اپنے رسول صلعم پر وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ اور مومنین پر۔ مفسرؒ نے کہا یعنی آنحضرت صلعم کی اجازت سے عباسؓ نے جب آواز دی اور وہ پھرے
...ان پر ثابت قدمی وطمانینت نازل تھی پس جمکر لڑے۔ اور بعض مفسرین نے کہا کہ جو آپکے ساتھ قائم رہے تھے اُن پر نازل ہوئی۔ بیہقی واحمد
...ابن مسعودؓ نے روایت کی کہ حنین کے دن میں رسول اللہ صلعم کیساتھ تھا پس لوگوں نے پیٹھ پھیری اور میں اسی مہاجرین و انصار میں رسول اللہ صلعم کیساتھ رہگیا اور ہم لوگ قائم رہے اور ہم نے پیٹھ نہیں پھیری اور
...یہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے طمانینت اتاری تھی۔ مترجم کہتا ہے کہ وجہ توفیق روایات کی طرف میں نے بیان قصہ میں اشارہ کر دیا ہے کہ کچھ جلد باز لوگ
...کیسے آگے بڑھ گئے تھے اور وہی فریب میں پڑ کر بھاگ نکلے اور اسوقت آنحضرت صلعم کے پاس سوائے عباسؓ و ابوسفیان کے کوئی نہیں تھا
...اسی آدمی یا سو آدمی بہت قریب تھے وہ ریلے والوں کے شریک نہ ہوئے بلکہ فوراً اُنھوں نے آنحضرت صلعم کے سامنے سے قوم کو روکا اور
...عباسؓ کے آواز دینے سے سابقین مہاجرین و انصار جو پیچھے تھے تیزی کے ساتھ دوڑے حتیٰ کہ اگر اونٹ جلدی نہ کرتا تو کود پڑتے اور پیروں دوڑتے
...جھکڑ غلط بہت زیادہ ہوگیا تھا لہذا راویوں میں اختلاف ہوگیا۔ حتیٰ کہ پچھلے لشکر والوں کو بعض نے بھاگ کر واپس آنیوالا تصور کیا۔ فافہم واللہ اعلم
وَأَنْزَلَ جُنُودًا لَمْ تَرَوْهَا۔ اور ایسے جنود یعنی جتھے و لشکر اتارے جن کو تم نے نہیں دیکھا یعنی ملائکہ کو نازل کیا اور قصہ بدر میں
...گذرا کہ ملائکہ نے قتال نہیں کیا سوائے بدر کے واللہ اعلم ولیکن کثرت جماعت کیواسطے نزول ضرور ہوا چنانچہ بروایت ابن جریر

Marfat.com

از عبدالرحمن مولی ام برثن رح اثنائے قصہ مین گذر چکی بیہقی رح نے اپنی اسناد سے شیبہ بن عثمان سے جو فتح مکہ کے [illegible]
کہ جنگ حنین مین رسول اللہ صلعم کے ساتھ مین بھی نکلا تھا ولیکن واللہ مین کچھ اسلام یا اُسکی معرفت سے نہین نکلا [illegible]
والے قریش پر غالب ہونے پادین پس مین نے رسول اللہ صلعم سے کہا کہ یا رسول اللہ مین ابلق گھوڑون کے سوا کچھ [illegible]
سوائے کافر کے کوئی نہین دیکھتا پھر میرے سینہ پر اپنا ہاتھ مار کر فرمایا کہ اے اللہ تعالی پاک میرے تو شیبہ کو ہدایت فرما [illegible]
تیسری بار یہ میرے سینہ سے اپنا ہاتھ نہین اُٹھایا تھا کہ میری یہ کیفیت ہوگئی کہ تمام مخلوق الٰہی مین کوئی بھی مجھے آنحضرت صلعم [illegible]
پھر جنگ کا تمام قصہ لوگون کا بھڑنا اور شکست اُٹھانا و عباس رح کا پکارنا اور آنحضرت صلعم کا فتح کی دعا کرکے ایک مٹھی [illegible]
کا بھاگنا سب بیان کیا۔ جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ حنین کے روز مین رسول اللہ صلعم کے ساتھ تھا اور لوگ لڑتے تھے [illegible]
کہ ایک سیاہ کملی آسمان سے گرتی نظر آئی یہان تک کہ زمین پر مومنون و مشرکون کے درمیان گری اور ناگاہ اسمین سے چیونٹیان نکلین [illegible]
تمام وادی بھر گیا اور یہ ہوتے ہی مشرکین نے شکست کھائی پس ہم کو کچھ شک نہ تھا کہ وہ ملائکہ ہین۔ رواہ ابن اسحاق مترجم کہتا ہے کہ مشرکون
کو ابلق گھوڑون کے سوار نظر آتے تھے اور مومنون کو اس حال خوفناک سے نہین معلوم ہوتے بلکہ مرغوب انواع و اطوار سے نظر آتے اور بکا پر اہل اللہ
بعمائم بھی دکھلائی دیتے تھے۔ یزید بن عامر السوائی سے روایت ہے کہ مین حنین کے روز مشرکین کے ساتھ تھا اور رعب کی یہ کیفیت تھی جیسے طشت
مین کوئی کنکریان ڈالکر بجائے پس ہم لوگ اپنے سینہ مین اسطرح اضطراب پاتے تھے اور بکثرت روایات سے ثابت ہوا کہ آنحضرت صلعم نے ایک مٹھی خاک کنکریلی لیکر
مشرکون کو ماری کہ ہر ایک کی آنکھون و منھ مین ریگ و کنکر بھر گئے اور وہ مضطرب ہوکر بھاگے اور قتل و قید ہوئے و مسلمانون مین سے صرف
چار آدمی شہید ہوئے۔ وقال تعالی۔ وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا۔ اور کافرون کو اللہ تعالی نے عذاب کیا یعنی قتل و قید ہوئے
و اُنکے مال لئے وسدی رح نے کہا کہ تلوار سے مقتول ہونے کا عذاب کیا۔ بعض نے کہا کہ عورتین و بچے سمیت چھ ہزار قیدی تھے اور غنیمت اتنی کثیر
ہاتھ آئی کہ اس سے پہلے کبھی نہین ملی تھی چنانچہ فقط بارہ ہزار اونٹ تھے اور بکریون وغیرہ کا شمار نہین۔ وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ۔ اور
یہ جو کچھ اُن کے ساتھ کیا گیا کافرون کی جزاء ہے یعنی دنیا مین اُن کے کردار کی یہ جزاء ہے اگرچہ آخرت مین جو کفر پر مرے اُن کی سزا [illegible]
ہے۔ ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ پھر اسکے بعد اللہ تعالی توبہ کی توفیق دیگا۔ انہین سے جسکو چاہے
کفر سے توبہ کرکے اسلام لانے کی توفیق دیگا۔ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ اور اللہ تعالی غفور رحیم ہے اُن کے گذشتہ اعمال کو معاف کرکے
اُن پر فضل کریگا چنانچہ یہی ہوا کہ ہوازن کے جسقدر لوگ باقی بچے تھے وہ سب مسلمان ہوگئے اور واقعہ جنگ کے تین روز بعد جعرانہ ہو کر آنحضرت صلعم
جعرانہ مین قریب مکہ کے ملا اور درخواست کی تو آنحضرت صلعم نے اُنکو مختار کیا کہ قیدیون و مال دونون مین سے ایک چیز جو چاہو [illegible]
پس اُنھون نے اپنے قیدیون کو لینا پسند کیا پس آپ نے منادی کراکے منگوا کر اُن کو واپس کر دیئے اور اس سے استدلال کیا گیا کہ غنیمت [illegible]
رسول اللہ صلعم کو تھا جسکو چاہین دیوین اور اول سورۂ انفال مین کچھ کلام و آیۃ الخمس مین کچھ بحث گذر چکی ہے اور [illegible]
قصہ کہ قیدی اُن کو واپس کر دیئے اور باقی اموال غنیمت کو آپ نے تقسیم کیا اور اسمین سے طلقاء یعنی مکہ کے نومسلم لوگون [illegible]
قلوب کے طور پر سو سو اونٹ دیئے اور مالک بن عوف نضری سردار قبیلہ ہوازن کو بھی سو اونٹ دیئے اور یہی [illegible]
اُسنے آنحضرت صلعم کی مدح مین قصیدہ لکھا جسکے دو تین اشعار مین یہ مضمون ہے کہ محمد صلعم کا مثل نہین ہے [illegible]
فرما دین اور خبر غیب پوچھو تو بتلا دین شجاعت ایسی کہ اگر تیر و تلوار سے لشکر کے چھکے چھوٹ جادین تو [illegible]

...اور دشمن بھاگین تو ہر طرف سے راہ روکدین وہ بھاگتے راہ نہ پاوین آخر سر تسلیم جھکا کر اُنکے سامنے آوین۔ قال المترجم اشعار صحیح ...واللہ اعلم ف ۔ فی العرائس قولہ تعالیٰ لقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرۃ ویوم حنین الآیۃ ۔ استدلال حقیقت سے ثابت ہو کہ اولیا کے ...امتحانی خطرات سے خالی نہین ہوتے ہین باوجودیکہ اُن کو شرف ولایت حاصل ہو اور اس سے یہ بھی مقصود ہوتا ہو کہ معلوم ہو جاوے کہ بدرجۂ ولایت مشرف ہونا کچھ اُن کے اعمال سے متعلق نہین ہو اور اس سے اُن کو معرفت حاصل ہو کہ یہ نعمت ولایت جو اُن کے واسطے پسند فرمائی محض رحمت ہو اسمین اُنکا کچھ دخل نہین ہو۔ معنی آیت کے یہ ہین کہ جہان تم نے اپنی طاقت و قوت سے دگا و الگ کیا اور میری ہی طرف محتاج ہوکر مجھ سے میری ہی طرف فرار کیا تو مین نے اپنے حول و قوت سے تم کو تمھارے دشمن پر فتح دی کہ تمھاری نگاہ میری ہی عظمت و جلال پر رہے ...تمھاری نظر چوکی اور اپنے حول و قوت پر بھی پڑی اور مشاہدۂ قدرت حقہ سے محجوب ہوئے تو مین نے تم کو تمھارے نفوس پر چھوڑ دیا۔ جعفرؒ نے ...کہ نصرت کا حصول ایک ہی چیز پر تھا اور وہ ذلت عاجزی و محتاجی بجناب باری تعالیٰ ہو لقولہ لقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرۃ ۔ ایسے بہت ...مواطن مین جہان تم نے اپنے نفوس کے ساتھ قیام نہین کیا اور اپنی قوت و کثرت کو مشاہدہ نہین کیا اور یقین رکھا کہ نصرت کچھ اپنی قوت و اسباب سے ...نہ ہوتی ہو بلکہ اللہ تعالیٰ ہی نصرت دیتا ہو اور جب بندہ اپنی حقیقی عاجزی پر یقین رکھے تو اللہ تعالیٰ اسکی نصرت فرماتا ہو اور خواری کا آنا بھی ...اسی چیز سے ہو اور وہ عجب ہو لقولہ تعالیٰ ویوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم ۔ چنانچہ جب اُنھون نے اپنے نفوس کی کثرت سے قوت کو دیکھا تو ...حق تعالیٰ نے اُن کو ہزیمت دکھلائی اور زمین وسیع ان پر تنگ کردی۔ قولہ تعالیٰ ثم ولیتم مدبرین۔ ادبار یہ تھا کہ اپنے حول و قوت و کثرت کے حوالہ کیے ...اسی کی وکالت مین سونپے گئے تھے۔ پھر جب اُنھون نے اس تقصیر کو جان لیا کہ مشاہدہ الٰہی سے آنکھ اُٹھا کر اپنی طرف ڈالی تھی اور اُسپر نادم ہوئے ...امتحان سے نکال کر پھر ان کو لباس انوار قدرت سے اور آثار ہیبت سے مزین کر دیا۔ کما قال تعالیٰ ثم انزل اللہ سکینتہ علی رسولہ وعلی المومنین ...آنحضرت صلعم اگرچہ برابر ثابت قدم تھے اور تن تنہا اس محبوب خاص کیلئے فتح و نصرت ایک مشت خاک سے ظاہر فرمائی اور آنکھین کھولدین کہ عدم و وجود ...تمام مخلوق و لشکر و انصار کا برابر ہو اور تن تنہا وہ شہسوار عرصۂ رسالت واسطے اعلاء کلمۂ حق کے کافی و وافی ہو لیکن جب آفتاب عظمت و جلال کا ظہور ...ہو تو مخلوق پردہ عدم مین ہو پس رسول اللہ صلعم پر انزال طمانینت سے اشارہ ہو کہ قلب آنحضرت صلعم بھی شواہد امتحان سے خالی نہین کیونکہ ...حق عزوجل ہی حق ہو اور مخلوق پھر مخلوق ہو اور ایسے معنی مین حضرت صلعم نے فرمایا انہ لیغان علی قلبی وانی لاستغفر اللہ فی الیوم سبعین ...مرۃ یعنی میرے قلب پر بھی غین آجاتا ہو اور مین ہر روز اللہ تعالیٰ سے ستر مرتبہ مغفرت مانگتا ہون اور غایت ما فی الباب یہ ہو کہ علی قدر ...مراتب خطور ہو پس انہزام اصحاب کا خطرہ اس شان مین اس امتحان کا مرتبہ ہو گیا کہ انزال سکینہ کی عنایت و دستگیری کی ضرورت ہوئی۔ سکینہ بادت ...انوار کشف مشاہدہ ہو جب کہ مکر ازل سے خوف کیا تو اللہ تعالیٰ نے اصطفائیت ازلی کا نمونہ دکھلا کر خوف مکر سے مطمئن کر دیا اور یہ نہین ہوا ...تھا کہ ایک دم بھی اسکا رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نفس کی طرف ملتفت ہوا ہو لیکن یہ ہوا کہ جب وہ دریائے قدم مین غرق ہوا تو حدوث کا کچھ ...نہ دیکھا اور تمام حادث و مخلوق کو قبضۂ عظمت مین متلاشی و نابود دیکھا پس اس سے فزع ہوا اور اللہ تعالیٰ نے کرم سے اسکو اپنی طرف ...کھینچ دی پس سکینہ و طمانینت آپکو قرب سے حاصل ہوئی۔ کما قال تعالیٰ ودنا فتدلیٰ۔ اور کمال ثبات بسبب قرب الاقرب کے کما قال فکان قاب قوسین ...او ادنیٰ پس جب مرتبۂ اعلیٰ مین آپ سے مشاہدۂ قدم کی حالت مین ادب سے حادث پر نظر کرنا بالکل صادر نہوا تو مزید وصف فرمایا بقولہ مازاغ ...اور معانی سکینہ و طمانینت جو آنحضرت صلعم کو حاصل ہوئی وہ دیدار ذات سے تھی اور مومنین کو دیدار صفات سے تھی۔ بعض نے کہا کہ سکینہ ...اصل وہ تھی جو سدرۃ المنتہیٰ کے وقت شب معراج مین ظاہر ہوئی۔ کما قال تعالیٰ مازاغ البصر الآیۃ بلکہ مقام قرب مین حسن ادب سے

Marfat.com

قیام اور حق کی طرف کان لگانا اسی سے ثبات ہے۔ بقولہ علیہ السلام التحیات للہ والصلوات الخ اور سکینۃ المؤمنین وہ ہے جو نازل ہوا
پر جو حضرت مصطفےٰ علیہ السلام لائے از قسم وعدہ و وعید و بشارت وغیرہ۔ بعض مشائخ نے کہا کہ سکینہ وہ قیام مع اللہ تعالیٰ ہے بدون
نفسانیہ ہے۔ استاد رح نے کہا کہ سکینہ اسطرح ہے کہ حکم پروردگار تعالیٰ جاری ہونے کے وقت قلب کا مستحکم ہونا بصفت طمانیت اور
بشریت اسطرح کہ مقتضائے نفس بالکل بجھا ہوا کالمعدوم ہو اور جو کچھ غیب کے احکام ظاہر ہوں اُن پر خوشی خاطر سے راضی رہے اور
نے کہا کہ مقام مشاہدہ مین بیداری و ہوشیاری کے ساتھ قائم رہنا اور آداب عبودیت اچھی طرح ادا کرنا بدون اسکے کہ گرانی و مشقت
جبر سے برداشت کرے اور رگ نفس اُچھلتی و کودتی رہے۔ قال المترجم حدیث مین آیا ہے کہ صحابہ مین سے بعض سندات مین قرآن مجید کی تلاوت
کی پس گھوڑا جو قریب بندھا تھا وہ بھڑکا اور آخر ہوتے ہوتے مانند ابر سپید نے جسمین بکثرت شمع تھین انکو گھیر لیا اور صبح تک یہی حال اور پھر
اونچا ہو کر غائب ہو گیا جب ان بزرگ نے اپنے سرتاج حضرت سید عالم صلعم سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ سکینہ تھی قرآن کی تلاوت پر نازل ہوئی
فافہم۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ملائکہ اُتار کر اس موقع کے انعام کو پورا کیا۔ کما قال تعالیٰ وانزل جنودا لم تروہا۔ اسمین لطیف اشارہ ہے کہ جنود سے واردات
... قوت تجلی الحق سبحانہ تعالیٰ بغیر احتجاب و انقطاع ہے۔ استاد رح نے کہا کہ جنود مین سے یہان اشارت انوار یقین و زوائد استبصار ہے۔ پھر
اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ ازل مین بعض لوگ جو نور سعادت سے داغ دیے گئے تھے اور یہان اپنی بد افعالی سے پنجہ بدبختی و قہر مین گرفتار
تھے اُن کو سابقہ رحمت و حکمت سے نکالا بقولہ ثم یتوب اللہ من بعد ذلک علی من یشاء بعض انوار غیب ان پر منکشف فرما کر شہود کی ہدایت فرمائی اور
عین احسان رحمت سے نور ہدایت مین غرق کیا۔ واللہ غفور رحیم۔ یہ کیا اچھا کرم و رحمت ہے کہ ازل مین بدون وجود کے ان انوار ایمان سے
سرفراز کیا جن کا حال مومن ہی جانتا ہے حالانکہ بعد وجود کے اُنکے گناہ و کردار بد کی یہان تک نوبت پہونچی کہ اس نعمت عظمیٰ ہبہ کرنیوالے
سے قتال کرتے تھے۔ کیا بڑی مغفرت ہے کہ سب پردہ پوشی فرما کر اس نور سے سرفراز کیا کہ اسکا مثل و مانند نہین ہے۔ استاد رح نے فرمایا کہ
جہالت سے اُنکو حقائق علم دیے اور اس تاریک جنگل سے مشاہد یقین دکھلائے پھر اس متفرق وحشت سے انکو عین الجمع وصلت مین پہونچایا
سبحان اللہ بحمدہ و سبحان اللہ العظیم والحمد للہ رب العالمین۔ پھر تم کو آگاہ فرمایا کہ جو بحر توحید سے پاک طاہر نہوا ہو وہ پلیدی کے لائق مقام قرب نہین ہے بقولہ
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ۚ وَ
اے ایمان والو مشرک جو ہین سو پلید ہین سو نزدیک آدین مسجد حرام کے اس برس کے بعد اور
اِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖٓ اِنْ شَآءَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝
اگر تم ڈرتے ہو نقر سے تو آگے غنی کریگا تمکو اللہ اپنے فضل سے اگر چاہے اللہ ہے سب جانتا حکمت والا
اللہ تعالیٰ نے مومنون کو ممانعت کر دی کہ مسجد الحرام مین مشرکون کو نہ آنے دین بقولہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ
فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا۔ اے ایمان والو وہ لوگ جو مشرک ہین وہ تو نجس ہین پس اس سال
کے بعد وے لوگ مسجد الحرام کے قریب آ دین۔ نجس بفتحتین و بکسر جیم و نیز بضم جیم و بکسر اول و سکون ثانی بروزن رجس و اکثر تابع رجس بولا
بھی جاتا ہے۔ یقال رجل رجس نجس اور اصل مین مصدر ہے لہذا حالت تثنیہ و جمع و تذکیر و تانیث مین مفرد ہی رہتا ہے اسی واسطے یہان جمع نہین
آیا اور بعض نے کہا کہ نجس بفتحتین اسم جنس بمعنی عین نجاست پلیدی ہے لہذا ابن عباس نے کہا کہ مشرکین کے اعیان مانند کتے و سور کے
نجس ہین اور یہی حسن بصری رح سے مروی ہے اور حسن بن صالح نے کہا کہ جو کوئی کسی مشرک سے مصافحہ کرے وہ وضو کرے

...ہے کہ حسن بن صالح کے قول سے استدلال اُن کے نجس العین ہونے پر نہین ہو سکتا کیونکہ یہ حکم بنظر استحباب ہو سکتا ہی تو نہین دیکھتا کہ حنفیہ بھی
...مجوسی نجس العین کے قائل نہین لیکن مصافحہ مین یہی حکم دیتے ہین۔ کمافی الفتاوی الہندیہ۔ و مراد وضوء سے ہاتھ دھو ڈالنا چنانچہ بعض احادیث
مین یہ استعمال آیا ہی اور واضح ہو کہ ظاہر یہ بھی نجس العین ہونے کے قائل ہین اور امام مالک کی طرف بھی یہی قول منسوب کیا جاتا ہی لیکن اصح قول
مالک سے مانند قول جمہور علما صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین و فقہا مذاہب اربعہ کے یہ ہی کہ کافر کی ذات نجس نہین ہی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اُنکا طعام
حلال کر دیا اور حضرت صلعم نے اُن کے برتنون مین کھایا پیا بلکہ یہودیہ کا پکا کھانا بھی کھایا جسمین اس خبیثہ نے زہر ملایا اور ثمامہ بن اثال کو
مسجد کے ستون سے باندھا اور وفد ثقیف کو مسجد مین اُتارا بالجملہ بدلائل جیدہ یہی صحیح ہی کہ ظاہری حکم نجاست اُن کے نفس ذات پر
نہین ہی پس معنی قولہ تعالیٰ انما المشرکون نجس۔ اے ذو نجس۔ یعنی مشرکین نجاست والے ہین بسبب اسکے کہ اُن کے باطن مین خبث
و پلیدی شرک کی ہی یا بسبب اُس کے کہ طہارت نہین کرتے اور غسل نہین کرتے اور نجاسات سے پرہیز نہین کرتے پس نجاستون مین لتھڑے
رہتے ہین۔ کما قال قتادہ و معمر و غیرہما رحمہم اللہ بالجملہ طہارت کا طریقہ ان کا خود ناپاک ہی وہ کبھی پاک نہین ہوتے ہین اور کیونکر بدون نام پاک پروردگار
کے کس طرح سے پاک ہو سکتے ہین۔ اور مضاف حذف کرکے نجس اُن پر محمول ہونا مبالغہ ہی کہ اُنکی باطنی خباثت اس درجہ کی بڑھی ہوئی ہی
کہ گویا ظاہر و باطن بالکل نجس ہین پس جب سمجھا دیا کہ مشرکین نجس ہین تو اُس پر تفریع فرمائی کہ فلا تقربوا المسجد الحرام بعد عامہم ہذا۔ فاء تفریع
بر علت سابقہ ہی یعنی جب نجس ہین تو بعد اس سال کے مسجد الحرام سے قریب نہون۔ مسجد الحرام کا اطلاق کبھی نفس مسجد پر ہوتا ہی اور وہ بیت الحرام
ہے اور کبھی تمام حرم پر ہوتا ہی جیسے قولہ سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام۔ حالانکہ اس رات آپ حضرت ام ہانی اپنی پھوپھی کے گھر
تھے اور وہ داخل حرم ہی پس مسجد الحرام سے قریب ہونے سے ممانعت فرمائی حالانکہ مقصود یہ ہی کہ داخل نہ ہون اسلئے کہ قریب آئینگے تو مقصود
خوب حاصل ہی کہ داخل ہو نہین سکتے اور نیز خاص مسجد مین بالضرور نہین داخل ہو سکتے اور اشارہ ہی کہ نجاست ایسی بڑھی ہوئی ہے کہ قریب
ہونیکے قابل نہین رہی جیسے پاک آدمی نجاست کو پاس نہین آنے دیتا ہے چھونا کیسا بیضاوی رح نے کہا کہ فلا یقربوا کا حکم جو مشرکون کو دیا
گیا اس سے دلیل نکلی کہ فروع اعمال کا مشرکون سے خطاب ہی یعنی ایسے ہی روزہ و نماز و زکوٰۃ وغیرہ کا بھی اُن کو خطاب ہے اور یہی شافعیہ کا
قول ہی اور حنفیہ رح نے کہا کہ ان کو ایمان لانے کا خطاب ہے پھر جب ایمان لاوین تب ان اعمال کا خطاب البتہ مفید ہی ورنہ حالت کفر مین یہ خطاب
بیکار ہوگا کیونکہ مشرک کی کیا نماز و کیا روزہ لہذا صاحب کشاف نے کہا کہ فلا یقربوا سے نہی راجع بجانب مومنین ہی یعنی اے مومنو یہ لوگ نجس ہین
تم اُن کو مسجد الحرام کے پاس مت آنے دو۔ یہی ابو السعود وغیرہ نے ذکر کیا اور یہی اوجہ ہی اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ
اُنھون نے اس آیت کی تفسیر مین کہا کہ مشرکین قریب مسجد الحرام نہ آوین مگر آنکہ کوئی مشرک تمھارا خادم ہو یا تمھارے ملک مین عہد ذمہ کیساتھ رہتا ہو یعنی
مشرکین سے ذمی و خادم مستثنیٰ ہین وقد روی عنہ مرفوعا۔ وقال الحافظ والموقوف اصح۔ اب ہا یہ کہ مسجد الحرام سے دونون اطلاق مین سے کون معنی
مراد ہین پس عطاء رح نے کہا کہ تمام حرم مراد ہی اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس و عطاء و سعید بن جبیر و مجاہد سے روایت کی کہ قرآن مین جہان اطلاق
مسجد الحرام ہی وہان حرم مراد ہی پس تمام حرم سے مشرکین منع کئے جاوین گے و یہی قول امام شافعی رح نے اختیار کیا کہ سوائے مسلمانون کی مصلحت
کے امام سے اجازت لیکر اور کسی وجہ سے تجارت وغیرہ کے لئے مشرک کسی وقت حرم مین نہ آنے پاویگا۔ اور دیگر اہل علم کے نزدیک معنی دوم
مراد ہین پس نفس مسجد سے منع کیا جاوے نہ تمام حرم سے۔ اور بیضاوی رح نے امام ابو حنیفہ رح کا قول اس سے بھی اخص کر کہا کہ مسجد الحرام سے
بھی حج و عمرہ ادا کرنے کی غرض سے منع کیا جاوے نہ مطلقا۔ اور کمالین مین کہا کہ آیت محمول ہے کہ بطور غلبہ کے یا بغرض حج و عمرہ کے

یا ننگے طواف کرنے کے داخل رست ہونے دو۔ حق یہ ہی کہ نجاست کی علت پہلے بیان کر کے ممانعت ہر حال مین داخل ہونیسے ثابت ہوا اور غرض
کا وقت شرع مین مستثنی ہونا مشروع ہی۔ پھر مفسرین کے دو قول ہین کہ مشرکین سے خاص مراد ہین یا عام پس بعض نے کہا کہ خاص بت پرست
مراد ہین نہ دیگر اصناف اور یہ تخصیص ظاہر اسوجہ سے کہ اسوقت مسجد الحرام مین آنیوالے بت پرست ہی تھے ورنہ لفظ عام ہی لہذا قول دوم یہ کہ عام
مراد ہین خواہ بت پرست ہون یا یہود و نصاری و مجوس وغیرہ۔ اور یہی شافعی رح کا قول ہی اوزاعی رح نے کہا کہ عمر رح بن عبد العزیز نے عمال کو لکھ بھیجا کہ
مسلمانون کی مسجدون مین یہود و نصاری کو گھسنے سے منع کر دو اور پیچھے یہ آیت لکھی قال اللہ تعالی انما المشرکون نجس الآیۃ۔ یہی قول صحیح ہی کہ عموما
مشرکین کو دخول مسجد الحرام سے منع کیا جاوے۔ رہا یہ کلام کہ سوائے مسجد الحرام کے دیگر مساجد مین کیا حکم ہی تو علماء مدینہ منورہ کا مذہب یہ ہی کہ مشرک
کو ہر مسجد سے منع کیا جاوے اور عمر بن عبد العزیز سے اوپر منصوص مذکور ہوا اور یہی امام مالک کا قول ہی اور شافعی رح نے کہا کہ سوائے مسجد الحرام کے دیگر مساجد
منع نہ کئے جاوین اور امام ابو حنیفہ رح سے مثل قول شافعی کے مروی ہی اور قتادہ رح نے کہا کہ جو مشرک کہ ذمی ہو اسکو سوا ہوا اور حربیون کو ممانعت ہے
اور ابن العربی رح نے اس قول سے بنظر تخصیص علت نجاست کے استبعاد کیا اور قول اول ہی اختیار کیا۔ بعض نے کہا کہ کافرون کے لحاظ سے
بلاد اسلام کے تین اقسام ہین۔ اول حرم پس کسی کافر کو خواہ ذمی ہو یا امان لیکر آیا ہو یہ روا نہین ہی کہ وہان داخل ہو بنا بر قول شافعی و احمد و مالک
کے لہذا سردار مکہ کو حرم سے باہر نکل کر کافر ایلچی سے ملاقات کرنا چاہیئے یا کسی امین کے ذریعہ سے اس کی بات دریافت کرائے۔ دوم حجاز
اور وہ یمامہ و یمن و نجد و مدینہ شریفہ کے درمیان ہی اور بعض نے اس سے وسیع بیان کیا پس امام کی اجازت سے کافر وہان جا سکتا ہی لیکن
تین روز سے زیادہ نہ رہنے پاوے کیونکہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہوا ہی کہ وہان سوائے مسلمان کے اور کوئی نہ رکھا جاوے اور درحقیقت یہ حکم تمام
جزیرہ عرب کے حق مین ہی۔ سوم دیگر بلاد اسلام پس ان مین امان و اجازت و عہد سے کافر رہ سکتے ہین لیکن بنا بر قول شافعی وغیرہ علماء کے
بدون حاجت و اجازت کے وہان کی مسجد مین داخل نہ ہونے پاوین گے اور قول امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا مسجد الحرام مین اوپر مذکور ہوا اور دیگر مقامات
و بلاد مین اسی اصل پر قیاس کرنا چاہیئے۔ بالجملہ آیت کریمہ سے مومنون کو جواز راہ دین و ذات کے پاک و پاکیزہ ہین یہ حکم ہوا کہ مشرکون کو جو دین کی
راہ سے نجس ہین مسجد الحرام کے قریب آنے دین بعد اس سال کے اور یہ نوان سال ہجرت تھا جسمین حضرت علی رض کو حضرت ابوبکر الصدیق رض کے ساتھ
روانہ کیا تھا کہ مشرکین کو منادی کر دین کہ بعد اس سال کے کوئی مشرک حج نہ کرے اور کوئی ننگا خانہ کعبہ کا طواف نکرے کما فی تفسیر البراۃ۔ اور
جو قتادہ رح سے مروی ہی کہ قولہ بعد عامہم ہذا۔ مراد سال دہم ہی تو یہ خلاف جمہور ہی اور شاید مراد ان کی بعدیت کے تفسیر ہے یعنی اس سال نہم کے
بعد سال دہم سے کوئی مشرک قریب آنے پاوے وہذا محمل صحیح۔ ابن عباس رض و مجاہد و عکرمہ و سعید و قتادہ وغیرہم رح نے کہا کہ جب یہ حکم دیا گیا
تو لوگون نے کہا کہ ایسی صورت مین ہماری بازارین بند ہو جاوین گی اور تجارت منقطع ہو جائے گی اور جو آرام و راحت ملتی تھی وہ جاتی رہیگی تو اللہ تعالی
نے اس سے اطمینان کے لئے نازل فرمایا قولہ۔ وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖٓ اِنْ شَآءَ
عیلۃ بالفتح فقر و محتاجی اور باب ضرب یضرب قیل من باب نصر اور علقمہ رح کی قراۃ مین عائلۃ مصدر مانند عافیہ وغیرہ کے ہی اور بعض نے کہا عیلہ سے مراد
صورت مشقت ہی ماخوذ از محاورہ۔ عالہ الامر اے شق علیہ۔ یہ امر اسپر شاق گذرا۔ یہ معنی اگرچہ آیت مین محتمل ہین لیکن بقرینہ وعدہ تونگری
کے اول ارجح ہی۔ والمعنی اور اگر تم فقر و محتاجی کا خوف کرتے ہو بسبب ان کے حرم مین آنے سے روکنے کے کیونکہ جو راحت تم کو ان کے
آنیسے ملتی تھی وہ منقطع ہو جائے گی تو عنقریب تم کو اللہ تعالی اپنے فضل سے غنی کر دیگا یعنی دوسرے طور سے تمکو عطا فرمادیگا اور یہ وعدہ
اللہ تعالی نے پورا فرمایا کہ آسمان سے اچھی بارش ہوئی جس سے پیداوار غلہ خود ان کے یہان خوب ہوئی اور اہل صنعاء و یمن وغیرہ کو

…ہدایت فرمائی جو مکہ مین بہت سدا ناج وغیرہ کی لائی پھر شام و روم وغیرہ فتح کردیئے کہ اموال غنیمت و جزیہ وغیرہ سے مالا مال ہو گئے اور
بہت مین قولہ ان شاء کی قید لگائی یعنی اپنے فضل سے تم کو تونگر کریگا اگر چاہے تو یہ قید اسواسطے ہی کہ ہر چیز سے اُمید توڑ کر خالص اللہ تعالیٰ ہی کیطرف
اُمید لگاوین اور اسواسطے کہ آگاہ رہین کہ یہ فضل محض ہی کچھ ان کے اعمال کا اللہ تعالیٰ پر استحقاق نہین ہی اور جان رکھین کہ جس تونگری کا وعدہ ہی وہ
یکسان سب کو ہر وقت نہین بلکہ موافق مشیت الٰہی کے بعض وقت اور بعض آدمیون کے واسطے ہوگی۔ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ اللہ تعالیٰ
علیم حکیم ہی اسکی حکمت و علم سے بعض کو ملتا اور بعض کو نہین اور بعض چیز ملتی اور بعض نہین اور بعض وقت ملتی ہی اور بعض وقت نہین ملتی ہے اور یہی
عین حکمت و صواب ہی پس اگر قضا و قدر پر راضی رہین اور عقل و تدبیر جس واسطے عطا ہوئی ہی اسکو کام مین لاوین ولیکن اسپر اعتماد نہ کرین
فی العرائس قولہ یا ایہا الذین آمنوا انما المشرکون نجس الخ۔ شیخ رح نے اول بیان کردیا ہی کہ مسجد الحرام کے کلمہ سے بطریق اشارت وہ مقامات
داخل ہین جن سے اللہ تعالیٰ کی جناب مین قرب و رسائی حاصل ہوتی ہی پس یہان رمز و اشارہ ذکر کیا کہ اس کلام سے ظاہر ہوا کہ جس بندے
کے دل مین اپنے معبود کی بندگی مین غیر کی طرف لگاؤ و خطرہ رہا اگرچہ اپنے نفس کی طرف کیون نہو وہ نجس ہا اس قابل نہین ہی کہ جن مجالس
و مقامات سے قرب حاصل ہوتا ہی اُن کے پاس جاوے کیونکہ اُس کے جانے سے اہل مجلس صالحین کے خاطر پریشان ہون گے اور اُس کے
دم کی نجاست سے اُن کے انفاس پاکیزہ مکدر ہون گے اور اس کلام مین عارفون کو بھی نصیحت ہی کہ خلاف راہ حق مین چلنے والون کی صحبت سے اپنے آپکو
بچاوین جنید رح نے کہا کہ صوفیہ لوگ ایک گھرانے کے ہین انمین غیر داخل نہین ہو سکتا۔ اسمین یہ بھی اشارہ ہی کہ جس پر قہر قدم کے آثار کا عکس پڑا
وہ اپنے نفس کی طرف نگاہ کرنے لگتا ہی اور یہی نظر اُسکے حق مین اُسکے دل مین اُس کے دل کی نجاست ہی جس سے وہ پاکیزہ عالم ملکوت و جبروت
کے پاس نہین جاسکتا۔ شیخ حمدون ابو صالح رح نے کہا کہ اعمال مین مشرک وہ شخص ہی جو لوگون کی ملاقات کیلئے اپنے آپ کو آراستہ کرے اور جب
بھلائی اُس سے ممکن ہو مخلوق کیلئے ظاہر کرے اور نفس کی عبادات ظاہر کرنے سے اسکو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھے پس اُسکا باطن بسبب
مخالفت ظاہر کے نجس ہوتا ہی اور وہ ریا و شہوات و دیگر مخالفات ہین پس یہی شخص اپنے اعمال عبادت سے مشرک ہی اور مقام قرب کے لائق
نہین کیونکہ منزل قدس کے لائق وہی ہوتا ہی جو ظاہر و باطن و پوشیدہ و علانیہ یکسان پاک و پاکیزہ ہو چنانچہ حق تعالیٰ نے فرمایا انما المشرکون نجس
پس جو شخص نجس ہو وہ کسی مقام کی برکت سے پاک نہین ہوتا اور ظاہری پردہ کی وجہ سے وہ در واقع پاکیزہ نہو جائے گا۔ اُستاد رح نے مشرکون
کے نجس ہونے کا نکتہ یہ بیان کیا کہ آب توحید سے اُن کے اسرار دُہل جاتے اسکو چھوڑ بیٹھے۔ اور اپنے وہم و گمان سے گڑھے اعتقادات کو دلیل
کی جگہ دی جو دلیل و حجت سے محض مضمحل ہین پس اس گندے پانی مین ڈوبے اسی واسطے اُن کو مساجد کے پاس پھٹکنے سے ممانعت فرمائی اسلئے کہ
یہ جگہین تو انوار قرب سے منور ہونے کیلئے ہین اور وہ اندھیرے کے سوائے نور کے قابل نہین۔ پھر حق تعالیٰ نے عارفین کو وعدہ دیا کہ ان کو لباس تونگری
جاوید سے آراستہ کیا جائیگا کہ غیر کی طرف محتاجی کی نظر کرکے ناپایداری کی برہنگی سے محفوظ رہین بقولہ تعالیٰ و ان خفتم عیلۃ فسوف الخ۔ اسمین
اشارت سے ان لوگون کیلئے بھی حکم موجود ہی جو اہل اسلام مین سے تقویٰ طہارت کی راہ سے امیر اُمرا مالدار اہل فسق و فساد سے پرہیز کرتے ہین
یعنی جب تم نے دنیا دارون کو اپنی نظر سے دور کیا اور دلی تعلق کچھ نہ رکھا اور انھین لوگون سے ملے جو فقیر و صاف باطن و ظاہر صوفی ہین
اور اپنے معبود برحق کے سوائے کسی قول و عمل وغیرہ مین کچھ شرک نہین کرتے اور خالص اللہ تعالیٰ ہی کی طرف متوجہ ہین پھر تمھارے دلون مین یہ
خطرہ گذرا کہ دنیا دارون سے ملنا جلنا چھوڑنے مین سخت مشقت و محتاجی و پریشانی ہوگی کام کیسے چلے گا تو وعدہ دیا جاتا ہی کہ تم کو ایسے وسیلہ سے
رزق دیا جائے گا جس سے تم درگاہ حق سے محجوب نہ ہو جاؤ۔ **قال المترجم** حدیث مین ہی کہ اچھی تونگری نفس کی تونگری ہی اور دوسری حدیث

Marfat.com

سے ثابت ہو کہ قناعت نہ کرنیوالا مالدار ہو تو بھی خوار و حریص و ہر وقت محتاج بنا ہوا داغ ذلت سے رسوا بنا ہو و فی الباب ما لا یحصی [illegible]
فلیطلب فی الصحاح۔ استاد رحمہ نے کہا کہ جو سبب و حیلہ آدمی نکالتا ہو ایسی بہبودی کی امید کرنے سے شرک میں پڑا اور توحید کا دولت [illegible]
اور وہ در بدر پریشان پھریگا۔ اور جس نے یہ یقین کر لیا کہ میرے معبود نے جو میری قسمت میں مقدر کیا وہ لا محالہ مجھے ملیگا اور جو نہیں مقدر کیا وہ کبھی نہ
ملیگا بس وہی خالق قادر ہو تقدیر اسی کی ہو تو وہ تونگر ہو اور جس نے یہ یقین نہیں کیا وہ ہمیشہ خوار محتاج فقیر ہو۔ **قال المترجم** بعضے نادان یہ کہتے
ہین کہ پھر ہم محنت و مشقت کیون[1] اٹھاوین تو یہ اُن کی جہالت ہو کیونکہ ہاتھ پاؤن ہوش و حواس فقط اسلیے دیئے ہین کہ تدبیر سے کام کرو اور [illegible]
اثر تمھاری تدبیر وغیرہ پر نہین ہو لہذا اسقدر حکم بجالانا ضرور ہو پھر دینا نہ دینا اُسکے اختیار مین ہے اور جو کوئی لنجا اپاہج بن بیٹھے اسکو بھی اسکا
رزق مقدر پہونچ جائے گا۔ رہا یہ کہ گناہ گار ہوگا یا نہین تو اسمین علمائے اختلاف کیا اور اصح یہ ہو کہ اپاہج بننا بُرا کام ہو اور تفصیل ترجمہ عالمگیری
یعنی فتاوی ہندیہ مین سے تلاش کرو واللہ اعلم۔ بعض نے کہا کہ جس نے کرم مولی پر اعتماد کیا اور اسی کے باران رحمت پر ٹکٹکی لگائی وہ بے سبب
و تدبیر سے تونگر ہوا اور اُس نے ہر مشقت سے راحت پائی اور اسکی ہر امید بر آئی اور بے مانگے مراد پائی۔ والحمد للہ رب العالمین۔ پھر اللہ تعالیٰ
عزوجل نے نجس مشرکون مفسدون کا پتہ بتلا کر اُن پر جہاد کا حکم دیا بقولہ تعالیٰ۔

قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ
لڑو ان لوگون سے جو یقین نہین رکھتے اللہ پر نہ پچھلے دن پر نہ حرام جانین جو حرام کیا اللہ نے اور اُسکے رسول نے
وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ۝
اور نہ قبول کرین دین سچا وہ جو کتاب والے ہین یہانتک کہ دیوین جزیہ سب ایک ہاتھ سے اور وہ بے قدر ہین۔

سورہ براءۃ شروع سے یہان تک مشرکین عرب کے حق مین کلام فرمایا اب اہل کتاب کے حق مین شروع کیا۔ مجاہد رحمہ نے فرمایا کہ اہل روم پر جہاد کا حکم ہو اور اسی کے بعد
آنحضرت صلعم نے غزوہ تبوک کا سفر کیا۔ کلبی رحمہ نے کہا کہ مدینہ کے یہود بنو قریظہ و نضیر پر جہاد کا حکم ہے پس اُنھون نے جزیہ دینا قبول کیا اور یہ پہلا جزیہ اور پہلی
خواری اہل کتاب کی ہوئی۔ اقول اہل کتاب سے غالباً مراد دونون فریق یہود و نصاری ہوتے ہین جیسے بنو اسرائیل سے یہود اور نصاری سے
عیسائی مراد ہوتے ہین۔ پس اصح یہ ہو کہ یہ حکم ہر دو فریق کے حق مین ہے۔ قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ۔ قتال کرو ان لوگون
سے جنکی صفت یہ ہو کہ ایمان نہین لاتے ہین اللہ تعالیٰ پر۔ الذین سے اہل کتاب مراد ہین چنانچہ آگے بیان آتا ہو۔ حافظ رحمہ نے لکھا کہ جزیرہ
عرب مین مشرکین کی اصلاح ہونے کے بعد نوین سال ہجرت کے یہ پہلا حکم اہل کتاب پر جہاد کا آیا لہذا آنحضرت صلعم نے سخت گرمی و قحط کے موسم
مین تیس ہزار اہل مدینہ و اطراف کے لوگ جمع کر کے قتال اہل روم کا قصد فرمایا جس کو غزوہ تبوک کہتے ہین اور اسی غزوہ سے بعضے مومنین
بھی پیچھے رہے تھے جن کا عجیب قصہ انشاء اللہ تعالیٰ آگے آویگا اقول اس آیت مین نص صریح ہو کہ اہل کتاب کا اللہ تعالیٰ پر ایمان نہین ہے
پس ہم اسکو تو یقین رکھتے ہین پھر مفسرین نے مختلف وجوہ بیان کیے کہ عدم ایمان کیونکر ہو پس مفسر جلال رحمہ نے لکھا کہ ایمان نہین ہو ورنہ آنحضرت صلعم
پر ایمان لاتے اور توضیح اسکی شیخ حافظ کی تفسیر مین ہو کہ ایمان اللہ تعالیٰ پر بدون متابعت کسی رسول کے ممکن نہین ہو اور سب رسولون نے
حضرت سید الرسل محمد صلعم کی بشارت دی اُن پر ایمان لانا فرض عین کر دیا اور اُن کی کتابون مین صریح بشارت ہو پس اگر کسی نبی پر ایمان
ہوتا تو ضرور محمد صلعم پر ایمان لاتے پس جب کسی نبی پر ایمان نہوا بلکہ صرف اپنی رائے و ہوا و ہوس کے پابند ٹھہرے تو اللہ تعالیٰ پر ان کا ایمان نہوا۔
بعض نے کہا کہ اللہ تعالیٰ پر اسلیے ان کا ایمان ٹھیک نہین ہو کہ یہود تو ایسے خدا پر ایمان لائے جس کے واسطے ناقص صفتین ثابت کرتے ہین [illegible]

[1] چنانچہ جہاد و اسکے سامان و تدبیرات کو چھوڑ بیٹھے ۱۲

عزیرعلیہ السلام کو اس کا بیٹا بتلاتے ہین پس باپ بھی اپنے بیٹے کی جنس سے آدمی یا مخلوق ہوا حالانکہ اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک جل جلالہٗ ہر
نقص وعیب سے پاک ہے اسپر یہود کا ایمان ثابت نہین۔ اور یہی حال نصاری کا ہے کہ کمال نادانی سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے ہین
پس درحقیقت وے لوگ اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک پر ایمان نہین رکھتے بلکہ ایسے خدا پر ایمان لائے ہین جسکا بیٹا مسیحؑ اور جورو مریمؑ ہے اور وہ کوئی
چیز ہوگا کیونکہ بالیقین اللہ تعالیٰ جل جلالہ ایسا نہین ہے بس حضرت معبود برحق خالق مطلق جامع صفات کمال منزہ از نقص و زوال و مشابہت
مخلوق پر جو اللہ تعالیٰ سبحانہ ہے اسپر انکا ایمان نہوا لہذا حکم دیا کہ جہاد کرو ایسے لوگون پر جو ایمان نہین لائے اللہ تعالیٰ پر وَلَا بِالْيَوْمِ
الْآخِرِ۔ اور نہ ایمان لائے روز آخر یعنی روز قیامت پر۔ یہ بھی صریح نص ہے کہ یہود و نصاریٰ مین سے کسی کو روز آخرت پر ایمان نہین ہے اگر کوئی
کہے کہ نصاریٰ بھی قیامت کے قائل ہین اور یہود بھی چنانچہ قرآن مجید مین خود مذکور ہے کہ قالوا لن یدخل الجنۃ الا من کان ہودًا او نصاریٰ۔ یعنی
یہود دعوی کرتے کہ جنتی فقط یہودی ہین اور نصاری کہتے کہ فقط نصرانی ہین۔ اور ایسے ہی دیگر آیات بس اس سے تو نکلتا ہے کہ قائل ہین یہ جواب
دیتا ہون کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا بھی وے لوگ دعوی کرتے ہین مگر جو حال ہے وہ تم اوپر سن چکے بس یہی روز قیامت پر ایمان لانے کا
حال ہے۔ حاصل آنکہ جو چیز جس طور پر واقع مین ہے اگر اسی طور سے اس پر ایمان نہوا تو دوسری چیز پر ایمان ہوا اسپر بالکل بھی ایمان نہین۔
چنانچہ روز آخرت یہود تو اس دن کو کہتے ہین جسمین وہ لوگ بڑے آرام سے جنت مین داخل ہون گے اُن کی چوری دغابازی ظلم فریب زناکاری
کسی کا مواخذہ اُن سے نہوگا اور فقط وہی جنت بھر کے مالک ہون گے کسی اور کا نام بھی نہ ہوگا اور نصاری بھی مدعی ہین کہ مسیح ہمارے گناہون کے
بدلے خود سولی چڑھ چکے اب ہمین ہم جنت مین نظر آوینگے اور کوئی نہین اور دنیا مین جو کچھ گناہ کرین ہم سے کچھ پوچھ گچھ نہ ہوگی۔ پس یہ لوگ ایسے
روز آخر کے قائل ہین اور حقیقت مین ایسا کوئی دن نہ ہوگا بلکہ روز قیامت تو وہ دن ہے کہ ذرہ ذرہ حساب ہوگا اور پورا عدل و انصاف ہوگا
جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا اور نیک کام کئے وہ ثواب و آرام پاویگا چاہے کوئی ہو اور جو کافر رہا مشرک بدکار گناہگار موذی ظالم رہا وہ اپنے
کئے پر گرفتار ہوکر عذاب پاویگا اور کوئی دوسرے کا بوجھ اپنے سر نہین اُٹھاویگا اور نہ کسی کی بدکاری مین دوسرا پکڑا جائیگا بلکہ ہر ایک
اپنے کئے کی سزا پائے گا۔ بعض علماء نے کہا کہ اہل کتاب اس لئے قیامت کے منکر ٹھہرے کہ اُنکا یہ اعتقاد ہے کہ خالی روح کا حشر ہوگا نہ جسم کا اور
اُن کا اعتقاد ہے کہ جنت مین نہ کھانا نہ پینا نہ حور نہ قصور کچھ بھی نہین ہے خالی روح کو فرحت یا غم ہوگا اور ایسے ہی بہت سے واہیات اعتقاد ہین سو
ایسا اعتقاد ہونا اور نہ ہونا برابر ہے روز آخرت قیامت جو واقعی ہے اس کا وہ ہرگز معتقد نہوا پس مومن نہین اگرچہ دعوی کرے مترجم
کہتا ہے کہ ہمارے زمانہ مین فرقہ نیچر کا بھی یہی اعتقاد ہے پس اس قول سے نکل آیا کہ نیچری بھی مومن نہین ہین۔ بعض علماء نے اگرچہ احتیاطًا اس فرقہ کی تکفیر مین
تامل کیا ولیکن اصح یہی ہے کہ اُن کے کافر ہونے کا فتوی شرع سے ثابت ہوتا ہے اور نیز ثابت ہوا کہ فلاسفہ کا جیسا اعتقاد فقط روح کی
لذت یا الم کا مذکور ہے کہ یہی جنت و دوزخ ہے تو اسکا معتقد بھی کافر رہیگا یہانتک کہ جو بات اللہ تعالیٰ و رسول نے فرمائی ہے اسپر اعتقاد لاوے
اور دین مین وہ برتاؤ کرے جو اللہ تعالیٰ و رسول نے بتلایا اور اگر یہ برتاؤ نہ کیا بلکہ رشوت و حرامخواری و فسق و فجور پر کمر باندھی اور یہ سمجھا کہ
وہ بھی اُن کے کرنے مین کچھ پرواہ نہین تو کافر ہوا اور اگر ڈرتے ڈرتے کیا تو فاسق ہوا لیکن ایک دہ مرتبہ تو ڈرتے ڈرتے کرتا ہے پھر آخر
نڈر ہوکر بے دھڑک کرنے لگتا اور کافر ہوجاتا ہے دیکھو یہود کا یہی حال ہوا چنانچہ فرمایا۔ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُولُهٗ
اور حرام نہین رکھتے اُس چیز کو جسکو اللہ تعالیٰ و اُسکے رسول نے حرام کردیا چنانچہ یہود پر چربی کھانا حرام کی گئی تھی انھون نے اسکو پگھلا کر
فروخت کرکے اُسکے دام لئے اور کھائے۔ حدیث صحیح مین یہود کے اس فعل پر لعنت آئی ہے اور حضرت صلعم نے اس سے اپنی اُمت کو تنبیہ

Marfat.com

کردی ہو کہ یہودیون کے مانند حیلہ و فریب نہ کرین اسی واسطے علما ربانی سمجھاتے ہین کہ بعضے لوگ جب سال ختم [illegible]
وغیرہ کو ہبہ کیا تاکہ زکوٰۃ نہ دینی پڑے پھر جب سال ہوچکا تو مہینہ دو مہینہ بعد پھر ہبہ سے رجوع کر لیا تو یہ حرکت حرام [illegible]
بعض نے کہا کہ رسولہ مین رسول سے آنحضرت صلعم مراد ہین یعنی جو اللہ تعالی نے کتاب مین حرام کیا جیسے سور کو اور جو آنحضرت [illegible]
حرام کیا جیسے رشوت جسکو حرام نہین رکھتے یا اللہ تعالی و رسول کی حرام کی ہوئی چیز جیسے شراب کو حرام نہین کہتے ہین اور بعض نے کہا کہ رسول [illegible]
انکا رسول مراد ہو جس کی پیروی کا وے دعوی کرتے ہین چنانچہ حضرت موسی نے یہود پر چربی حرام کی اسکو نہین کرتے بعض نے کہا کہ معنی
کہ اللہ تعالی و رسول نے جس کے وے معتقد ہین جو کچھ توریت و انجیل مین حرام کیا اسپر عمل نہین کرتے ہین بلکہ اسکو تحریف کرکے بدل ڈالا اور بجاے
ان کے اپنے مطلب و غرض سے عبارتین بنا کر لکھ لین چنانچہ انجیل کے نسخے جب مقابلہ ہوئے تو کئی لاکھ جگہ فرق ایک دوسرے مین نکلا اور پتہ
نہین لگتا کہ اصل انجیل کیا ہوئی اور اسمین کیا مضمون تھا اور یہی یہود کا حال ہو اور ان کے عوام جاہلون کا یہ طریقہ ہو کہ جو کچھ ان کے علما نے
کہا اسکو عین ایمان کر لیتے ہین یہ نہین پوچھتے کہ اللہ تعالی و رسول کا حکم کیا ہو چنانچہ قولہ تعالی اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ الآیۃ
سے ثابت ہو اور مسلمان بھی اب یہی کرتے اور فتوی یون مانگتے ہین کہ "چہ میفرمایند علمائے دین الخ یعنی اس مسئلہ مین علما کیا فرماتے ہین حالانکہ
یون لکھنا چاہیئے کہ اس مسئلہ مین شرع سے اللہ تعالی و اسکے رسول کا کیا حکم ثابت ہوتا ہو جسکو ہمارے علمائے دین بیان فرما کر بڑا ثواب کماوین
بالجملہ اہل کتاب جن پر جہاد کا حکم دیا عموما ان کا یہ حال تھا کہ جو اللہ تعالی و رسول اللہ نے حرام کیا اسکو حرام نہین رکھتے یعنی اسپر نہین چلتے ورنہ
اسکے حکم کے موافق سید الانبیا محمد صلعم پر ایمان لاتے اسی واسطے فرمایا۔ وَلَا يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ۔ اور برتاؤ نہین پکڑتے دین حق
کا یعنی دین اسلام کا جس نے اور دینون کو منسوخ کیا اور اب یہی دین ثابت و برقرار رہیگا یہان تک کہ قیامت آجاوے۔ عیسائی تو کہتے
ہین کہ نسخ نہین ہوسکتا اور یہودی بھی یہی دعوی کرتے ہین اور نادانی سے اپنے اوپر قیاس کرکے عجیب واہی تباہی باتین کرتے اور اس کو
دلیل سمجھتے اور لوگون کو بہکاتے ہین لہذا مین مختصر لکھ دون۔ واضح ہے کہ نسخ مین ایک حکم پہلا برتاؤ سے جاتا رہتا اور جدید کا عمل درآمد
ہوتا ہو پس اول کو منسوخ اور دوم کو ناسخ کہتے ہین اور دونون حکم اپنے اپنے موقع پر اچھے و صحیح ہوتے ہین۔ اسکا بیان یہ ہو کہ اللہ تعالی
نے اپنی حکمت کاملہ سے مخلوق کو پیدا کیا اور ہر ایک کی حالت و قوت و نفع و ضرر ہر زمانہ مین جدا جدا رکھا حتی کہ پوری حالت سے کوئی
بندہ خود واقف نہین ہوسکتا پھر تمام مخلوق کو مہمل نہین چھوڑا کہ چھٹ بندون جو چاہین کرتے پھرین بلکہ ان کو عقل و شرع کے موافق
پابند کر دیا چنانچہ عقلمند آدمی قطع نظر شرع کے اپنی عقل سے جھوٹ بولنا و گالی دینا وغیرہ برا جانتا ہو اور بعض امور ایسے ہین کہ عقل انکو
جس قدر دی ہو وہ حکمت الٰہی کی ماہیت کو نہین پہونچتی اور حکمت الٰہیہ مین بعض کام کرنے کا اور بعض سے باز رہنے کا حکم ہو پس بندہ وہی سمجھدار ہے
کہ اپنی کملی سے پاؤن نہ نکالے اور حکمت الٰہی کا اپنے خالق کا مقابلہ نکرے بلکہ یقین کرے کہ یہ کام عین مصلحت و حکمت ہین اگرچہ میری ذرا سی
عقل اسکو نہین پہونچتی ہو پس ان کامون کا برتاؤ کرے پھر انہین مین سے بعضے کام ایسے ہین کہ وہ بعض قوم کیلئے مفید ہین اور بعض کیلئے
نہین اور بعض زمانہ تک مفید ہین اور اسکے بعد نہین یا اسکے بعد دوسرا کام اس سے زیادہ مفید ہو چنانچہ طبیب کو دیکھو کہ بچہ کیلئے ایک غذا تجویز
کر دیتا ہو حالانکہ عمر بھر اسکا استعمال رکھنا حماقت ہو وہ بچپن ہی تک کیلئے تھی پھر جوان ہوا تو مضر ہوگی اسی طرح ایک زمانہ مین اللہ تعالی
نے ایک رسول بھیجا اور اسپر ایک حکم نازل کیا تو قیامت تک وہی حکم مراد نہین ہو بلکہ یہ سمجھنا حماقت ہو بلکہ جب تک اسکا وقت تھا تب تک
اور رسول آئے وہ بھی اسی حکم کا برتاؤ کرنے پر تاکید کرتے رہے جیسے موسیٰ کے بعد بہت رسول آتے گئے اور توریت ہی کا حکم [illegible]

[illegible] حکم کا زمانہ ختم ہوا تو عیسٰی بھیجے گئے اور بہت سے احکام منسوخ ہوئے منجملہ اُن کے جہاد ہی چنانچہ موسیٰ و یوشع و سلیمان علیہم السلام وغیرہم نے
خوب خوب جہاد کئے پھر انجیل میں یہ حکم منسوخ ہوا۔ اس سے معلوم کرلو کہ نسخ کے یہ معنی ہیں کہ ناسخ سے یہ ظاہر کر دیا گیا کہ پہلا حکم جو منسوخ
ہوا اسکی انتہاء اسی وقت تک کے واسطے تھی اب آگے وہ نہیں بلکہ ناسخ حکم ہے اور اللہ تعالیٰ جب چاہے جو چاہے وہ حکم کرے وہ قادر ہے
وہ مختار ہی اسپر کوئی اعتراض نہیں ہی لیکن سوائے کافر بے ایمان کے ہر شخص یقین کریگا کہ جسوقت جو حکم دیا وہ عین مصلحت و سراسر حکمت الٰہی ہی اگرچہ
بندہ کو وہ حکمت معلوم نہیں ہو سکتی ہے۔ تعجب ہی کہ نصاریٰ توریت کو عہد عتیق اور انجیل کو عہد جدید کہتے ہیں اور توریت کے احکام فرض ہونیکے
قائل ہیں حالانکہ توریت میں خود جہاد کا حکم بڑے زور و شور سے ہی اور انجیل میں تلوار نکالنے تک سے ممانعت پھر یہ نسخ نہیں تو اور کیا ہے
ولیکن ہٹ دھرمی سے مسلمانوں پر اعتراض کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ عزوجل نے سچ فرمایا کہ لا یدینون دین الحق۔ دین حق کی پیروی اختیار
نہیں کرتے حاصل آنکہ اللہ تعالیٰ نے جہاد کا حکم دیا ایسے لوگوں پر جن کے صفات یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں لاتے اور نہ روز قیامت
کو مانتے اور نہ ان چیزوں کو حرام رکھتے جن کو اللہ تعالیٰ و اُس کے رسول نے حرام فرمایا ہی اور نہ دین حق کی پیروی کرتے ہیں۔ پھر ان لوگوں کو
صریح بیان کر دیا بقولہ۔ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ۔ من بیانیہ اور کتاب پر الف لام جنس کا یعنی کتاب آسمانی خواہ توریت ہو یا انجیل
ہو یعنی ایسے لوگ جنکا حال اوپر بیان ہوا وہ لوگ ہیں جن کو آسمانی کتاب دی گئی ہی یعنی یہود و نصاریٰ۔ واضح ہو کہ پہلے اوصاف تو مجوس
و ہندوؤں پر بھی صادق تھے لیکن من بیانیہ سے ظاہر ہو گیا کہ مراد اہل کتاب ہیں اور اس سے نکلا کہ مجوس اہل کتاب نہیں جیسا کہ
بعض لوگوں کو وہم ہوا اور حضرت عمرؓ کو مجوس سے جزیہ قبول کرنے میں تامل ہوا تھا یہاں تک کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے حدیث
سنائی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ سنوا بھم سنۃ اہل الکتاب۔ یعنی اہل کتاب سے جو برتاؤ ہی وہی اُن کے ساتھ بھی برتو یعنی حق جزیہ میں مجوس کا حکم
مانند اہل کتاب کے ہی اور علماء رح میں اتفاق ہے کہ یہاں فقط یہود و نصاریٰ مراد ہیں بدلیل اوتوا الکتاب اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ قل یا اہل
الکتاب لستم علی شئ حتی تقیموا التوراۃ والانجیل الآیۃ۔ اگر پوچھا جاوے کہ پہلے کیوں بلفظ الذین موصول مبہم فرمایا پھر بیان کر دیا تو جواب یہ ہے
کہ پہلے قتال کا حکم دیا ایسے ایسے لوگوں سے جن کے یہ اوصاف ہیں تاکہ اہل ایمان کو اُن کے اوصاف سے خوب رسوخ ہو جاوے کہ یہ لوگ اصلی
ظالم و مفسد قابل جہاد ہیں پھر متوجہ ہوں کہ دنیا میں وہ کون ہیں پھر بیان کر دیا کہ خوب جم جاوے اور یہ بہت اچھی بلاغت ہی۔ ابوالوفاء
نے کہا کہ قولہ قاتلوا سے سزا دینے کا حکم دیا۔ الذین مبہم کو پھر قولہ لا یومنون باللہ سے انکا جرم جس سے مستوجب عقوبت ہیں بیان کیا۔ پھر
قولہ ولا بالیوم الآخر۔ سے اعتقادی جرم کی تاکید کی۔ پھر قولہ ولا یحرمون ما حرم اللہ و رسولہ سے عملی جرم کا بیان ہی اور اس سے اظہار ہے کہ
اعتقادی جرم موکد ہی پر اکتفا نہیں بلکہ اس سے بڑھکر بھی عملی مجرم اور دنیا میں فساد پھیلانے [illegible] ہیں۔ پھر قولہ ولا یدینون دین الحق سے
اس جرم کی مزید تاکید ہی کہ زبانی فہمایش پر اکتفا نہیں ہو سکتا کیونکہ ان کو راہ راست سے انحراف و عناد اور چڑھ ہی پھر قولہ من الذین
اوتوا الکتاب سے اُن کے عناد اور ہٹ دھرمی کا بیان بتاکید حجت ہی کیونکہ وے لوگ اپنی آسمانی کتابوں میں آنحضرت صلعم و دین اسلام
و اسکی خوبی کو لکھا پاتے تھے مگر ہٹ دھرمی و عناد سے انکار کرتے تھے پس ایسے مجرم کا فساد و ظلم دور کرنے اور اُس کو راہ راست پر رکھنے کا
یہ طریقہ بتلایا کہ ان پر جہاد کر کے ان کو ٹھیک راہ پر رکھو پھر انتہاء بیان فرمائی کہ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ
صٰغِرُوْنَ۔ یہاں تک قتال کرو کہ وے لوگ جزیہ دیں ہاتھ سے درحالیکہ وے ذلیل ہونیوالے ہوں۔ یعنی قتال کئے جاؤگے
یہاں تک کہ اگر اسلام لاویں تب راہ راست پر ہو جاوینگے پس تمہارا اور اُن کا حال یکساں ہو جائے گا اور دین میں تمہارے بھائی ہو جاویں

اوریا اسلام نہ لاوین گے تو جزیہ دین اپنے ہاتھ سے ذلت وخواری کے ساتھ کیونکہ کفر پر رہ کر ہمارے برابر بنے نہین رہ سکتے [illegible]
امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا الٰہ الا اللہ الخ مجھے حکم دیا گیا کہ لوگون سے قتال کرون یہانتک کہ لا الٰہ الا اللہ کہین [illegible]
کی انتہا یہ کہ اسلام لاوین جزیہ مذکور نہین تو جواب یہ ہو کہ حدیث مین لفظ الناس سے معہود یعنی عرب کے مشرکین مراد ہین [illegible]
اسلام کے اور کچھ قبول نہین ولیکن عرب مین جو اہل کتاب یہود ونصاری تھے اُن سے بھی جزیہ قبول ہو۔ وقال الحافظ رح اسی آیت سے
امام شافعی واحمد وغیرہ نے استدلال کیا کہ جزیہ سوائے اہل کتاب کے اور کسی قسم کے کافرون سے قبول نہوگا اور امام ابو حنیفہ رح نے کہا کہ عرب میں
یہی حکم ہے اور عجم مین سب سے جزیہ قبول ہو خواہ اہل کتاب ہون یا نہون اور امام مالک رح نے کہا کہ جملہ اصناف کفار سے جزیہ قبول کیا جاوے گا
مؤلف فتح البیان نے نقل کیا کہ امام شافعی و احمد و ابو حنیفہ و اصحاب امام ابو حنیفہ و ثوری و اوزاعی وغیرہم کا یہ مذہب ہے کہ سوائے اہل کتاب کے اور
کسی سے جزیہ قبول نہ ہوگا۔ وقال المترجم صحیح قول امام ابو حنیفہ رح کا اسی تفصیل سے ہو جو شیخ حافظ رح نے ذکر فرمائی ہو۔ واللہ اعلم۔ پھر بنابر قول
شافعی رح کے مجوس بدلیل حدیث صحیح مذکورہ بالا کے داخل اہل کتاب ہین اور امام ابو حنیفہ رح کے قول پر کچھ اشکال ہی نہین کما لا یخفی۔ پھر اہل علم مین
مقدار جزیہ مین اختلاف ہو عطار و یحییٰ بن آدم وغیرہ نے کہا کہ جسقدر پر صلح کرین وہی مقدار ہو اور یہی مختار شیخ ابن جریر رح ہو لیکن کہا کہ کمتر ایک دینار
سالانہ ہو اور شافعی رح نے کہا کہ ہر آزاد بالغ پر ایک دینار ہو کم نہ ہوگا خواہ غنی ہو یا فقیر ہو اور اگر اس سے زیادہ پر صلح ہو تو جائز ہو اور خوشی سے بڑھاوین
تو روا ہو و امام مالک رح نے کہا کہ سونے کی مالیت والون پر چار دینار اور چاندی والون پر چالیس درم ہین خواہ غنی ہون یا فقیر ہون اور مراد یہ کہ
سونے سے ادا کرین تو چار دینار اور چاندی سے ادا کرین تو چالیس درم ہین۔ اور امام ابو حنیفہ و اُن کے اصحاب و امام احمد کے نزدیک باعتبار
وسعت کے ہو چنانچہ اعلیٰ درجہ کے مالدار پر اڑتالیس درم اور اوسط درجہ پر چوبیس درم اور ادنیٰ درجہ پر بارہ درم ہین اور جو فقیر کمائی والا نہو اسپر
کچھ نہین ہو اور اس امر پر اجماع ہو کہ طفل و عورت و مجنون سے کچھ نہین لیا جائے گا اور دیگر تفاصیل وقت ادار وغیرہ کتب فقہ مین بسوط ہین اور
صحیح مسلم مین حدیث بریدہ رضی اللہ عنہ مرفوعًا ظاہر صریح ہو کہ جن کفار پر جہاد کیا جائے پہلے اُن کو دعوت اسلام کی جاوے و علمار رح نے کہا کہ تین
مرتبہ سمجھانا مستحب ہے پھر نہ مانین تو اُن سے صلح و جزیہ دینے کو کہا جاوے پھر اُس کو بھی نہ مانین تو آخر اُن سے قتال کیا جاوے خالص واسطے اللہ تعالیٰ
کے یہانتک کہ قدم پیچھے نہ ہٹاوین اور مفسد کافرون کو مغلوب کرلین پھر علمار کا قول ہو کہ امام کو اختیار ہو کہ مغلوب کرکے ان پر احسان کرے اور جزیہ
پر اُن کو آباد رکھے۔ پھر علمار مین دو قول ہین بعض نے کہا کہ جزیہ بغرض حفظ جان ہو اور بعض نے کہا کہ بغرض اذلال اہل کفر ہے اور اسی قول کو شیخ
ابن القیم نے ترجیح دی اور علیٰ ہذا جزیہ کا اشتقاق از جزار ہو یعنی جزار کفر و شرک و فساد یہ ہو کہ ذلت کیساتھ اس قدر مال ادا کیا کرین اور بنابر
قول اول کے جزار امن ہو ولیکن سیاق قولہ حتی یعطوا الجزیۃ عن ید وہم صاغرون۔ دلالت کرتا ہو کہ یہ جزا راجح بمعنی عقوبت ہو یعنی بطریق
عقوبت اسکو ادا کرین اور اسی سے واضح ہوا کہ اعطار بمعنی ادار ہو اور مراد اس سے ادار کا التزام ہو اگرچہ ہنوز وقت ادا نہ آیا ہو یعنی اُنکی
سزا ہو کہ اسلام نہ لائین تو جزیہ ادا کرنے کا التزام کرین بدلیل قولہ عن ید۔ یہ حال ہو یا تو ضمیر یعطوا سے اور یا الجزیہ سے پس اول پر معنی یہ کہ
یعطوا عن ید یعنی بحال انقیاد ادا کرین یا اپنے ہاتھون آپ ادا کرین کسی غیر کے ہاتھ نہین بھیجین اسیواسطے جزیہ ادا کرنے پر وکیل کرنا منع ہے
یا ید بمعنی دسترس و توانگری ہو یعنی اسقدر دسترس ہو کہ ادا کرسکین اسی واسطے امام ابو حنیفہ و احمد رح نے کہا کہ فقیر بے کمائی والے پر کچھ نہین ہو اور اگر [illegible]
لینے والے کا ہاتھ مراد ہو تو بنابر اس قول کے کہ جزیہ بغرض عقوبت و اذلال ہو عن ید۔ مین ید سے ید قہر مراد لینا اولیٰ ہو یعنی قہر و غلبہ کے ہاتھ
کے نیچے ذلیل و عاجز ہو کر ادا کرین اور بنابر قول اول کے کہا گیا کہ ید بمعنی انعام سے ماخوذ ہو یعنی عن ید بمعنی عن انعام ہو کیونکہ [illegible]

Marfat.com

دینا اُن کے حق مین بڑی نعمت ہی اور بعض نے کہا کہ نقد مسلّم ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ مین مراد ہی اور حق یہ ہی کہ معنی اذلال وحقارت ہی کی
دلیل راجح ہی کیونکہ عامہ آثار اسی کے مؤید ہین اور نیز قولہ وہم صاغرون۔ اسی پر دلیل ہی۔ الصغار ذلت وخواری پھر اس صغار مین اختلاف ہی
کہ آیا یہ مفہوم سابق ہی یا کوئی مزید صورت صغار مراد ہی۔ عن عکرمہ کھڑے ہو کر نذرانہ کی طرح وصول کرنیوالے بیٹھے ہوئے کو ادا کرے۔ بعض نے کہا
کہ جہان لینے والا بیٹھا ہو وہان اسکو کھینچ لیجاوین اور وہ ذلیل بنا ہوا ادا کرے۔ بعض نے کہا کہ وہ دیتا ہو تب بھی اس سے کہا جاوے کہ ادے
جزیہ جلد دے اور ابن عباس سے روایت کی جاتی ہی کہ ٹھوکرایا جاوے اور ایسے ہی دیگر اقوال ہین کہ اُن مین سے کوئی پسندیدہ نہین ہی اور
سلمان فارسیؓ سے مروی ہی کہ صاغرین کے یہی معنی کہ غیر محمود ہین یعنی اسلام چھوڑکر یہ اختیار کرنا اُن کے حق مین تعریف نہین کیونکہ خصائل حمیدہ
وصفات پسندیدہ چھوڑے مسلمانون کی برابری چھوڑی اور حماقت وجہالت سے بُری باتون کو ان دامون خریدا اور مرجع اس قول کا یہ ہی کہ یہ
ذلت ہی مفہوم سابق ہی کچھ اور نہین ہی اور یہی صحیح ہی وحاصل یہ کہ اسلام نہ لائین اور نہ مانین تو قتال کرو یہان تک کہ مغلوب وذلیل ہو کر
جزیہ ادا کرین کہ یہ فعل اُن کے حق مین خواری ہی اور ابن القیمؒ نے کہا کہ مزید صغار کے جو اقوال مذکور ہوئے وہ ثابت نہین اور بلا دلیل ہین
اور صواب یہ ہی کہ صغار یہی ہی کہ اُنھون نے ادائے جزیہ کا اور دیگر احکام قوانین شرع کا التزام اپنے اوپر چار ناچار قبول کیا۔ وقال المترجم
یہی قول اقرب ہی اسواسطے کہ ٹھوکرانا اور اُن سے سخت کلامی کرنا وغیرہ بلا ضرورت اُن کے حق مین ایذا ہی کیونکہ اُنکا شر وفساد بسبب اُنکے
مغلوب ہو جانیکے دفع ہوا اور ایمان کی ہدایت باختیار الٰہی عزوجل ہی پس خواہ مخواہ اسلام پر مجبور کرنا بدون علم مشیت الٰہی کے نہین ہو سکتا اور
یہ علم فقط اہل عرب کے حق مین معلوم ہوا تھا اور دوسرے کے حق مین متعین نہین علاوہ برین بعد التزام جزیہ کے وہ لوگ عہد وذمہ مین ہین اور
محققین علماء نے اتفاق کیا کہ موافق مفاد قول حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ کے یہ حلال نہین کہ ذمیون کو عمداً ایسے امر کی تکلیف
دیجاوے جسکی وہ قدرت نہین رکھتے یا خلاف شرع وحکم الٰہی کے اُن کو ماخوذ کیا جاوے جیسے ظالم بادشاہ وحاکم ذمیون کو مفت بیگار مین پکڑتے
ہین جیسے بنی اسرائیل کو فرعون پکڑتا تھا اور حلال نہین کہ ادائے جزیہ کیلئے انکو بیجا طور سے عذاب دے چنانچہ جزیہ کیلئے مقام فلسطین مین کسی قوم
ذمی کو نحو سزا دیجاتی تھی اُدھر سے ہشام گذرے تو فرمایا کہ مین نے رسول اللہ صلعم سے سنا کہ جو لوگ دنیا مین لوگون کو عذاب دیتے ہین اللہ تعالیٰ
قیامت کے روز جو بدلا دینے کا دن ہی اُن کو عذاب کریگا۔ عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ سے بھی اسی کے مثل مروی ہی اور حضرت عمرؓ کے
پاس بہت سا مال جزیہ لایا گیا تو فرمایا کہ تم نے لوگون کو تباہ تو نہین کیا۔ عرض کیا گیا کہ واللہ نہین بلکہ ہم نے اُن کے بچے ہوئے مین سے لیا ہی
فرمایا کہ بدون سخت کلامی وزبان درازی اور ہاتھ چھوڑنے کے۔ عرض کیا گیا کہ ہان واللہ تو حضرت عمرؓ نے اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا کہ الحمد للہ
کہ میرے ہاتھ سے ایسا نہوا اور میری خلافت مین دوسرون کے ہاتھ سے بھی نہین ہوا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عکبری پر جو عامل مقرر کیا تھا
اسکو تاکید فرمائی کہ خراج وجزیہ کیلئے لوگون کے گائے گورو نہ بیچنا اور نہ مال واسباب کچھ بھی بلکہ اُن کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرنا اور خود حضرت
علی رضی اللہ عنہ کا دستور تھا کہ رسّی والے سے رسّی اور کمہار سے برتن اور اسی طرح ان چیزون کو لے لیتے تاکہ ان لوگون پر آسانی ہو اور ابو عبیدؒ
نے کہا کہ معنی یہ ہین کہ ان پیشہ والون پر جو روپیہ جزیہ کا ہوتا اسکے واسطے اُن کے اموال کو فروخت نہ کراتے بلکہ بھرپور قیمت مین اُن سے
یہ چیز اسکے عوض خرید لیتے اور مقصود اس سے یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے بندے راحت وآرام سے عدل وانصاف کے سایہ مین بسر کرین اور
رہی اسلام کی ہدایت تو وہ اللہ تعالیٰ جسکو چاہے عطا فرماوے اسپر کچھ جبر نہین ہی ہان یہ ضرور ہی کہ ذمیون کی جن حرکات سے شر وفساد پیدا
ہوتا ہی اُن سے وہ ضرور منع کئے جاوینگے جیسے شراب پینا اور ناچنا وغیرہ اور نیز اُن کی تعظیم اسوجہ سے نہ کی جاویگی کہ عوام اُن کی اچھائی پر

گمان نکرین یا ان کو عدل و انصاف و الا نیک چال چلن نہ سمجھین لہذا حدیث مین حکم دیا کہ یہود وغیرہ کو سلام کرنے مین پہل مت کیو اور راستہ تنگ کر دو تاکہ وے دبکر نکل جاوین۔ قال المترجم اللہم اعز الاسلام و اہلہ فانہم یختلفون وانت العزیز القدیر۔ اور اسی قسم سے بعض شرطیں جو ان پر باندھے جاوین وہ بھی مصلحت و حکمت کیساتھ اسی غرض سے ہوتے ہین کہ کفر و شرک کی اہانت ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کی تعلیم عدل و انصاف کیوجہ سے شر و فساد و ظلم و عناد اختیار کرتے و شیطنت بتلاتے ہین تاکہ فساد مٹ جاوے چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عہدنامہ جو شام کے نصاری سے ہوا تھا عبداللہ بن احمد رح نے اپنے استاد سے عبدالرحمن بن غنم رض سے روایت کیا کہ جب شام کے نصاری نے صلح چاہی تو مین نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو اُن کی طرف سے یہ خط لکھدیا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ خط فلان فلان شہر کے نصاری کی طرف سے حضرت عبداللہ عمر بن الخطاب امیر المومنین کو ہے کہ جب آپ ہمارے یہان آئے تو ہم نے آپسے اپنی جان و مال و اولاد و اہل ملت کیواسطے امان مانگی اور آپکے واسطے اپنے اوپر یہ شرط کی کہ ہم اپنے شہر یا اُسکے نواح مین کوئی دیر یا کنیسہ یا قلایہ یا صومعہ راہب جدید نہین ایجاد کرین گے اور جو اسمین سے خراب ہو جاوے اسکی تجدید عمارت نکرین گے اور جو اسمین سے خطہ مسلمین ہو اسکی احیا ہم نکرین گے اور رات یا دن مین جسوقت کوئی مسلمان ہمارے کنیسہ مین اُترے ہم اُسکو مانع نہ ہونگے اور گزرنے والون کیلئے اسکے دروازے وسیع کر دینگے اور جو مسلمان ہماری طرف سے گذرینگے۔ تین دن تک اُنکو اُتار کر دعوت و ضیافت کرین گے اور اپنے کنیسہ یا گھرون وغیرہ مین کسی جاسوس کو جگہ نہ دینگے اور مسلمانون کیلئے کوئی غش پوشیدہ نہ کرینگے اور اپنی اولاد کو قرآن نہ پڑھاوینگے اور شرک کو کھلم کھلا اظہار نہ کرینگے اور کسی کو شرک کی طرف نہ بلاوینگے اور اپنے قرابت والون مین سے کسی کو اسلام مین داخل ہونے سے ممانعت نہ کرینگے جبکہ وہ اسلام مین داخل ہونیکا ارادہ کرین۔ اور مسلمانون کی توقیر کرتے رہین گے اور اگر ہماری مجلس مین بیٹھنا چاہین تو اُن کی توقیر کے واسطے ہم کھڑے ہو جائین گے اور مسلمانون کے لباس مین سے کسی چیز سے مشابہت نہ کرینگے نہ ٹوپی مین نہ عمامہ مین نہ نعلین مین اور نہ سر کے بالون کے بیچ سے مانگ نکالنے مین اور نہ اُن کے کلام سے گفتگو کرین گے اور نہ اُن کی کنیتون سے اپنی کنیت رکھین گے اور نہ زینون پر سوار ہون گے اور نہ تلوارین حمائل کرینگے اور نہ ہتھیارون مین سے کوئی ہتھیار بناوینگے اور نہ اپنے ساتھ رکھین گے اور نہ عربی مین اپنی انگوٹھیون کے نقش کرینگے اور نہ شراب فروخت کرینگے اور ہم شرط کرتے ہین کہ سرون کو آگے سے کچھ کترا دینگے اور جیسے ہماری پوشش ہو ایسی ہی رکھین گے اور کمر پر زنار باندھین گے اور اپنے کنیسون پر صلیب بلند نہ کرینگے اور نہ مسلمانون کی راہون و بازارون مین سے کسی راہ و بازار پر اپنی کتابین ظاہر کرین گے اور اپنے کنائس مین ناقوس خفی آواز سے بجاوینگے اس سے زیادہ آواز سے نہ بجاوینگے اور مسلمانون کے حضور مین ہم اپنی کنائس مین کسی چیز کے پڑھنے سے آواز بلند نہ کرینگے اور ہم لوگ شعانین و بعوث نہ نکالین گے اور مردون کے ساتھ اپنی آوازین بلند نکرینگے اور مسلمانون کی راہون مین سے کسی راہ مین ہم آگ ظاہر نہ کرین گے اور نہ اُن کی بازارون مین ایسا کرینگے اور اپنے مردون کو اُن کے آگے نہ بڑھاوین گے اور جو مسلمانون کے حصے مین آچکا اُس کو اپنا مملوک نہین بناوینگے اور مسلمانون کے حق مین بھلائی چاہین گے اور اُنکے گھرون مین نہین جھانکین گے۔ عبدالرحمن بن غنم رض نے کہا کہ جب مین مسودہ عہدنامہ کا لیکر حضرت عمر رض کے پاس آیا تو آپنے اسمین یہ عبارت اور بڑھائی اور ہم کسی مسلمان کو نہ مارین گے یہ سب ہم نے آپ لوگون کے واسطے اپنے اوپر اور اپنی ملت والون پر شرط کیا اور انھین شرطون پر ہم نے اپنے حق مین امان لینا قبول کیا پھر اگر ہم نے ان شرطون مین سے جو ہم نے تمھارے واسطے قبول کر کے اپنے ذمہ مشروط کی ہین کسی شرط مین خلاف کیا تو ہمارے واسطے کچھ ذمہ نہوگا اور آپ کو ہم سے وہ سب کرنا حلال ہوگا جو اہل شقاق و عناد سے حلال ہو۔ قال الحافظ و قد رواہ الا بجلا الحافظ ابن تیمیہ و قال الشیخ ابن القیم و شہرۃ ہذہ الشروط تغنی عن اسنادہا فان الائمۃ تلقوہا بالقبول و ذکروہا فی کتبہم و احتجوا بہا و لم یزل ذکر الشروط العمریۃ علی السنتہم الخ

Marfat.com

کما قال اتخذوا احبارہم ورہبانہم اربابا من دون اللہ کی طرف ... وعلوا بحو جہالی آخرما قال رحمہ اللہ۔ واضح ہو کہ دیر فقط نصاری کا ہوتا ہے اسکو باہر شہر کے اسواسطے بناتے ہین کہ رہبانیت لئے وہان جمع ہون اور قلایہ بکسر قاف وبا رموحدہ اسکو راہب بناتا ہے اور اسمین دروازہ وغیرہ کچھ نہین ہوتا صرف ایک طاقہ ہوتا ہے جسمین سے اسکو کھانا پانی پہونچایا جاتا ہے اور وہ فقط ایک آدمی کیلئے ہوتا ہے اور صومعہ بمانند قلایہ فقط ایک ہی راہب کیلئے ہوتا ہے اور بیعہ گرجا گھر اور کنائس جمع کنیسہ عام ہے کہ عبادتگاہ نصاری ہو یا یہود ہو پھر اللہ عز وجل نے اہل کتاب کے مومن نہونے کے باوجود سخت بہتان کی باتین کہنے وانکے مفسدہ کو تمام جہان مین پھیلانے کو اس غرض سے کہ اہل ایمان ان کلمات کو جن سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہین سُنکر تہ دل سے جہاد پر آمادہ ہو جاوین بیان فرمایا بقولہ۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ
اور یہود نے کہا عزیر بیٹا اللہ کا اور نصاری نے کہا مسیح بیٹا اللہ کا یہ باتین کہتے ہین اپنے منہ سے

يُضَاهِـُٔوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ۭ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ○
ریس کرنے لگے اگلے منکرون کی بات کی مارے اُنکو اللہ کہان سے پھرے جاتے ہین

وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ۔ ایک قراۃ مین عزیر بتنوین بنا برانیکہ اسم عربی سوائے علمیت کے منع صرف کا دوسرا سبب نہین رکھتا پس منصرف ہے اور بعض کے نزدیک علم عجمی ہونے سے غیر منصرف ہے یہی دوسری قراۃ ہے بہرحال وہ مبتدا، اور ابن اللہ خبر ہے اسی واسطے ابن مین الف باقی رہا کیونکہ صفت ہونے کی صورت مین حذف ہوتا ہے غیر ازینکہ قولہ والمسیح ابن مریم مین باوجود صفت کے رسم الخط قرآنی مین باقی ہے وسیاقی۔ بالجملہ یہود نے عزیر کو کہا کہ وہ ابن اللہ ہے اور یہ اُن کا افترا و شرک پلید ہے اور ظاہر یہ کہ سب یہود ایسا کہتے تھے اور ارجح یہ ہے کہ بعض کا مقولہ سب کی طرف منسوب ہوا اور کہنے والے یہود مدینہ تھے یا بعض متقدمین بعض علمانے ذکر کیا کہ آنحضرت صلعم سے بعض یہود مدینہ نے کہا تھا اور شاید نصاری نجران کے ساتھ مباحثہ مین یہود سے یہ قول سرزد ہوا ہو۔ اور اشبہ یہ ہے کہ جب نصاری سے مسیح علیہ السلام کی نسبت یہ قول سرزد ہوا تو یہود نے اُنکا مقابلہ حرص و ہوس کے ساتھ اس طرح کیا واللہ اعلم۔ اور سدی وغیرہ علمار رح نے ذکر کیا کہ یہود نے یہ عقیدہ قائم کرنے کا شبہہ یون پیدا کیا کہ جب عمالقہ نے بنی اسرائیل پر غلبہ پاکر علمار و رؤسا کو قید کیا اور توریت کے نسخہ چُن چُن کر تلف کر دیئے تو عزیر جنگل مین علم الٰہی گم ہونے پر روتے پھرتے یہانتک کہ پلکین جھڑ گئین ناگاہ ایک قبر پر ایک بڑھیا کو روتے دیکھا کہ ہائے میرے کھانا و کپڑا دینے والے تو اُس سے کہا کہ تجھے کون کھانا کپڑا دیا کرتا تھا اُس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تو فرمایا کہ پھر کیون روتی ہے وہ حی قیوم ہمیشہ زندہ ہے وہ بولی کہ پھر وہی علم دینے والا ہے تم کیون روتے ہو بس متنبہ ہوئے پھر حکم ہوا کہ فلان نہر پر جاکر غسل کرکے دو رکعت پڑھو وہان ایک بڈھے سے ملاقات ہوگی پس ایسا ہی ہوا۔ اُسنے تین انگارے کی صورت لال چیزین اُن کے منہ مین بھر دین جس سے اُنکو تمام توریت حفظ ہو گئی پھر ایک زمانہ کے بعد جب بنو اسرائیل چھوٹ کر اپنی زمین مین آکر آباد ہوئے اور علمار نے جو بعض نسخ توریت کے پہاڑون وغیرہ مین پوشیدہ کر دیئے تھے اُنکو نکالا تو عزیر کے ہاتھ سے زبانی یاد پر لکھی توریت کے مطابق پایا پھر یہ عجب مشہور رہا یہانتک کہ ایک وقت مین بعض جاہلون نے کہا کہ یہ امر اسی سبب سے ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا بیٹا تھا۔ اور بعض نے یہ وجہ شبہہ کی ذکر کی کہ قولہ تعالیٰ او کالذی مر علی قریۃ وہی خاویۃ علی عروشہا مین یہی حضرت عزیر تھے چنانچہ بعد سو برس کے جب زندہ ہوکر گھر پہونچے تو بیٹے پوتے اُن کے سن سے زائد تھے۔ پھر بعض جاہلون نے اُن کے عجیب واقعہ کی نسبت یہ رائے جمائی کہ اُسکی اسقدر عمر اور یہ حالت اسوجہ سے تھی کہ وہ ابن اللہ تھا۔ بہرحال یہ منصوص ہے

Marfat.com

کہ یہود نے عُزیرؑ کی نسبت ابن اللہ ہونے کا افترا باندھا تھا جیسے نصاریٰ کا حال بیان فرمایا کہ وَقَالَتِ النَّصٰرَی الْمَسِیْحُ ابْنُ اللّٰہِ
نصاریٰ نے کہا عیسیٰ بیٹا ہے اللہ کا۔ علماء نے کہا کہ سبب اس شبہ کا یہ ہوا کہ وہ بدون باپ کے پیدا ہوئے اور باوجود اس کے معجزات دکھلاتے
تھے اور اللہ تعالیٰ نے یہ رد فرمایا کہ اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ۔ اس سے توجیہ مذکورہ کا استیناس نکلتا ہے کہ عیسیٰ کی اصل پیدائش
موجب زعم الوہیت یا ابن اللہ نہیں ہو سکتی ورنہ آدم علیہ السلام زیادہ مستحق ہوں گے کیونکہ وہ بدون ماں و باپ کے تھے بعض نے کہا کہ انجیل
میں بعض جگہ عیسیٰ کی نسبت خدا کا فرزند موافق محاورہ اسوقت کے اور اس زبان کے بولا گیا پس نصاریٰ نے جہالت سے غلو کر کے اس کو
کہنا شروع کیا حالانکہ اسمیں دو امر غور طلب ہیں اول یہ کہ ابتدا میں نصرانیوں کا جو جلسہ قسطنطین نے جمع کیا تھا اور اس قول پر لے لی تھی
تو ایک جماعت کثیرہ دنیا کی لالچ سے اسپر متفق ہوئے اور بعضے خدا پرست علماء نصاریٰ اس سے منکر ہوئے جنکو سرائے موت دی گئی پس ظاہر
ہے کہ جماعت اتفاق کنندہ نے تحریف کر کے اپنے مطلب کے ثابت کرنے کو ترجمہ میں یا اصل میں یہ لفظ بے موقع بڑھایا ہوا اور دوم یہ امر ہے
کہ جب اُس زمانہ کی بول چال تھی تو یہ لفظ ہو لیکن حقیقی معنی میں قطعاً نہیں ہے جیسے مولوی روم کا شعر ہے اولیا اطفال حق اند اے پسر
در غائبی و حاضری با خبر۔ پس مجاز مراد ہے علاوہ بریں تعجب ہے کہ سوائے عیسیٰؑ کے انجیل میں نیک لوگوں بلکہ عام لوگوں تک یہی لفظ مستعمل
ہوا چنانچہ تحریف کئے ہوئے ترجمے جو اسوقت انجیل کے پائے جاتے ہیں ان میں خود بہت جگہ یہی محاورہ عام لوگوں کے ساتھ موجود ہے
پھر تعجب ہے کہ نصاریٰ نے خلاف عقل و خلاف اصحاب حضرت عیسیٰؑ کی نسبت حقیقی معنی لئے اور ایسا سخت شرک بہتان اختیار کیا
اور شیطان نے اُن کو سمجھایا کہ تم رسول اللہ عیسیٰؑ سے بڑی محبت کرنیوالے ہو۔ امام رازیؒ نے تفسیر کبیر میں لکھا کہ میرے نزدیک
لگتی ہوئی بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ انجیل میں عیسیٰؑ کی نسبت بیٹے کا لفظ جیسے ابراہیمؑ کی نسبت خلیل کا لفظ جو محض شرافت و بزرگی ظاہر
کرنے کی غرض سے تھا اُس کو اُن کے بعض علماء نے غلو کر کے حقیقی بیٹے کے معنی میں تفسیر کیا اور جاہلوں نے اسکو قبول کر لیا یہاں تک کہ
یہ اعتقاد ہو کر پھیل گیا اور سخت شرک میں پڑ گئے بہر حال عیسائی تو جب دلیل عقل و دلیل نقل سے پکڑے جاتے ہیں تو ہر طرح بغلیں جھانکتے اور مبہوت
ہو کر رہ جاتے ہیں اور بیٹا ثابت کرنیکی کوئی راہ نہیں پاتے ہیں لیکن کمال ہٹ دھرمی اور دلیری سے کھُلم کھُلا یہی کہے جاتے ہیں کہ عیسیٰ خدا کا
بیٹا۔ بالجملہ اس بہتان و شرک میں یہود و نصاریٰ مشابہ ہیں اگرچہ اصل میں یہود قائل توحید تھے اور بہتیرے یہودی اسی توحید کے مدعی ہیں ہاں ثابت ہوا کہ بعضے مانند
نصاریٰ کے شرک کے قائل ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اسکو رد کر دیا۔ بقولہ تعالیٰ ذٰلِکَ قَوْلُھُمْ بِاَفْوَاھِھِمْ۔ یہ اُنکی بات اُنکے منھ سے ہے یعنی سوائے
افترا و بہتان کے اثبات پر اُنکے پاس کچھ بھی حجت و دلیل نہیں ہے۔ بافواہھم سے یہ فائدہ نکلا کہ یہ باتیں ایسی ہیں کہ صرف اُنکے منہ سے نکلتی ہیں خارج میں اسکے معنی کا وجود
نہیں جیسے مہمل لفظ ہوتا ہے کہ اُسکے کچھ معنی نہیں پس کلمہ بافواھھم کی تاکید اسی فائدہ کیواسطے ہے ورنہ قول تو منھ ہی سے ہوا کرتا ہے اور بعض اہل علم نے
کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ایسی بات کو بتاکید افواہ والسنہ ذکر کیا جو قول باطل ہے جیسے قولہ یقولون بافواھھم ما لیس فی قلوبھم۔ اور جیسے قولہ
کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم۔ اور قولہ یقولون بالسنتھم ما لیس فی قلوبھم۔ بعض نے کہا کہ کلمہ بافواھھم کی تاکید کے فوائد میں سے ایک یہ ہے
کہ اہل ایمان بسبب کمال شناعت و ظہور فساد اس قول کے ایسا نہ سمجھیں کہ یہ قول اُن کا حقیقی نہیں بلکہ بطریق مجاز ہے بدلیل آنکہ جس کو
ذرہ برابر عقل ہو وہ بھی ایسا نہیں کہیگا پس بافواھھم سے مؤکد فرمایا کہ یہ بے عقل درحقیقت اُس کو زبان سے کہتے ہیں پس جب یہ حالت
ہے تو اُن کو معرفت الٰہی سے لگاؤ بھی نہیں پھر ایمان اُن سے کوسوں دور ہے لہذا فرمایا۔ یُضَاھِئُوْنَ اسے یعنی ہی قوام ہذا قول
الَّذِیْنَ کَفَرُوْا۔ مشابہ ہوتے ہیں یعنی مشابہ ہے یہ قول اُن کا قول ان لوگوں سے جو کافر ہوئے۔ مِنْ قَبْلُ۔ اُن کے پہلے

جمع لسان بمعنی زبان ۱۲

[illegible] بات اِن سے اگلے لوگ کہتے تھے یعنی تقدیر یہ کہ یضاہئون کا فاعل یہود و فریق یہود و نصاری ہون یعنی یہود و نصاری اس قول میں اپنے اگلے کافرون سے مشابہ ہین پس ثابت ہوا کہ اُن مین کفر کا وجود قدیم سے ہی اور اگر یضاہئون کا فاعل فقط ضمیر نصاری ہو تو اگلون سے مراد یہود ہین یعنی یہود نے جو عزیر علیہ السلام کو فرزند خدا کہا تھا انھین کی مشابہت مین نصاری نے مسیح علیہ السلام کو بھی کہا۔ یا اگلے کافرون سے مشرکین مراد ہین کہ وہ ملائکہ کو خدا کی بیٹیان کہتے تھے پس یہود و نصاری نے اُن کی مشابہت مین عزیر و مسیح کو بیٹا بنایا۔ قَاتَلَهُمُ اللهُ اللہ تعالے ان کافرون سے مقاتلہ کرے یعنی ہلاک کرے کیونکہ اللہ تعالی جس سے مقاتلہ فرمائے وہ ضرور مارا جاویگا اور مقصود اس سے ان مشرکون پر بددعا ہی جیسا کہ عرب کا دستور ہی کہ ایسے موقع پر اسی لفظ سے بددعا و تشنیع کرتے ہین یا مقصود اس سے تعجب دلانا اُن کے اس شنیع قول سے۔ اَنّٰى یُؤۡفَكُوۡنَ کیف یصرفون عن الحق۔ دیکھو تو حق سے کیسے پھرے ہوئے باطل و بہتان کی طرف سر جھکائے گھسے جاتے ہیں اور باوجودیکہ نہ عقل ایسی بیہودہ بات کو تسلیم کرتی اور نہ شرع اسکو حلال رکھتی ہی نہ کسی طرح اجازت دیتی ہی بلکہ صریح رد کرتی ہی مگر نفس کی خوشی اور کفر کی چاہ مین افتراء کیے جاتے اور جو کچھ اُن کے اگلے پڑھے لکھے اور درویش لوگ کفر کی بات کہہ گئے اسی کو بدون دلیل شرعی اور دلیل عقلی کے مانتے اور حکم خدا اور رسول سے باہر ہو کر کفر مین منہمک ہوئے جاتے ہین لہذا فرمایا۔

اِتَّخَذُوۡۤا اَحۡبَارَهُمۡ وَرُهۡبَانَهُمۡ اَرۡبَابًا مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ وَالۡمَسِيۡحَ ابۡنَ مَرۡيَمَ‌ۚ وَمَاۤ اُمِرُوۡۤا

ٹھہرائے ہین اپنے عالم اور درویش خدا اللہ کو چھوڑ کر اور مسیح بیٹا مریم کا اور حکم یہی ہوا تھا

اِلَّا لِيَعۡبُدُوۡۤا اِلٰهًا وَّاحِدًا‌ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ‌ ؕ سُبۡحٰنَهٗ عَمَّا يُشۡرِكُوۡنَ‏ ۝ يُرِيۡدُوۡنَ

کہ بندگی کرین ایک صاحب کی کسی کی بندگی نہین اسکے سوائے وہ پاک ہے اُن کے شریک بنانے سے چاہتے ہین

اَنۡ يُّطۡفِــئُوۡا نُوۡرَ اللّٰهِ بِاَفۡوَاهِهِمۡ وَيَاۡبَى اللّٰهُ اِلَّاۤ اَنۡ يُّتِمَّ نُوۡرَهٗ وَلَوۡ كَرِهَ

کہ بجھادین روشنی اللہ کی اپنے منہ سے اور اللہ نہ رہے بن پوری کیے اپنی روشنی اور پڑے بُرا مانین

الۡـكٰفِرُوۡنَ‏ ۝ هُوَ الَّذِىۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰى وَدِيۡنِ الۡحَـقِّ لِيُظۡهِرَهٗ عَلَى الدِّيۡنِ

منکر اسی نے بھیجا اپنا رسول ہدایت لیکر اور دین سچا تا اُسکو اوپر کرے

كُلِّهٖ ۙ وَلَوۡ كَرِهَ الۡمُشۡرِكُوۡنَ‏ ۝

ہر دین سے اور پڑے بُرا مانین مشرک

اِتَّخَذُوۡۤا اَحۡبَارَهُمۡ وَرُهۡبَانَهُمۡ۔ احبار جمع حبر بفتح اول و بقول فراء ح فتح و کسر دونون طرح ہی اس شخص کو کہتے ہین جو خوش تقریر و شائستہ گفتگو کرتا ہو۔ لیث رح نے کہا کہ حبر بمعنی عالم ہی جو اہل کتاب مین سے ہو خواہ ذمی ہو یا مسلمان ہو گیا ہو اور یہ عام ہی اور مفسر وغیرہ نے علماء یہود سے تفسیر کی۔ رہبان جمع راہب ماخوذ از رہبہ اور بعض نے کہا کہ نصاری مین سے زاہدون کو کہتے ہین اور بعض نے کہا کہ علماء نصاری بمقابلہ احبار علماء یہود کے اور بعض نے کہا کہ صومعہ کے رہنے والے اور ظاہر یہ ہی کہ نصاری مین سے ایسے علماء جو صومعہ مین بیٹھے ہین زیادہ مستند سمجھے جاتے تھے اور وہی درویش ہوتے تھے اور معنی یہ کہ یہود نے اپنے احبار کو اور نصاری نے اپنے رہبان کو اَرۡبَابًا مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ سوائے اللہ تعالی کے ارباب بنالیا۔ ارباب جمع رب جسکی پرستش کیجاوے یعنی اُسکے حق مین کوئی ایسا عمل اختیار کرے جو حضرت باری تعالی کی جناب مین لائق ہو مثلاً چیزون کے حلال و حرام کرنے کو کسی کی طرف سے مان لیا۔ عدی بن حاتم طائی سے روایت ہی کہ

التوبة

Marfat.com

جب عدی کو آنحضرت صلعم کی دعوت پہونچی تو شام کو بھاگ گیا اور زمانہ جاہلیت مین نصرانی ہوگیا تھا پھر گروہ تبعی عدی کے [illegible]
قید ہوکر آئی پس آنحضرت صلعم نے بلحاظ حاتم طائی اسکے باپ کے جو سخاوت و کرم مین مشہور تھا اس لڑکی کو اسکی سفارش سے تمام قوم [illegible]
چھوٹ کر اپنے بھائی کے پاس گئی اور اسکو اسلام کی خوبیان و عدل و خلق کریم سے آگاہ کرکے رغبت دلائی پس عدی بن حاتم [illegible]
آیا اور لوگون مین اُسکے آنے کا چرچا ہوا اور عدی کی گردن مین چاندی کی صلیب پڑی تھی پس آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر ہوا اور آنحضرت
نے یہ آیت پڑھی۔ اتخذوا احبارہم و رہبانہم اربابا من دون اللہ۔ عدی رضؓ نے روایت کی کہ مین نے عرض کیا کہ ان لوگون نے رب نہین بنایا اور احبار
و رہبان کی عبادت نہین کی تو فرمایا کہ ارے ضرور رب بنایا اس طرح کہ احبار نے یا رہبان نے جو کچھ حرام کیا اسکو حرام مان لیا اور جو حلال کردیا
اسکو حلال مان لیا پس یہی ان لوگون کی انکے واسطے عبادت تھی۔ پھر رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اے عدی بھلا تجھے اسمین کون ضرر نظر آتا ہے
کہ تو کہے کہ اللہ اکبر بھلا تجھے اللہ تعالیٰ سے کوئی اور چیز اکبر معلوم ہوتی ہے اور تجھے کیا ضرر نظر آتا ہے کہ تو کہے کہ لا الٰہ الا اللہ بھلا تو سوائے اللہ تعالیٰ
کے کوئی اور بھی معبود جانتا ہے پھر اسکو اسلام کی دعوت کی پس عدی نے صدق دل سے کلمہ توحید پڑھا۔ عدی رضؓ کہتے ہین کہ مین نے رسول اللہ صلعم
کو دیکھا کہ آپ کا چہرۂ مبارک لہلہانے لگا پھر فرمایا کہ اے عدی جن پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے غضب ہوا ہے وہ یہود ہین اور قولہ غیر المغضوب
علیہم مین وہی مراد ہین اور فرمایا کہ الضالین نصاریٰ ہین رواہ احمد والترمذی وغیرہ اور ایک روایت مین ہے کہ عدی رضؓ نے کہا کہ حضرت صلعم نے
فرمایا کہ واضح رہے کہ وے لوگ اُن کو سجدہ وغیرہ سے عبادت نہین کرتے تھے ولیکن یہ بات تھی کہ جب احبار و رہبان کسی چیز کو حلال کرتے تو اسکو
حلال جان لیتے اور جسکو حرام کرتے اُسکو حرام جان لیتے تھے رواہ احمد وابن جریر وابن مردویہ وابن ابی حاتم وابو الشیخ وابن المنذر وابن حمید والترمذی
والبیہقی۔ حاصل آنکہ رب بنالینا یون تھا کہ وے لوگ اپنے احبار و رہبان کی اطاعت اس درجہ کرتے تھے کہ جیسے رب معبود کی اطاعت ہے حالانکہ
جس قدر حکم الٰہی کے موافق اُن کی تکریم لازم تھی اسی قدر رکھتے نہ آنکہ اس درجہ تک پہونچایا جو حضرت حق تعالیٰ کی شان ہے۔ ربیع بن انس نے کہا کہ
مین نے ابو العالیہ رحؒ سے پوچھا کہ رب بنالینا کیونکر تھا تو شیخ نے فرمایا کہ بنو اسرائیل کی یہ حالت پہونچی تھی کہ بسا اوقات وہ لوگ کتاب الٰہی مین
ایسی بات پاتے جس سے اُن کے احبار و رہبان کا قول برخلاف ہوتا تو کتاب الٰہی کا حکم قبول نہین کرتے بلکہ اپنے احبار و رہبان کا قول قبول
کرلیتے تھے۔ امام رازی نے تفسیر کبیر مین لکھا کہ ہمارے شیخ استاد فرماتے تھے کہ مین نے فقہاء کے مقلد بہت لوگ ایسے دیکھے کہ بعض مسائل مین مین نے
اُن کو بہت سی آیات سنائین حالانکہ اُن کا مذہب ان آیات کے برخلاف تھا پس اُنھون نے ان آیات کو قبول نہ کیا بلکہ اپنے فقہاء مجتہدین
ہی کا قول مانا۔ اور میری طرف تعجب کی نگاہ سے دیکھنے لگے یعنی ان آیات کے ظاہر کا برتاؤ کیونکر ممکن ہے جبکہ اگلے فقہاء سے اسکے برخلاف
ثابت ہے اور اگر تو خوب تامل سے دیکھے تو تجھے نظر آنے لگے گا کہ بہت سے دنیاداروں مین یہ بیماری پھیلی ہوئی ہے۔ ہذہ ترجمۃ کلامہ۔ مترجم کہتا
ہے کہ شیخ کی غرض اس کلام سے یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ مین جو بلا پھیل کر اس حد تک پہونچی کہ اللہ عز و جل نے اُن کو اتخاذ ارباب کا مشرک فرمایا
اسکی ابتدا ایسی ہی تھی جیسے اس اُمت کے سفہاء مین ہے اگرچہ وہ علماء کی صورت مین ہون اور حاصل کلام صادق مصدوق حضرت رسول اللہ صلعم کا
کہ یہ اُمت بھی قدم بقدم یہود و نصاریٰ کا اتباع کریگی ضرور واقع ہوگا حتیٰ کہ جو کوئی ان کو اس فساد سے روکے گا اُس کے دشمن ہوجاوینگے
اور آگ کے پتنگون کی طرح اپنے نفس کی پیروی مین اسپر غالب آکر ضرور اس فساد کی آگ مین گرینگے اور در واقع یہ بات کبھی زیبا نہین ہے
کہ آیات الٰہی جل سلطانہ و احادیث رسالت پناہی صلعم سے کسی بندہ کا قول معارض کیا جاوے بلکہ آیت و حدیث کو سنکر دل مین جگہ دے
اور اُسکے لئے نرم ہوجاوے اور پڑھے آمنا باللہ وما اُنزل الینا جیسا کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے اہل ایمان کا شیوہ بیان کیا ہے۔ واللہ [illegible]

اور دو معنی ہین آیت کی تفسیر مین ایک وہ معنی بیان کئے ہین اور جملہ تین وجہین ذکر کی ہین چنانچہ اُس کا ترجمہ یہ ہی کہ احبار و رہبان کو رب بنانے کی صورت یہ ہی کہ جیسے اس اُمت مین جاہل صوفی اور حشویہ لوگ جب اپنے پیر کی تعظیم مین مبالغہ کرتے ہین تو یہانتک نوبت پہونچ جاتی ہی کہ ان کی طبیعت اس جانب مائل ہوتی ہی کہ شیخ مین الوہیت کا حلول ہی یا یہان مرتبہ اتحاد ہی اور اُن کا پیر اگر طالب دنیا ہی اور دین سے جاہل منہ موڑنے ہی تو بسا اوقات اپنے مریدون کو حکم دیتا ہی کہ مجھے سجدہ کرو یا میرا طواف کرو اور اُن سے کہتا ہی کہ تم میرے بندے ہو اور حلول و اتحاد کی بہت سی باتین اُن کو سمجھاتا ہی اور اکثر اوقات جب بعضے احمق مریدون کو خلوت مین پاتا ہی تو وہی قصہ کہانی کہکر اُن کے سامنے اُلوہیت کا دعوی کرتا ہی پس جب اس اُمت مین یہ باتین مشاہدہ ہین تو اگلی اُمتون مین جو بحکم قولہ یا موسی اجعل لنا الہاً کما لہم آلہۃ حلول کیلیے مستعد اور بچھڑا پوجنے پر اُدھار کھائے بیٹھے تھے کیونکر یہ باتین بعید ہوسکتی ہین **قال المترجم** اس اُمت مین تو بہت مبالغہ موجود ہی چنانچہ شیطان کے بہکانے سے نعت کا بہانہ کرکے شاعر کہتا ہی ؎ شکل انسان مین خدا تھا مجھے معلوم نہ تھا ۔ بعضے ایسے ہین کہ حضرت صلعم کو بشر نہین کہتے اور اسکو عار جانتے ہین انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ یہ اُمور قول اہل کتاب سے بھی بڑھے ہوئے ہین اللھم اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین آمین ۔ پھر امام رازی رح نے لکھا کہ حاصل کلام یہ ہی کہ رب بنا لینے مین یہ صورتین ہین ایک یہ کہ خلاف حکم الٰہی کے جو کچھ اُن کے پیر و عالم حکم لگاتے اسکو ماننے پر مستعد ہو جاتے تھے اور دوم یہ کہ اُنھون نے انواع کفر کو قبول کیا گویا اُنھون نے ارباب بنالیے و سوم یہ کہ احبار و رہبان کے حق مین حلول ربوبیت کا اعتقاد کیا اور اتحاد و وحدت وجود سمجھے اور یہ تو اس اُمت مین بھی مشاہدہ ہی مترجم کہتا ہی اعتماد ان وجوہ مین سے قول اول پر ہے کیونکہ مرفوع حدیث مین آچکا پس باقی وجوہ داخل عموم آیت ہین یا بدلیل آیت کریمہ وہ بھی اتخاذ ارباب کو مستلزم ہونے کی وجہ سے انواع کفر مین داخل ہین پس تشنیع یہ ہی کہ یہود و نصاری نے احبار و رہبان کو ارباب بنالیا ۔ وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۔ اور رب بنایا نصاری نے مسیح کو جو مریم کا بیٹا ہی اور اسمین اشارہ ہی کہ یہود نے عزیر کو رب معبود نہین بنایا تھا بخلاف نصاری کے کہ اُنھون نے حلول و اتحاد و انفصال کا کوئی دقیقہ جو عقل سے ہزارون کوس دور ہو نہین چھوڑا ۔ حاصل آنکہ یہود و نصاری نے عالمون و پیرون فقیرون کو رب بنایا اور نصاری نے مسیح ابن مریم کو بھی رب بنایا ۔ وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا إِلَٰهًا وَاحِدًا ۔ اور حال یہ ہی کہ کتاب الٰہی و رسول کی زبانی یہ لوگ فقط یہی حکم کئے گئے تھے کہ الٰہ واحد کی عبادت کرین اور وہ اللہ تعالی ہے اسی کے حرام کرنے سے چیز حرام ہوتی اور اسی نے جس چیز کو حلال فرمایا وہ حلال ہی اور کسی کو یہ اختیار نہین ہے احتمال ہی کہ امروا کا فاعل خود ہی احبار و رہبان و مسیح ہون یعنی ان لوگون نے تو احبار و مسیح وغیرہ کو رب بنایا حالانکہ وہ نیک بندے ان لوگون کو یہی حکم دیتے تھے کہ الٰہ واحد کی پرستش کرو ۔ کما قال تعالی وقال المسیح یا بنی اسرائیل اعبدوا اللہ ربی وربکم الآیۃ ۔ پھر کیونکر سزاوار ہے کہ انہین کو ارباب بنادین اگر کہا جاوے کہ جب سوائے اللہ تعالی کی طاعت کے اور کسی کی طاعت اختیار کرنا شرک ہی تو رسول علیہ السلام وغیرہ کی طاعت کیونکر ہوسکتی ہی تو جواب یہ ہی کہ رسول وغیرہ کی طاعت اگر مستقل ہو یعنی اُن کے نفس ذات کے لحاظ سے قطع نظر رسالت وغیرہ کے اُنکی طاعت اپنے اوپر فرض کرے تو مشرک ہی اور اگر اس نظر سے اُنکی طاعت کرے کہ اللہ تعالی نے اُن کی طاعت کا حکم دیا ہے تو یہ عین طاعت الٰہی ہی تو کچھ تردد نہین رہا بلکہ یہی حکم ہی کہ طاعت اپنے معبود حق سبحانہ کی بجالادین ۔ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ یہ جملہ الٰہا کی دوسری صفت ہی یعنی ایسے الٰہ کی جو واحد ہی اور جس کی دوسری یہ صفت ہی کہ کوئی معبود نہین مگر وہی ۔ یا یہ جملہ مستانفہ ہے جس سے توحید کی تقریر ہوتی ہے ۔ سُبْحَانَهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۔ تنزیہا لہ عن الاشراک مطلقاً فی طاعۃ او عبادۃ او غیرہما

Marfat.com

منزہ و پاک ہو اس کے لئے اشراک خواہ طاعت مین ہو یا کسی اور چیز مین ہو یعنی اسکی درگاہ مین شرک کی بالکل گنجائش نہین
گمراہی کا بیان تھا جسین توفیق سے دور ہو کر راہ جہالت و ضلالت مین پڑے تھے اب دوسری قسم سے اُن کی ضلالت کا بیان فرمایا
بقولہ۔ يُرِيدُونَ أَنْ يُطْفِئُوا نُورَ اللّٰهِ بِأَفْوَاهِهِمْ یعنی بھلا ہمشکا جو نیکبخت ہو روشنی کا متمنی ہوتا ہو ولی پاک
آجاتا ہو برخلاف ان بدبختون کے کہ یہ چاہتے ہین کہ بجھاوین نور الٰہی کو اپنے منھون سے یعنی چاہتے ہین کہ اپنے منھون سے شرکی باتین
یا رسول اللہ صلعم یا قرآن کو جھٹلا کر نور الٰہی کو یعنی روشن دلائل کو جو اللہ تعالیٰ کی توحید پر اور فرزند وغیرہ ہر نقص سے پاک ہونے پر دلالت
کرتی ہین مٹا دین۔ وَيَأْبَى اللّٰهُ اور انکار کرتا ہو اللہ تعالیٰ یعنی اسکی رضا نہین ہو۔ إِلَّا أَنْ يُتِمَّ نُورَهُ مگر یہی کہ اپنے نور کو پورا
کرے بایں طور کہ کلمہ توحید کو بلند اور اسلام کو عزت دے۔ حاصل آنکہ یہ مشرک گمراہ چاہتے ہین کہ شرک کی باتون سے یا رسول و قرآن کو جھٹلا کر
توحید کو نہ پھیلنے دین ولیکن اللہ تعالیٰ کی مرضی یہی ہو کہ توحید کی روشنی پھیلاوے پس ضرور یہی واقع ہو گا اگرچہ تمام مخلوق توحید سے سرفراز نہو
کیونکہ یہ مشیت الٰہی مین جاری نہین ہوا جیسا کہ اور بہت سی آیات قرآنی اسپر صریح دلالت کرتی ہین پس جن بندون کے ساتھ مشیت متعلق
ہے وہی موحد ہو جاوینگے اور جن سے متعلق نہین وہ کافر و مشرک ہی رہینگے۔ بعض مفسرین نے کہا کہ یہ مشرکین جو توحید کو مٹانا چاہتے تھے آیت
کریمہ مین اُن کے حال کی تمثیل ہو یعنی یہ لوگ جو محض زبانی بک بک اور بہتان باندھنے سے نور توحید کو مٹانا چاہتے ہین تو اُن کی مثال اس فعل
مین ایسی ہو جیسے کوئی شخص چاہتا ہو کہ پھونک مار کر سورج یا چاند کے نور کو بجھاوے حالانکہ درحقیقت اسکی کوئی راہ نہین بلکہ وہ نور تو ضرور
چمکنے والا ہو ایسی ہی آنحضرت صلعم جس نُور کے ساتھ بھیجے گئے وہ ایسے مشرکون کی باتون سے نہین مٹ سکتا بلکہ ضرور پھیلنے والا ہو۔ وَلَوْ
كَرِهَ الْكَافِرُونَ۔ اگرچہ کافر بڑے بُرا مانا کرین اللہ تعالیٰ ضرور اُس کو پورا فرما دیگا۔ بالجملہ کوئی تفسیر لیجائے بہر تقدیر اس آیت کریمہ
مین بڑا معجزہ ہے جو قیامت تک ہر ایسے شخص پر حجت واضح ہو جو اسلام کا منکر ہو۔ دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سچی رسالت اور
وحی سے آگاہ کر دیا کہ دین اسلام ضرور پھیل جائیگا۔ حالانکہ اسوقت تمام عرب ہی اسلام لانے کو [illegible] تھا علاوہ برین شام و روم و فارس و مصر
وغیرہ مین بڑی زبردست سلطنتین قوم نصاریٰ کی تھین کہ تمام عرب متفق ہو کر ظاہر مین کسی طرح سامان و لشکر و ہتھیار و زر وجواہر و تعداد
مین اُنکا مقابلہ نہین کر سکتا تھا پھر بڑا ہٹ دھرم وہ شخص ہو کہ اس کلام معجز نظام پر غور نہین کرتا کہ بدون وحی الٰہی کے کیونکر ایک سچا آدمی
جس کے دشمن بھی اسکے بچپن سے اُسکے نہایت سچے امانت دار ہونیکے معتقد تھے ایسی بات کہتا جس پر چشم ظاہر بین کسی طرح از راہ تجربہ و عادت
و نظر تدبیر کے واقع ہونے کا کبھی حکم نہین لگا سکتے تھے اور اس سچے آدمی کو اپنے جھوٹے بنائے جانے کا خوف نہوتا ولیکن چونکہ حضرت محمد
رسول اللہ صلعم بوحی الٰہی آگاہ کرتے تھے پس قطعی یقین تھا کہ او تعالیٰ جل جلالہ کی قدرت کاملہ بشر کی نظر سے بہت بالاتر ہو جو وہ چاہے گا وہ
واقع ہو گا اس کو کوئی روک نہین سکتا کیونکہ وہ پاک پروردگار تمام جہان کا خالق ہو عیسیٰ ہون یا کوئی ہو سب اُسکے عاجز بندے مخلوق
ہین وہ ہر بات پر قادر ہو۔ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ وہی آسمانون و زمین کا اس تمام صنعت
و خوبی کیساتھ پیدا کرنیوالا ہو جسکی عظمت و جلال کا بیان نہین ہو سکتا اسی نے بھیجا اپنے رسول کو یعنی محمد مصطفےٰ رسولون کے سردار رسول کو ہدی
و دین حق کیساتھ۔ یعنی اللہ تعالیٰ عز وجل کی معرفت کے اچھے صحیح و ٹھیک اعتقادات توحید کے ساتھ جو علم ہدی ہین اور پاکیزہ اخلاق و
اعمال کے ساتھ جو دین حق ہین اور دنیا و دین مین جو علم و عمل بندے کے نفع کا ہو کوئی اسمین جھوٹ نہین رہا پھر صریح کر دیا کہ حضرت
محمد صلعم کا بھیجنا اسی غایت تک نہین تھا کہ کافر چاہے ایمان لاوین یا نہ لاوین اور کوئی اس دین پر ہو یا نہ ہو جیسے بعض دیگر انبیا کے

Marfat.com

[illegible] لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ اسواسطے کہ تمام دینون پر غلبہ دے ف شرک نصرانیت و بت پرستی و آتش پرستی وغیرہ جو
[illegible] کیسا تھ [illegible] مین سب پر غالب کرے۔ الحمد للہ تعالیٰ کہ ایسا ہی واقع ہوا اور جو وحی آلٰہی سے اُسکے رسول نے خبر دی تھی
[illegible] ملت ہین کہ کافر و منافق ہنستے تھے اور سچ نہین مانتے تھے وہ ٹھیک ٹھیک پوری اُتری۔ پس اسلام سے ورسالت رسول اللہ صلعم و
[illegible] انکو بنیلے عجب ہٹ دھرمی کرتے ہین کہ ایسے ایسے کھلے معجزے دیکھکر پھر بھی اسلام سے منکر ہین قطع نظر اسکے جو اعتقادات
[illegible] اور جو اخلاق جمیلہ اس دین مین تعلیم ہوئے ہین وہ خود اس امر کیلئے کافی تھے کہ ایک بے پڑھے لکھے کی طرف سے ان کمالات کی تعلیم اگر
[illegible] وہ ہدی نہین تو اور کیا ہے اور اس سے قطع نظر اگر تم اپنے خالق کو پہچانتے ہو تو تم کو اُس کی معرفت و اخلاق آدمیت کے سوائے جس سے دین
و دنیا کا نفع دونون ملتا ہے اور کیا چاہیئے اور سوائے اس کے دوسری بات اس پاک دین توحید مین نہین ہے۔ افسوس اگر قرآن مجید پر
[illegible] آنکھ سے نظر کرین اور غور سے دیکھین تو اُن کو بہت سے معجزہ ملین جو صریح اس بات کی دلیل ہین کہ یہ کلام پاک وحی آلٰہی ہے اور
صحیحین کی حدیث مین ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین کی مشرق و مغرب کو تہ کیا یعنی مجھے ایک حد پر مطلع کر دیا اور عنقریب میری اُمت
[illegible] وہان تک پہونچے گا جسقدر میرے لئے تہ کی گئی ہے۔ امام احمدؒ نے قبیصہ بن مسعودؓ سے مرفوع روایت کی کہ عنقریب تمھارے واسطے زمین کے
مشارق و مغارب مفتوح کر دیئے جاوینگے ولیکن ان ملکون پر جو حاکم ہونگے وہ دوزخ مین جاوینگے سوائے ایسے حاکمون کے جو
اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور تقویٰ پر ثابت قدم رہے۔ اور امام احمدؒ نے حدیث عدی بن حاتم سے روایت کیا جسمین ہے کہ پھر آنحضرت صلعم نے
مجھ سے فرمایا کہ تو سردار رہ مجھے معلوم ہے کہ جو خیال تجکو مسلمان ہونے سے روکتا ہے تو اس خیال مین پڑا ہے کہ اس شخص پر ایمان لانیوالے
و پیروی کرنیوالے لوگون مین سے ضعیف و کمزور بیچارے غریب ہین اور عرب کے زبردست لوگون نے مانا نہین بلکہ پھینک دیا اور نہین قبول کیا
سو بھلا تو نے حیرہ دیکھا ہے مین نے عرض کی کہ مین نے دیکھا نہین مگر سنا ہے تو فرمایا کہ قسم اُس ذات پاک کی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان
ہے کہ اللہ تعالیٰ ضرور اس امر کو یعنی اسلام و توحید کو پورا کریگا یہانتک کہ عورت بدون کسی کے ساتھ ہونے کے حیرہ سے آکر خانۂ کعبہ کا
طواف کر جاویگی اور واللہ تم لوگ کسریٰ بن ہرمز کے خزانے فتح کرکے قبضہ مین لاؤگے۔ مین نے کہا کہ کسریٰ بن ہرمز بادشاہ فارس
کے خزانے یعنی جس سے آج کوئی بادشاہ مقابلہ نہین کر سکتا۔ فرمایا کہ ہان کسریٰ بن ہرمز کے خزانے فتح کروگے واللہ یہ ہوگا کہ مال خیرات
کیا جاویگا اور کوئی اسکو قبول نہین کریگا یعنی تونگری کے سبب سے خیرات جو فقیر لے سکتا ہے کوئی نہین لے سکیگا۔ عدی بن حاتم نے یہ حدیث
بیان کرنے کے وقت کہا کہ آنحضرت صلعم کا فرمانا آنکھون دیکھو کہ حیرہ سے مکہ تک بے کھٹکے عورت جاتی اور طواف و حج کرکے چلی آتی ہے حالانکہ
کوئی بھی اسکے ساتھ نہین ہوتا اور کسریٰ بن ہرمز کے خزائن فتح ہونے کے وقت واللہ مین شریک تھا اور واللہ باللہ کہ تیسری بات بھی
ضرور واقع ہوگی کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو فرمایا ہے۔ رواہ احمد۔ اور اس قسم کی احادیث بہت کثرت سے ہین جن کا یہان لانا موجب
طوالت ہو پھر بہت تعجب و بڑا افسوس ہے کہ کوئی فرقہ راہ توحید و اسلام و رسالت حضرت خیر الانام سے منکر ہو ولیکن اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے ہدایت
[illegible] دیتا ہے وہی اپنی مخلوق کا دانا تر ہے۔ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ۔ اگرچہ مشرکین بُرا مانا کرین ف یعنی اللہ تعالیٰ عزوجل دین کو غالب
کریگا [illegible] کہا جائے کہ قرآن مجید مین حضرت عیسیٰؑ کی اتباع کرنیوالون کے حق مین قیامت تک غلبہ کا حکم آیا ہے۔ کما فی قولہ اذ قال اللہ یا
عیسیٰ انی متوفیک و رافعک الی و جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ الآیۃ۔ پھر مسلمان کیونکر نصاریٰ پر غالب ہوئے تو
[illegible] یہ ہے کہ آیت مین حضرت عیسیٰ سے کفر و انکار کرنے والون پر غلبہ کی خبر ہے جیسے یہود کہ حضرت عیسیٰؑ کے منکر ہین پس نصاریٰ قیامت تک

(حاشیہ: امام مہدی آخر الزمان کے عہد مین)

Marfat.com

اُن پر غالب ہین گے اور مسلمان کبھی حضرت عیسیٰ کے منکر نہین ہین بلکہ اُن کو اللہ تعالیٰ عزوجل کا بندہ رسول جانتے ہین [illegible]
معجزہ ہو کہ قیامت تک کی خبر برابر صادق ہو پھر افسوس ہو کہ ہٹ دھرم انکار کرتے ہین۔ اب رہے مسلمان [illegible]
متبع حضرت عیسیٰ ہو گا وہ بطریق اشارت کے غالب معلوم ہوتا ہو اور تحقیق تفصیلی اس آیت کی تفسیر مین گذر چکی [illegible]
دو طرح کی ہو ایک بحقیقت دوسری برائے نام بس اتباع بحقیقت یہ کہ حضرت عیسیٰ کو بندہ و رسول جانکر جو کچھ اُنھون نے اللہ تعالیٰ کی [illegible]
سکھلائی ہو اسپر یقین و ایمان رکھے اور اتباع برائے نام یہ کہ اُن کی پیروی کا دعویٰ کرے اور نام لیوا کہلاوے اگرچہ درحقیقت [illegible]
کوسون دور بلکہ بالکل دروغ و زور ہو جیسے متاخرین نصاریٰ ہین پس حقیقی اتباع کرنیوالے تو ضرور بدلیل اشارت کے غالب ہین [illegible]
سچا مسلمان ہو اور دل سے اسلام کا یقین رکھتا ہو وہ درحقیقت عیسیٰ کا متبع ہو بلکہ اُمت محمدی صلعم مین سے سچے مسلمان گستاخی [illegible]
حضرت عیسیٰ کے واسطے متبع ہونے مین فخر ہین اسیواسطے صحابہ رضی اللہ عنہم تمام نصاریٰ پر غالب ہوئے اور برابر نصرانیون سے کہتے تھے کہ [illegible]
عیسیٰ کے تم کون ہو ہم ہی اُن کی اتباع کے واسطے اولیٰ ہین۔ اور رہے وہ لوگ جو نام کے مسلمان ہین راہ توحید سے غافل ہین دل مین یقین
نہین ہو کہین سیتلا پوجنے دوڑے اور کہین شیخ سدو کے نام پر بکرے مارے اور کہین قبرون پر ناک رگڑی گرد پھرے۔ جب اعتقادی امور مین
یہ حال ہو تو نور ایمان کہان سے آیا پھر اُن کے اعمال پوچھنا کیا۔ کوئی بدفعلی اُن سے نہین چھوٹی اور کوئی بدخلقی نہین بچی ہو۔ زناکاری شرابخواری
جھوٹ فریب مکاری فتنہ پردازی مرغ بازی بٹیر بازی غرض کوئی کہان تک بیان کریگا یہ اُن کے اعتقاد اور یہ اُن کے اعمال ہین اور اکثر
عالم لوگ تو اپنا معتقد بنانے پر مرتے ہین اور پیر لوگ اپنے مریدون کو مسئلہ وحدت وجود سکھلانے پر فخر کرتے ہین جب یہ نوبت پہونچی
تو اللہ تعالیٰ اُن کے ایمان کا دادا تر ہی پھر اُن مین حاکم کی حرکتین ظاہر اور قاضی کی رشوت خواری ظاہر اور ثقہ گواہ کہان جسپر فیصلہ
ہو پھر حکومت سوائے ظلم و فساد کے اور کیا ہوگی لہذا کسی صورت مین حسب نام لیوا متبع معلوم ہوتے ہین تو اللہ تعالیٰ جسکو چاہے حاکم فرماوے اور وہی
ہر چیز پر قادر ہو اللھم اعز الاسلام واہلہ واخذل من خذلہ ودمر اعداءہ وانت ارحم الراحمین۔ اے لوگو راہ توحید و اسلام کو مضبوط پکڑو تاکہ دین و دنیا مین اللہ تعالیٰ
کی نصرت سے سرفراز ہو اور علماء پہلے صلاحیت اختیار کرین اور اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرماوے۔ اس بیان سے ظاہر ہوا کہ یہود و نصاریٰ
و مجوس جو اسلام مین اس نظر سے عیب لگاتے ہین کہ جتنے بُرے کام ہین وہ دنیا کے لوگون مین سے اہل اسلام مین زیادہ ہین لہذا یہ مذہب
قابل قدر نہین ہو تو جواب اسکا یہ ہو کہ اس طرح کسی مذہب کی خوبی نہین دکھلائی دیتی ہو بلکہ اس مذہب کے اعتقاد و اعمال کو دیکھو تو معلوم ہو
اور اُن لوگون کو مت دیکھو جو برائے نام اس مذہب کے مدعی ہین کیونکہ یہ لوگ تو برائے نام اس مذہب کے ہین نام لیوا ہو کر گویا بدنام کرتے ہین
مترجم کہتا ہو کہ بنظر انصاف دیکھو تو یہ بات بھی حقیقت اسلام و صدق رسالت کی دلیل ہو اور غور کرو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی
اس امر کی بھی خبر فرمائی تھی کہ جیسے اگلی اُمتون نے دین بگاڑا ویسی یہ اُمت بھی اُن سے ایک عدد زائد تہتر فرقہ ہو جائے گی۔ اور امام مسلم
نے اپنی صحیح مین ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ مین نے رسول اللہ صلعم سے سنا کہ رات و دن نجاوین گے یہانتک
کہ لات و عزیٰ پوجے جاوینگے تو مین نے عرض کیا کہ یارسول اللہ جب اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا قولہ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق
لیظہرہ علی الدین کلہ۔ الآیۃ تو مجھے یقین تھا کہ یہ تمام و کمال ہوگا آپ نے فرمایا کہ ہان جسقدر اللہ عزوجل کی مشیت ہوگی وہان تک ہوگا پھر
اللہ تعالیٰ ایک پاکیزہ ہوا چلاوے گا جس سے ہر وہ شخص مرجاویگا جس کے دل مین رائی کے دانہ برابر ایمان ہوگا اور باقی وہی لوگ
رہ جاوین گے جنمین کچھ بھلائی نہین ہو پس وے لوگ اپنے باپ دادون کے دین کیطرف پھر جاوین گے رواہ مسلم۔ اگر کہا جاوے کہ قولہ علی الدین کلہ

مقرر کیا گیا ہو تو جواب آنکہ کفر کے دین سب شیطانی راہ و کج ہونے مین یکسان ہین کما قیل الکفر ملة واحدة۔ اگر کہا جاوے کہ دین موکد بلفظ کل ہو اور دین اسلام بھی ایک دین ہو وہ بھی داخل ہو جائیگا تو جواب یہ کہ الدین مین الف لام عہد کا ہو اور مراد کل ادیان باطلہ ہین پس دین اسلام اسمین داخل نہین ہو۔ واضح ہو کہ راہ مستقیم مانند خط مستقیم کے ایک ہی ہو سکتی ہو اور ماسوائے اسکے جانب افراط یا تفریط مین جملہ راہین کج ہونگی لہذا اہل اسلام اُمت وسط و عدل ہین اُن پر لازم ہو کہ اپنے دین مین جو اُمور قرآن و حدیث سے ثابت ہین بس ٹھیک ٹھیک انھین پر اُنکی حد تک مستقیم رہین کسی جانب کو ہوا و ہوس سے تجاوز و میلان نہ کرین ورنہ اسلام سے خارج ہو جاوینگے اگرچہ اپنے زعم مین توحید کے مدعی بنے رہین اور اپنے آپ کو محب رسول اللہ صلعم تصور کرین کیونکہ دعوی دروغ ہو والسلام ف۔ **فی العرائس** قولہ تعالی اتخذوا احبارہم و رہبانہم اربابا من ارخ مقتدی نے جس شخص کی اقتدا و تقلید کی اگر اسی پر نظر رکھی اور دیدار حق تعالی سے نظر غافل کیے رہا تو اُس کو رب بنانیوالا و مشرک قرار دیا یعنی طاعت فقط حق تعالی عز و جل کی ہو اگرچہ درمیان مین انبیا و اولیا وسیلہ ہوتے ہین پس ان وسائل کی طاعت کرنے مین یہ لحاظ نہ رکھے کہ یہ طاعت اُن کی طاعت ہو بلکہ یہ طاعت عین طاعت الٰہی ہو جو بوسیلہ اُن کے معلوم ہوئی ہو کیونکہ توحید کے دین مین یہی ہو کہ قدم کو جو فقط باری تعالی اجل جلالہ ہو حدوث سے جو تمام ماسوائے حق تعالی ہو مفرد کرے اور اس افراد مین وسائط و وسائل پر نظر رکھنا شرک ہو اور تصدیق اسکی پوری آیت مین ہو یعنی قولہ وما امروا الا لیعبدوا الٰہا واحدا۔ وحدانیت کی غیرت نے درمیان مین شاہد و آیات و جملہ مخلوقات مین سے کسی کو باقی نہین رکھا چنانچہ فرمایا۔ قل اللہ ثم ذرہم یعنی دین توحید مین صرف اللہ ہی اللہ تعالی ہے اور ماسوائے اسکے جو کچھ ہو وہ کچھ نہین ہو۔ اسیواسطے جب آنحضرت علیہ السلام نے غیرت قدم کو لحاظ کیا تو اپنی مدح مین اپنی حد سے تجاوز کرنا منع کیا یعنی حدوث کی تعریف اسی کی حد تک ہو اور شان قدم تک نہ پہونچنے پاوے چنانچہ فرمایا۔ لا تطرونی کما اطرت النصاری المسیح یعنی میری تعریف مین تم ایسے نہ اطرا کرنا جیسے مسیح کی شان مین نصرانی اطرار چلے اور مشرک ہو کر ضال و گمراہ ہو گئے چنانچہ قولہ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین۔ کی تفسیر صحیح حدیث مین یہی آئی ہو کہ مغضوب علیہم یہودی ہین اور ضالین نصرانی ہین اور ان دونون کی راہون سے پناہ مانگنے کی سورۂ فاتحہ کی اس آیت مین تعلیم ہو۔ آنحضرت علیہ السلام کو ملت ابراہیم حنیف علیہ السلام کی متابعت کا حکم اسی معنی کر تھا کہ درگاہ قدم کو حدوث کے لگاؤ سے پاک منزہ رکھتے ہین ابراہیم بمرتبہ خلت فائز تھے یہ نہین دیکھتے کہ نمرود ملعون نے جب آگ مین ڈالنے کا قصد کیا اسوقت ملائکہ آسمان و زمین کو اضطراب و جنبش ہوئی کہ الٰہی یہ کیا شان ہو یہان مخلوق کو دم مارنے کی مجال نہین کہ کافر منکر ایک موحد خلیل کو آگ مین ڈالنے پر قابو دیا گیا اور اُن کو اجازت ملی کہ جا ابراہیم تم سے مدد چاہے وہ مدد دو لیکن حضرت خلیل علیہ السلام تمام یقین رکھتے تھے کہ تاثیر فقط قدرت الٰہی کی ہو کسی اور کی حرکت سے کچھ نہین ہو سکتا لہذا کمال مطمئن تھے کہ جب درمیان مین غیر کا وجود محض ہیچ ہو اگرچہ حسب حکمت کیواسطے حدوث پیدا ہوئے ہین وہ حکمت اُن سے بتاثیر قدرت قدیمہ ظہور کرتی ہو پس اس معنی سے تو یہ باطل نہین اور باطل کہنا باین معنی ہو کہ اُنکی ہستی مستقل و مؤثر گمان کی جاوے لہذا قولہ ربنا ما خلقت ہذا باطلا عین صدق ہو اور قولہ ۔ الا کل شیٔ ما خلا اللہ باطل ۔ بھی درست ہے ہکذا سنح للمترجم واللہ تعالی اعلم۔ پھر شیخ نے لکھا کہ آنحضرت علیہ السلام کو ملت حنیفیہ ملت ابراہیم کی اتباع کا حکم تھا پس آپ نے حالت صحو مین فنا الکل فی الکل کی اور قدم کے حدوث سے پاک منزہ ہر طرح بے لگاؤ ہونے کی خبر فرمائی بقولہ لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ الحدیث یعنی اللہ تعالی کے ساتھ میرا ایک وقت ہو کہ اسوقت مجھ مین کسی رسول مکرم و فرشتہ مقرب کی گنجایش نہین یعنی اشارہ کر دیا کہ میرا سر باطنی اللہ تعالی کی توحید و تفرید کیلئے فارغ ہو اسمین کسی حادث کا گذر نہین ہو۔ **قال المترجم** علما رح نے کہا کہ یہ حدیث نہین بلکہ کسی اُمتی بزرگ کا

قول معلوم ہوتا ہی وطریقہ سند سے بعض نے کہا کہ موضوع ہی اور بعض نے کہا کہ ضعیف ہی واللہ تعالیٰ اعلم۔ اور ...
توحید مین کسی کا لحاظ نہ رکھنا یہ نہین ہوسکتا کہ توحبیب علیہ السلام یا کلیمؑ وخلیلؑ کو لحاظ کرے اور اللہ تعالیٰ کی جناب مین ...
قول توحید بہت دقیق ہی اور اسکی صحت مین شک نہین اور اسیواسطے شاہ عبدالعزیز دہلوی قدس سرہٗ نے تفسیر عزیزی مین بعض ...
تن پر انکار کیا یعنی بعضے صوفی اپنے مریدون کو تعلیم کرتے ہین کہ مراقبہ مین اپنے پیر کی صورت کا تصور باندھو یہانتک کہ غیر مراقبہ مین بھی ...
ہمارے سامنے وہی صورت نظر آئے تو شاہ صاحب نے اُسکو توحید کے خلاف بلکہ صاف شرک کہدیا ہے اور مترجم کہتا ہو کہ تصور کی تحقیق
اُس کے اسرار کی توضیح بہت طول چاہتی ہی اور اتنا یاد رکھو کہ تصور کے عجیب آثار وغریب اسرار ہین اور توحید مین اگر جناب باری تعالیٰ کی نسبت
کوئی تصور کسی قسم کا آوے یعنی کسی طرح کی کوئی صورت خیال مین سماوے تو اُس کو فوراً رد کردے کہ میرا پروردگار تعالیٰ اُس سے پاک منزہ ہی اور
یہ سب نفس وشیطان کے تخیلات ہین و نعوذ باللہ منہا۔ **قال الشیخ** رح شبلی رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ جبرئیل علیہ السلام کے تقرب وخصائص کیا کیا
ہین اور کیسے نکرہین تو کہا کہ واللہ ایک مہینہ ہوا کہ مجھے یہ خیال بھی نہین آیا کہ اللہ تعالیٰ نے جبرئیل کو پیدا بھی کیا ہی اسمین شیخ شبلی رح نے اشارہ کیا کہ شہود الٰہی
عزوجل کے سامنے شبلی خود نابود ہی تو غیر کا مشاہدہ کہان ہا۔ بعض مشائخ نے کہا کہ یہود وخصوص نصاریٰ نے کچھ پیر پھیلائے اور اللہ تعالیٰ کے
طلب مین اُڑنا چاہا ولیکن ایسی چیز سے سکون وآرام پاکر طلب وکوشش سے مطمئن ہو بیٹھے جو خود اُن کے مثل ہی یعنی وہ بھی اُن کے مانند
ایک مخلوق بشر ہی کہ آدمی سے پیدا ہوا پس اُنھون نے حق تعالیٰ کو ایسی راہ سے ڈھونڈھا جو اُس کی راہ نہین پس گمراہ ہوئے حالانکہ اللہ تعالیٰ
نے جس کی آنکھ مین نور توفیق کا سُرمہ عنایت کیا اُسکے سامنے راہ کھلی ہوئی ہی اور جو اس سے اندھا ہی وہ راہ حق سے مردود ہی اور راہ
شیطان ونفس پر بھٹکا پھرتا ہی اور عجب ہی کہ ان لوگون کو خود معرفت نہین مگر اہل معرفت واسلام وتوحید کو بے راہ بتلاتے ہین۔ اور خود اپنے
باپ دادون کی راہ پر تقلید کیے جاتے اور مقام توحید سے کہین نیچے گرے پڑے ہین۔ مترجم کہتا ہی کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ قل یا اہل الکتاب
لا تغلوا فی دینکم غیر الحق ولا تتبعوا اہواء قوم قد ضلوا من قبل الآیۃ۔ یعنی اے محمد صلعم تو اہل کتاب یہود ونصاریٰ سے کہدے کہ اے لوگو تم اپنے
دین مین حق کے برخلاف غلو مت کرو کہ عزیرؑ وعیسیٰؑ کو بیٹا بناؤ اور اپنے اگلون کی تقلید مت کرو جنھون نے اپنے جی کی چاہی بات کو شیطان
کی سجاوٹ سے گڑھ کر مان لیا اور خود بھٹکے اور دوسرون کو گمراہ کردیا۔ بالجملہ جن کے دلون مین بچھڑا پوجنا رچ گیا۔ اور جنھون نے مورتین
گڑھی ہوئی اپنے معبود بنائے اور جنھون نے اپنے خیالی معبود کے بیٹون سے دھیان لڑایا جن کا پوتا وپروتا دیکھنے مین نہ آیا بھلا وے کب
عقل کی نورانی راہ پر آوینگے جہان سوائے ذات پاک وحدہ لا شریک کے کسی حادث چیز کا گذر نہین ہی اور یہ پیچ پنچ چھوڑ کر کہان وہ بے لگاؤ قدیم
پاک جامع صفات کمال معبود کو مانین گے لیکن اللہ تعالیٰ ہدایت فرماوے تو ہوسکتا ہی پھر شیخ نے لکھا کہ اس اُمت مین جو مکار پیر ہین کہ درحقیقت
شیطان کے نائب ہین اور صورت اپنی نیک لوگون کی سی بناتے ہین جو رسول اللہ صلعم کے نائب ہوتے ہین پس صورت ولباس ظاہر مین تو
عبادالرحمن بنتے ہین اور سیرت بدباطنی مین شیطان ہین بڑی بڑی داڑھیان لٹکائے رنگے کپڑے وتہ بند وجبہ ودستار جمائے پھرتے
پھرتے ہین کہ ہم بزرگ خانوادے کے ہین ہم فلانے بزرگ کی اولاد ہین اللہ تعالیٰ اُنکے مکر سے بچائے۔ اور زمانہ مین اُن کی لنبی داڑھی کی بہنائی پھیلاوے یہ
بدبخت سمجھتے ہین کہ معرفت وتوحید بھی کچھ نسب وخانوادہ سے ملتی ہی اور لوگون کو مرید بناتے اور خود گمراہ ہین اُن کو بھی گمراہ کرتے ہین۔ تو بہ توبہ
بھلا جسکو اللہ تعالیٰ نے معرفت وتوحید سے باتباع سنت سید المقربین صلی اللہ علیہ وسلم کے سرفراز فرماکر اسکا دل تمام اغیار سے پاک
کرکے قبول نہین کیا وہ اللہ تعالیٰ کا ولی ہو جائے یہ ہرگز ممکن نہین ہی مترجم کہتا ہی کہ اس فساد کی اصل جڑ تو فرقہ شیعہ روافض سے نکلی ...

Marfat.com

...تعالیٰ اُن کے شر سے بچاوے۔ جنیدؒ نے کہا کہ بندہ کے حق مین بھلائی کی علامت یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اسکو علم نافع دے اور بحث وجدال ونام ومال وجاہ ومال چاہنے والون کی صحبت سے بچاکر ایسی صاف باطن قوم کی صحبت عطا کرے جو دنیا سے درحقیقت بے رغبت اور خاموش وگمنامی پسند وراہ سنت پر مستقیم واپنے نفس کی ہوا وہوس سے دور بھاگنے والے وبندگان خدا پر شفقت کرنیوالے امانت دار دین کے خیر خواہ اور اسکی حفاظت مین ہمہ تن مصروف ہین مترجم کہتا ہو کہ احادیث سے یہ بات ثابت ہو کہ عالم ہو یا صوفی ہو جب اُس نے دنیا کا نام ومال چاہا تو اُس کی محنت کا ثمرہ اسکو یہان مل جائیگا پس متدین عالم کو چاہیئے کہ اپنی گمنامی پر اُسکے مقابلہ مین رنج وحسد نہ کرے اور نفس کے جھگڑے مین صبر وثبات کی توفیق چاہے اگرچہ وہی نام کے چاہنے والے بیدین گمراہ اسکی تحقیر وتوہین کرین اور آخر مین اللہ تعالیٰ چاہتا ہو تو وہ خود بخود نیکنامی سے مشہور ہو جاتا ہو۔ جیسے یہود ونصاریٰ نے دین اسلام کی نسبت یہی چاہا لیکن اللہ تعالیٰ کو منظور نہ تھا بلکہ اسکا بلند وظاہر کرنا چاہا اور وہی ہوا چنانچہ قولہ تعالیٰ یریدون ان یطفؤا نور اللہ بافواھھم الآیۃ۔ سے ظاہر ہو۔ شیخ نے کہا کہ یہ ان مشرکون کی پوری جہالت تھی جس سے صاف ظاہر ہے کہ معرفت سے اُنکو کچھ نصیب تھا یہ کیسے ہوسکتا ہو کہ اپنے خیالات کی آگ روشن کرکے وے ایسے سورج وچاند کی روشنیان مٹا دین جو توحید مین بے غبار ومکدر ہی ہین کہ اُن پر کسی نجس مشرک اُلّو کی نگاہ نہین ٹھہرتی ہو اور جن بندون مین یہ توحید ہو اُن کے روبرو شیطانی آگ بیچارے کی کیا قدر ہوگی کیونکہ وہان بحکم قولہ نور علی نور۔ کے بسبب اسکے کہ صفات آلہی کے واسطے نہایت نہین ہو وہ آب وتاب روز افزون ہو کہ اُنکی آگ کا وجود نابود ہو۔ قولہ تعالیٰ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ الخ اللہ تعالیٰ نے تمام حکمت بالغہ ودقائق امتحان کیلئے یہ طریقہ مقرر فرمایا ہو کہ ایک رسول پاک کے واسطہ سے بندون کو اپنی راہ کا علم وعمل تعلیم فرماوے پس وہ اسواسطہ وایلچی سے اسطرح سیکھے کہ نظر اصلی عبادت اصل یعنی حق سبحانہ تعالیٰ پر ہو اور کمال قدر سے واسطہ کا شکریہ جان ومال سے ادا کرے کیونکہ اس نعمت کے فیض مین اللہ تعالیٰ نے اسکو واسطہ کر دیا پس وہی اُن کو اللہ تعالیٰ کی راہ عبودیت بتلاویگا یعنی پہلے اُن کو آگاہ کریگا کہ تمہارا خالق جل جلالہ وہ پاک پروردگار ہو جس کی ذات وصفات ہرگز تم بندون کی عقل وگمان مین نہین آسکتی ہو لیکن یہ سمجھو کہ وہ قدیم ہو جسکی نہ ابتدا رہی نہ انتہا ہو اسکا کوئی شریک نہین ہوسکتا جو چاہے وہ کرے اسی کی قدرت مین تمام مخلوقات آسمان وزمین وحیوان ونبات سب مسخر ہین جس دم جس پر جو تاثیر ہوتی ہو وہی اُسکا اثر ہوتا ہو وہ سب دیکھتا سنتا جانتا ہے یعنی کان آنکھ وغیرہ سے نہین بلکہ جس طرح اس کی شان کے لائق ہو وہ کسی چیز سے مشابہ نہین وہ سب سے پاک منزہ ہو جو بات عیب ونقصان ہوا کرتی ہو وہ کوئی بھی جناب آلہی مین گنجائش نہین رکھتی ہو وہان بیٹا بیٹی جورو وغیرہ کو کچھ گنجائش نہین وہ پاک ہو غرضکہ پہلے اس طریقہ سے حضرت معبود عزوجل کو پہچنوا دیگا جب جان چکے کہ ہمارا معبود ایسا ایسا عظمت وجلال والا پاک ہو جس نے ایسی ایسی مخلوقات پیدا کی جسمین عجیب عجیب حکمتین ہین جسکی ایک پتی بھی کوئی نہین پیدا کرسکتا ہو اور یہ سب ہمارے ہی واسطے ہو اُسنے اپنے فائدہ کیلئے کچھ نہین پیدا کیا کیونکہ وہ پاک ہو وہان کسی احتیاج کو دخل نہین ہو پس ہم پر واجب ہو کہ اسکا شکریہ ادا کرین جو اُسنے ہم کو اس خوبی وعقل کیساتھ پیدا کیا مگر یہ معلوم کہ اُسکے شکریہ کیلئے کوئی چیز کہان سے لاوین بلکہ انہین ہاتھ پاؤن زبان ودل سے ادا کرین گے پھر بھلا شکریہ کیا ادا ہوگا لیکن اسکی رحمت ہو کہ اسکو قبول کیا پھر یہ بھی ہم سے نہین ممکن کہ ہر آتی جاتی سانس پر شکریہ ادا کرسکین اسپر اور زیادتی یہ کہ صحت وسلامتی وعافیت ورزق وغیرہ ہزارون نعمتین دین جن کا شمار نہین ہوسکتا تو کن کن نعمتون کا شکریہ کیسے ادا ہو آخر ضرور اقرار ہوا کہ آلہی ہم عاجز ہین ہم سے کہان شکریہ ادا ہوسکتا ہو اسپر مزید رحمت دیکھو کہ جنت ونعمت دینے کا وعدہ فرمایا آلہی تیری رحمت کا کون پار پاوے لک الحمد حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیہ تیرے ہی واسطے بندگی کرنا واجب ہو پس رسول پاک نے سکھلایا کہ اللہ تعالیٰ کی بندگی دل وجان سے خوش ہوکر اسطرح ادا کرو اور اسکا

یہ طریقہ ہے اور زنا و چوری و دغابازی وظلم وفساد وغیرہ ایسی ایسی بُری باتون سے باز رہو اور عفت و امانت و دیانت و صلاحیت و بڑے
عمدہ اخلاق سے آراستہ ہوکر دنیا کی چند روزہ زندگی بسر کرلو کہ مرتے ہی اس قید خانہ سے چھوٹ کر راحت و آرام مین پہونچو اللہم توفنا و انت
انت ارحم الراحمین۔ پس جسکو واسطہ قرار کیا اُسپر اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہو کہ اسکے واسطے سے ہم پر یہ فضل فرمایا اگرچہ واسطہ کو خود یہ فضل ہے
فضل جسکو چاہے اسکو عطا فرماوے بلکہ ہدایت و توفیق حضرت باری تعالیٰ عز وجل کے اختیار مین ہو وہی قادر مختار ہو جو کرتا ہو عین حکمت سے
کسی بندہ کی مجال نہین کہ اس حکمت کو پہونچ سکے۔ لہذا جس بندے نے اپنے خالق معبود کو پہچانا وہ صدق دل سے اقرار کرتا ہو کہ اللہ تعالیٰ
نے جو کیا وہ عین عدل و سراسر حکمت ہو اور کسی بندے کا وہان کچھ دعوی نہین اور کسی زاہد و عابد کا جو شب و روز عبادت ہی مین رہا ہو کچھ استحقاق
نہین چنانچہ اوپر بیان ہوگیا لیکن اسکا فضل ہو کہ نہ شکریہ ادا ہوا اور نہ عبادت مگر اپنے فضل سے جنت دی اسمین کوئی سبب استحقاق نہ تھا
والحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوۃ والسلام علی عبادہ الصالحین پھر جسکو رسول و واسطہ کیا وہ ادب سکھلانے مین واسطہ ہو اور اللہ تعالیٰ
سے قرب و مقبول کرنے مین واسطہ نہین ہو پھر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے افضل کیا اور اسکو گناہگارون کا شفیع بنایا ولیکن کسی معاملہ ہدایات مین
شریک نہین کیا اور یہ ہو ہی نہین سکتا پس اسکی طرف گمان ہی نہین۔ پھر قولہ بالہدی و دین الحق۔ مین ہدی تو قرآن نورانی ہو اور دین الحق
حقائق شریعت ہین اور بعض مشائخ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے رسولون کو اپنی درگاہ تک پہونچنے کی راہ بنایا کہ وے راہ مستقیم پر علامات ہین اور
اس اندھیرے گھر مین نور ہین جن کے پیچھے پیچھے چلنے والا اس درگاہ عظمت و جلال تک پہونچ جاویگا۔ **قال المترجم** واضح ہے کہ راہ بہت
باریک ہے اسمین لوگون کی عقل ٹکراتی پھرتی ہو اور ہرگز اسپر اعتماد نہین اسی واسطے کرم فرماکر رسول بھیجدیے پس علماء کا اجماع ہو کہ جو شخص کھاتے
پیتے سوتے اُٹھتے بیٹھتے بسر کرنے مین آخر دم تک ہر ہر بات مین وہی طریقہ برتے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا تو عین ثواب ہو اور نیت
صادقہ سے وہ ٹھیک راہ مستقیم پر ہو پھر اس سے نیچے وہ جو فرائض و واجبات و سنن موکدہ مین مستقیم ہو پھر جو فرائض و واجبات مین مضبوط و سنن
قریب بواجب مین ثابت ہو علی ہذا القیاس واللہ اعلم۔ پھر اہل کتاب کے سرگروہ لوگون کا شر و فساد بیان کیا۔ بقولہ تعالیٰ

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ
اے ایمان والو بہت عالم اور درویش اہل کتاب کے کھاتے ہین مال لوگون کے ناحق

وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ
اور اٹکتے ہین اللہ کی راہ سے اور جو لوگ گاڑ رکھتے ہین سونا اور روپہ اور خرچ نہین کرتے

سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۙ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا
اللہ کی راہ مین سو اُن کو خوشخبری سنا دکھ والی مار کی جسدن آگ دہکا دینگے اسپر دوزخ مین پھر داغین گے اس سے

جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ۭ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا
اُن کے ماتھے اور کروٹین اور پیٹھین یہ ہو جو تم گاڑتے تھے اپنے واسطے اب چکھو مزہ

مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ۝
اپنے گاڑنے کا

اللہ تعالیٰ نے احبار و رہبان کی پیروی کرنیوالون کا حال تو اوپر بیان کردیا کہ کمال حماقت سے انکو ارباب بنالیا اور حکم اللہ تعالیٰ ...

Marfat.com

باطل چھوڑ دیا اور شرک و ضلالت مین پڑ گئے اب احبار و رہبان کا حال کہ کیسے دنیا مین منہمک و دین مین مفسد ہین بیان فرمایا بقولہ تعالیٰ
یا ایھا الذین امنوا۔ اے ایمان والو تم آگاہ ہو کہ ان کثیرا من الاحبار والرھبان۔ احبار و رہبان مین سے
بہتیرے۔ لیاکلون اموال الناس بالباطل البتہ کھا جاتے ہین اموال لوگون کے بباطل۔ ضحاکؒ نے کہا کہ احبار سے
علماء یہود اور رہبان سے علماء نصاریٰ مراد ہین مشہور یہ کہ راہب وہ نصرانی جو ہجرا بنکر صومعہ مین عبادت کیلئے تنہا بیٹھا ہو اور شاید
اکثر انہین کے علماء ایسا کرتے ہون گے اور قولہ کثیرا من الاحبار۔ سے معلوم ہوا کہ قلیل ان مین سے ایسے نہ تھے بلکہ وہ تقویٰ رکھتے تھے اور
بدون تحریف و تبدیل کے اصل کتاب آلہی کی پابندی کرتے تھے کذا قیل اور مترجم کہتا ہے کہ قید کثیر سے یہ بات نہین نکلتی کہ متقی اور اصل
دین پر تھے بلکہ اتنا ثابت ہوا کہ بعضے لوگ باطل طور پر مال کھانے والے نہ تھے اور یہ معلوم نہین کہ تحریف و تبدیل کرتے تھے یا نہین
مگر احبار یہود مین سے مانند عبداللہ بن سلامؓ وغیرہ کے متقی تھے اگرچہ ان کی کتابین تو مدت سے تحریف ہو گئی تھین لہذا اصل کو تحریف سے
تمیز کرنے مین انکو خود پریشانی تھی بہرحال مومنون کو ان کی بد افعالی و حرکات سے بیدار کر دیا تاکہ ان کو عالم سمجھکر انکے فریب سے دھوکا
نہ کھائین اور ان کو مایہ فساد سمجھکر بندگان خدا کو ان کے دام تزویر سے بچاوین اور خود اپنے درمیان انکے مانند حرکات سے حفاظت رکھین
اور الناس سے ظاہرا ان لوگون کے معتقد و متبع مراد ہین اور شاید عموما ہو یعنی ان کی بد دیانتی یہ ہے کہ باطل سے عام لوگون کا مال کھا جانا
چاہتے ہین اور کھا جانے سے یہ مراد کہ لے لیتے ہین اور محاورہ کے طور پر اس کو کھانے سے تعبیر کیا کیونکہ مال لینے کا بڑا نفع یہی ہے کہ کھایا جاوے
و بالباطل لے باطل کے معاوضہ مین چنانچہ یہودی اپنے ہاتھون کتابین لکھتے اور اسمین احکام کی تحریف کرتے اور کہتے کہ توریت یہی ہے اور
بعض مفسرین نے کہا کہ بالباطل لے با توجہ الباطل یعنی باطل وجہ و ذریعہ سے جو حلال نہین ہے جیسے احکام مین رشوت لینا وغیرہ اور یہی تو
وجہ ہے اور یہود و نصاریٰ سب کو اور جملہ وجوہ کو شامل ہے اور حاصل آنکہ احبار و رہبان کا یہ حال ہے کہ باطل وجوہ سے لوگون کے مال لیتے
ہین۔ بعض نے کہا کہ عوام کے سامنے یہ دعوی کرتے کہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی بدون اس کے حاصل نہین ہو سکتی کہ احبار و رہبان کو راضی
رکھو اور جان و مال سے ان کی خدمت کرو اور عوام ہرچند مشہور بات جانتے تھے کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ و اسکے رسول کے احکام مانے اور جو باتین شرع
مین منع ہین انسے باز رہے تو اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوگا لیکن احبار و رہبان کے ایسے متبع تھے کہ جو وہ کہتے اسی کو لیتے جیسے قوم ہنود مین برہمنون
کیلئے قواعد مقرر تھے یا جیسے غیر ملک و دین سے واقف نہونے کیلئے یہ قاعدہ مقرر کیا تھا کہ جو کوئی دریائے اٹک سے پار اترے وہ دھرم سے جاتا
رہا اور عوام انہین باتون پر مانند قطعی احکام کے یقین و عمل کرتے تھے بعض مفسرین نے کہا کہ توریت مین بعثت محمد صلعم و فضل و خاتمیت کی
آیات تھین تو ان مین تحریف کرکے حضرت موسیٰؑ کو خاتم الانبیاء و دین یہود کو باقی قرار دیتے تھے اور ان حرکتون سے مال تحصیل کرتے
اور بسا اوقات اس دین کو باقی قرار دیکر اسکی تقویت کیلئے عوام پر مال واجب کرتے بالجملہ فریب و مکر کے صیغے شیطان سے سیکھ کر دین کے
پیرایہ مین دین فروشی کرکے دنیا کماتے تھے۔ امام رازیؒ نے تفسیر کبیر مین ان کے ہتھکنڈون کو مشرح بیان کرکے لکھا کہ یہی سب صیغے
مکر و فریب کے ہمارے زمانہ مین بھی موجود ہین کہ اکثر مکار دنیادار دین فروش عالم و فقیر ایسے ہین کہ انہین طریقون سے جاہل احمقون کے مال
کھاتے ہین اور لکھا کہ اگر تو ہمارے زمانہ کے شیخی بگھارنے والے عالمون کو اور مکار پیر فقیرون کو تامل نظر سے دیکھے یعنی راہ سنت شرع مقدس پر انکی
آزمایش کرے تو اسلام و توحید سے کہین دور پاویگا اور تجھے یہ نظر آویگا کہ گویا یہ آیات انہین عالمون و پیرون کی شان مین اتری ہین اور انہین کا
تفصیل حال ان آیات مین بیان ہوا ہے۔ ذرا غور سے دیکھو تو بعضے پیر فقیرون کا یہ حال ہے کہ دعوی تو یہ کہ دنیا کی طرف مجھے التفات نہین اور کسی

مخلوق کی طرف میری نظر نہین بلکہ مین فقط اپنے معبود ہی کی طرف راجع ہون اور ایسی ایسی باتین کریگا کہ گویا ملائکہ مین [illegible]
پھر جب دنیا کے امور مین سے کوئی پیش آیا تو ایسا اوندھے منھ گرا کہ کمال حرص سے ایک ٹکڑا روٹی پر لڑ مریگا۔ لہذا حال علامہ [illegible]
کہتا ہو کہ اوپر اشارہ ہوا کہ قولہ یا ایہا الذین آمنوا مین مومنون کو خطاب کر کے احبار و رہبان کے مذموم حرکات بیان کرنے مین فوائد
معنوی بہت بلیغ ہین از انجملہ قیامت تک کے مومنون کو افادہ دیا کہ ان مین جس وقت ایسے عالم و درویش ہون تو اُن کو یہود و نصاریٰ کے احبار
و رہبان پر قیاس کر کے راہ توحید اسلام پر مستقیم رہین اور اُن کے فریبون مین نہ پھنسین کہ دولت برباد اور دین تباہ اور رسوائی آخرت باقی رہے
کیونکہ صرف مال ہی برباد نہوا بلکہ جب اس سے عقیدت ہوئی تو قلب تباہ ہوا جسکا انجام فسق و فجور و ضلالت و بے ایمانی پر خاتمہ ہو نعوذ باللہ منہا
وہ مکار پیر کبھی راہ راست پر نہ آنے دیگا اور دین کے پیرایہ مین جو اُسنے مکر پھیلایا ہو اسی کی طرف دعوت کریگا پس راہ حق سے روک رکھیگا
چنانچہ احبار و رہبان کا یہی حال تھا چنانچہ حق تعالیٰ نے بطریق باطل اُن کے اموال کھانے کے ساتھ آگاہ فرمایا۔ وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ
اور راہ الٰہی سے روکتے رہین چنانچہ علما یہود ڈرتے تھے کہ اگر عوام کو معلوم ہو گیا کہ توریت مین آنحضرت صلعم کا وصف جمیل و اسلام کی مدح مذکور ہے
تو اسلام مین داخل ہو کر لوگ ہم کو چھوڑ دینگے اور یہ اموال نذرانہ کے جاتے رہین گے پس باطل جہون سے اموال کھاتے اور لوگون کو اسلام
کی حقیت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم رسالت سے آگاہ نکرتے اور تحریف و تبدیل کتاب توریت مین سرگرم ہوتے اور انکی حیا کی طرح طرح
کے اخبار و آثار مین مروی ہے جسکو بخوف طوالت یہان ذکر نہین کیا جاتا اور سب کا نتیجہ یہی کہ لوگون کو دین حق سے روکتے تھے۔ ایسے ہی اسلام مین جو
عالم و درویش اسی خصلت کے ہین وہ بھی اپنے مطالب کے لیے دین کے پیرایہ مین اموال جمع کرنے کیلئے خلاف شرع و خلاف سنت باتین نکالتے ہین
اور عوام جہال جو ذرا سی انوکھی بات دیکھکر کرامت و ولایت کے قائل ہو جاتے ہین اپنے پیرون و معتقدون کی باتین کیسی ہی خلاف شرع ہون
عمدگی پر محمول کر لیتے اور کہتے ہین کہ یہ بزرگ جی ہم سے زیادہ واقف ہین جو وہ فرماتا ہو وہی ٹھیک ہے ہم کو حکم شریعت کی سمجھ نہین پس ایسے پیرون و
مریدون کا حال احبار و رہبان اور اُن کے متبعین کے حال سے خوب ہی مشابہ بلکہ بالکل یکسان بلکہ بعض خاص خاص مواقع مین بڑھا ہوا ہے
جیسے پورب کے بعضے پیر ایسے ہین کہ سجادہ نشین تو بڑے خدا اور اُن کے بھائی چھوٹے خدا کہلاتے ہین بالجملہ یہ سب دین فروشی صرف دنیا کمانے
و اموال جمع کرنے کی غرض سے ہے جسکا انجام بہت خراب ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اموال جمع کرنیوالون کا حال و انجام بیان فرمایا۔ بقولہ
وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ اور وہ لوگ جو کنز کرتے یعنی
خزانہ کا گھما جمع کرتے ہین سونے چاندی کا اور اسکو راہ الٰہی مین خرچ نہین کرتے ہین۔ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ تو انکو
عذاب الیم کی بشارت سنادے۔ یہ بطریق تہکم ہے یعنی نتیجہ ان اموال پر پھولنے کا یہ کہ عذاب الیم سے مزہ چکھین اور وہ انھین اموال سے حاصل
ہوگا چنانچہ تفصیل آتی ہے۔ واضح ہو کہ قولہ والذین مبتدا متضمن معنی شرط اور قولہ فبشرہم الخ اسکی خبر ہے۔ پھر علماء تفسیر کے یہان اقوال مین
اول آنکہ والذین گویا عطف تفسیری انھین احبار و رہبان کا ہے یعنی اسم موصول سے وہی مراد ہین اور اوپر یہ بیان ہوا تھا کہ باطل وجوہ
سے لوگون کے اموال لیتے ہین اور اس سے بطور مبالغہ ان کا حال قبیح بیان کیا کہ مال جمع کرنے پر حریص ہین اور اسمین کمال بخیلی کرتے [illegible]
معاویہ بن ابی سفیان سے مروی ہے۔ دوم آنکہ مسلمانون مین سے ایسا کرنیوالے مراد ہین۔ یہ ابن عباسؓ سے مروی ہے اور یہی سدی نے [illegible]
مسلمانون مین سے وہ مراد ہین جو زکوٰۃ نہ نکالین بیضاوی نے کہا کہ اُن کو اہل کتاب کے رشوت خوارون سے قریب کر کے بیان کیا [illegible]
ہے یعنی اشعار ہے کہ کنز جمع کرنیوالے بہت بُرے ہین کہ اُنکو اہل کتاب کے رشوت خوارون سے ملا کر بیان فرمایا [illegible]

جب یہ آیت نازل ہوئی تو مسلمانون پر یہ امر بہت بھاری معلوم ہوا تو عمر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلعم کے سامنے ذکر کیا پس آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ
نے تم پر زکوٰۃ اسی واسطے فرض کردی ہے کہ اسکو نکال کر مابقی مال کو پاک کر دے۔ قول سوم آنکہ اہل کتاب و مسلمانون دونون کے حق مین نازل ہوئی ہے
اور یہی حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور حق یہ ہے کہ عموم لفظ سے ہر وہ شخص مراد ہے جو مال جمع کرے اور اسمین سے حق شرعی نہ نکالے خواہ یہودی
یا نصرانی ہو یا اور کوئی ہو کذا قیل مترجم کہتا ہے کہ والذین مبتدا متضمن معنی شرط ہے بدلیل دخول فا بر خبر یعنی قولہ فبشرہم۔ پس حاصل یہ ہوا کہ جو ایسا
کرے اسکی جزا یہ ہے۔ اور یہ ہر ایسے صفت والے کو شامل ہوگا کیونکہ مبتدا السبب معنی شرطیہ کے محصل نہ رہا کہ قوم معین ہو کما تقرر فی موضعہ پھر بنا بر
قول ائمہ حنفیہ کے کفار مکلف بفروع نہیں ہین لہذا مذمت کی راہ سے ان کا بیان ہوگا اور یہ تشریع اُن پر نہیں ہے تاکہ شمول انکا از راہ تشریع ہو کیونکہ
محصل اسکا یہ ہے کہ جو کوئی اپنے مال کی زکوٰۃ نہ دے وہ دوزخ کے عذاب بطریق خاص مین گرفتار ہوگا اور ظاہر ہے کہ یہود و نصاریٰ وغیرہ کو
حالت کفر مین زکوٰۃ دینے کا کچھ اعتبار نہیں ہے پس حق حکم مین صرف مسلمان باقی رہے اِن مذمت کے حق مین اہل کتاب نظیر و تمثیل ہین اور اس
تقریر سے ظاہر ہوگیا کہ اقوال سلف جو اسکی تفسیر مین وارد ہوئے ہین کچھ مختلف نہیں ہین۔ فالحمد للہ علیٰ ذلک۔ اب رہا بیان اس کا کہ کنز
کس کو کہتے ہین تو حضرت ابوذر وغیرہ سے مروی ہے کہ حاجت سے زائد جو جمع کرے وہ کنز ہے اگرچہ اسمین سے زکوٰۃ دیوے اور دیگر علمار رحمہم اللہ نے
کہا کہ جس مال کی زکوٰۃ دیجائے وہ کنز نہیں اگرچہ حاجت سے زائد کتنا ہی خزانہ ہو۔ یہی حضرت عمر و ابن عمر و ابن عباس و جابر و ابوہریرہ رضی اللہ
عنہم و عمر بن عبدالعزیز وغیرہ رحمہم اللہ سے مروی ہے اور یہی صحیح ہے چنانچہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قولہ والذین یکنزون الذہب الآیۃ۔ زکوٰۃ
نازل ہونے سے پہلے یہ حکم تھا پھر جب زکوٰۃ نازل ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے اُسکو مالون کے واسطے پاک کرنیوالی کردیا سو اگر میرے پاس احد پہاڑ
برابر سونا ہو تو مجھے کچھ ڈر نہیں ہے مین اس کی زکوٰۃ دیدونگا اور اس کو طاعت الٰہی مین خرچ کرونگا۔ رواہ عنہ البخاری و احمد والبیہقی وغیرہم۔ اور ایک
حدیث مرفوع مین ثابت ہے کہ جس مال کی زکوٰۃ دیدی جاوے وہ کنز نہیں ہے یعنی لغت و عرف کی راہ سے وہ کنز ہو لیکن شرع مین جس کنز پر عذاب کی
وعید آئی ہے ویسا کنز نہیں رہتا ہے۔ وقال البیضاوی؟ اور یہ جو حدیث مین آیا کہ جس نے سونا چاندی چھوڑا اسکو اسی سے جہنم مین داغ دیا
جائیگا تو اس سے مراد ایسا مال ہے جسکی اُسنے زکوٰۃ و حق شرعی نہیں دیا ہے بدلیل حدیث دیگر جو ابوہریرہ رضی کی روایت سے ہے کہ جو کوئی سونے
یا چاندی کا مالک کہ وہ اسکی زکوٰۃ نہیں نکالتا تھا اسکا یہ مال مذکور پتر کرکے آتش دوزخ سے تاب دیکر داغ دیا جائے گا پس اس کی پیشانی
و دونون پہلو و پیٹھ داغی جاویگی اُس دن کہ وہ پچاس ہزار برس کا ہوگا یہانتک کہ لوگون کا فیصلہ ہو پھر وہ اپنی بابت راہ پاوے یا دوزخ کی طرف
یا جنت کی طرف والحدیث رواہ البخاری و مسلم وغیرہما۔ اور اس سے معلوم ہوا کہ قولہ ولا ینفقونہا فی سبیل اللہ سے مراد انفاق بطریق زکوٰۃ اور
بحق واجبی ہے یعنی زکوٰۃ نہیں دیتے اور جو حقوق شرعی اُن پر واجب ہین اُن مین خرچ نہیں کرتے ہین اور مترجم کہتا ہے کہ زکوٰۃ سے تخصیص کرنا دقت
سے خالی نہیں ہے اسواسطے کہ مال مین عام حق شرعی زکوٰۃ ہے اور دیگر حقوق واجبہ بخصوصیت بھی ہوتے ہین مثلاً کسی پر اسکے اقارب کا نفقہ واجب
ہے یا جوار مین کوئی عاجز مسلمان ہے کہ کوئی اسکو نفقہ دینے والا نہیں ہے و ہہنا بحث لا یسعہ المقام۔ اگر کہا جاوے کہ ضمیر لا ینفقونہا مفرد ہے اور
مرجع ماقبل تثنیہ ہے تو جواب یہ ہے کہ ضمیر از راہ معنی راجع ہے نہ از راہ لفظ کیونکہ ذہب و فضہ مین سے فضہ کا لفظ بھی مؤنث ہے اور ذہب کا لفظ
مذکر ہے ولیکن کنز و خزانہ کی صورت مین از راہ معنی کے ہر ایک بتعداد کثیر و مجموعہ وافیہ ہوکر بسبب جماعت کے ضمیر مؤنث سے تعبیر ہوا اور چونکہ
مجموعہ خزانہ ہونے مین دونون یکسان ہین لہذا ضمیر واحد کافی ہے اور مترجم کہتا ہے کہ ذہب و فضہ اوپر مذکور ہونے سے ہر ایک کا مفرد اعتبار نہیں یعنی
مقصود نہیں ہے کہ ذہب کو خزانہ کرتے اور فضہ کو خزانہ کرتے ہین تاکہ لا ینفقونہا۔ کی ضمیر مین لا ینفقونہما بضمیر تثنیہ نہونے کا سوال پیش ہو کیونکہ

Marfat.com

مقصود اس سے یہ کہ خزانہ جمع کرتے ہیں اور جس چیز سے جمع کرتے ہیں وہ بیان کر دی کہ ذہب و فضہ سے کیونکہ خزانہ جمع کرنے میں جواہر و
اشرفی کی مقصود نہیں ہوتی ہاں اکثر مخلوط جمع کرتے ہیں ہاں بیان میں انھیں دونوں کی خصوصیت کی حالانکہ فلوس وغیرہ اموال کثیرہ اگر جمع
زکوٰۃ و حقوق واجبہ نہ نکالے تو وہ بھی کنز ہو جائیں گے تو خصوصیت ذکر میں اسوجہ سے کہ تمام تفصیل و تطویل سے احتراز ہوا و مقصود جملہ اموال جن
بس خزانہ رکھنے میں۔ چونکہ یہی دونوں اشرف سمجھے جاتے ہیں اور انھیں سے خزانہ کرنا معروف ہے لہذا ان ہی دونوں کے بیان پر اکتفا کیا اور
مقصود یہ کہ جو لوگ کنز و خزانہ جمع کرتے ہیں اور اسکو اللہ تعالیٰ کے مقرر کئے ہوئے حقوق واجبہ میں خرچ نہیں کرتے اُن کو عذاب الیم کی بشارت
دیدے بشارت کا لفظ بطریق تہکم ہے۔ پھر عذاب الیم کی بشارت کس دن کے واسطے اور کیونکر ہے تو بیان فرمایا۔ يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِي نَارِ
جَهَنَّمَ۔ اس دن کہ تاب دیا جائیگا ان کنوز پر جہنم کی آگ میں یعنی پچاس ہزار برس والے دن میں یہ خزانے دوزخ میں جھونک کر تپائے
جائیں گے۔ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ۔ پھر داغ دی جائیں گی اس سے اُن لوگوں
کی پیشانیاں و پہلو و پیٹھیں۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دینار پر دینار یا درم پر درم نہیں رکھا جائے گا بلکہ اُن کی کھال چوڑی کرکے
ہر درم و دینار آتش دوزخ سے تپا ہوا علیحدہ رکھا جائیگا۔ ابوبکر الوراق رح سے پوچھا گیا کہ پیشانی و پہلو و پیٹھ کی خصوصیت میں کیا حکمت ہے۔
کہا کہ کنز جمع کرنیوالا جب فقیر محتاج کو دیکھکر بجائے ترحم کے اس سے چین بجبیں ہو کر اس سے پہلو تہی کرتا اور پیٹھ پھیر لیتا ہے۔ بعض نے کہا کہ
ان مقامات کے ذکر سے مقصود یہ کہ داغ دینے میں ہر چہار طرف سے احاطہ کیا جائے گا چنانچہ پیشانی سے اگلی جہت اور پیٹھ سے پچھلی طرف
اور دونوں پہلو سے دائیں و بائیں طرف سے احاطہ مراد ہے۔ حدیث ابوہریرہ رض میں ہے کہ جو کوئی اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں دیتا قیامت میں اُس کے عذاب
کیلئے آگ کے پتر کرکے اسکی پیشانی و دونوں پہلو و پیٹھ داغی جائے گی اس دن کہ مقدار اسکی پچاس ہزار برس ہوگی پس برابر اسپر عذاب ہوتا
رہیگا یہاں تک کہ بندوں کا حساب کتاب فیصلہ پاوے پس یہ شخص بھی اپنی راہ دیکھے خواہ جنت کی طرف یا دوزخ کی طرف رواہ مسلم پھر
اگر دوزخی ہوا تو دوزخ کے عذاب کا حال معلوم ہے اللہ تعالیٰ اس سے محفوظ رکھے۔ اس حدیث سے نکلا کہ یہ عذاب قبل فیصلہ حساب کتاب
کے میدان حشر ہی میں زکوٰۃ نہ دینے والے پر طاری ہوگا۔ اس سے نکلا کہ زکوٰۃ کا فرض بھی بڑے مرتبہ کا ہے کیوں نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے
اسکو جا بجا نماز کے ساتھ ملا کر يقيمون الصلوٰة ويؤتون الزكوٰة فرمایا ہے۔ ابن عمر و ابن عباس و حضرت عمر و جابر رض و ابوہریرہ وغیرہم سے مرفوع
و موقوف روایت ہے کہ جس مال کی زکوٰۃ ادا کر دیجاوے وہ کنز نہیں رہتا یعنی یہ کنز جس پر عذاب کا حکم ہے نہیں رہتا اگرچہ زمین کے نیچے مدفون ہو
اور جس مال کی زکوٰۃ نہ دی جائے وہ کنز ہے اگرچہ دفینہ نہ ہو بلکہ اوپر ہی رکھا ہو پس قیامت کے روز آتش دوزخ سے تاب دیکر اس سے مال والے
بطور مذکور داغ دیا جائیگا۔ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ۔ اے يقال لهم او قائلا لهم ذلك یعنی بطور مذکور داغ دیئے جاویں
درحالیکہ اُن سے یہ قول کہا جاتا ہوگا کہ یہ وہی ہے جو تم نے اپنے واسطے کنز کیا تھا کہ فقیروں محتاجوں پر ترس نہ کھایا اور حقوق واجبہ کو
چھوڑا اور ان مالوں کو بہت پیار سے خزانہ کرکے اپنے نفع کیلئے رکھا یہ نہیں سمجھے کہ ایسے برتاؤ سے یہ تمھارے لئے عین مضرت و سبب
عذاب ہے۔ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ۔ پس اب چکھو جسکو تم کنز کرتے رہے یعنی اب اُس کے وبال و بدانجامی کو چکھو
مال کو اس طور سے جمع کرنیوالوں کے حق میں مال کا انجام یہ ہوگا جو بیان ہوا اور اُن سے یہ مزہ چکھنے کو کہنا بطریق تہکم و ملامت ہوگا۔
احبار و رہبان کو عذاب الیم کی بشارت دینے کا حکم بھی اسی معنی میں ہے اور محصل اسکا یہی ہے کہ دنیا کی چیزیں جو مخلوق الٰہی میں ان میں سے
ایک مخلوق بخل کرکے برخلاف حکم و رضاء خالق کے اپنے تصرف میں لائے اور ظلم و فساد کرے تو وہی چیزیں اسکے حق میں

...ہر فی الحال ظاہری صورت سے اسکو اپنا انجام نظر نہ آوے بلکہ فریب نفس سے ان چیزون کو منفعت سمجھے ہین سے حکما ر ربانی نے کہا کہ
...چیز کو آدمی محبوب رکھے طاعت آلہی پر مقدم کرتا ہو اسی سے عذاب اٹھاتا ہو۔ آیت کریمہ مین اللہ تعالیٰ نے احبار و رہبان کی مذمت مخصوص
...کے بیان فرمائی حالانکہ کوئی آدمی ہو جب ایسا کریگا عذاب پاویگا تو اس وجہ سے کہ عام لوگ تین قسم کے لوگون کے عیال ہوتے ہین۔ ایک
...شاہ کے دوم علمار کے اور سوم درویش لوگون کے پس جب یہ تین فریق بگڑے تو سب لوگ خراب و برباد ہو جاتے ہین اور ظاہر الفظ
...احبار جو غالباً علمار یہود پر بولا جاتا ہو اس آیت کریمہ مین علمار نصاری کو بھی شامل ہو اگرچہ علیحدہ اطلاق مین عالم نصاری کو قسس و قسیس
...کہتے ہین جیسے اُن کے درویشون و عابدون کو راہب کہتے ہین۔ اور مقصود اس بیان سے یہ کہ گمراہ اور گمراہ کرنیوالے عالمون و پیرون
...سے پرہیز کرین ورنہ پیروی کرنیوالے بھی برباد ہونگے چنانچہ یہود و نصاری نے پرہیز نہ کیا بلکہ احبار و رہبان کو ارباب بنایا تو دین سے
...بالکل اندھے ہو گئے اور دینی عقل گم ہو گئی حالانکہ اُن کے علماء و درویش آخرت سے منھ موڑے دنیا کے اموال جمع کرنے پر حریص اور بخیل
...ہو رہے تھے اور چونکہ آخر اسلام مین بھی یہی حالت ہونیوالی تھی لہذا مومنون کو اس سے تحذیر فرمائی اور حدیث صحیح مین ہو کہ واللہ تم لوگ بھی
...پہلے سے اگلی اُمتون کی چال قدم بقدم چلوگے سفیان بن عیینہ رح نے کہا کہ ہمارے علماء مین سے جو بگڑا اسمین احبار یہود کی مشابہت
...ہوتی ہو اور ہمارے زاہدون عابدون مین سے جو بگڑا اسمین راہب نصاری کی مشابہت ہوتی ہو حاصل تحذیر یون ہو کہ اُن کے احبار و رہبان
...کا یہ خراب چال تھا کہ بطریق باطل وہ لوگون کے مال لینے اور دنیاوی ریاست چاہنے اور دین فروشی کرنے اور خود بخیل و مال جمع کرنے پر حریص
...تھے اور انھین مالون کے لالچ سے راہ توحید کو بگاڑا لہذا ان اموال کے سبب سے جو اُن کو راہ حق سے زیادہ محبوب ہے داغ دیئے جانے کا عذاب
...پایا اور آیت اگرچہ احبار و رہبان کی مذمت مین منصوص ہو لیکن آیندہ جو کوئی ان احبار و رہبان کے اقوال و افعال مین مشابہ ہوا اسکو شامل
...ہے جیسا کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ وغیرہ سے یہ امر منصوص مروی ہوا ہو اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سوائے قدر نفقہ کے زائد مال کو کنز کہتے تھے اگرچہ
...اسکی زکوۃ دیدی جائے اور سنید رح نے اپنی تفسیر مین ابوامامہ رض سے روایت کی کہ تلوارون کا حلیہ یعنی اُن پر چڑھی ہوئی چاندی جو لطف زیور کے ہوتی ہو
...وہ بھی کنز ہو اور علی رضی اللہ عنہ سے ایک اثر غریب مروی ہو کہ چار ہزار تک تو نفقہ ہو اور اس سے زائد کنز ہے ولیکن ابن عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ سے صحیح
...ہوا کہ یہ قبل نزول زکوۃ تھا اور بعد زکوۃ کے اللہ تعالیٰ نے زکوۃ کو مالون کے لئے پاکی کردیا ہو ہان اشرفی و روپیہ کے حق مین تقلیل کرنے کی
...تعریف اور تکثیر کرنے کی مذمت بہت احادیث مین وارد ہو۔ حافظ ابن کثیر رح نے چند احادیث کو بیان وارد کیا جسکی تلخیص یہ ہو کہ علی رضی اللہ
...عنہ نے آنحضرت صلعم کا فرمان نقل کیا کہ بربادی ہو چاندی کو یعنی چاندی کو بطور کنز جمع کرنیوالے کو اور بربادی ہو سونا جمع کرنیوالے کو۔ اس بات
...کو تین مرتبہ کہا تو آنحضرت صلعم کے صحابہ رضی اللہ عنہم پر یہ امر دشوار گذرا انھون نے عرض کی کہ پھر ہم کون چیز ذخیرہ کرین تو فرمایا کہ ایسی زبان جو
...اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے اور ایسا دل جو شکر کرے اور ایسی جورو جو آخرت کے واسطے مددگار ہو۔ اور ابوداؤد وغیرہ نے روایت کی کہ جب
...آیت اُتری والذین یکنزون الذہب والفضۃ الخ تو آنحضرت صلعم کے صحابہ پر یہ امر دشوار ہوا پس عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مین آنحضرت
...صلعم سے پوچھتا ہون پس جا کر پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زکوۃ اسی واسطے فرض فرمائی ہو کہ تمھارے اموال پاک ہو جاوین۔
...اور شداد بن اوس رض کی حدیث مین ہو کہ مین نے رسول اللہ صلعم سے سنا کہ جب لوگ سونا چاندی بطور کنز جمع کرین تو تم ان کلمات
...کو ذخیرہ جمع کرو اَللّٰہُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الثَّبَاتَ فِی الْاَمْرِ وَالْعَزِیْمَۃَ عَلَی الرُّشْدِ وَاَسْئَلُکَ شُکْرَ نِعْمَتِکَ وَاَسْئَلُکَ حُسْنَ عِبَادَتِکَ وَاَسْئَلُکَ قَلْبًا سَلِیْمًا وَاَسْئَلُکَ
...لِسَانًا صَادِقًا وَاَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا تَعْلَمُ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُکَ بِمَا تَعْلَمُ اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ۔ اور صحیحین کی حدیث ابوذر رضی اللہ عنہ

ین ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ قسم ہی رب کعبہ کی کہ وہی لوگ زیادہ خسارے مین ہین۔ مین نے عرض کی کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہون وہ کون لوگ ہین
فرمایا کہ بہت مال والے لوگ ہین مگر وہ جس نے یون ریلدیا اور یون ریلدیا الی آخرہ یعنی بہت مالدارون مین سے وہ مستثنیٰ ہین جنہون نے
مین آگے پیچھے داہین بائین ہر طرف بھرپور خرچ کیا اور ایسے لوگ تھوڑے ہین۔ اسی واسطے ابوذر رضی اللہ عنہ آیت کریمہ کو اگلے احبار و رہبان
کے ساتھ مسلمانون کے حق مین بھی کہتے تھے اور ابن عباسؓ و سدی رح سے مروی ہی کہ آیت عامہ ہی یعنی کچھ احبار و رہبان کی خصوصیت
مقصود نہین بلکہ اُن کے بدافعال کے بیان سے یہ مقصود ہی کہ جو کوئی ایسا کریگا اُس کا یہی حال ہوگا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ اصحاب صفہ
مین سے ایک شخص مرا جسکے پاس ایک دینار نکلا تو آنحضرت صلعم نے نماز نہ پڑھی اور فرمایا کہ ایک داغ ہی۔ فافہم۔ واللہ تعالیٰ اعلم ف فی العرائس قولہ
والذین یکنزون الذہب والفضۃ ولا ینفقونہا الخ اللہ تعالیٰ نے بخیلون کو راہ خدا مین مال نہ خرچ کرنے پر ملامت فرمائی ہی اور یہ خصلت بسبب
شائبہ نفاق ہی کے ہوتی ہی بعض نے کہا کہ جس نے اپنے ملک کی چیز مین سے قلیل کے ساتھ بھی بخل کیا اُسنے اپنی نجات کا دروازہ بند کر کے
ہلاکت کا دروازہ کھول لیا مترجم کہتا ہی کہ بخل کی مذمت احادیث مین بکثرت وارد ہی اور صحیح حدیث مین ہی کہ دوزخ سے اپنے آپ کو بچاؤ
اگرچہ ایک چھوارے کے ٹکڑے سے ہو۔ واضح ہو کہ شرع کے موافق خرچ کرنا محمود ہی اور اگر خلاف شرع کوئی شخص خرچ کرتا ہو تو وہ بخیل کا
بھائی مُسرف ہے۔ نعوذ باللہ منہما۔

إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِندَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ

مہینون کی گنتی اللہ پاس بارہ مہینے ہین اللہ کے حکم مین جس دن پیدا کئے آسمان و زمین

مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ۚ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ ۚ فَلَا تَظْلِمُوا فِيهِنَّ أَنفُسَكُمْ ۚ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ

اُن مین چار ہین ادب کے یہی ہے سیدھا دین سو انمین ظلم نہ کرو اپنے اوپر اور لڑو مشرکون سے

كَافَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ○ إِنَّمَا النَّسِيءُ زِيَادَةٌ

ہر حال جیسے وہ لڑتے ہین تم سے ہر حال اور جانو کہ اللہ ساتھ ہے ڈر والون کے یہ جو مہینہ ہٹا دینا ہی سو بڑھائی بات ہے

فِي الْكُفْرِ ۖ يُضَلُّ بِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا يُحِلُّونَهُ عَامًا وَيُحَرِّمُونَهُ عَامًا لِّيُوَاطِئُوا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ

کفر کے عہد مین گمراہی مین پڑتے ہین اس سے کافر حلال گنتے ہین اسکو ایک برس اور ادب کا گنتے ہین ایک برس کہ پوری کر لین گنتی جو اللہ نے رکھی ادب کی

اللَّهُ فَيُحِلُّوا مَا حَرَّمَ اللَّهُ ۚ زُيِّنَ لَهُمْ سُوءُ أَعْمَالِهِمْ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي

پھر حلال کرتے ہین جو منع کیا اللہ نے بھلے دکھائے ہین انکو اُن کے بُرے کام اور اللہ راہ نہین دیتا

الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ع

مُنکر قوم کو

یہان سے اللہ تعالیٰ نے کلام کو مشرکین کے ایک قبیح حرکت ایجاد کرنے کے بیان اور اظہار راہ مستقیم کے لئے شروع کیا بقولہ إِنَّ
عِدَّةَ الشُّهُورِ۔ عدۃ مصدر بمعنی شمار یا مراد مفعول ہی اے معدود اور معنی یہ کہ شمار مہینون کا جو سال کے لئے ہین۔ عِندَ اللَّهِ
اللہ تعالیٰ کے نزدیک۔ اِثْنَا عَشَرَ شَهْرًا بارہ مہینہ ہین فِي كِتَابِ اللَّهِ اللہ تعالیٰ کی کتاب مین۔ یہ صفت اثنا عشر واقع
ہے اور کتاب اللہ سے مراد لوح محفوظ ہی یا کتاب مصدر بمعنی حکم ہی یعنی حکم الٰہی مین۔ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ جس روز کہ

آسمانون وزمین کو پیدا کیا ظرف متعلق بمعنی ثبوت ہے یا متعلق بکتاب ہے اگر مصدر قرار دیا جاوے اور معنی یہ کہ یہ بات فی نفس الامر ثابت ہے جب سے اللہ تعالیٰ نے اجرام وازمنہ کو پیدا کیا۔ لغدان مہینون کے نام عربی مین محرم۔ صفر۔ ربیع الاول۔ ربیع الثانی۔ جمادی الاول۔ جمادی الثانی۔ رجب۔ شعبان شہر رمضان۔ شوال۔ ذوالقعدہ۔ ذوالحجہ۔ ہین۔ سال کے یہ مہینے قمری ہین جو چاند کی سیر کے حساب سے ہین اور اہل اسلام انھین مہینون کے شمار سے صوم وحج ودیگر امور احکام وحیض ونفاس کا برتاؤ کرتے ہین اور خطیب وغیرہ نے لکھا کہ اس حساب سے سال کے تین سو چون دن ہوتے ہین اور فتاوی ہندیہ وغیرہ کتب فقہ مین ہے کہ تین سو چون روز اور تیس جزو کے گیارہ جزو ہوتے اور ایام سال شمسی کے جو آفتاب کے پورے دورے کے حساب سے ہے تین سو پینسٹھ یوم وچہارم یوم ہے پس انتہائے سال شمسی تو موسم گرمی وسردی کے حساب سے یکسان ہین لہذا ہر فصل اپنے مہینون مین واقع ہوگی اور چونکہ سال قمری بہ نسبت سال شمسی کے دس دن کے قریب کم ہوتا ہے لہذا ہر تین سال مین ایک مہینہ کامل کم ہوگا اسی لئے ہندی لوگ ایک مہینہ لوند لگاتے ہین تاکہ فصل شمسی کا حساب ٹھیک ہے اور لوند کچھ اعتقاد ہنود سے متعلق نہین جیسا کہ عوام زعم کر کے پھر اپنے تئین شک مین ڈالتے ہین چنانچہ اگر ہر مہینہ مین یہ کمی بیشی کر دیجاوے جیسے انگریزی ورومی مہینہ مین تیس وا کتیس سے کر دی گئی ہے تو لوند کی کچھ ضرورت نہین ہوتی ہے پس معلوم ہوا کہ سال شمسی موافق فصول ہے اور سال قمری نہین اسی لئے کبھی رمضان جاڑون مین اور کبھی برسات اور کبھی گرمی مین واقع ہوتا ہے اور ہر حال مین بندے حکم الٰہی پر امتحان کر لئے جاتے ہین اور اللہ تعالیٰ نے اس آیت مین بیان فرمایا کہ ابتدائے خلق اجرام وازمنہ سے اللہ تعالیٰ نے سال کا شمار انھین مہینون سے حکم تعبدی قرار دیا اور اسی کو انبیاء ورسل علیہم السلام لائے ہین اور اسی شمار پر کتب آسمانی نازل ہوئی ہین حتی کہ حیض ونفاس کے احکام شمسی سے متعلق نہین ہوسکتے کیونکہ واسطہ اسمین چاند کا عروج ہے جیسا کہ کتب فنون مین مصرح ہے پس اس سے یہ حکم نکل آیا کہ قبطی ورومی وانگریزی مہینون کا احکام تعبدی مین کچھ اعتبار نہین ہے بلکہ قمری مہینون کو معتبر رکھو کہ انھین کو اللہ تعالیٰ نے روز پیدائش اجرام وازمنہ سے ثابت فرمایا ہے مِنۡهَاۤ اَرۡبَعَةٌ حُرُمٌ ان بارہ مہینون قمریہ مین سے چار حرم ہین حرم جمع حرام یعنی محترم ہین جنمین سے تین پے درپے ہین یعنی ذوالقعدہ وذوالحجہ والمحرم۔ اور ایک فرد ہے اور وہ رجب ہے۔ اسی ترتیب سے مفسر رح نے ذکر کر کے اشارہ کیا کہ دو برس مین سے چارون ہین اور آنحضرت صلعم نے بھی خطبہ حجۃ الوداع مین فرمایا کہ الا ان الزمان قد استدار کھیئتہ یوم خلق السموات والارض السنۃ اثنا عشر شہرا منہا اربعۃ حرم ثلث متوالیات ذو القعدۃ وذو الحجۃ والمحرم ورجب مضر الذی بین جمادی وشعبان یعنی آگاہ رہو کہ زمانہ گھوما جیسے آسمانون وزمین پیدا ہونے کے روز تھا سال بارہ مہینہ کا اسمین سے چار ماہ حرام ہین تین پے درپے ذوالقعدہ وذوالحجہ والمحرم اور ایک رجب جو قبیلہ مضر کا رجب کہلاتا ہے جو جمادی الثانی وشعبان کے بیچ مین پڑتا ہے۔ ابن کثیر رح نے کہا کہ قولہ علیہ السلام الا ان الزمان قد استدار کھیئتہ الخ کے معنی یہ ہین کہ ابتدائے خلقت مین یہ امر جس طرح اللہ تعالیٰ نے رکھا اسی کو ثابت مقرر فرمایا اور اسی پر ثابت رہنے کی تاکید کی اس طرح کہ اسمین کوئی تقدیم وتاخیر وزیادتی ونقصان ونسی وتبدیل مت کرو جیسے جاہلیت والے نسی سے تغیر کرتے تھے اور بعضے مفسرین ومتکلمین نے اس حدیث مین کہا کہ اتفاق سے اس سال آنحضرت صلعم کا حجۃ الوداع ماہ ذی الحجہ مین واقع ہوا تھا حالانکہ عرب اہل جاہلیت مین نسی کرنے کے سبب سے اکثر سوائے ذی الحجہ کے دوسرے مہینہ مین حج کرتے تھے اور ان لوگون نے زعم کیا کہ ابوبکر رض نے سال گذشتہ مین یعنی نوین سال ہجرت کے جو بحکم آنحضرت صلعم حج کیا تھا وہ بھی ماہ ذوالقعدہ مین واقع ہوا تھا ولیکن یہ زعم صحیح نہین ہے چنانچہ آیت النسی کی تفسیر مین آگے آویگا اور اصوب قول وہ ہے جو طبرانی نے بعض سلف سے روایت کیا کہ سال حجۃ الوداع مین اتفاق سے مشرکون ویہود ونصاری سب کا حج ذی الحجہ مین متفق واقع ہوا تھا۔ وفیہ نظر ایضاً۔ بالجملہ بشہادت حدیث کے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ چارون ماہ حرام دو سال کے اندر

Marfat.com

آتے ہیں اور کوفیوں نے اُن کو محرم و رجب و ذوالقعدہ و ذوالحجہ سے شمار کر کے ایک ہی سال میں قرار دیا ہو ولیکن [illegible]
ترتیب اول ہی کو بدلالت حدیث کے صواب قرار دیا ہی اور ابن المنیر نے اپنی تفسیر میں اعتراض کیا کہ یہ سب اس بنا پر ہو گا کہ پہلا مہینہ [illegible]
سے شمار کیا جاوے حالانکہ یہ امر زمانۂ حضرت عمرؓ میں بمشورت صحابہ رضی اللہ عنہ قرار پایا ورنہ سابق میں عرب نے عام الفیل سے [illegible]
اور ابتدائے اسلام میں ربیع الاول سے ابتدا لیتے تھے۔ فلیتامل۔ خطیبؒ نے کہا کہ المحرم بالف لام ہی سوائے اور مہینوں کے اسلئے کہ وہ اول [illegible]
ہے گویا الف لام سے اشعار ہی کہ اسی مہینہ سے ابتدا سال ہی اور محرم اسواسطے کہتے ہیں کہ اسمیں قتال حرام جانتے تھے اور ابتداء اسلام میں [illegible]
یہ حکم مستقر رہا اور بعض نے کہا کہ محرم اسلئے کہ اسی مہینہ میں ابلیس پر جنت حرام ہوئی اور نکالا گیا۔ رجب از ترجیب بمعنی تعظیم ہی اور ذوالقعدہ اسلئے کہ
عرب اس مہینہ میں قعود کرتے یعنی قتال سے بیٹھ رہتے تھے اور ذوالحجہ بکسر الحا بسبب ابتداء حج کے کہلاتا تھا و قد اطال السخاویؒ فی الکلام علی ذلک
فی رسالتہ فی الایام والشہور۔ بالجملہ اسمیں اختلاف ہی کہ ترتیب ان چار ماہ حرام کی اسطرح ہی کہ دو سال میں پڑتے ہیں یا اسطرح کہ ایک ہی سال
میں آتے ہیں۔ ابن وجیہ وغیرہ نے کہا کہ اس اختلاف کا فائدہ جب ظاہر ہو گا کہ کسی نے قسم کھائی کہ ترتیب وار ماہہائے حرام کے روزے رکھوں گا
تو قول اول پر ذوالقعدہ سے اور دوم پر محرم سے شروع کریگا۔ خطیبؒ نے کہا کہ حدیث استدارۃ کے معنی یہ ہیں کہ مہینے اپنے اپنے موقع پر قائم ہو گئے
جیسے ابتدا خلقت میں تھے اور حج اپنے مہینہ ذوالحجہ میں لازم ہو گیا اور نسی وغیرہ زمانۂ جاہلیت کی تبدیل جس سے کبھی حج ذی الحجہ میں اور کبھی ذوالقعدہ
اور کبھی محرم وغیرہ میں پڑا کرتا تھا باطل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ذٰلِکَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ یہ دین قیم ہی یعنی مہینوں کا باعتبار قمر ہونا
اور اُن میں سے چار کا ماہہائے حرام ہونا یہی دین مستقیم دین ابراہیم و اسمٰعیل ہی جو عرب نے میراث پایا ہی۔ بعض نے کہا کہ دین از دان یدین
بمعنی حساب ہی کما فی الحدیث الکیس من دان نفسہ یعنی دانا و پختہ کار وہ ہی جسنے اپنے نفس سے محاسبہ رکھا اور غفلت کر کے اپنی خواہشوں پر چلنے
کیلئے عاجز نہ ہوا پس معنی یہ کہ یہی حساب مستقیم ہی اور بعض تابعین نے کہا کہ دین قیم وہ دین ہی جو متغیر و متبدل و زائل نہ ہو۔ اگر کہا جاوے کہ چار ہی
مہینوں کو محترم رکھنا کیا معنی ہیں جواب یہ کہ معصیت سے ان کی ہتک حرمت نکرے اور طاعت میں سرگرم رہے۔ اگر کہا جاوے کہ کیا تمام باقی
سال میں اسکی اجازت ہی جواب یہ کہ نہیں بلکہ یہ مطلب ہی کہ ان مہینوں میں معصیت کا گناہ بہت بڑھکر ہی جیسے اُن میں ثواب طاعت بھی بڑھا ہوا
ہے اور عرب بھی ان مہینوں کو معظم و مکرم رکھتے اور یہ علم اُنکو میراث نبوت خلیل و اسمٰعیل علیہما السلام ہو چکا تھا حتی کہ آدمی اپنے باپ کے قاتل کو پاتا مگر
احرام ماہ سے اسکو کچھ نہ چھیڑتا تھا اگرچہ عرب اپنی جہالت سے خصوص ان مہینوں کے ایام پر قائم نہ رہتے بلکہ چار مہینہ کی اوقات کو استیفا کر لیتے
کہیں سے ہوں چنانچہ آگے آتا ہی اگر کہا جاوے کہ اجزاء زمانہ تو باہم متشابہ ہیں پھر اس امتیاز کا کیا سبب ہی جواب یہ کہ علم الٰہی ان حقائق کو محیط ہے
آدمی تو صرف ظاہر صورت کو دیکھتا ہی اور عقل باعتبار ثواب و عقاب کی حالت کے یہاں استقلال نہیں رکھتی چنانچہ آخر ماہ رمضان جسدن چاند
ہو گا روز صوم ہی اور ثواب اسکا مفروض معلوم ہی حالانکہ چاندرات کی صبح کا روزہ جو روز عید ہی حرام ہی پس شرائع متقررہ بحکمت بالغہ الٰہی عزوجل
ہیں اُن میں عقل کی تاب نہیں چنانچہ دیکھو اللہ تعالیٰ نے دیگر بلاد سے بلد الحرام کو متمیز کیا اور دیگر ایام ہفتہ سے روز جمعہ کو اور دیگر ایام سال
سے روز عرفہ کو اور دیگر ماہہائے سال سے ماہ رمضان کو باعتبار جہات حرمت کے متمیز کیا حتی کہ شب و روز کے بعض ساعات متمیز ہیں اور یہ تمیز
باعتبار کسی حقیقت معنوی کے ٹھیک ہی اگرچہ عقل بسبب اسکے کُنہ ماہیت سے جاہل ہے اسکو نہ جانے حالانکہ اپنے جسم و شخص میں قلب کی
فضیلت بدون حقیقت بیان کرنے کے جانتا ہی اور خود معلوم کہ اشخاص میں سے انبیاء علیہم السلام مخصوص ہیں اور خود مشہور معلوم کہ باوجود
ظاہری مشابہت جسم کے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک سے نہایت لطیف خوشبو کہ عطر گلاب بصرہ اسکے سامنے ہستی نہیں رکھتا

کیونکہ بعض (اعداد) کے پیشاب کو ایک صحابی نے دھوکے سے پی لیا تھا عمر بھر اُسکے بدن سے عطر گلاب کے مانند خوشبو آتی رہی پس باوجود
عقلی دلائل و ان مشاہدات نقلی کے ایام و شہور کے امتیاز مین تامل کرنا محض نادانی و عقل کا بھدا پن ہے بلکہ عقل سلیم جب حکمت بالغہ الٰہی پر ایمان
لائی اور یقین کیا کہ اللہ تعالیٰ سب چیز پر قادر ہے خود مختار ہے ہر چیز کی حقیقت اسی کی خلقت ہے تو جو اُس نے حکم دیا وہ عین صواب ہے لہٰذا یہان فرمایا کہ
شمار ماہہائے قمریہ اور اُن مین سے چار ماہ محرم رکھنا یہی دین مستقیم ہے۔ فَلَا تَظْلِمُوا فِيهِنَّ أَنْفُسَكُمْ پس تم لوگ ان مہینون
مین اپنی جانون پر ظلم نہ کرو اور مظلمہ اپنی گردنون پر مت لادو۔ ضمیر فیہن راجع بجانب اربعہ حرم ہے یعنی ماہہائے حرام مین معاصی مت کرو
جن کا وبال تمھاری جانون پر ہوگا پس تم اپنی جانون پر ظلم کرنیوالے مت ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان مہینون کو اختصاص دیا ہے پس اُن مین کوئی
معصیت کرنا زیادہ وبال کی موجب ہے چنانچہ دوسری آیت مین فرمایا۔ الحج اشہر معلومات فمن فرض فیہن الحج فلا رفث ولا فسوق ولا جدال
فی الحج۔ حالانکہ رفث و فسوق و جدال ہر وقت مین گناہ ہے لیکن ماہہائے حج مین منع فرمانے سے تاکید مقصود ہے جس سے تنبیہ ہے کہ ان ایام مین
طاعت حج وغیرہ موجب مزید ثواب ہے معصیت رفث وغیرہ مستوجب مزید عقاب ہے پس یہ ایام مشرف و ممیز ہین۔ ابن عباس رض نے کہا کہ
ضمیر مذکور راجع بماہہائے اثنا عشر ہے یعنی بارھون مہینون مین گناہ مت کرو اور مقصود یہ کہ اپنی عمر قلیل کو طاعت مین بسر کردو اور
معصیت و فساد سے ظلم کا وبال اپنے اوپر مت لادو۔ فراء رح وغیرہ نے کہا کہ قول اول اولیٰ ہے اسلئے کہ نظم کلام بزبان عرب ہے اور عرب تین سے
دس تک لفظ فیہن لاتے اور اس سے زائد کی طرف فیہا بولتے ہین اور اصل یہ کہ جمع قلت کی طرف جماعت مؤنث کی لفظ سے کنایہ کرتے اور
جمع کثرت کی طرف واحدۂ مؤنث سے کنایہ کرتے ہین پس اگر اثنا عشر کی طرف ضمیر ہوتی تو فیہا ہوتا لہٰذا فیہن بجانب اربعہ حرم ہے اگر
کہا جائے کہ علی ہذا قول اول ہی صواب ہے پھر اولیٰ کیون کہا تو جواب یہ ہے کہ گو اصل یہی ہے کہ جو فراء رح نے ذکر فرمائی لیکن استعمال مین کبھی ایک کو
دوسرے کی جگہ بھی لاتے ہین جیسے شعر النابغہ ؎ ولا عیب فیہم غیر ان سیوفہم ٭ بہن فلول من قراع الکتائب ٭ فیہن ضمیر بجانب سیوف ہے
باوجودیکہ وہ جمع کثرت ہے۔ اختلاف ہے کہ ظلم سے معنی عموم مراد ہین جو اُن سے قتال وغیرہ کو شامل ہین یا فقط نسی سے ممانعت ہے۔ قول اول
ظاہر آیت ہے۔ وقتادہ رح نے کہا کہ ماہہائے حرام مین ظلم کا گناہ بہت بھاری ہے بہ نسبت دیگر ازمنہ کے اگرچہ ظلم ہر حال مین بھاری گناہ ہے
ولیکن اللہ تعالیٰ اپنے امر مین جسکو چاہتا ہے عظیم کردیتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مخلوق مین سے انواع و اقسام سے برگزیدہ فرمایا چنانچہ ملائکہ سے
رسول اور بنی آدم سے رسول برگزیدہ کئے اور کلام مین سے اپنا ذکر یعنی قرآن برگزیدہ فرمایا اور زمین مین سے مواضع مساجد کو اور مہینون
مین سے رمضان و ماہہائے حرام کو اور ایام مین سے جمعہ کو اور راتون مین سے شب قدر کو برگزیدہ کردیا پس جسکو اللہ تعالیٰ نے برگزیدہ کیا
تم بھی اس کی تعظیم رکھو کیونکہ اہل عقل و اہل فہم کے نزدیک مخلوقات مین سے کسی کی تعظیم کچھ نہین مگر اُن ہی کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے معظم کیا ہے
اُن کی تعظیم بواسطہ حکم الٰہی کے ثابت رکھو۔ اور قول دوم یعنی مخصوص نسی سے ممانعت بقرینہ مقام ہے خطیب رح نے کہا کہ سبب نزول اس
آیت کا مشرکین کی نسی واقع ہوئی جس کو مشرکین عمل مین لاتے تھے جس سے حج کبھی ذی الحجہ مین اور کبھی پہلے اور کبھی پیچھے آجاتا تھا۔
اور رہا قتال تو اسلام مین سوائے جہاد کے ہر قتال جو معصیت ہو بالضرور مانند اور معصیات کے ماہہائے حرام مین بتاکید ممنوع ہے اور
جہاد مین اختلاف ہے عطاء رح سے منصوص ہے کہ حرم یا ماہہائے حرام مین جہاد کرنا حلال نہین ہے اور یہی ایک جماعت اہل علم کا مذہب ہے
اور جمہور نے کہا کہ ماہہائے حرام مین قتال کی ممانعت منسوخ ہے اور ناسخ اسکی آیۃ السیف ہے جو ابتدا سورہ مین گذری اور نیز آنحضرت صلعم
نے حنین مین ہوازن پر ماہ شوال مین جہاد کیا اور طائف کو ذوالقعدہ مین محاصرہ کیا تھا اور نیز استدلال لیتے ہین بقولہ تعالیٰ۔ وَقَاتِلُوا

الْمُشْرِكِيْنَ كَافَّةً ۔ اے جمیعا یعنی مقاتلہ کرو مشرکین سے سب سے ۔ كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَافَّةً ۔ جیسے [illegible]
سب کے سب ۔ پس ثابت ہوا کہ تمام مہینون مین اُن سے قتال جائز ہی کیونکہ عموم اشخاص مستلزم ہے عموم احوال [illegible]
سے قتال کا حکم دیا تو ضرور ہوا کہ ہر حال مین اور ہر وقت جائز ہوتا کہ ہر فریق مشرک سے جس حال و جس وقت مین [illegible]
نے لکھا کہ ظاہر کلام و سیاق اسی کو مشعر ہی کہ یہ حکم عام طور پر ہی اور اگر ماہہائے حرام مین قتال حرام ہوتا تو اُن کے گذرنے کی قید [illegible]
صلعم اسکا بیان ہو گیا کہ شوال مین ہوازن کو شکست دی اور جب اُن کے بھاگے ہوئے طائف مین محصور ہوئے تو چالیس روز تک اُن کا محاصرہ کیا [illegible]
بدون فتح کے واپس ہوئے پس ثابت ہوا کہ ماہہائے حرام مین سے ذوالقعدہ مین محاصرہ کیا پھر لکھا کہ قول اول کے جو لوگ قائل ہین کہ ماہہائے حرام [illegible]
مین قتال نہین روا ہی اُن کے قول کے موافق کہا جائے گا کہ ماہہائے حرام مین قتال شروع کرنا حرام ہی اور حرمت اُن کی منسوخ نہین بدلیل
قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا لاتحلوا شعائر اللہ ولا الشہر الحرام ۔ اور بدلیل قولہ الشہر الحرام بالشہر الحرام والحرمات قصاص فمن اعتدیٰ
علیکم فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدیٰ علیکم ۔ وبدلیل قولہ فاذا انسلخ الاشہر الحرم فاقتلوا المشرکین ۔ اور دو قول مین سے ایک قول کے موافق یہ اشہر الحرم جن کے
انسلاخ کی قید ہی یہی چار ون ماہہائے حرام ہین نہ وہ چار مہینہ جن کی مہلت دی گئی تھی بقولہ فسیحوا فی الارض اربعۃ اشہر الآیۃ ۔ اور قولہ تعالیٰ
قاتلوا المشرکین کافۃ الخ مین ماہہائے حرام کے اندر قتال کی حالت منصوص نہین بلکہ احتمال ہی کہ یہ حکم اپنے ماقبل سے منقطع ہو اور جملہ مستانفہ
اس مقصود کیواسطے ہو کہ مومنون کو آمادگی و جوش حاصل ہو یعنی جیسے مشرکین تمہارے واسطے مجتمع ہوتے ہین ویسے ہی تم بھی اُن کے واسطے متفق
و مجتمع ہو اور نیز یہ بھی احتمال ہی کہ مومنون کو ماہہائے حرام مین مشرکین کے ساتھ قتال حلال ہونے کی اجازت ایک قید کے ساتھ دیگئی یعنے
کما یقاتلونکم کافۃ یعنی ان ماہہائے حرام مین جب وہ ابتدا کر کے تم سے قتال شروع کرتے ہین تو تم کو بھی اجازت ہی کہ اُن سے مقابلہ کرو
جیسے قولہ الشہر الحرام بالشہر الحرام والحرمات قصاص مین ہی یا جیسے قولہ لاتقاتلوہم عند المسجد الحرام حتی یقاتلوکم فیہ فان قاتلوکم فاقتلوہم
الآیہ ۔ مین مشرکون کی طرف سے ابتدا ہونے کی صورت مین اجازت ہی ۔ ایسا ہی جواب آنحضرت صلعم کے حصار کرنے کا بھی ہو سکتا ہی کیونکہ
ہوازن نے ابتدا کر کے لوگ جمع کئے اور سامان مہیا کیا تھا تب ہی آپنے اُنکی طرف قصد کیا اور بعد شکست دینے کے طائف کا محاصرہ
کرنا اسی کا تتمہ تھا کیونکہ طائف والے قوم ثقیف انھین ہوازن کے ہم سوگند تھے اور ہوازن بھاگے ہوئے بھی اُن کے ساتھ متفق ہو گئے
تھے پس اُنکو محاصرہ کیا یہانتک کہ ماہ حرام آ گیا حالانکہ ابتدا اسکی حلال مہینہ سے ہوئی تھی اور ایک امر کی حالت بقا مین بعض ایسے امور جائز
ہو جاتے ہین جو حالت ابتدا مین جائز نہ تھی اور شرع مین اُسکے نظائر بہت ہین ۔ مترجم کہتا ہی کہ مثلاً ہبہ مین اگر ابتدا شیوع ہو مثلاً
نصف مکان شائع غیر مقسوم ہبہ کیا تو امام ابوحنیفہ کے قول پر روا نہین حالانکہ تمام ہبہ کرنے کے بعد اگر نصف کا کوئی مستحق نکلا اور شیوع
ہو گیا تو برداشت کر لیا جائیگا اور ایسے ہی نکاح و بیوع و اجارات وغیرہ مین بہت سے مسائل ہین جو اسکی نظیر ہین کہ حالت بقا مین بعض
وہ امور برداشت ہو جاتے ہین جو ابتدا مین جائز نہین ہوتے ہین ۔ بالجملہ اس کلام سے ظاہر ہوا کہ قول اول پر آیات و احادیث مین اتفاق
ہو جاتا ہی جبکہ قول اول کے یہ معنی لئے جاوین کہ ماہہائے حرام مین ابتدا کرنا قتال کے ساتھ روا نہین ہی اور منسوخ کہنے کی حاجت نہین
ہوتی ہی ۔ واللہ اعلم لہذا محققین علماء کا میلان اسی طرف ہی کیونکہ تعظیم حرمات الٰہی اسمین زیادہ ہی اور وہ اقرب بتقویٰ ہی فافہم ۔ وَاعْلَمُوْا
اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ۔ اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ ساتھ ہی متقیون کے ۔ ساتھ ہونا قرب و غیرہ کے طور پر نہین کیونکہ اللہ تعالیٰ
کمیات وغیرہ مخلوقات کی مشابہت سے بھی پاک و برتر ہی پس اسکا وہم بھی نہ ہو گا بلکہ مراد یہ کہ اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت اور حمایت [illegible]

ہون کی شان پاک کے لائق ہو اس طرح ساتھ ہے اور ظاہرا یہان بقرینۂ جہاد کے مدد و نصرت الٰہی کا ساتھ ہونا مراد ہو
یعنی نصرت الٰہی جس کے ساتھ ہو وہ ضرور مظفر و منصور ہو گا لہذا لازم ہے کہ نا فرمانی سے پرہیز کر کے طاعت
پر قائم ہو کر متقی رہین۔ تاکہ نصرت کے مستحق ہون۔ واضح ہو کہ ماہہاے حرام جب مومنون پر
محترم کیے گئے تو مومنین ان مہینون مین قتال نہین کر سکتے تھے بخلاف مشرکین کے کہ ان مہینون کو اگرچہ وہ بھی محترم جانتے تھے لیکن اُنھون نے
نسی کا ایک قاعدہ نکال رکھا تھا کہ ایک مہینہ کو اپنی جگہ سے ٹال کر دوسرے مہینہ کی جگہ لیجاتے تھے پس وہ لوگ اس اختراعی طریقہ سے ماہِ
حرام میں مومنون سے لڑنے پر آمادہ ہو سکتے تھے پس جب مومنون کو بھی اجازت دی کہ اگر ماہ حرام مین وہ تم سے ابتدا کرین اور چھیڑین تو مارو
تو اب مومنون پر کوئی مشکل باقی نہ رہی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے کافرون کے قاعدۂ نسی کی مذمت فرمائی تاکہ مومنین بھی اُس سے بچتے رہین۔ بقولہ تعالیٰ
اِنَّمَا النَّسِيْٓءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ مشرکون نے نسی مین کئی وجہ سے کفر کیا از انجملہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کی شرع مقرر مین اپنی رائے
سے تغیر کیا اور از انجملہ یہ کہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا تھا اُسکو حلال کر لیا اور جسکو حلال کیا تھا اُسکو حرام کر دیا۔ از انجملہ یہ کہ مخصوص معین کو مفہوم
مردود کر ڈالا۔ اور بیان اسکا یہ ہو کہ نسی خواہ نافع رح کی قرأۃ پر بتشدید یا رہو باین طور کہ آخری حرف ہمزہ کو یا سے بدل کر یا اول مین ادغام کیا گیا
یا آخر ہمزہ اپنی اصل پر موافق جمہور کے رہی معنی اُسکے تاخیر ہین اور جوہری رحنے کہا کہ فعیل بمعنی مفعول ہو اے منسوء پھر تحویل کر کے نسی ہوا جیسے مقتول
سے قتیل ہوا ولیکن اس تقدیر سے زیادہ کا حمل مجاز ہو گا بتقدیر ذو یعنی انما النسی ذو زیادۃ۔ اور اظہر یہ ہو کہ مصدر ہو ماخوذ از انسا بمعنی آخر جیسے
نذیر از انذار اور نکیر از انکار اور برین تقدیر احتیاج حذف نہین اور قرأت نس و نسار وغیرہ مصادر سے اسکی مؤید ہین۔ اہل عرب زمانہ جاہلیت
مین ان مہینون کو جو ماہہاے حرام مذکور ہوئے ہین حرام رکھتے ولیکن چونکہ اکثرون کی اوقات لوٹ مار و قتل و غارت وغیرہ مین بسر ہوتی تھی
لہذا پے در پے تین ماہ کے حرام رہنے سے کلفت اُٹھاتے اسلئے جب قتل و غارت کی احتیاج پڑتی تو ان ماہ حرام مین بھی قتال کو روا رکھکر
بجائے اسکے سال کے کسی دوسرے مہینے کو جو اسکے بعد ہو بجائے اسکے حرام کر لیتے تاکہ چار مہینہ کی تعداد باقی رہے اور خصوصیت کو چھوڑ دیتے پس
یہی زمانہ جاہلیت کی نسی تھی جسکی نسبت اللہ عز وجل نے فرمایا کہ النَّسِيْٓءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ ہے یعنی ماہ حرام کی تاخیر کر دینا کفر پر اور زیادتی
ہے کیونکہ جو مہینہ اللہ تعالیٰ نے حرام کیا تھا اُسکو حلال کر کے اور جو حلال کیا تھا اسکو حرام کر کے اپنے کفر پر اور کفر بڑھایا اور اللہ تعالیٰ
نے حرمت کیلئے اوقات مخصوص کر دیئے تھے اس خصوصیت کو ترک کر کے چار کی گنتی پوری کر لی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا يُضَلُّ
بِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا یضل بضم اول بر بنا ر مجہول قرأۃ حمزہ و کسائی و حفص و ابو عمرو ہی یعنی گمراہ کئے جاتے ہین بسبب اسکے وہ لوگ
جو کافر ہوئے ہین۔ باقیون کی قرأۃ مین یضل بفتح اول بر بنا ر معروف ہی یعنی گمراہ ہوتے ہین بسبب اسکے وہ لوگ جو کافر ہین اور یعقوب
کی قرأۃ مین یُضِل از ضلال بصیغۂ معروف ہو پس فاعل اللہ تعالیٰ اور موصول اسکا مفعول ہو یعنی اللہ تعالیٰ اُسکے ساتھ کافرون کو گمراہ
دیتا ہے يُحِلُّوْنَهٗ عَامًا درحالیکہ کافر لوگ حلال رکھتے ہین اس نسی کو ایک سال۔ وَّيُحَرِّمُوْنَهٗ عَامًا اور حرام رکھتے ہین
دوسرے سال۔ لِّيُوَاطِئُوْا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ تاکہ موافقت رکھین شمار اس چیز کا جسکو اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا۔ یعنی ایک
مہینہ کو حلال کر کے بجائے اسکے دوسرے کو حرام قرار دینے سے اُن کی غرض یہ ہوتی کہ چار ماہ جو اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیئے ہین اُن کا شمار باقی
رہے۔ اسو جہ بیان مین اشارت ہو کہ تحلیل و تحریم کی پابندی مقصود نہ تھی بلکہ گویا جدید شرع نکالنے مین اللہ تعالیٰ کی تحریم سے موافقت کرنا
مقصود تھی اگر کہا جائے کہ ایک سال مین تحلیل و ایک سال مین تحریم بیان کی حالانکہ مہینون کی نسبت ایسا کرتے تھے تو جواب یہ کہ نسی کو عمل مین لانا

بیان کر دیا کہ ایک سال مین جب ضرورت ہوتی ماہ حرام کو حلال کر لیتے اور دوسرے سال جب ضرورت نہ ہوتی تو اپنے حال پر حرام رکھتے
اور ترک خصوصیت سے نسی کرتے۔ فَيُحِلُّوا مَا حَرَّمَ اللَّهُ۔ پس جو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا اسکو حلال کر لیتے تھے۔ ابن عباسؓ سے روایت
ہو کہ رسول اللہ صلعم نے جمرۂ عقبہ پر خطبہ پڑھا اور بعد حمد و ثنا کے فرمایا کہ اے لوگو نسی کرنا فعل شیطانی اور کفر مین زیادتی ہو کافر اس فعل سے گمراہی مین پڑ
جاتے ہین کہ ایک سال مین ماہ حرام کو حلال اور دوسرے سال حرام کرتے ہین محرم کو کسی سال حلال کر لیتے اور بجائے اسکے صفر کو حرام کرتے اور کسی سال محرم کو
اور یہی نسی ہو۔ رواہ ابن ابی حاتم۔ مفسرین نے اختلاف کیا کہ پہلے پہل کس نے نسی کو نکالا پس ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جنادہ بن عمرو بن امیۃ الکنانی
بعض نے کہا کہ عمرو بن لحی ہو جسنے پہلے پہل سانڈ چھوڑنا نکالا اور بعض نے کہا کہ بنی کنانہ مین سے نعیم بن ثعلبہ ہو۔ ابن کثیرؒ نے کہا کہ یہان محمد بن اسحاقؒ کا کلام جید مفید ہو کہ جس نے
کی بابت نسی جسنے پہلے پہل عرب کے واسطے نکالی اور حلال کو حرام و حرام کو حلال کیا وہ علمس حذیفہ بن عبد فقیم بن عدی بن عامر بن ثعلبہ بن الحارث
بن مالک بن کنانہ بن خزیمہ ہو۔ اسکے بعد اُسکا بیٹا عباد بجائے اُسکے قائم ہوا پھر اُسکا بیٹا قلع بن عباد پھر اُمیہ بن قلع پھر عوف بن اُمیہ پھر ابو ثمامہ
جنادہ بن عوف قائم ہوا پس زمانۂ اسلام آیا۔ ابن عباسؓ و مجاہد وغیرہ نے کیفیت بیان کی کہ جنادہ بن عوف جسکو ابو ثمامہ کہتے تھے اپنے گدھے پر
سوار آکر مجمع حجاج مین کہتا کہ اے لوگو مجھے عیب نہین لگایا جاتا اور اُلٹا جواب نہین دیا جاتا اور جو کہتا ہون رد نہین کیا جاتا۔ اے لوگو تمہارے الٰہہ
یعنی بتون نے امسال محرم کو حلال کیا اور صفر تک نسیٔ کر کے صفر کو حرام کیا پھر سال آیندہ مین صفر کو حلال اور محرم کو حرام کرتا تھا اور لوگ اپنے
کفر مین ان اعمال کو اچھا سمجھتے اور اسی کی پابندی کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ زُيِّنَ لَهُمْ سُوءُ أَعْمَالِهِمْ ان کے بداعمال اُنکی
نظرون مین زینت دیئے گئے پس یہ اعمال قبیح ان کو اچھے نظر آتے تھے۔ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ اور اللہ تعالیٰ
قوم کافرین کو راہ نہین دیتا ہو یعنی جو لوگ کفر پر اڑے رہے وہ راہ صواب پر نہین پہونچتے ہین اور اس راہ کا دکھلانا و بتانا اور اُس کی طرف
رہنمائی تو اللہ تعالیٰ نے تمام بندون کے لئے رسولون کے بھیجنے و دلائل توحید سے قائم کر دی ہو پس جو نیک ہین وہ رہنمائی سے راہ پر آجاتے
ہین اور جو سرکش کافر مفسد و خود رائے ہین وہ راہ پر نہین آتے ہین۔ شیخ ابن کثیرؒ نے نسی کفار کی کئی تفسیرین روایت کین۔ مجاہدؒ نے
مرد کنانی کا قول بیان کیا کہ لوگون سے آکر کہتا کہ ہم نے محرم کو حرام کیا اور صفر کو مؤخر کیا پھر دوسرے سال آکر کہتا کہ ہم نے صفر کو حرام اور محرم کو
مؤخر کیا پس یہی اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا لقولہ لیواطئوا عدة ما حرم اللہ یعنی چار کا شمار باقی رکھتے اور تاخیر سے حرام کو حلال اور حلال کو حرام
کر لیتے تھے۔ اور ایسا ہی ابو وائل و ضحاک و قتادہ سے مروی ہو۔ قال المترجم یہی صورت نسی کی اوپر مذکور ہوئی ہو اور بعض نے کہا کہ جس
سال صفر تک تاخیر کی ہو اگر بعد محرم کو حلال کرنے کے بھی ضرورت قتال باقی رہے تو صفر کو ربیع الاول تک تاخیر کر دیتے حتیٰ کہ سال کے تمام مہینون
پر نسی چھا جاتی تھی ولیکن ظاہر بعض اقوال صرف محرم کی تاخیر کو مشعر ہین اور محمل اُن کا یہ ہو کہ صورت تاخیر بیان کرنے مین بطور مثال ہین۔
عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم نے کہا کہ علمس مذکور ان پر محرم کو حلال کرتا اس شرط سے کہ سال آیندہ مین محرم و صفر دونون حرام کرین۔ ابن کثیرؒ
نے اعتراض کیا کہ اگر یہ تفسیر صحیح ہو تو لازم آویگا کہ اول سال اُنھون نے فقط تین ہی مہینہ حرام رکھے اور سال آیندہ مین پانچ حرام کئے پس موافقت
عدة ما حرم اللہ تعالیٰ نہین باقی رہی۔ مجاہدؒ سے ایک اور صورت نسی کی ذکر کی کہ مہینون کے نام مین تاخیر و تبدیل کرتے پس ذی الحجہ ایک
سال محرم کے وقت کو کہتے اور دوسرے سال عود کر کے ذی القعدہ کو ذی الحجہ کہتے پس ہر مہینہ دو سال حج کرتے تھے چنانچہ نوین سال
ہجرت مین حج ابو بکر رضی اللہ عنہ ذی القعدہ مین واقع ہوا پھر آنحضرت صلعم کا حجۃ الوداع دوسرے سال ذی الحجہ مین واقع ہوا اور یہی حضرت
صلعم نے اپنے خطبہ مین فرمایا ہو۔ الا انّ[ف] الزمان قد استدار کہیئتہ یوم خلق السموات الخ۔ ابن کثیرؒ نے اس تفسیر کو بھی ضعیف قرار دیا [illegible]

ف خبردار ہو کہ زمانہ دور کر رہا ہے اس دن کی طرح جبکہ آسمان پیدا کئے گئے ۱۲۔

Marfat.com

ابوبکر رضی اللہ عنہ کا حج کیونکر صحیح ہوتا جبکہ مہینہ درحقیقت ذوالقعدہ کا تھا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اسی حج کی نسبت فرمایا ہے
و اذان ... یوم الحج الاکبر ان اللہ بریٔ من المشرکین ورسولہ الآیۃ۔ کیونکہ یہ ندا اسی حج ابی بکرؓ مین واقع ہوئی۔ پس ذی الحجہ مین نہ ہوتا
تا اور نسیٔ اس امر پر موقوف نہین ہی جو دوران سال و ہر مہینہ دو سال حج کرنے کی ذکر کی ہی کیونکہ بدون اسکے حاصل ہی کہ محرم
کیا اور اسکی حرمت کو صفر تک تاخیر دی حالانکہ سال اپنے نظام پر موجود ہی اور سال آئندہ مین محرم کو اپنی حرمت پر باقی رکھا۔ لیکن
کبھی تو متوالی تینون ماہ حرام مین سے تیسری کی تحریم کو مقدم کرتے یعنی محرم کو اور کبھی تاخیر دیکر صفر پر ڈالتے تھے۔ فافہم واللہ اعلم
بالصواب۔ قولہ تعالیٰ ان عدۃ الشہور عند اللہ اثنا عشر شہرا الخ۔ اللہ تعالیٰ نے ایام فراق کو معدود ذکر دیا اور ایام وصال کو بلاحساب
انقطاع کردیا کما قال تعالیٰ لا مقطوعۃ ولا ممنوعۃ۔ اور ایام عبادت کیلئے ایک مقطع قرار دیا حالانکہ اسکی جزاء و ثواب کیلئے جو مشاہدہ ہے
مقطع نہین رکھا۔ کما قال تعالیٰ انما یوفی الصابرون اجرہم بغیر حساب۔ اس سے اہل اشتیاق کو جوش شوق مین ڈالا کہ دوام وصال کے
واسطے قلیل ایام فراق کو صبر کے ساتھ گزارین گے۔ کتاب ازلی مین ایام عبودیت کیواسطے انحصار ہوچکا اور وہی زمانہ امتحان ہی اور یہ اوقات
مکانات کے ہین پھر جب مکان ممکنات سے باہر ہوا تو پھر بلامکان کے سوائے انوار رحمن کے اور کچھ نہین باقی رہتا اور وہان نہ رات ہی نہ دن ہی۔ نہ
انقلاب دوران اور نہ حدود و مکان اور نہ زمانہ کا نام و نشان بلکہ فقط کشف جمال ازل براسے جلال ابد و بالعکس ہی نہ وہان شام غروب فنا ہی اور
صبح طلوع ابتدا اس وقت عارف کشف جمال مین وقت ثانی نہین بلکہ بحر قدم مین دوام و سرمدیت بازوئے بقاء سے طیران در فضاء
ہویت ہی ایسے بندون پر طوارق زمانیہ وعلل حدثانیہ سے کچھ جاری نہین ہوتا۔ مبارک ایام وصال جنکو نصیب ہون ۔ طوبیٰ لاعین
رأت ہیم ؛ فمن فی نعمۃ من وجہک الحسن ؛ خوشوقت اُس قوم کی آنکھین جنمین تو موجود ہو کیونکہ ان آنکھون کو تیرے چہرۂ پاک حسن سے نعمت
بیرتبہ حاصل ہے قولہ یوم خلق السموات والارض۔ اسمین اشارت مرور قضاء و قدر پر تجلی ازلی کے ساتھ کشف اوقات سرمدیہ کا اشارہ
ہے۔ یوم تو آفتاب کے طلوع سے غروب تک کے وقت کو کہتے ہین اور معلوم ہوچکا کہ کشف جمال وجلال قدم مین نہ طلوع ہی نہ غروب۔ بلکہ ازل
ابد ہی اور تمام ازل و ابد و دور و دہر سب اللہ تعالیٰ کے قدیم ہونے مین فانی ہین۔ عدم سے ایک وقت بقدر یوم کے ایجاد کرکے اسمین مخلوق
کو پیدا کیا۔ قال المترجم یوم بقدر ہفتہ و ہفتہ بنام یوم سب تعبیر کے لائق ہی۔ فافہم قولہ۔ منہا اربعۃ حرم۔ کرم و رحمت سے انکے ہمارے قرب پیدا
کرنے جنمین مناسک عبادات و کشف مقامات سے مزید شرف رکھا گیا پس دنیاوی تنعم وعیش سے انہین منع کرکے تعفف کا حکم دیا اور انھین
دنون مین اُن کو سامان کرکے جوار رحمت و کنار عطوفت کی طرف جانے کا حکم دیا پس بصورت عشاق ہر چیز سے منقطع ہوکر جوار خانہ مراد کو
پہنچتے ہین اور ماسوائے ان ایام کے اہل انس کو رفاہیت اور تنعم کی اجازت دی پھر اس حکم کو مؤکد فرمایا بقولہ ذلک الدین القیم۔ یعنی
یہ عنایت بجانب حق سبحانہ تعالیٰ و مشاہدہ وصال و کشف جمال ہی پھر ان اوقات مین مخالفت سے پرہیز کرنے کی تاکید فرمائی۔ بقولہ فلا تظلموا
فیہن انفسکم یعنی نفوس پر ظلم اسطرح مت کرو کہ مجاہدات سے ان کو روکو اور مشاہدات کی طلب سے باز رہو بلکہ حظوظ شہوات اُن کو دیدو۔ بعض نے
کہا اپنے نفس کا ظالم وہ ہی جو نفس کو اسکی مرادات و اتباع شہوات مین مطلق العنان چھوڑے کہ وہ بدکاریان کرتا پھرے اور محارم پر قدم
رکھتا پھرے۔ اور اُن سے تجاوز کرے۔ پھر جو لوگ اپنے نفوس کی اتباع پر مستقیم اور درحقیقت ان افعال سے نفوس پر ظلم کرنیوالے
ہین انکا حال فرمایا۔ بقولہ زین لہم سوء اعمالہم۔ یہ اُن کی مذمت ہی کہ باطل طریقہ جو اُن کی فاسد راے سے نکلے اور یہ رائے اُن کے
خیالات نفسانیہ سے پیدا ہوئے اور یہ خیالات شیطانی اُن کے نفوس کے مطلق العنان ہونے سے پیدا ہوئے ہین وہ اپنی جہالت

سے اُن کو اپنے نزدیک یعنی نفوس کی آنکھون سے پسندیدہ دیکھتے ہین کیونکہ سنت آلہیہ نہین بچاپتے [illegible]
کہا کہ اللہ تعالیٰ نے بقولہ زین لہم سوء اعمالہم - اُن کو عذاب نہین کیا بلکہ ایسی راہ پر چھوڑا جسمین اُن کی ہلاکت ہو [illegible]
سوء اعمال مین شمار کیا پھر اللہ تعالیٰ نے مومنون کو ترک لذات دنیا و مرادات نفس پر آمادہ اور رجوع آخرت و رضاء حق تعالیٰ [illegible]

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

اے ایمان والو کیا ہوا ہے تم کو جب کہیے کوچ کرو اللہ کی راہ مین

اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ فَمَا مَتَاعُ

ڈھیے جاتے ہو زمین پر کیا ریجھے دنیا کی زندگی پر آخرت چھوڑ کر سو کچھ نہین

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ ۝ اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا وَّيَسْتَبْدِلْ

دنیا کا برتنا آخرت کے حساب مین مگر تھوڑا اگر نہ نکلوگے تم کو دیگا دکھ کی مار اور بدل لائیگا

قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْئًا وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ اِلَّا تَنْصُرُوْهُ

اور لوگ تمھارے سوائے اور کچھ نہ بگاڑوگے اُس کا اور اللہ سب چیز پر قادر ہے اگر تم نہ مدد کروگے رسول کی

فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ

تو اُس کی مدد کی ہے اللہ نے جسوقت اُسکو نکالا تھا کافرون نے دو جان سے جب دونون تھے غار مین

اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ

جب کہنے لگا اپنے رفیق کو تو غم نہ کھا اللہ ہمارے ساتھ ہے پھر اللہ نے اُتاری اپنی طرف سے تسکین اُسپر اور مدد اسکی ہوبچین

بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝

وہ فوجین کہ تم نے نہین دیکھین اور نیچے ڈالی بات کافرون کی اور اللہ کی بات ہمیشہ اوپر ہے اور اللہ زبردست ہے حکمت والا

شیخ جلال رحمہ اللہ نے ذکر کیا کہ آنحضرت صلعم نے جب لوگون کو غزوہ تبوک کے واسطے چلنے کو بلایا اور وہ زمانہ تنگی و سخت گرمی کا تھا اور مدینہ کے باغون مین پھل پکنے کا وقت تھا پس لوگون پر اُسوقت مین سفر جہاد گران گزرا تب یہ کلام نازل ہوا **وقال الحافظ** وغیرہ یہان سے اللہ تعالیٰ نے ان لوگون پر عتاب شروع کیا جو غزوہ تبوک سے بچھڑ رہے تھے - **مترجم** کہتا ہے کہ مفسرین مین اختلاف نہین کہ یہ کلام غزوہ تبوک سے متعلق ہے - تبوک بفتح تاء فوقانیہ و باء موحدہ ایک مقام ہے قریب شام کے مدینہ سے دس مرحلہ دور ہے آنحضرت صلعم نے غزوہ طائف سے واپس ہو کر اہل نصاریٰ پر جہاد کا قصد کیا بعض علماء نے کہا کہ باعث عزم مذکور قولہ تعالیٰ قاتلوا الذین لا یؤمنون باللہ ولا بالیوم الآخر الآیہ واقع ہوا بالجملہ صحیحین وغیرہ سے ثابت ہے کہ اکثر غزوات مین جہان کا قصد ہوتا اُسکے سوائے دوسرے غزوہ کی طرف توریہ فرماتے تھے مگر غزوہ تبوک مین مصرح فرما کر لوگون کو آگاہ کیا تاکہ سامان سفر درست کرین کیونکہ سفر دور و دراز تھا اور حالت یہ کچھ تھی جو مذکور ہوئی - پس لوگون پر گران گزرا چنانچہ بعضے بچھڑ رہے اور اس غزوہ مین عجائب معجزات بہت واقع ہوئے چنانچہ آخر تک اسکے بیان مین بعض بعض مذکور ہونگے اور شروع کلام شاید کہ لوگون پر عموماً عتاب ہے بسبب اسکے کہ اُن پر ایسے وقت مین سفر گران گزرا اور شاید جو لوگ بچھڑ رہے تھے اُنھین پر عتاب ہے قولہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ - واضح ہو کہ اگر بچھڑنے والون پر عتاب ہے تو [illegible]

... گران ہونا بمعنی ظاہر اسبب پر نہین ہوا ولیکن موافق عادت قرآنی کے خطاب عام فرمایا۔ مالکم استفہام توبیخ وملامت ہے
... ایک جگہ سے دوسری جگہ کو بسبب کسی حادثہ کے حرکت کرجانے کو کہتے ہین۔ واستنفر الامام۔ امام نے استنفار کیا یعنی جہاد کیلئے نقل حرکت
... آیا ہو اور کیا وفی الحدیث اذا استنفرتم فانفروا یعنی جب تم سے نفر کو یعنی جہاد کے واسطے نکلنے کو کہا جاوے تو فوراً تعمیل کرو۔ اسم اس سے نفیر
آیا ہو اور آیت میں نفر بمعنی لغوی ہے بسبب قولہ فی سبیل اللہ۔ اگرچہ عرف اسلام مین نفر واسطے جہاد کے نکلنے مین حقیقت ہوگیا اور شاید بروجہ
تجرید ہو۔ اثاقلتم۔ دراصل تثاقلتم تھا پھر تا رفوقیہ کو ثاء مثلثہ کرکے بعد ادغام کے ہمزۂ وصل سے اثاقلتم کیا گیا اور معنی اسکے بوجھل ہونا اور مراد
لازم ہے یعنی دیرنگی و توقف کیونکہ گران بار آدمی جلدی نہین کرتا۔ اور یہ لازمی ہے الی سے متعدی نہین ہوتا الا بتضمین معنی فعل دیگر لہذا اثاقلتم الی
الارض۔ مین کہا گیا کہ متضمن معنی میل ہے اے بتاطئتم وملتم عن الجہاد الی الارض یعنی سستی و دیرنگی کرکے مائل ہوئے جہاد سے طرف زمین کے
یعنی طرف بیٹھ رہنے اپنے وطن کے۔ المعنی۔ اے ایمان والو کیا ہے تم کو کہ جب تم سے کہا گیا کہ جہاد کے واسطے نکلو تو تم بوجھل ہوکر جہاد سے
بے رغبتی کرکے اپنے وطن مین بیٹھ رہے و توقف کرنے کی طرف مائل ہوئے۔ اَرَضِيتُم بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ہمزہ
استفہام انکاری و تعجب لانے کو ہے یعنی کیا تم راضی ہوگئے زندگانی دنیا و اُس کی لذات کے ساتھ بدلے آخرت و اُسکی نعمتون کے۔ تم کو
ایسا نہین چاہیئے۔ جو عرفان و یقین سے حیات دنیا کو فانی و آخرت کو باقی جان چکا پھر اس سے عجب ہے کہ دنیا پر راضی ہو۔ چونکہ حقیقی
مومنین مین یہان باعث توقف یہ نہین تھا بلکہ تنگی و مشقت سفر و شدت گرمی و کثرت دشمن و بے سامانی کا باعث تھا لہذا قطعاً نہین فرمایا کہ
تم ایسے ہی ہوگئے ہو ولیکن امور توقف چونکہ از جانب نفس بمقابلہ حکم اللہ تعالیٰ و رسول صلعم تھے لہذا بحسب صورت و ظاہر کے اُن کو متنبہ کردیا
کہ حیات دنیا پر نظر مت کرو اور آخرت باقی کی طالب ہو۔ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ۔ نہین متاع زندگانی
دنیا بمقابلہ آخرت مگر قلیل یعنی آخرت و اُسکی نعمتون باقیہ کے پلہ مین متاع حیات دنیا بہت قلیل ہے حدیث مین اُسکی مثال یون آئی ہے
کہ سمندر مین کوئی اُنگلی ڈبو دے تو بھلا اسمین کسقدر آیا بس یہی مثال ہے کہ نعیم آخرت بمنزلہ سمندر کے اور متاع دنیا جسقدر اُنگلی مین لگا بعض
نے کہا کہ قلیل سے معدوم بھی مراد ہوسکتا ہے کیونکہ نعمت آخرت باقیہ غیر متناہی ہین اور متاع دنیا ہی متناہی اور دونون مین کچھ نسبت نہین ہے
ولیکن اول اظہر ہے کیونکہ نسبت معدوم ہونے سے متاع دنیا کا عدم لازم نہین ہان ایسا ہے کہ گویا معدوم ہے بس حاصل آنکہ جہاد پر کمر باندھو
اور دیرنگ مت کرو۔ یہین سے کہا گیا کہ آیت مین دلیل ہے کہ جہاد ہر حال و ہر وقت مین واجب ہے۔ قال ابن کثیرؒ کہا گیا کہ یہ آیت اور قولہ تعالیٰ
انفروا خفافا وثقالا وجاہدوا الآیۃ۔ اور قولہ ما کان لاہل المدینۃ ومن حولہم من الاعراب ان یتخلفوا عن رسول اللہ الآیۃ۔ یہ آیات منسوخ ہین بقولہ تعالیٰ
وما کان المومنون لینفروا کافۃ فلولا نفر من کل فرقۃ طائفۃ منہم۔ لہذا جہاد فرض کفایہ ہے کہ سب ترک کرین تو گنہگار رہین اور اگر بعض اسپر قائم رہین
تو کافی ہے اور قول نسخ ہی ابن عباس و عکرمہ و حسن و زید بن اسلم سے مروی ہے ولیکن شیخ ابن جریرؒ نے اسکو رد کردیا اسطرح کہ خود جہاد کے
قصد کرنے مین یہ نہ چاہیئے کہ تمام مومنین ملک خالی کرکے چلے جاوین۔ اور یہ آیت و مانند اُس کے ان مومنون کے حق مین ہین جنکو آنحضرت صلعم
نے جہاد پر چلنے کا حکم دیا بس اُن پر متعین ہوگیا کہ وہ ضرور چلین گے چنانچہ اگر تعمیل نہ کرین گے تو مستوجب عذاب ہین لہذا اللہ تعالیٰ نے
فرمایا اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا الآ۔ دراصل ان لا۔ ہے نون حرف شرط کو لام مین ادغام کیا گیا یعنی اگر تم نفر نہ کروگے
یعنی جہاد کیلئے رسول اللہ صلعم کے کہنے کے موافق ساتھ ہوکر نہ نکلوگے تو عذاب الیم سے تم کو اللہ تعالیٰ معذب فرماویگا۔ وَيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا
غَيْرَكُمْ۔ اور سوائے تمھارے اور قوم کو تمھاری جگہ بدلیگا۔ بعض نے کہا کہ یہ قوم اہل یمن ہین اور شاید مراد اشعری لوگ ہین اور بعض نے کہا

کہ اہل فارس ہیں نیز قوم سلمان فارسی رضی اللہ عنہ۔ اور حق یہ ہے کہ علمائے تفسیر نے بنظر قرائن و صلاحیت کے اقوام کو بیان کیا [illegible] قوم سے نہیں ہوسکتی کہ وہ مراد ہو اسلئے کہ آیت جملہ شرطیہ ہے یعنی اگر تم ایسا کروگے تو ایسا ہوگا پس جملہ محصلہ نہیں ہوا [illegible] کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سخت تہدید فرمائی کہ اگر تم لوگ آنحضرت صلعم کے استنفار کو قبول نہ کروگے تو تم پر عذاب الیم نازل [illegible] کو لادیگا جو مطیع و منقاد ہوں اور اللہ تعالیٰ ہر بات پر قادر ہے۔ جیسے قوم و جیسے بندے چاہے پیدا فرمائے بلکہ جس قوم کو چاہے جیسا کر [illegible] لہذا فرمایا۔ وَلَا تَضُرُّوهُ شَيْئًا وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ ضمیر تضروہ۔ راجع بجانب الٰہی عزوجل یا بجانب رسول اللہ صلعم یعنی تم اللہ تعالیٰ کی مملکت میں کچھ بھی ضرر نہیں پہونچا سکتے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے یا تم لوگ آنحضرت صلعم کی معاونت چھوڑنے سے اس کا کچھ ضرر نہیں کر سکتے کیونکہ تمہارا مددگار ہونا فتح و نصرت کیلئے ضروری نہیں اگرچہ تمہارے لئے ہی مفید ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے حکم سے اپنے رسول و اسلام کو غالب کریگا اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ چونکہ نفس انسانی ان مقامات میں وساوس شیطانی کی وجہ سے متزلزل ہوتا ہے لہذا ظاہر بیان فرمایا بقولہ اِلَّا تَنْصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ۔ ان لا تنصروہ لم یحتج الیکم فانہ قد نصرہ اللہ۔ اگر تم اسکی نصرت نکروتو تمہاری مدد کا امر ضروری نہیں ہے۔ البتہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو نصرت عطا فرمائی ہے جبکہ سوائے ایک آدمی کے اُس کے ساتھ کوئی نہ تھا۔ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا۔ جبکہ اُسکو کافروں نے نکالا یعنی مکہ سے ہجرت کرنے پر مجبور کیا۔ نہ آنکہ خود باہر کردیا کیونکہ خود تو تلاش میں تھے کہ پاویں تو سب کے سب موافق مشورہ دار الندوہ کے ایکبارگی ٹوٹ پڑیں و قتل کرڈالیں جیسا او پر قصہ گزرچکا پس مراد آنکہ کافروں کے حرکات نے اُسکو نکل جانے پر مجبور کیا پس وہ نکلا۔ ثَانِيَ اثْنَيْنِ در حالیکہ وہ دو میں سے ایک تھا یعنی ایک ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ آنحضرت صلعم کے ساتھ تھے۔ اگر کہا جاوے کہ ثانی جب آنحضرت صلعم ہوے تو اول ابوبکر الصدیق ہوئے حالانکہ مرتبۂ صدیق خود مؤخر ہے تو جواب یہ کہ عرب کی زبان میں ایسی ترکیب میں رُتبہ وغیرہ کا لحاظ کچھ نہیں ہوتا بلکہ مراد یہ ہوتی ہے کہ ان اعداد میں سے ایک عدد بس یعنی یہ کہ دو میں سے ایک آنحضرت صلعم تھے اور فائدہ یہ نکلا کہ کل دو ہی تھے و قد قال تعالیٰ و ما من نجوی ثلثۃ الا ہو رابعہم۔ اپنی ذات پاک کو چہارم فرمایا یعنی تین مشورہ کرنیوالوں کے ساتھ چوتھا علم الٰہی ہوتا ہے پس رتبہ یہاں مراد نہیں کیونکہ ممکن ہی نہیں ہے اس لئے کہ خالق کو مخلوق سے کچھ نسبت نہیں [illegible] یہ کہ نصرت دی اپنے رسول کو مکہ سے نکلنے کے وقت در حالیکہ ہمگی دو عدد میں سے ایک وہ تھا۔ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ جبکہ یہ دونوں کے دونوں غار میں تھے اس غار سے جبل ثور کا غار مراد ہے جسمیں آنحضرت صلعم مع ابوبکرؓ کے تین روز پوشیدہ رہے تھے تاکہ کافر لوگ راستوں سے ڈھونڈ ھکر واپس آویں اور اس مدت تک حضرت صدیق کے غلام کھانا پانی پہونچاتے اور حضرت صدیق کی چھوٹی بیٹی اسما بنت ابی بکر بھی متعہد ہوتی [illegible] اور یہ قصہ بخاری کی حدیث کیفیت ہجرت وغیرہ میں مفصل مذکور ہے اور آیت میں ابوبکرؓ کی بڑی فضیلت ہے اور دلیل ہے کہ معیت ابوبکرؓ کی [illegible] مستفیض اس درجہ پر تھی کہ تعبیر بلفظ ثانی اثنین اذ ہما فی الغار۔ کافی تھی اور اُمت کا بھی اجماع ہے کہ ثانی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ تھے کشاف میں کہا کہ علمائے فرمایا کہ جس نے حضرت صدیقؓ کے مصاحب ہونے سے انکار کیا وہ کافر ہوا کیونکہ اُس نے نص قرآنی کا انکار کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ جبکہ رسول اللہ صلعم کہتا تھا اپنے مصاحب سے لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔ تو کچھ غم نہ کھا کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ خفاجی رح نے کہا کہ ساتھ ہونے سے ایک خصوصیت کا ساتھ ہونا مراد ہے ورنہ [illegible] اللہ تعالیٰ اپنے علم وغیرہ سے ہر بندہ کے ساتھ ہے اگر کہا جاوے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ تو مرتبۂ صدیقیت پر تھے پھر کیونکر غمگین ہوئے جیسا کہ آیت سے نکلتا ہے جواب یہ کہ آنحضرت صلعم پر نظر کرکے گھبرائے تھے اور اپنی ذات کیواسطے کچھ غمگین نہ تھے [illegible]

Marfat.com

[illegible] حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو لٹا کر باہر آئے اور جماعت کفار کو گھیرے کھڑا دیکھکر سورۂ یٰسین تا قولہ فہم لا یبصرون پڑھکر [illegible] پر پھونک کر اُن کے روبرو سے نکلے ہوئے چلے گئے۔ اور کفار اندھون کی طرح کھڑے رہے صبح کو کف افسوس [illegible] اور دیدبان بٹھائے۔ آنحضرت صلعم نکل کر حضرت ابوبکرؓ کے یہان تشریف لائے اور ہجرت کے حکم سے آگاہ کیا۔ ابوبکرؓ [illegible] اجازت چاہی آپنے فرمایا کہ ہان پس ساتھ لئے ہوئے جبل ثور کی طرف روانہ ہوئے۔ روایت ہے کہ ابوبکرؓ کبھی [illegible] اور کبھی پیچھے تو آپنے پوچھا۔ ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جب مجھے دیدبانون کا خیال ہوتا ہے تو آگے ہو لیتا ہون اور [illegible] طلب کافرون کا خیال آتا ہے تو پیچھے ہو لیتا ہون یہانتک کہ غار مذکور تک پہونچے تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ ذرا توقف فرمائیے [illegible] پاک کر دون پھر کانٹے وغیرہ سے پاک کر کے عرض کیا کہ آپ اندر آجائیے۔ عمر رضی اللہ عنہ یہ قصہ روایت کر کے کہتے کہ واللہ یہ رات [illegible] ساتھ ہونے کے عمرؓ و اسکی اولاد سے بہتر تھی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا غم صرف اس امر پر تھا کہ کافر لوگ درپے طلب ہین ایسا نہو کہ [illegible] صلعم کو کچھ اذیت پہونچے اور اس سے یہ لازم نہین کہ دین اسلام پھیلنے اور نصرت رسول اللہ صلعم کا وعدہ دیا گیا ہے اسکے خلاف کیون غم ہوا [illegible] اذیت پہونچنا اسکے منافی نہین جیسے جنگ احد مین ہوا تھا۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے خود یہ قصہ بیان فرمایا کہ جب [illegible] مین تھے تو مین نے رسول اللہ صلعم سے کہا کہ یا رسول اللہ کافر لوگ یعنی جو غار پر ادہر ادہر ڈھونڈھ رہے ہین اگر اُن مین سے کوئی نیچی [illegible] کرے تو ہم کو اپنے قدمون کے نیچے دیکھ لے آپنے فرمایا کہ اے ابوبکر تیرا گمان کیا ہے ایسے دو آدمیون کے ساتھ جن کا تیسرا اللہ تعالی ہے۔ [illegible] الشیخان فی الصحیحین۔ پس اللہ تعالی نے کافرون کو غار سے اندھا کر دیا پس وے لوگ اسکے گرد مارے پھرتے رہے مگر کسی نے ہم کو نہ دیکھا [illegible] الطبرانی والبیہقی عنہ۔ نووی رح نے کہا کہ اسمین آنحضرت کے توکل عظیم کا بیان اور حضرت صدیق کی کمال فضیلت پر تنصیص ہے شعبی رح نے [illegible] اللہ عز و جل نے اس آیت مین تمام اہل زمین کو عتاب فرمایا سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے۔ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے [illegible] فرمایا کہ تو حوض کوثر پر میرا صاحب تو غار مین میرا صاحب ہے۔ رواہ الترمذی قال حسن صحیح غریب۔ اہل علم نے اس آیت سے بہت سے [illegible] ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کی استنباط کئے ہین۔ حاصل کلام آنکہ اللہ تعالی نے اپنے رسول کو اسوقت مدد دی جبکہ غار مین اپنے [illegible] کہتا تھا کہ تو کچھ غم مت کر ہمارے ساتھ اللہ تعالی ہے یعنی نصرت الٰہی ہمارے ساتھ ہے۔ فَاَنۡزَلَ اللّٰہُ سَکِیۡنَتَہٗ عَلَیۡہِ [illegible] تعالی نے اپنی طمانینت اسپر نازل فرمائی۔ ضمیر علیہ مین علماء کے دو قول ہین ایک یہ کہ حضرت ابوبکرؓ کی طرف راجع ہے کیونکہ [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم تو برابر سکینت و وقار پر تھے پس معنی یہ کہ اللہ تعالی نے ابوبکرؓ پر اپنی طمانینت نازل فرمائی جس سے اُن کے [illegible] ہو گئی کہ نصرت الٰہی شامل حال ہے آنحضرت صلعم کو کچھ اذیت نہین پہونچ سکتی ہے بعض نے لکھا کہ ابن عباسؓ و اکثر مفسرین [illegible] ہے۔ قول دوم یہ کہ ضمیر مذکور راجع بآنحضرت صلعم ہے اور فاء قولہ فانزل فاء تعقیب نہین ہے یعنی یہ معنی نہین کہ اسکے بعد اللہ تعالی [illegible] طمانینت نازل فرمائی بلکہ سیاق کلام سے اثبات نصرت ہے پس جب اس حالت مین آنحضرت صلعم نے اپنے ساتھی کو تسکین دی تو [illegible] کہ اللہ تعالی نے اپنے رسول پر طمانینت نازل فرمائی تھی اور بعض نے کہا کہ سکینت سے مراد ایسی عصمت ہے کہ اُس کے ہوتے [illegible] خوف کسی سبب سے نہ آئے بلکہ ہمہ تن مسبب الاسباب پر نظر رہے۔ ابن کثیر رح نے لکھا کہ قولہ فانزل اللہ سکینتہ علیہ۔ اللہ تعالی نے [illegible] آنحضرت کی اور یہی کا مؤید ہے قولہ تعالی۔ وَاَیَّدَہٗ بِجُنُوۡدٍ لَّمۡ تَرَوۡہَا اور تائید دی اسکو یعنی آنحضرت صلعم کو ایسے [illegible] جنکو تم نے نہ دیکھا اگر پوچھا جائے کہ یہ کہان تائید دینے کا بیان ہے تو معالم وغیرہ مین لکھا کہ حالت مذکورہ یعنی غار مین اور دیگر اوقات

Marfat.com

حالت جہاد وغیرہ مین پس غار مین تائید ملائکہ باین معنی تھی کہ کافرون کے رُخ کو غار سے پھیرتے اور آنکھین اُسپر [illegible]
خیرہ کرتے تھے اور جنگ بدر وغیرہ مین تائید ملائکہ معروف ہی اور ظاہر یہ ہو کہ بعد اخراج کے مواطن جنگ مین تائید کا بیان ہو اور معنی یہ [illegible]
اپنے رسول کو اسوقت تائید وسکینت دی جبکہ ہجرت کے وقت غار مین اپنے ساتھی سمیت تھا اور بعد اس کے مواطن قتال مین ملائکہ [illegible]
سے تائید کی جنکو تم نے نہ دیکھا۔ وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلَىٰ اور اللہ تعالیٰ نے کافرون کے کلمہ کو پست کر دیا یعنی
دعوت شرک کو مغلوب کر دیا جسکی گردن بڑھ چلی تھی وَ كَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا ؕ اور کلمۃ اللہ یعنی کلمہ توحید لا الٰہ الا اللہ محمد
رسول اللہ وہی غالب ہی ضمیر ہی فاصل سے قطعاً جملہ اسمیہ کر دیا اور مفاد یہ کہ کلمہ الٰہی کسی حال مین پست نہ تھا کہ اب غالب ہو بلکہ وہ ہر حال مین
غالب ہی ہان لوگ البتہ اس سے محروم تھے کیونکہ کلمہ توحید سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت والوہیت کا بیان ہی اور وہ ہر حال مین ظاہر و باہر
ہے اور ہر چیز اُسکی قدرت وحکم مین مسخر ہی۔ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ۔ اور اللہ تعالیٰ اپنی سلطنت و ملک مین غالب اور اپنی صنع مین
حکیم ہی جو کچھ جسوقت جس حال سے جاری ہی سب اُسی کے قبضۂ قدرت مین مسخر اور اسی کی حکمت بالغہ سے جاری ہی جس کا پار کوئی نہین پا سکتا
ف۔ اللہ تعالیٰ نے مومنون کو رضاء الٰہی ومشاہدۂ پاک باقی حاصل کرنے کیلئے دنیا و اسکی لذات چھوڑنے پر آمادگی دلائی بقولہ ارضیتم بالحیوۃ الدنیا
من الآخرۃ۔ اور اسمین اہل طریقت کو اشارت ہی کہ کرامات کو مشاہدہ پرست اختیار کرو۔ مترجم کہتا ہی کہ اکابر اولیاء اللہ صدور کرامات کو
آدمی کیواسطے نقص سمجھتے تھے کیونکہ یہ توجہ بجانب عالم ہی اور غفلت از مشاہدہ خالق عز وجل۔ اور قاضی ثناء اللہ رحمہ اللہ وغیرہ نے اسکو
مشرح بیان کر دیا ہی اور حاصل اشارت یہ ہی کہ کرامات اگرچہ صاحب کرامت کے بزرگ ہونے کی دلیل ہین لیکن چونکہ امر باقی نہین لہذا اُنکی
خواہش جو موجب غفلت از مشاہدہ ہی نہین چاہتے۔ ہان اللہ تعالیٰ اپنی مشیت سے جس سے صادر فرما دے اُس کے حق مین چونکہ اُسی راہ
سے تجلی بھی ہوگی کچھ نقصان نہین۔ فافہم واللہ اعلم۔ یحییٰ بن معاذ رحمہ نے فرمایا کہ دنیا مین لوگ باہم نصیحت مین خوف کر کے آخرت کی فضیحت مین گرفتار
ہوتے ہین۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دنیا کو قلیل و خوار اور آخرت کو مشرف و پائدار فرمایا بقولہ فما متاع الحیوۃ الدنیا فی الآخرۃ الا قلیل۔ اور اسمین اشارت
ہی کہ عارف صادق نے دنیا مین جو کچھ قرب و معرفت و وجد و حالت و فضل و کرامت پائی ہی وہ درگاہ کبریائی مین حاضر ہونیکی نعمتون سے جو آخرت
مین ملینگی بہت کم ہین کیونکہ وصال حق وکشف جمال کے مقابلہ مین تمام نعمتین فانی و ہیچ ہین جیسے بحر زخار کے مقابلہ مین ایک قطرہ حباب
ناپائدار ہے۔ شیخ نہرجوری رحمہ نے فرمایا کہ دنیا ایک سمندر ہی اور آخرت اُسکا کنارہ ہی اور جس چیز پر سوار ہو کر پار ہو وہ ایک ہی چیز ہے
یعنی تقویٰ اور لوگ اس سمندر سے پار ہونیکے مسافر ہین۔ مترجم کہتا ہی کہ دنیا آب بلکہ سراب ہے اگر ہفت سمندر سے دامن تر ہو اس سراب سے دامن
اُٹھائے گزرنا ضرور ہی قولہ تعالیٰ الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین الخ۔ جو بندہ ازلی تائید سے سرفراز ہوا اسکو کسی
نصرت و مدد کی حاجت نہین جیسے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پھر جس بندہ کو اللہ تعالیٰ نے معزز کیا اسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مددگار بنایا
حالانکہ آنحضرت اسکی مدد و نصرت سے مستغنی ہین بلکہ مددگار کو خود اس نصرت کی توفیق پانے سے شرف حاصل ہی کیونکہ نصرت حق عز وجل اس پیرایہ
سے اسپر ظاہر ہوئی جو بندہ اپنے مولیٰ عز وجل کی طرف منقطع ہو جائے اللہ تعالیٰ ہر حال مین اسکی اعانت فرماتا ہی اور ہر نعمت اسکو پہونچاتا ہی۔ اللہ تعالیٰ
نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت کو اس طرح بیان فرمایا کہ جب غار مین اپنے ساتھی سمیت داخل ہوا تو اُسپر کشف جمال سے اور اُسکے ساتھی پر
ظہور نور جمال سے طمانینت نازل کی اور حاصل یہ کہ تمھاری نصرت کی کیا حاجت ہی جسکو اُس کے مولیٰ نے نصرت دی جبکہ وہ مکڑی کے جالے کے اندر
مخفی تھا اور اُسکے دشمنون نے اُسکے ساتھ کچھ قابو نہ پایا۔ مترجم کہتا ہی کہ مشہور ہی کہ جب حضرت صلعم غار مین داخل ہوئے تو اوپر سے مکڑی نے

Marfat.com

چنانچہ کافرون نے کہا کہ اگر اس غار مین جاتے تو مکڑی کا جالا باقی نہ ہوتا حالانکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اندر سے مشرکون کے پاؤن دیکھتے تھے
نے اشارہ کیا۔ اور نیز اس کلام مین بیان ہو کہ رسول کو کسی کی نصرت کی حاجت نہین جبکہ اللہ تعالی نے اُسکو نصرت ازلی اور رایت رسالت
و نبوت سے منصور فرمایا پس وہ تمام خلائق پر غالب ہے۔ مترجم کہتا ہو کہ اللہ تعالی نے اس امر کو عموماً آیات سے آنکھون دکھلایا چنانچہ بدر مین ایک
مٹھی خاک سے لشکر بھاگا اور حنین مین بھی جب آپ تنہا رہ گئے اور ایک مٹھی خاک کافرون پر پھونک دی اور فرمایا کہ خوار ہون یہ چہرے بھاگو
بہرے و برو تو تمام لشکر کفر دہل گیا اور اُنکے دل اُن کے سینون مین اُچھلنے لگے اور آنکھین منہ وناک سب کنکریون وغیرہ سے بھر گئے اور نہایت
مضطرب ہوکر بھاگنا شروع کیا اور یہ بیان بھی عوام کی تسکین کیواسطے ہو ورنہ امر حقیقت اس سے بھی اعلی و اجل ہو بس واللہ ثم باللہ کہ مرد
عارف یقین جانتا ہو کہ نصرت الٰہی کسی سبب پر موقوف نہین اور تن تنہا حضرت صلعم تمام عالم کے مقابلہ مین کافی تھے۔ ارے یہ نہین جانتے کہ
اللہ تعالی قادر ہو کہ تمام کافر و تمام خلائق کو ایک دم مین ہلاک کرے ایک دم مین عاجز و مطیع کرے سب کے سب ہاتھ باندھکر حاضر ہون۔ قد
قال تعالی قل فمن یملک لکم من اللہ شیئا ان اراد ان یہلک المسیح بن مریم وامہ ومن فی الارض جمیعا۔ اور آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ان القلوب بین اصبعین
من اصابع الرحمن الحدیث۔ پس بالیقین نصرت الٰہی کی حاجت ہو اور کسی شخص کی مددگاری امر محتاج الیہ نہین بلکہ مددگار کے حق مین شرف ہو فافہم
شیخ نے لکھا کہ بعض نے کہا کہ قولہ فقد نصرہ اللہ۔ اللہ تعالی نے اسکو منصور فرمایا چنانچہ بقولہ واللہ یعصمک من الناس۔ سب کی نصرت سے بے پروا کر دیا اور
جو بندہ کہ میدان عصمت مین مشرف ہو وہ تمام مخلوق کی نصرت سے بے پروا ہو۔ مترجم کہتا ہو کہ ابتدا مین رات کو صحابہ رضی اللہ عنہم مین سے
بعض بعض آپ کی چوکیداری و حراست کیا کرتے تھے اور رات بھر مسلح ہوکر گرد گھومتے بس جب یہ آیت اُتری تو آپنے جھروکے سے سر نکال کر فرمایا
کہ اب تم جاؤ آرام کرو اللہ تعالی نے مجھے عصمت مین کر دیا یعنی کوئی قتل نہین کر سکتا۔ شیخ نے لکھا کہ قولہ ثانی اثنین اذ ہما فی الغار مین حبیب کی
صحبت مین صدیق رضی اللہ عنہ کی خاصیت کا اشارہ ہو یعنی آنحضرت صلعم کی صحبت کیواسطے صدیق رضی اللہ عنہ کو مخصوص فرمایا تھا کیونکہ آنحضرت صلعم
کیساتھ ہونیکے واسطے صدیق مین ایک خاص خصوصیت تھی کیونکہ مقام قرب و منزلت مین اتحاد مشرب سے معیت ہو اور مشرب صدیق رض کا بحر نبوت و رسالت
سے تھا اور یہ تقدیر قدیم تھی پس اگر یہ امر نہ ہوتا تو آنحضرت صلعم کی صحبت و معیت کیلئے منفرد نہ ہوتے اور صدیق رض ایسی منزل مین تھے کہ وہان ظہور حدت تھا
اور وہان سے صدیق و نبی سب مرتفع تھے اور اعلی مرتبہ اس مقام کا مقام نبوت ہو پس انتہاء مرتبہ صدیق ابتداء مرتبہ نبی ہو اور وہ ایسا مقام
ہے کہ وہان اللہ تعالی کے سوائے کچھ نہین ہو پس اُسی نور قدس سے دونون نکلے اور اسی کے ساتھ غار مین داخل ہوئے حبیب علیہ السلام نے صدیق رض
کو اپنے ساتھ ہونیکے خصائص پہچنوائے جبکہ صدیق پر طوارق امتحان کا ظہور ہوا کما قال تعالی اذ یقول لصاحبہ لاتحزن ان اللہ معنا یعنی کبھی اس
خیال سے غمگین مت ہو کہ ازلی برگزیدگی و عصمت مین تغیر آویگا ایسا نہین ہو سکتا بلکہ وہ پاک پروردگار اگرچہ فرد و صمد غنی پاک ہو لیکن فضل سے ہم کو
سرفراز کیا پس تا ابد وہ ہمارے ساتھ ہے بایمعنی کہ اسکی قدرت و عنایت ازلی و اُس کا علم قدیم اور اُسکا ظہور مشاہدہ از راہ قلب روح و عقل بوصف
قرب و مناجات یکسان ہمارے ساتھ ہو۔ ابن عطاء رح نے قولہ اذ ہما فی الغار مین کہا کہ محل قرب کے غار انوار ازلی مین تھے اور کہا کہ قولہ لاتحزن الخ
کہ کوئی ایسا ہو کہ اللہ تعالی جسکے ساتھ ہو اُسکو غمگین نہ ہونا چاہیے۔ شبلی رح نے قولہ ثانی اثنین مین کہا کہ شخص مین تو دو تھے اور قلب کی راہ سے اپنے
ولی کے ساتھ واحد تھے۔ ابن عطاء رح نے قولہ ان اللہ معنا مین کہا کہ معیت الٰہی ہمارے ساتھ ازل مین ہو چکی چنانچہ ہم مین وصل دیدیا اور ساتھ
دیا پس فصل و جدائی کا رنج مت کرو۔ بعض نے کہا کہ صدیق رض کو غم صرف اس امر کا تھا کہ آنحضرت صلعم کو کچھ اذیت لاحق نہ ہو اور بعض نے کہا کہ اس
سے کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی ایسا امر پیش آوے جس سے اسلام مین ضعف ہو جائے۔ مترجم کہتا ہو کہ شان الٰہی سبحانہ اعلی و اجل ہو اُسکی عظمت و کبریائی

جب بمرتبہ کمال حاصل ہو تو وہ مرتبہ نبوت ہی اور درجہ بدرجہ کمی سے مرتبہ انسانی میں نقص ہوتا ہو اور اسی قدر ولی
بعید نہیں کہ بندہ برگزیدہ کسی مکروہ مین گرفتار ہو چنانچہ آنحضرت صلعم ابتدا مین عرب قریش کے ہاتھون اذیت مین آئے
وغم ہوتا بنظر عظمت و کبریائی الٰہی کے ساے خود تھا تا آنکہ بوحی الٰہی وکلام نبوت یہ امر ظاہر ہوا کہ اس واقعہ مین معیت الٰہی
وطلوع آفتاب ترقی وکمال ہی پس اسلام روز بروز قوی ہوگا اور ایسا نہ ہوگا کہ جیسے بعض انبیاء سابقین کو اللہ تعالیٰ نے قوم کے
قتل کر کے اُٹھا لیا اور مقام قرب منزلت مین بلا لیا اور اس قوم ملعون کو طغیان و گمراہی مین چھوڑ دیا۔ فافہم۔ فارس نے کہا کہ حزن
کہ حزن ایک علت ہی پس معرفت دیدی کہ اس مقام پر حزن لائق نہین ہی کیونکہ مقام قرب مین اس سے اعلی مقام ہی بعض نے کہا کہ دونون
مین تھے پس غیرت حق نے انکو چشم خلائق سے غار مین پوشیدہ کیا اور یہ ایک تجلی خاص ہی تو نہین دیکھتا کہ حضرت صلعم نے فرمایا اے ابوبکر
دو آدمیون کیساتھ کیا گمان ہی جنکا تیسرا اللہ تعالیٰ ہی یعنی مشاہدہ و نصرت و مدد سے تیسرا وہ پاک پروردگار ہی۔ یعنی وہی انکا مددگار معین ہی بعض نے کہا کہ
فقد نصرہ اللہ۔ یہ نصرت عجیب فضل وکرامت تھی کہ کسی کو میسر نہین ہوئی کیونکہ وہان کشف مقامات سے وہ اعلی مشاہدات تھے جو حبس بدن سے نجات
حاصل ہوتے ہین جیسے بدارِ حق سبحانہ تعالیٰ بعد فنا جسم وجسمانیات کے بعد ایجاد خاص کے حاصل ہوتی ہی نہ ان آنکھون جیسا کہ سابق مین تحقیق ہو چکا پس
اگر اس حالت مین یہ نصرت خاصہ نہ ہوتی تو سطوات عظمت وکشف مشاہدہ خاصہ مین متلاشی ہو جاتے۔ اسرار صوفیہ مین کہا جاتا ہے کہ قطعات زمین
ومقامات کیلئے جو خصوصیات بیان ہوتے ہین صحیح ہین اگرچہ وہ خیالات پر مبنی نہین کیونکہ کون جانتا تھا کہ یہ غار ایسے سردار بنی آدم واشرف عالم
کا ٹھکانا ہوگا لیکن اللہ تعالیٰ نے جیسے اپنی رحمت سے جسکو چاہا مخصوص فرمایا اسی طرح جسکی قسمت مین جو فضل چاہا تقسیم کردیا بعض کہتے ہین کہ
بعضے لوگون کے دل عرش سے متعلق ہین وہ اللہ تعالیٰ کو وہان طلب کرتے ہین حالانکہ او تعالیٰ فرماتا ہی۔ اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا یہ تو
یقینی بات ہی کہ اللہ تعالیٰ ہر زمان ومکان سے پاک منزہ ہی لیکن اس خطاب مین اہل دل کیلئے حیات اسرار ہی۔ شیخ نے لکھا کہ مجھے یہان ایک
نکتہ عجیب کشف ہوا کہ قولہ ثانی اثنین اذ ہما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا۔ مین نفی اتحاد بوحدانیت ہی جیسے عیسیٰ و اسکی مان سے
نفی فرمائی جبکہ نصاریٰ نے یہ زعم کیا۔ کہ ان اللہ ثالث ثلثۃ۔ پس رد کردیا کہ ما من الٰہ الا الٰہ واحد۔ پس عیسیٰ و اُن کی مان سے الوہیت کی نفی فرمائی
ایسے ہی یہان بھی سید المرسلین و سید الصدیقین سے اُن کی نفی فرمائی تاکہ کوئی احمق یہ گمان نہ کرے کہ عرش سے ثریٰ تک ساحت کبریا و ازلیت پر
اثر نہ تھا اسواسطے کہ الوہیت قدیمہ تو انقسام وافتراق واجتماع وغیرہ سے ممتنع ہے اور قولہ ان اللہ معنا سے اسکی تحقیق کردی اور اسمین تلویح
ہے کہ اتحاد محال ہی اور جو اشارہ بیان ہوا اس کی دلیل اس قول سے ہی کہ لا تحزن۔ اس طرح کہ ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے طلب مین حزن کا
اثبات فرمایا اور یہ حزن از راہ حال ووقت ہی کہ اسمین تغیر نہ آوے اور فوت نہ ہو جاوے حالانکہ زمانہ امتحان کا ہی پس آنحضرت علیہ السلام نے
آگاہ فرمایا کہ یہ وقت وحال ہم سے فوت نہین ہو سکتا کیونکہ او تعالیٰ کشف و وقت وحال کے فضل فرمانے سے ہمارے ساتھ ہی۔ پھر اللہ تعالیٰ
نے اس کشف و حال مین مزید فرمایا بقولہ فانزل اللہ سکینتہ علیہ۔ کیونکہ صدیق رض کو اسی سے غمگینی تھی۔ اسمین اشارت یہ ہی کہ سکینت مذکور پہلے
قلب محمد صلعم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئی اور یہ کشف وقرب مین وضوح کے واسطے تھی اگرچہ آنحضرت صلعم ہر حال مین مستقیم
تھے اور کبھی آپکو اس حال ووقت کے گم ہو جانے کا خوف نہین ہوا لیکن ان کے قلب پر اس سکینت کا نزول بغرض زیادتی استقامت قلب صدیق
رضی اللہ عنہ کے تھا کہ اُن کے دل سے بالکل حزن و اندوہ جاتا رہے تاکہ رسول اللہ صلعم کے جمال سے منور ہو جاوے اور اگر بدون واسطہ آنحضرت
کے صدیق رض کے قلب پر اُسکا نزول ہوتا تو انوار قدم کے اشراق سے وہ فانی ہو جاتے کیونکہ ایسے اوقات مین اُسکے نزول کو سوائے انبیاء

Marfat.com

رسلون اولی العزم کے دیگر انبیاء و رسول بھی نہین اُٹھا سکتے ہین پس گویا کلام یون فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس سکینت کو جو ابو بکرؓ کیلئے تھی محمد صلعم پر
نازل فرمایا۔ اور یہ بھی احتمال ہی کہ بوجہ قوت معرفت حضرت صدیق کے جو ایسے رسول افضل و اکرم کے صدیق تھے ابتداءً یہ سکینت صدیقؓ پر
نازل ہوئی ہو کیونکہ آنحضرت صلعم پر یہ سکینت اول ہی سے تھی اور بعض نے کہا کہ نزول سکینت کا قلب ابو بکرؓ رضی اللہ عنہ پر از جانب آلہی اسطرح
ہوا کہ محمد صلعم نے صدیقؓ سے فرمایا کہ تیرا گمان ایسے دو کی طرف کیا ہی جن کا تیسرا اللہ تعالیٰ ہی پس سکون و طمانینت حاصل ہو گئی۔ مترجم کہتا ہی
کہ واضح ہی کہ ہر کلام و خطاب کے ساتھ انوار توفیق و معرفت از جانب حق عز و جل ہوا کرتے ہین اور جو شخص توفیق یافتہ ہوتا ہی اُسی کو حاصل ہوتے
ہین۔ اسی واسطے جب کلام مجید کی تعلیم و تعلم کی تاکید فرمائی اور بعض نے عرض کیا کہ ہم آپ پڑھتے اور اولاد کو پڑھاتے ہین پھر آپ کچھ خوف نہ فرمائین تو
آنحضرت صلعم نے بطریق استعجاب فرمایا کہ مین تجھے فقیہ جانتا تھا ارے تو نہین دیکھتا کہ آسمانی کتابین توریت و انجیل ان یہود و نصاریٰ کی بغل مین تھین
مگر اُن کو کچھ فائدہ نہوا یعنی توفیق جاتی رہی آخر اُنھون نے اُن مین تحریف کر دی کہ اب اصلی توریت و انجیل کا پتہ بھی نہین ملتا ہی۔ جب یہ معلوم ہو گیا
تو تجھکو یہ اشارہ بھی مفہوم ہوگا کہ آنحضرت صلعم کا یہ فرمانا کہ اللہ تعالیٰ ساتھ ہی حضرت صدیق کیلئے حصول طمانینت مین کافی ہو گیا۔ فافہم۔ رہا کلام
طمانینت مین تو شیخ نے ذکر کیا کہ بعض نے فرمایا کہ امور تقدیری اپنے مقدرہ طور پر جاری ہونے کی حالت مین قلب کو سکون رہنا طمانینت ہے۔
ابن عطاءؒ نے کہا کہ یہ بھی احتمال ہی کہ ابو بکرؓ کو حزن نہو ولیکن آنحضرت صلعم نے از راہ شفقت کے متنبہ کر دیا کہ ایسے حال مین جو آدمی
پر حزن طاری ہوتا ہی تو اس سے بچنا۔ مترجم کہتا ہی کہ اس تقدیر پر قولہ لاتحزن کے یہ معنی کہ خبردار محزون نہ ہونا۔ اگر کہا جاوے کہ یہ مجاز
ہے اور حقیقت کو چھوڑ کر مجاز کی طرف مرجع نہین ہو سکتا تو جواب یہ کہ بات یہی ہی ولیکن احتمال تو باقی ہی۔ فافہم۔ ابن طاہرؒ نے کہا کہ اس
آیت مین آنحضرت صلعم نے ان اللہ معنا کہا یعنی اسم ذات کو لیا اور کسی اسم صفتی کو نہین کہا اور اسم ذات کو مقدم کیا اور اپنا ذکر مؤخر کیا۔ اور
موسیٰ علیہ السلام پر جب اُسکے مانند وقت پیش آیا تو اُنھون نے یون کہا۔ ان معی ربی سیہدین۔ پس اپنا ذکر مقدم کیا اور اسم رب۔ یعنی اسم
صفت سے دعا کی حالانکہ اسم ذات اسم خاص ہی اور اسم رب بمعنی تربیت و پرورش کرنیوالا اسم عام ہی پس آنحضرت صلعم کی دعا مرتبہ ادب مین
اعلیٰ وارفع ہی اسی واسطے امت محمد صلعم شرک سے محفوظ رہی اور اُمت موسیٰ علیہ السلام گوسالہ کی عبادت مین پڑ گئی۔ نیز اس مقام پر کہا گیا کہ
موسیٰ علیہ السلام نے مرتبہ غیرت مین کسی غیر کو درمیان مین نہ دیکھا۔ اور نبی صلعم بسبب مشاہدہ کے غیرت سے مستغنی تھے اور موسیٰ علیہ السلام
مشاہدہ کے مفتقر تھے پس اُنھون نے ان معی ربی۔ کہا اور حبیب علیہ السلام نے ان اللہ معنا۔ کہا پس موسیٰ علیہ السلام رویت صفات مین پڑے
چنانچہ اُنھون نے تربیت رب سے التجا کی اور آنحضرت صلعم دیدار ذات مین تھے لہذا اسم ذات سے جو عین الجمع ہی دعا کی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلعم
پر مزید نعمت کو بیان فرمایا بقولہ وایدہ بجنود لم تروہا۔ ان جنود سے لشکر ملائکہ کی تفسیر گذر چکی اور باطنی طمانینت سے جو اشارات بیان ہوئے ہین
اُسکے موافق بیان جمال ازل کی تجلیات ہین جو آنحضرت صلعم کے اسرار پر خاصةً نازل ہوئے کیونکہ ان خاصہ تجلیات بلکہ اخص الخاص کا برداشت
کرنیوالا سوائے آنحضرت صلعم کے اسرار کے اور کوئی نہ تھا۔ جعفرؒ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ پر وثوق و توکل و یقین کے لشکر ہین کہ ان اُمور مین بھی آنحضرت
صلعم بدرجۂ کمال تھے۔ بعض کا قول ہی کہ ظاہری صورت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ثانی اثنین تھے ولیکن باطن مین فنا فی الواحد تھے۔
پھر اللہ عز و جل نے سب پر یہ احسان بیان کیا کہ اُسنے طبیعتون کی تاریکی دور فرمائی اور شرائع کی روشنی پھیلائی بقولہ تعالیٰ وجعل کلمة الذین
کفروا السفلی وکلمة اللہ ہی العلیا۔ اسمین اشارت ہی کہ جتنی باطل باتین و جھوٹے دعوے ہین سب توحید و حقیقت کے تحت مین فانی و نابود ہین اور باقی
کلمہ توحید ہی۔ اور معنی کلمة اللہ کے اسکا انفراد اپنی فردانیت سے اور اسکی توحید بوحدت اور اسکا تنزہ و تقدس از گمان و اوہام خلائق ہی

Marfat.com

یعنی کلمہ لا الٰہ الا اللہ سبحانہ عزیز بعزت کبریائی ہو اور حکیم اپنے افعال مین ہو یہ اسکی حکمت ہو کہ اپنے اولیا کو کشف بقا سے مخصوص ... ولائی کہ راہ حق مین ارواح و اشباح قربان کرنے مین جلدی کرین تاکہ میدان حدت مین ہو نچکر اسکے کشف جمال و ادراک وصال سے سرفراز ہون ...

اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

نکلو ہلکے اور بوجھل اور لڑو اللہ کی راہ مین اپنے مال سے اور جان سے

ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيْبًا وَّسَفَرًا قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوْكَ

بہتر ہے تمھارے حق مین اگر تم کو سمجھ ہے اگر کچھ مال ہوتا نزدیک اور سفر ہلکا تو تیرے ساتھ ہوتے

وَلٰكِنْ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ ؕ وَسَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا

لیکن دور نظر آئی انکو طرف اور اب قسمین کھاوینگے اللہ کی کہ ہم مقدور رکھتے تو نکلتے

مَعَكُمْ ۚ يُهْلِكُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ ع

تمھارے ساتھ وبال مین ڈالتے ہین اپنی جان اور اللہ جانتا ہے وہ جھوٹے ہین

سفیان الثوری رح نے ابو الضحیٰ رح سے روایت کی کہ سورۂ براءۃ مین یہ آیت سب سے پہلے نازل ہوئی۔ اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا۔ یعنی جہاد کیواسطے نکلو درحالیکہ خفاف ہو یا ثقال ہو۔ ظاہر مراد ابو الضحیٰ کی یہ ہو کہ اس سورہ مین احکام جہاد سے متعلق اول آیت نازل ہوئی ہو اور معنی حالت خفاف کے یہ ہین کہ ایسی حالت ہو کہ اس حالت مین آدمی پر جہاد آسان و سبک ہو اور ثقال سے یہ مراد کہ اس حالت مین جہاد اسپر گران ہو۔ اور یہ تفسیر اعم و اشمل ہو اور شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ جب آنحضرت صلعم نے کفار روم پر جہاد کیلئے تبوک کا قصد کیا تو آپکے ساتھ ہونے کیلئے اللہ تعالیٰ نے آیت مین نفیر عام کا حکم دیا کہ جو لوگ بلوغ و آزادی کے ساتھ مکلف بجہاد ہین وہ جس حال مین ہون آپکا ساتھ دین۔ خواہ حالت نشاط ہو یا حالت اکراہ اور خواہ حالت تنگدستی ہو یا فراخی۔ و ابن عباس و عکرمہ و ابو صالح و حسن بصری و شمر بن عطیہ و مقاتل و شعبی و زید بن اسلم نے کہا کہ قولہ انفروا خفافا و ثقالا یعنی جوان ہون یا بوڑھے۔ اور مجاہد رح نے کہا کہ جوان ہون یا بوڑھے و توانگر ہون یا مسکین ایسا ہی ابو صالح وغیرہ سے بھی مروی ہو اور حکم بن عتیبہ رح نے کہا کہ مشغول ہون یا غیر مشغول عوفی نے ابن عباس سے روایت کی کہ نشاط ہون یا غیر نشاط۔ مترجم کہتا ہو کہ نشاط بضم نون و تشدید معجمہ جمع ناشط یعنی بصفت نشاط بکسر نون بدون تشدید معجمہ۔ یہی قتادہ رح کا قول ہو اور ابن ابی نجیح نے مجاہد سے روایت کی کہ لوگون نے عرض کیا تھا کہ ہم مین ثقیل و حاجتمند و پیشہ ور اور شغل مین پھنسے ہوئے وغیرہ لوگ بھی ہین تو اللہ تعالیٰ نے قولہ انفروا خفافا و ثقالا۔ نازل فرما کر کسی کا عذر نہین قبول کیا یعنی جس حال پر ہون جہاد کو نکلین اور یہی قول شیخ ابن جریر رح نے اختیار کیا کہ مراد عموم حالت ہو یعنی خواہ ایسی حالت ہو کہ اسمین جہاد آسان ہو یا ایسی حالت کہ گران ہو پس دیگر تفاسیر جو مروی ہوئی ہین یعنی نشاط و غیر نشاط یا قوی و ضعیف یا جوان و بوڑھے یا فقیر و توانگر وغیرہ ہر ایک اس عموم کی بعض صورتون سے تفسیر ہی اور سب اس عموم مین داخل ہین پس تفاسیر ائمہ سلف مین کچھ اختلاف نہین ہو اور یہ بات اصول مین قرار پائی کہ جب تک عموم مقتضائے لفظ پر محمول کرنا ممکن ہو تب تک خصوص پر اقتصار نہ کیا جائیگا اور حاصل اسکا یہ ہوا کہ جہاد کیلئے عموماً ہر شخص پر نکلنا فرض کر دیا جائے کسی حال مین ہو۔ اگر کہا جاوے کہ بچہ و غلام بھی داخل ہو جاوینگے۔ جواب یہ کہ مکلف ہونیکی اہلیت پائی جانیکے بعد تعمیم ہو یعنی مرد بالغ آزاد ہو تب اسپر جہاد کا حکم متوجہ ہوتا ہو۔ پھر مترجم کہتا ہو کہ یہان چند مقامات ہین اول آنکہ یہ تعمیم خاص غزوۂ تبوک کیواسطے تھی یا عموماً حکم ہو۔ اور ظاہر آیت اسی امر کو مقتضی ہو کہ حکم عام ہو اگرچہ نزول اسکا استنفار غزوۂ تبوک مین ہوا۔ ابن کثیر رح نے لکھا کہ ابو طلحہ رض جب سورۂ براءۃ کی قراءۃ مین اسی آیت ...

جہاد کی طرف بلایا جانا ۱۲

نے لڑکو کہا کہ مین دیکھتا ہون کہ اللہ تعالی نے ہم سب کو خواہ بوڑھے ہون یا جوان ہون جہاد کیلئے نکلنے کا حکم دیا ہی اے میرے بیٹو میرے لئے سفر
جہاد کا سامان درست کرو۔ ان کے بیٹون نے کہا کہ آپنے آنحضرت صلعم کے ساتھ ہوکر جہاد کیا پھر حضرت ابو بکر کی خلافت مین پھر حضرت عمرؓ کیساتھ ہوکر
جہاد کیا اللہ تعالی آپ پر رحم فرماوے اب ہم آپکی طرف سے جہاد کرینگے مگر انھون نے اس سے انکار کیا پس سمندر کی راہ سے جہاد کیا اور اسی سفر مین
انتقال کیا اور کوئی جزیرہ نہ ملا جسمین اُن کو دفن کرتے یہان تک کہ نو دن کے بعد ایک جزیرہ ملا جسمین اُن کو دفن کیا حالانکہ اُن کی لاش مین
کچھ تغیر نہین ہوا تھا۔ ابن جریرؒ نے ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے بھی یہ قول روایت کیا کہ اللہ تعالی نے حکم دیا کہ انفروا خفافا و ثقالاً۔ پس مین خفیف
ہونگا یا ثقیل ہونگا یعنی دو حال سے خالی نہین۔ پس ہر حال مجھ پر جہاد کیلئے نکلنا لازم ہی۔ اور مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کی
کہ جہاد مین جانا چاہتے تھے تو بعض نے کہا کہ اب آپکو اللہ تعالی نے معذور رکھا ہی۔ فرمایا کہ سورۂ بعوث مین ہمپر قولہ انفروا خفافا و ثقالا۔ کا حکم
اترا ہی پس یہ روایات و مانند اُن کے دلالت کرتی ہین کہ حکم عام ہی اور غزوہ تبوک کیساتھ یا فقط صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ مخصوص نہین۔
ولیکن اس صورت مین وارد ہوگا کہ بیمار و لنجا و اپاہج کوئی معذور نہو تو بعض نے زعم کیا کہ آیت مین امر انفروا خفافاً۔ وجوب کے لئے نہین ہے
اور یہ زعم بہت ضعیف ہی اور بعض نے زعم کیا کہ آیت مین امر نفیر بوجہ مذکور انھین لوگون سے مخصوص ہی جن کو آنحضرت صلعم نے جہاد کیلئے نکلنے کو
کہا تھا اور یہ بھی ضعیف ہی اور بعض نے کہا کہ اندھے و لنجے وغیرہ کو شامل نہین جیسے مجنون و طفل کو نہین شامل ہی۔ سدی رح نے فرمایا کہ قولہ انفروا
خفافا و ثقالاً۔ یعنی جہاد کیلئے نکلو خواہ غنی ہو یا فقیر ہو۔ اور خواہ قوی ہو یا ضعیف ہو۔ آنحضرت صلعم کے پاس ایک مرد نے آکر عرض کیا کہ مین موٹاپے
سے بہت بھاری ہون اور شکوہ کرکے اجازت چاہی کہ ساتھ نجاوے پس یہ کلام نازل ہوا۔ پس لوگون پر بہت شاق گذرا پس اللہ تعالی نے اس کو
منسوخ فرمایا بقولہ لیس علی الضعفاء ولا علی المرضی ولا علی الذین لا یجدون ما ینفقون حرج اذا نصحوا للہ ورسولہ۔ بعض فقہا نے کہا کہ ظاہرا نسخ
سے مراد تخصیص ہی فافہم۔ ابن عباس و محمد بن کعب و عطاء خراسانی وغیرہم سے مروی ہی کہ یہ آیت منسوخ ہی بقولہ فلولا نفر من کل فرقۃ منہم
طائفۃ الآیۃ۔ اور کلام اسمین عنقریب انشاء اللہ تعالی آویگا۔ اور ظاہر یہ کہ نسخ نہین ہی اور اندھے و ضعیف و مریض وغیرہ جن پر خطاب متوجہ
نہین وہ اس عموم مین داخل ہی نہین اور یہ معلوم ہی کہ آیت کریمہ غزوہ تبوک مین نازل ہوئی حالانکہ اس جہاد مین آنحضرت صلعم نے عورتون
و بعض مردون کو مدینہ مین چھوڑ دیا تھا پس یہ دلیل ہی کہ جہاد فرض کفایہ ہی اور ہر ہر فرد پر معین نہین ہی ولیکن بعض محققین کے نزدیک امام جن
لوگون کو استنفار کرے اُن پر متعین ہوجاتا ہی کہ نکلین پھر اللہ تعالی نے تخصیص کی تاکید فرمائی بقولہ۔ وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ
وَأَنْفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ اور جہاد کرو اپنے مالون و جانون سے اللہ تعالی کی راہ مین۔ کل افراد پر دونون امر
جمع کرنا مقصود نہین بلکہ محتاج لوگ اپنی جان سے جہاد کرینگے اور تونگر لوگ جان و مال دونون سے جہاد کرینگے۔ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ
اے ذلک المذکور من النفر والجہاد بالاموال والانفس خیر لکم۔ یعنی یہ جو حکم مذکور ہوا کہ خفاف و ثقال ہر حال مین جہاد کو نکلو اور اپنے مالون
و جانون سے جہاد کرو یہ تمھارے لئے بہتر ہے یعنی یہ امر جو تم پر فرض کیا گیا تو جب تم اسمین غور و تامل سے دیکھو اور نفس کے خطرات دفع کرو تو
تمھارے لئے بہتر معلوم ہوگا اسی واسطے فرمایا۔ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ اگر تم علم رکھتے ہو کیونکہ اسکا بہتر ہونا بعد تامل کے ظاہر ہوتا
ہے ورنہ ابتدا مین نفس پر گران گذرتا ہی اور بعض نے کہا کہ خیر لکم بمعنی خاص بکم۔ ہی یعنی یہ امر تمھارے واسطے مخصوص ہی پس یہ وہم نہین ہوتا
کہ اس سے اس حکم کی فرضیت نہین نکلتی بلکہ بہتر ہونا ثابت ہوتا ہی اور جزاء شرط بقرینہ ما قبل کے محذوف ہی یعنی ان کنتم تعلمون انہ خیر فافعلوا
اگر تم جانتے ہو کہ یہ بات تمھارے لئے بہتر ہی تو اسکو عمل مین لاؤ۔ اور ظاہر یہ ہی کہ خیر جو افعل التفضیل ہی اپنے معنی پر ہی اور بہتر ہونا بہ نسبت نہ نکلنے کے ہی

Marfat.com

یعنی انہ خیر لکم من القعود۔ جہاد کیواسطے نکلنا تمھارے لئے نہ نکلنے سے بہتر ہی اسیواسطے تم پر مفروض ہوا مانند قولہ تعالی کتب علیکم القتال وہو کرہ لکم
وعسیٰ ان تکرہوا شیئاً وہو خیر لکم الآیۃ۔ اور ایک شخص نے چاہا تھا کہ کن اعمال سے آدمی جہاد کرنیوالون کے درجہ کو پہونچ سکتا ہی تو آنحضرت
نے فرمایا کہ بھلا تجھ سے یہ ہوسکتا ہی کہ برابر تو رات و دن نماز مین کھڑا رہے اور کبھی روزہ افطار نہ کرے تو اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
ضعیف سے یہ نہین ہوسکتا فرمایا کہ اگر تو اسکو ادا بھی کرتا تب بھی جہاد کرنیوالون کے درجہ کو نہ پہونچتا۔ اس حدیث سے کسقدر بہتر ہونا اسکا ظاہر
شیخ ابن کثیرؒ نے لکھا کہ قولہ ذلکم خیر لکم یعنی یہ امر تمھارے لئے دنیا و آخرت مین بہتر ہی کیونکہ تم جہاد مین تھوڑا خرچ کروگے اور اللہ تعالیٰ
تم کو دنیا مین کافرون کے اموال کو غنیمت دیگا اور اسکے ساتھ آخرت مین ثواب کثیر تمھارے لئے ذخیرہ ہوگا اور حدیث مین ہی کہ جہاد کرنیوالے کیلئے
اللہ تعالیٰ نے کفالت فرمائی کہ یا اسکو شہادت و وفات دیکر جنت مین داخل فرماویگا اور یا اُسکے لئے ثواب آخرت ذخیرہ کرکے غنیمت کے مال
سے بھرا ہوا اُسکے ٹھکانے واپس کریگا۔ کسی امر کی بہتری بیان کرنا اُس کی فرضیت کے منافی نہین ہی جیسا کہ قولہ کتب علیکم القتال وہو کرہ لکم وعسیٰ
ان تکرہوا شیئاً وہو خیر لکم۔ سے ظاہر ہی اور ثلاثیات امام احمد مین انسؓ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلعم نے ایک شخص کو فرمایا کہ تو اسلام لا اُس نے کہا
کہ مین مکروہ و شاق رکھتا ہون تو فرمایا کہ اسلام مین داخل ہو اگرچہ تو کراہیت رکھتا ہو یعنی وہ فی نفسہ بہتر ہے پس تیرے نفس کی بالفعل کراہیت کا
کچھ اعتبار نہین جب تو جان جائیگا تو تجھ پر اسکی بہتری کھل جائے گی فافہم۔ واضح ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سفر مین جماعت اسلام کیساتھ
روانہ ہوئے اور اس راہ سے گزرے جہان قوم ثمود کی بستی تھی اور لوگون کو ناقہ صالح علیہ السلام کے پانی پینے کا گھاٹ اور اُسکی آمد و رفت کا
رستہ دکھلایا اور جو لوگ ان کے کھنڈرون مین جاکر سیر کرتے تھے اُنکو منع کیا کہ اللہ تعالیٰ غنی بے پرواہ ہی تم لوگ وہان مت جاؤ شاید تم پر بھی
عذاب آوے مگر اُنکہ روتے ہوئے خوفناک حالت مین ہو تو مضائقہ نہین ہی پھر قوم ثمود کے کنوؤن سے جن لوگون نے پانی لیا تھا وہ سب پھنکوا دیا
اور روانہ ہوکر آگے ایک کنوین پر منزل فرمائی جس سے اہل ایمان قوم صالح کے پانی پیتے تھے جیسا کہ سابق مین قصہ ثمود مین بیان ہوچکا
ہی پھر مقام تبوک مین پہونچکر وہان کے قیام کے بعد واپس ہوئے تو راہ مین منافقین کے حق مین آیات نازل ہوئی ہین اور حال یہ تھا کہ بہت سے
منافقین مدینہ مین بچھڑ رہے تھے اور اُنمین اتفاق سے تین آدمی اہل ایمان سے بھی رہ گئے تھے چنانچہ اُنکا قصہ بھی آگے آویگا پس منافقین
کے حق مین اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا۔ لَوْ كَانَ ما تدعوہم الیہ۔ عَرَضًا قَرِيبًا متاعا من الدنیا سہلۃ المأخذ۔ وَّسَفَرًا قَاصِدًا
وسفرا وسطا یعنی اگر ہوتا یہ امر جس کی طرف تو نے اُن کو بلایا تھا اسباب دنیاوی کہ قریب سہل طور پر مل سکتا اور ہوتا سفر درمیانی لَّاتَّبَعُوكَ
تو البتہ یہ لوگ تیرے پیچھے ہو لیتے۔ عرض بفتحتین مایعترض اور وہ متاع دنیا ہی اور کبھی سوائے درم دینار کے جملہ اسباب کو عرض کرتے ہین اور
یہان معنی اول مراد ہین اور بولتے ہین کہ الدنیا کلہا عرض حاضر یاکل منہ البر والفاجر یعنی تمام دنیا ایک عرض حاضر ہی جس سے نیکوکار و بدکار
سبھی کھاتے ہین حاصل آنکہ منافقون کا جو آخرت پر یقین نہین رکھتے بلکہ دنیا ہی کی ہوس مین پڑے ہین اُنکا یہ حال ہی کہ جس بات کی طرف تو نے
اُنکو بلایا تھا اگر دنیا کے متاع و منافع مین سے کوئی سہل الحصول بات ہوتی اور وہ درمیانی درجہ کے سفر سے بدون مشقت کے حاصل ہوتی تو البتہ
تیرے ساتھ ہو لیتے۔ وَلٰكِنْ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ۔ شُقہ بالضم دور کا سفر جو مشقت سے قطع ہو اور مراد سفر تبوک ہے
کیونکہ سفر دور اور موسم گرمی و شدت کا تھا یعنی اُن منافقون پر یہ سفر قریب ہونے بلکہ دور اور مشقت ہونے سے گران و شاق ہوا۔ پس
بچھڑ رہے وَسَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اور غزوہ تبوک سے بچھڑنیوالے عنقریب اللہ تعالیٰ کی قسم کھاوین گے بطور اعتذار کے کہ لَوِ اسْتَطَعْنَا
لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ۔ اگر ہم کو ساتھ سفر کرنے کی قدرت حاصل ہوتی تو ہم تمھارے ساتھ نکلتے یعنی اگر ہمارے پاس اس سفر کی ضروری چیزین

Marfat.com

...ہوتین تو ساتھ ہو گئے ہوتے ہستطاعت کسی امر کی یہ کہ جو اسباب و وسائط ظاہری اس امر کیلئے درکار ہین وہ مہیا ہو جاوین اور بعض لوگون نے زاد و راحلہ قرار دیا تھا جیسا کہ مذکور ہوا۔ یا جملہ اللہ تعالی نے واقع ہونے سے پہلے غیب کی خبر دی کہ جب آنحضرت صلعم مدینہ پہونچین گے منافقین حاضر ہو کر اللہ تعالی کی قسم کھاوین گے کہ ہم کو استطاعت نہ تھی اگر ہوتی تو ہم ضرور ساتھ ہوئے ہوتے۔ اللہ تعالی نے فرمایا **یُهْلِكُوْنَ اَنْفُسَهُمْ** جملہ بدل از قولہ سیحلفون باللہ ہے یعنی قسم کھانیوالے اپنے آپ کو ہلاک کرینگے۔ **وَاللّٰهُ یَعْلَمُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ** ۔ اور اللہ تعالی جانتا ہو کہ وے قسم مین جھوٹے ہین پس جو شخص جھوٹی قسم کھاوے اُسنے آپ کو ہلاک کیا کیونکہ سخت گناہ مین اپنے نفس کو ڈالدیا۔ حدیث مین ہو کہ جھوٹی قسمین بستیون کو اُجاڑ کر چھوڑتی ہین۔ واضح ہو کہ گذشتہ بات پر جان بوجھ کر جھوٹ قسم کھانا نہایت سخت ہو اور یہی یمین غموس کہلاتی ہو ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اسمین کفارہ نہین کیونکہ ایسا بڑا کبیرہ گناہ ہو کہ کفارہ سے عفو نہین بلکہ توبہ و استغفار کرے۔ **فی العرائس** قولہ تعالی انفروا خفافا وثقالا یعنی ابواب دل تک خفاف بعقول قدسیہ اور ثقال بقلوب ملکوتیہ جاؤ۔ نیز خفاف بارواح روحانیہ و ثقال بقلوب سماویہ حاضر ہو اور نیز خفاف بارادت صادقہ و ثقال بمحبت مفرطہ ہو۔ نیز خفاف بایمان اور ثقال بایقان ہو۔ نیز خفاف بانس و ثقال بقدس ہو۔ نیز خفاف بانوار مودت اور ثقال بامانت معرفت ہو۔ اور نیز خفاف بتجرید از حدوث اور ثقال بانوار توحید ہو۔ نیز خفاف اسطرح ہو کہ اپنے آپکو محتاج و فقیر جانو اور مولی عز و جل کو غنی جان کر ثقال ہو۔ اور نیز خفاف بقناعت ہو اور ثقال بتوکل ہو اور نیز خفاف ببسط اور ثقال بانقباض ہو۔ **ابن عطا** رحمہ اللہ نے کہا کہ خفاف بقلب اور ثقال باجسام و ابدان ہو۔ ابو عثمان رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ خفاف و ثقال بوقت نشاط و کراہیت ہو کیونکہ اس سے بیعت ممکن ہو چنانچہ جریر بن عبداللہ البجلی سے روایت ہو کہ ہم نے رسول اللہ صلعم سے بیعت کر لی کہ ہم ہر حال مین خواہ بحال نشاط ہون یا مکروہ ہون متبع رہین گے۔ بعض نے کہا کہ خفاف تو طاعات کی طرف یعنی طاعات ادا کرنے مین ہلکے پھلکے سبک جاوینگے اور ثقال بجانب معصیت ہون گے یعنی گناہ کرنے مین سست و گران ہونگے۔ بعض نے کہا کہ اموال سے جہاد یہ کہ فقیرون کو دیدو اور کسی حال مین اُن سے مت رکو اور اپنے نفوس سے جہاد کرو تاکہ تم پر شیطان غالب نہو جاوین۔ فافہم۔ پھر اللہ عز و جل نے رسول اللہ صلعم کو خطاب کر کے فرمایا:

**عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى یَتَبَیَّنَ لَكَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَ تَعْلَمَ**

اللہ بخشے تجکو کیون رخصت دی تو نے اُنکو جبتک معلوم ہوتے تجھ پر جنھون نے سچ کہا اور جانتا تو

**الْكٰذِبِیْنَ ۝ لَا یَسْتَاْذِنُكَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ**

جھوٹون کو نہین رخصت مانگتے تجھسے جو لوگ یقین رکھتے ہین اللہ پر اور پچھلے دن پر

**اَنْ یُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِالْمُتَّقِیْنَ ۝**

اس سے کہ لڑین اپنے مالون اور جانون سے اور اللہ خوب جانتا ہو ڈر والون کو

بعضون نے لکھا کہ آنحضرت صلعم نے ایک جماعت کو یہ اجازت دیدی تھی کہ سفر تبوک مین ساتھ ہونے سے بچھڑ رہے بس یہ کلام نازل ہوا اور لیکن عفو کو مقدم کر دیا تاکہ آنحضرت صلعم کا دل مطمئن رہے **عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ** اللہ تعالی بخشے اے محمد صلعم عفو فرما وے **لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ** تو نے اُن کو کیون اجازت دیدی کہ تجھ سے بچھڑ کر اپنے وطن مین رہین اور کیون تو نے اُن کو اپنے حال پر نہ چھوڑا۔ **حَتّٰى یَتَبَیَّنَ لَكَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا** ۔ تاکہ تجھے کھل جاتے ایسے لوگ جو تجھ سے سچ بولے **وَ تَعْلَمَ الْكٰذِبِیْنَ** اور تجھے جھوٹے لوگ یعنی منافق لوگ معلوم ہو جاتے۔ استفہام قولہ لم اذنت لہم۔ انکاری ہو معنی یہ کہ اللہ تعالی تجھے عفو کرے یہ بات تجھے نہ چاہیے تھی کہ تو نے متخلفین کو

Marfat.com

اجازت دیدی قبل اسکے کہ تجھ پر مومن و منافق ظاہر ہوں مفسرین نے یہی قول اختیار کیا کہ آیت میں آنحضرت صلعم کو [illegible] اپنے شاگردون سے کہتے تھے کہ بھلا تم نے اس سے بہتر کوئی معاتبت دیکھی کہ عفو کرنے کو پہلے ہی فرما دیا پھر عتاب کیا ایسا ہی [illegible] ہے۔ قتادہ رح نے کہا کہ اللہ تعالی نے آنحضرت صلعم کو جیسے تم دیکھتے ہو عتاب فرمایا پھر سورۂ نور میں اجازت و اختیار دیا کہ [illegible] فاذا استاذنوک لبعض شانہم فاذن لمن شئت منہم۔ اور ایسا ہی عطاء خراسانی سے مروی ہے اور مجاہد رح نے کہا کہ یہ آیت [illegible] حق میں اتری جنھون نے آپس میں کہا تھا کہ جاؤ تم آنحضرت صلعم سے جھوٹ سچ طور پر اجازت لیلو پس اگر اجازت دین تو خیر [illegible] بیٹھ رہنا۔ اسی واسطے اللہ تعالی نے کہا کہ حتی یتبین لک آخر کھل جاتا کہ عذر لانیوالون میں سے کون سچا اور کون جھوٹا ہے بعض نے کہا کہ [illegible] بیٹھ رہنے کی اجازت دینے پر عتاب نہین بلکہ ساتھ نکلنے کی اجازت پر عتاب ہے ولیکن قول اول ارجح ہے بدلالت کلام مابعد۔ اور خطیب رح نے ذکر کیا کہ مفسرین نے اختلاف کیا ہے کہ اسمین آنحضرت صلعم کو عتاب ہے یا نہین ہے پس عمرو بن میمون نے کہا کہ دو باتین آنحضرت صلعم نے بلا اجازت کین ایک [illegible] فدیہ لینا اور دوم منافقون کو تخلف کرنیکی اجازت دینا پس اللہ تعالی نے عتاب فرمایا۔ سفیان بن عیینہ نے کہا کہ اس لطف کو دیکھ کہ اللہ تعالی نے عتاب سے پہلے عفو کو بیان فرما دیا پس عتاب مشمول لطف ہے۔ قاضی عیاض رح نے شفا میں کہا کہ منافقون کو تخلف کی اجازت دینے یا نہ دینے کے باب میں اللہ تعالی کی طرف سے کوئی امر مقدم نہین ہوا تھا اور اس امر سے کوئی نہی نہین آئی تھی تاکہ یہ معصیت شمار ہو اور اللہ تعالی نے اسکو معصیت نہین شمار کیا بلکہ اہل علم نے اس خطاب کو بھی عتاب نہین شمار کیا ہے اور بعضے لوگ جو اسطرف گئے ہین کہ یہ عتاب ہے تو اہل علم نے اُن کی غلطی بیان کی ہے اور بیان یہ ہے کہ آیت مین عفا بمعنی غفر نہین ہے بلکہ ایسا ہی جیسے آنحضرت صلعم نے کہا کہ عفا اللہ لکم عن صدقۃ الخیل والرقیق یعنی خیل و رقیق کی زکوۃ سے اللہ تعالی نے تم کو عفو کیا۔ حالانکہ گھوڑون و مملوکون پر زکوۃ واجب ہی نہین ہوئی تھی اور معنی یہ کہ تم پر یہ لازم نہین ہے اور قشیری رح نے ایسی ہی کلام کے بعد کہا کہ جو شخص یہ کہتا ہے کہ عفو کا لفظ عرب مین سوائے گناہ کے نہین مستعمل ہوتا تو یہ شخص زبان عرب سے واقف نہین اور مکی رح نے کہا کہ یہ استفتاح کلام ہے جیسے بولتے ہین اصلحک اللہ۔ اعزک اللہ۔ سمرقندی رح نے کہا کہ عفا اللہ بمعنی عافاک اللہ ہے یعنی اللہ تعالی تجھے عافیت دے۔ مترجم کہتا ہے کہ قاضی عیاض نے جو کچھ بیان کیا زبان عرب کے عرف و بلاغت سے اسی بات کو مفید ہے جو قشیری رح نے ذکر کی اور کوئی شک نہین کہ یہی ابلغ و ارجح و اصوب ہے امام رازی رح نے کہا کہ اس کلام مین دلیل ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے بندۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تکریم و توقیر وغیرہ مین مبالغہ کر دیا جیسے اپنے بادشاہ سے آدمی کہتا ہے کہ اصلحک اللہ الامیر انہ قد کان کذا یعنی ہمارا رب تعالی بادشاہ کو اچھا رکھے کہ بات یہ ہوئی۔ ایسے ہی اللہ تعالی نے فرمایا عفا اللہ عنک لم اذنت لہم الآیۃ ابن عباس رض نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسوقت مین منافقون کو نہین پہچانتے تھے یہانتک کہ سورۂ براءۃ نازل ہوئی۔ پھر اللہ تعالی نے اہل صدق کے حال کو بیان فرمایا بقولہ لَا یَسْتَاْذِنُکَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یعنی نہین اجازت مانگتے تجھ سے قعود کی اور جہاد سے بچھڑنے کی وہ لوگ جو ایمان لائے اللہ تعالی و روز آخرت پر۔ اَنْ یُّجَاھِدُوْا [illegible] فی ان یجاہدوا بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ۔ اس بات مین کہ جہاد کرین اپنے مالون و جانون کے ساتھ۔ خطیب رح نے لکھا کہ ان یجاہدوا [illegible] کا حذف بسبب ظہور کے مستحسن ہے اور حاصل آنکہ جو لوگ اللہ تعالی پر ایمان لائے اور روز آخرت کا یقین کیا کہ وہ جزا و ثواب کا دن ہے [illegible] بچھڑ رہنے کی اجازت جھوٹے طور پر بے رغبتی جہاد کی وجہ سے نہین مانگتے بلکہ تیرے اشارہ پر جہاد کی طرف مبادرت کرتے ہین چنانچہ مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم کا یہ قول تھا کہ ہم اجازت نہین لیتے کیونکہ بار بار اللہ تعالی نے جہاد کی طرف ندب فرمایا ہے بلکہ یہ حال تھا کہ حق [illegible] مدینہ مین چھوڑتے اسپر بہت گران گزرتا تھا چنانچہ حضرت علی رض سے اسی غزوۂ تبوک مین جب مدینہ مین رہنے کو کہا تو ان پر بہت شاق [illegible]

[illegible] کیا گیا تھا اتنی نہیں کہ میری نسبت ایسا ہو جیسے ہارون علیہ السلام بہ نسبت موسیٰ علیہ السلام کے تھے بعض نے لکھا کہ قولہ [illegible] کے بعض سے منسوخ ہو گیا ہے کراہیت ان یجاہدوا یعنی جان ومال سے جہاد کرنے کو مکروہ رکھنے کی وجہ سے تخلف کی اجازت نہیں [illegible] میں جو اجازت مذکور ہے کہ فاذا استاذنوک لبعض شانہم فاذن لمن شئت منہم۔ یہ استیذان اگر عموماً ہو حتی کہ اہل ایمان کو شامل [illegible] دونوں آیتوں میں کچھ منافات نہیں اسلئے کہ اجازت بوجہ کراہیت جہاد نہیں مانگتے اور سورۂ نور کی آیت میں بعض دیگر ضرورتوں واقعی [illegible] اجازت مانگنے کا حکم مذکور ہے علاوہ بریں وہ جملہ شرطیہ ہے وقوع لازمی نہیں فافہم۔ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ بِالْمُتَّقِينَ۔ اور اللہ تعالیٰ جانتا [illegible] ان لوگوں کو جو مخالفت ومعصیت سے تقویٰ رکھتے اور طاعت کی طرف جلدی کرتے ہیں۔ یہ پہچان تو اہل صدق وایقان کی تھی۔

پھر منافقون کی شناخت فرمائی بقولہ تعالیٰ۔

إِنَّمَا يَسْتَأْذِنُكَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوبُهُمْ فَهُمْ

رخصت وہی مانگتے ہیں تجھ سے جو نہیں یقین رکھتے اللہ پر اور پچھلے دن پر اور شک میں پڑے ہیں دل ان کے سو وہ

فِي رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُونَ ۝ وَلَوْ أَرَادُوا الْخُرُوجَ لَأَعَدُّوا لَهُ عُدَّةً وَلَٰكِنْ

اپنے شک ہی میں بھٹکتے ہیں اور اگر چاہتے نکلنا تو طیار کرتے کچھ اسباب اسکا و لیکن

كَرِهَ اللّٰهُ انْبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَقِيلَ اقْعُدُوا مَعَ الْقَاعِدِينَ ۝

خوش نہ لگا اللہ کو انکا اٹھنا سو لوجھل کر دیا انکو اور حکم ہوا کہ بیٹھو ساتھ بیٹھنے والوں کے

إِنَّمَا يَسْتَأْذِنُكَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ یعنی جہاد سے بچھڑنے میں وہی لوگ تجھ سے بلا عذر اجازت مانگتے ہیں جو نہیں ایمان لائے اللہ تعالیٰ و روز قیامت پر۔ یہی منافقین انتالیس آدمی تھے۔ بیضاوی رحمہ نے لکھا کہ اللہ تعالیٰ [illegible] روز قیامت دونوں کی تخصیص ایمان میں وعدم ایمان میں یعنی دونوں فریق کی پہچان میں اس اشعار کیلئے کہ جہاد پر باعث انھیں دونوں پر ایمان [illegible] جہاد سے تخلف انھیں دونوں پر عدم ایمان ہے پس منافقین چونکہ روز آخرت کی جزا وثواب پر یقین نہ رکھتے تھے اور عذاب سے خوف نکرتے لہذا نفاق میں پڑے۔ وَارْتَابَتْ قُلُوبُهُمْ اور شک قبول کیا ان کے دلوں نے۔ شک کی اضافت دلوں کی طرف اسلئے کہ وہی معرفت وایمان کا مقام ہے پس جب ایقان سے خالی تھا اسمیں شک داخل ہوا۔ فَهُمْ فِي رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُونَ۔ پس وہ اپنے شک میں متحیر ہیں یعنی ان کے دلوں کے قبول نے یہ نتیجہ دیا کہ وے شک میں متحیر ہیں نہ مومنوں کے ساتھ اور نہ کافروں کے ساتھ پھر ان کی تقدیری خواری کا بیان [illegible] بقولہ وَلَوْ أَرَادُوا الْخُرُوجَ لَأَعَدُّوا لَهُ عُدَّةً اور اگر وہ لوگ جہاد میں نکلنا چاہتے تو البتہ اس کے لئے سامان جمع [illegible] یعنی پہلے سے اطلاع دیگئی تھی تو چلنے کے وقت تک اگر چاہتے تو بہت سامان جمع ہو سکتا تھا۔ وَلَٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْبِعَاثَهُمْ [illegible] استدراک مفہوم سابق ہے کیونکہ لو ارادوا الخروج سے نکلا کہ وے لوگ نکلے نہیں اور نہ سامان کیا پس اس سے استدراک کیا۔ گویا یوں کہا گیا کہ نکلے [illegible] لیکن اسلئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کا اتباع مکروہ رکھا فَثَبَّطَهُمْ پس نامردی اور کسل کی وجہ سے ان کو متوقف ڈال دیا [illegible] آئندہ تھی کہ منافق لوگ جہاد میں نکلیں پس انکو ممنوع کر دیا۔ وَقِيلَ اقْعُدُوا مَعَ الْقَاعِدِينَ۔ اور ان سے کہا گیا [illegible] کے ساتھ بیٹھے رہو۔ بعض نے کہا کہ کہنے والا شیطان تھا اسنے بطور وسوسہ ان کے دل میں ڈالا اور بعض نے کہا کہ آپس میں انھوں [illegible] بعض نے کہا کہ حضرت صلعم نے انکی اجازت مانگنے کے وقت ایسا کہا تھا۔ اور شیخ مفسر رحمہ وغیرہ نے کہا کہ یہ قول تقدیری ہے یعنی

اللہ تعالیٰ نے اُن کے حق مین ایسا مقدر کیا ہو۔ و بیضاوی مین ہو کہ قیل سے فی الحقیقۃ صیغۃ امر کا و قرع [illegible]
ڈالے جانے کی مثال ہو۔ اور قاعدین مین احتمال ہو کہ معذور لوگ ہون یا غیر معذور ہون اور بہرحال ان لوگون کے حق مین [illegible]
کیونکہ عورتین لڑکے اور لنجے اپاہج مراد ہین تو ان تندرست لوگون سے معذورون کا ساتھ دینا اُن کے حق مین عیب [illegible]
جو بلا عذر بیٹھ رہے تو جو اُن کے ساتھ بیٹھ رہے وہ اُنھین کا مقتدی ہے اگر کہا جاوے کہ منافقون کا آنحضرت صلعم کے ساتھ [illegible]
نہین یا تو اسمین مصلحت ہوگی یا مفسدہ ہوگا پس اگر مصلحت ہو تو اللہ تعالیٰ نے قولہ ولکن کرہ اللہ انبعاثہم آلآیۃ کیون فرمایا اور اگر مفسدہ [illegible]
کیون فرمایا کہ لم اذنت لہم الآیۃ۔ جواب دیا گیا کہ قولہ عفا اللہ عنک لم اذنت لہم۔ مین آنحضرت صلعم کو عتاب نہین بلکہ تلطف [illegible]
اور منافقون کے وہان نکلنے مین بڑا سخت فساد تھا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا وَّ لَاَاوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ يَبْغُوْنَكُمُ الْفِتْنَةَ

اگر نکلتے تم مین کچھ نہ بڑھاتے تمھارا مگر خرابی اور گھوڑے دوڑاتے تمھارے اندر بگاڑ کروانے کی تلاش

وَ فِيْكُمْ سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝ لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ

اور تم مین بعضے جاسوس ہین اُنکے اور اللہ خوب جانتا ہے بے انصافون کو کرتے رہے ہین تلاش بگاڑ کی آگے سے

وَ قَلَّبُوْا لَكَ الْاُمُوْرَ حَتّٰى جَآءَ الْحَقُّ وَ ظَهَرَ اَمْرُ اللّٰهِ وَ هُمْ كٰرِهُوْنَ ۝

اور اُلٹتے رہے ہین تیرے کام جبتک آپہونچا سچا وعدہ اور غالب ہوا حکم اللہ کا اور وہ ناخوش ہی رہے

لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ اور اگر یہ منافق نکلتے تو تم مین یعنی تمھاری جماعت مین یا فیکم بمعنی معکم ہے یعنی تمھارے ساتھ ہین۔ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا
تو نہ زیادہ کرتے تمھارے لئے مگر خبال یعنی شر و فساد بڑھاتے۔ اس استثنا مین دو قول ہین اول آنکہ استثنا منقطع ہو یعنی الا بمعنی لکن ہو تقدیر یہ کہ
مازادوکم قوۃ ولکن طلبوا لکم الخبال یعنی اُن سے تم کو کوئی قوت نہ بڑھتی ولیکن تمھارے بیچ مین وے فساد پھیلانا چاہتے۔ اعتراض کیا گیا کہ استثنا
منقطع تو مفرغ نہین ہوتا حالانکہ یہان مستثنیٰ منہ مذکور نہین پس استثنا منقطع نہین۔ کذا قال الکشاف والبیضاوی وابو السعود وغیرہم اور خفاجی
نے کہا کہ اسمین بحث ہو اسواسطے کہ جب قرینہ دلالت کرتا ہو تو منقطع کے مفرغ ہونے مین مضائقہ نہین ہو جیسے کسی سے کہا جاوے کہ [illegible]
فی البادیہ۔ جنگل مین تمھارا کون انیس ہو اور وہ جواب دے کہ۔ مالی بہا الا الیعافیر سوائے یعافیر کے میرا کوئی انیس نہین ہو تو یہ ہوا ہو حالانکہ مستثنیٰ منہ
مذکور نہین ہو اور مترجم کہتا ہو کہ مثال مذکور کا استثنا منقطع ہونا غیر مسلم ہو پس بدون شاہد کے محض منع و اعتراض متوجہ نہین فافہم۔ واضح ہو کہ [illegible]
اس تکلف کا یہ وہم واقع ہوا کہ مازادوکم الا خبالا۔ مین اگر ان لوگون نے فساد کو صرف زیادہ کیا تو کیا اصلی فساد انھین پہلے سے موجود تھا حالانکہ [illegible]
نہین ہو اور بیضاوی وغیرہ نے قول دوم اختیار کیا کہ استثنا مذکور متصل ہے اور اس سے یہ لازم نہین آتا کہ خبال اُن مین موجود ہو [illegible]
ساتھ نکلتے تو اسکو بڑھاتے کیونکہ زیادتی تو باعتبار اعم العام کے ہی اور وہ لفظ شے ہے اے مازادوکم بخروجہم شیئا الا خبالا یعنی [illegible]
تمھارے لئے اپنے نکلنے مین کچھ بھی مگر خبال۔ وَّ لَاَاوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ اے ولاسرعوا مشون بینکم بالنمیمۃ یعنی چغلی لگا [illegible]
تمھارے درمیان تیز دوڑاتے۔ الایضاع تیز رفتاری۔ وضع البعیر وضعا۔ اونٹ تیز چلایا اور یہان مومنون کے درمیان فساد کی آگ [illegible]
ہے یا اسطرح کہ شکست کھا کر بھاگتے تو تم مین رعب فساد ڈالتے۔ يَبْغُوْنَكُمُ الْفِتْنَةَ جملہ حال از ضمیر اوضعوا ہے یعنی تمھارے [illegible]
فتنہ چاہتے ہین بایں طور کہ تم مین پھوٹ ڈالین یا تمھارے دلون مین رعب ڈالین۔ وَ فِيْكُمْ سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ [illegible]

والے ہیں یعنی بعضے اُن کی بات ماننے والے ہیں یعنی ضعیف مسلمان جو اُن کی باتیں سُنکر اُنکی اطاعت کرتے تھے یا چغلخور جو تمھاری باتیں اُن سے نقل کرتے تھے۔ ابن کثیر نے لکھا کہ قولہ تعالیٰ سماعون لھم یعنی اُن کے مطیع اور اُن کی باتوں کی تحسین کرنے اور کلام کی تعریف کرنے والے ہیں وہ لوگ مسلمانوں و کافروں سے بالفعل عداوت ڈالنا چاہتے ہیں۔ مجاہد و زید بن اسلم نے کہا کہ تم میں جاسوس ہیں کہ تمھارے باتیں اُن کو پہونچاتے ہیں لیکن اس تقدیر پر منافقوں کیساتھ نکلنے کی کوئی خصوصیت نہیں ہے اور معنی اول اظہر اور قتادہؒ و ایک جماعت کثیر سے مروی ہے محمد بن اسحاق نے ذکر کیا کہ عبداللہ بن ابی بن سلول وغیرہ اپنی قوم میں اشراف تھے اور اسکی دوستی میں شک جاتا تھا اور اس قوم میں کچھ لوگ اُنکی محبت و طاعت والے تھے جو اُن کے اقوال میں اُن کی پیروی کرتے تھے۔ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ بِالظّٰلِمِينَ۔ اور اللہ تعالیٰ ظالموں سے آگاہ ہے یعنی جو لوگ مخالفت احکام الٰہی معصیت سے اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن کو خوب جانتا ہے۔ لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ۔ البتہ اُنھوں نے اس سے پہلے فتنہ چاہا یعنی احد کے روز بھی منافقوں کی جماعت والے پھر گئے۔ اور ابن جریجؒ سے روایت ہے کہ بارہ منافق جو تبوک سے واپس ہوتے وقت رات تاریک میں عقبہ پر جمع ہوئے تاکہ آنحضرت صلعم سے فریب کریں پس جبریل علیہ السّلام نے آکر آگاہ فرمایا۔ اور قول اول اولیٰ ہے۔ وَقَلَّبُوا لَكَ الْأُمُورَ۔ اور تقلیب کیا تیرے لئے اُمور کو۔ ایسی تدبیریں نکالیں اور رائیں دوڑائیں و حیلے نکالے کہ تیرے امر کو اور تیرے ساتھیوں کو متفرق کریں۔ اول جب آپ مدینہ تشریف لائے تو یہود و منافق سب دشمن تھے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے بدر کے روز ایسی کھلی فتح دی تو عبداللہ بن ابی منافق نے لوگوں سے کہا کہ یہ کام تو چلا پس مصلحت یہ ہے کہ اُن میں شریک ہو جاؤ پس ظاہر میں داخل اسلام ہو گئے لیکن جب کوئی امر ایسا ہوا جو شوکت اسلام کا باعث ہے تو اُن کو غیظ و ملال ہوا۔ حَتّٰى جَاءَ الْحَقُّ۔ یہانتک کہ آئی تائید و نصرت الٰہی۔ وَظَهَرَ أَمْرُ اللّٰهِ۔ اور ظاہر ہوا امر اللہ کا یعنی دین اللہ تعالیٰ کا۔ وَهُمْ كَارِهُونَ۔ حالانکہ یہ منافق لوگ کراہت کرتے رہے۔ قال البیضاویؒ وغیرہ دونوں آیتیں آنحضرت صلعم و مومنوں کی تسلی کے لئے ہیں کہ اُن کے بچھڑنے سے تمھارا کچھ نقصان نہیں ہے اور بیان اُن کے توقف و وجہ کراہت خروج کا اور اُن کی پردہ دری ہے۔ ف۔ فی العرائس قولہ تعالیٰ عفا اللہ عنک لم اذنت لھم اللہ تعالیٰ کی سنت میں سے ہے کہ جب غرائب علم اور نوال قرب و لطائف وصل سے کوئی خزانہ اپنے کسی حبیب و صفی و نبی پر کھولنا چاہتا ہے تو ایک بندہ ہو یا نبی ہو ان کو محل امتحان میں ڈال کر اُس پر کوئی ایسی لغزش جو شان ممکنات سے ہے جاری کر دیتا ہے تاکہ غیبت کی وجہ سے اس کا سینہ تنگ ہو اور اُس کے قلب کو فراق کی تلخی پہونچے اور ندامت سے اُس کی روح پگھل جاوے اور خوف عتاب سے اسکی عقل کو حیرانی ہو اور پردۂ حجاب سے دل سوختہ ہو پس اسکے بعد اسکے مطلع قلب سے آفتاب عزت جلال کا طلوع ہوتا ہے اور اُس کے مشرقستان روح سے صبح وصال چمکنا شروع ہوتی ہے اور انوار صفات لدنی اسرار سے ظاہر ہوتے ہیں اور ارض فواد (دل) میں سبحات ذات کی روشنی ملتی ہے اور انوار افعال سے مجمع عقل منور ہوتا ہے پس بعد قبض سابق کے بندہ حالت بسط میں مشاہدہ بدیہیہ و وصلت ابدیہ و خطاب سرمدیہ دیکھتا سنتا ہے پس اُسکے انوار کیساتھ اُس کا دل قلب کے میدان میں بازوئے نور سے اُڑتا ہے اور جو ذلت اسکو حاصل ہوئی تھی وہ اب عزت ہو گئی اور جو گناہ تصور کیا گیا تھا وہ اب کشف وصال ہو گیا اللہ تعالیٰ سبحانہ اسکے گناہ کو تمام جہان کی نیکیوں سے مقابلہ فرماتا ہے کیونکہ یہ بندہ تو ازل میں اسکی محبت کے ساتھ سرفراز تھا اور قدم میں قرب کے عرش پر تھا اسکے سیئات بھی حسنات ہیں اور اُن کو سیئہ تو باعتبار اُسکے مرتبہ کے کہتے ہیں پس اسکی لغزشیں سب قربات ہیں کیونکہ زمین میں اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ بندہ ہے مترجم کہتا ہے کہ ہر عارف اپنے عرفان کے لائق آداب میں ماخوذ ہے پس اگر بندہ عام ہے تو اللہ تعالیٰ کی ثنا و صفات کو پہچان کر کے اسی پاک معبود کی عبادت کرے اور یقین کامل رکھے پھر اُس سے اللہ تعالیٰ کسی وقت اونچے درجہ پر پہونچا دے تب یہ شخص

Marfat.com

زیادہ ادب کے مقام مین ہی پس اگر وہان بھی زبانی ذکر کرے یا نماز مین بالکل دل سے حاضر نہو تو بہت بعید ہوگا اگرچہ ... گناہ نہین ہی لیکن اُسکے رتبہ کے موافق گناہ ہی۔ پس اُسکو یاد رکھنا چاہیے پس ہی شیخ نے لکھا کہ اُس کے ... مین اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ بندہ ہی۔ اسکی سب حرکتین پسندیدہ واقع ہوتی ہین اور اُس کے سب افعال اللہ تعالیٰ کے نزدیک ... حاب و محب مین جاری ہی کیونکہ جو خود محبوب و معشوق ہی جو کوئی امر اُسکی طرف سے ظاہر ہو وہ بھی اچھا ہوگا ... وان سکتت جارت بکل جمیل ٭ اسکی ملاحت و حسن صورت ہر گناہ کے واسطے شافع ہے جو کچھ کرے سب دل سے محو ہو اور جو خوبی ... طرف سے دل مین ثابت ہی کسی ملامت کرنیولے کا کلام مؤثر نہین اور کسی عتاب کرنیوالے کا حکم نہین بلکہ اس سے اور بھی آتش عشق ... ہے اسیواسطے آنحضرت صلعم پر عتاب سے پہلے عفو کو بیان فرمایا۔ اور حکمت ہی کہ خطاب عتاب کے جلال مین بسبب ہیبت و عظمت ... پہلے عفو سے تلطف فرمایا اور یہ اسی کے واسطے ہی جسکی معرفت کامل ہو کیا نہین دیکھتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ انا اعرفکم باللہ و اخوفکم منہ یعنی تم مین سے مین سب سے زیادہ عارف بحق تعالیٰ اور سب سے زیادہ اس سے خوف کرنیوالا ہون بعض مشائخ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ جب انبیا و اولیا مین سے کسی کو معتوب فرماتا ہی تو کلام عتاب سے پہلے یا اس کے پیچھے ایک نیک فعل کا ذکر فرماتا ہی جیسے یہان فرمایا عفا اللہ عنک شیخ حسین بن منصور نے کہا کہ اہل بسط اپنی اپنی مقدار و اختلاف مقامات مین ہی اور ہر ایک اپنے خط کو بطاعت آلٰہی حاصل کرتا ہے اور ادب کو حضور مین بجا لاتا ہے اور جو نہین استعمال مین لاتا وہ ادب دیا جاتا ہی پس بعض کو ادب دینے سے پہلے انس دیا گیا اور بعض کو ادب دینے کے بعد انس دیا گیا اور یہ امر ہر ایک کے مختلف مقامات کے لحاظ سے ہی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قبل تادیب کے انس عطا ہوا کیونکہ اگر بعد تادیب کے انس عطا ہوتا تو قرب حق کے سبب سے خطور مین ہوتا اور یہ بات یون ہی کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ جسکو چاہو اجازت دیدو۔ کما فی سورۃ النور۔ فاذن لمن شئت منہم۔ پھر اسی پر ادب دینے کے طور پر فرمایا عفا اللہ عنک پس اگر امر مذکور نہ ہوتا تو البتہ از خود فانی ہو جاتے۔ حضرت نوح علیہ السلام سے حکایت فرمائی کہ اپنے بیٹے کی نسبت دعا مین کہا کہ میرا بیٹا میرے اہل مین سے ہی یعنی جبکہ وہ طوفان مین غرق ہونے لگا۔ پھر نوح علیہ السلام کو بہت ادب دینے کے طور پر فرمایا کہ انہ لیس من اہلک۔ وہ تیرے اہل مین سے نہین ہی الی قولہ انی اعظک ان تکون من الجاہلین پس اگر بعد تادیب کے انس نہ دیا جاتا تو خطور مین پڑ جاتے اور یہ نوح علیہ السلام کا مقام ہی اور جس کسی کو فضیلت نظر آتی ہی درحقیقت اسمین قصور نہین بلکہ ہر ایک کیلئے ایک مرتبہ خاص ہی۔ شیخ نے لکھا کہ یہان جو اس خطاب مین سے مجھے ایک نکتہ لطیف ظاہر ہوا کہ مسامحہ و انس کا لفظ جو جاری ہوا ہی وہ فعل ماضی پر ہی اور فعل مستقبل پر نہین ہی اور کلام آلٰہی ازلی ہے پس ثابت ہوا کہ عفا اللہ عنک فی الازل قبل وجود العمل یعنی اللہ تعالیٰ نے ازل مین قبل وجود عمل کے عفو فرمایا پس آپکے قلب کو اس سے کس قدر فرحت ہوئی ہوگی اور تعالیٰ نے اپنے فضل سے سابق سے عفو فرمادیا ہی پھر اُسکے ساتھ انبساط کا استعمال فرمایا بموضع ... بسط و استیناس کے پس فرمایا عفا اللہ عنک لم اذنت لہم۔ اور اگر بجائے اسکے یون ہوتا کہ ان اللہ یعفو عنک۔ تو موقع خطاب مین بہت ... ہوتے کیونکہ جسکی اُمید ہی وہ ایسا نہین ہوتا جیسے پایا ہوا مترجم کہتا ہی کہ حاصل یہ ہی کہ صیغہ مستقبل مین اُمید ہی اور اسمین فی الحال نفس کو اسقدر وثوق نہین ہے جسقدر زمانہ ماضی پر ہی لہذا عفا اللہ عنک۔ مین زیادہ استیناس ہی بہ نسبت ان اللہ یعفو عنک کے۔ کیونکہ پھر اسمین نفس کو کسی قسم کا انتظار ... ہے اور قولہ تعالیٰ لا یستاذنک الذین یومنون اللہ تعالیٰ نے صاف بیان فرمادیا کہ ولایت و نبوت گویا ایک چیز کے شگاف دیے ہوئے ... کئے ہوئے ہین پس غیب سے جو امر واقع ہوتا ہی اُسکو ولی و نبی تو اپنے یقین و عرفان سے قبول کر لیتے ہین اور کوئی ولی کسی حال مین نبی سے ... نہین ہو سکتا اور کیونکر مخالف ہو سکتا ہی کیونکہ سر الہامی مین ولی کو نبی کی متابعت کا حکم دیا گیا ہی پس وہ کسی حال مین اُسکے مخالف نہین ...

Marfat.com

[illegible] ہیں کہ انکی کنہ تک عوام کی رسائی نہ ہوسکے ولیکن کوئی ولی ہو اپنے نبی سے مخالف ہو تو جھوٹا ہے یعنی کوئی ولی اس سے مخالف نہیں
[illegible] فرمایا کہ قولہ لا یستاذنک الذین یؤمنون باللہ۔ جو بندہ کہ اجازت دادہ شدہ اجازت تام پائے ہوئے ہے پس وہ کیونکر
اجازت مانگے گا۔ اگر کھڑا ہوا تو اجازت سے کھڑا ہوا اور اگر بیٹھا تو اجازت سے بیٹھا پس جو حرکات اسپر جاری ہوتے ہیں یہ وہی ہیں جن کے
حق میں اسکو سابق اجازت ہو چکی ہے مترجم کہتا ہے کہ حاصل اس کلام کا یہ ہے کہ ازل کے علم محیط و علم تقدیر میں ہر ایک بندہ جن اعمال و حرکات کو
یہاں بجالاتا ہے۔ انھیں سے مامور ہو گیا ہے یعنی یہی اُس کے حق میں مقدر ہو چکے ہیں اور وہ قبضۂ قضا و قدر میں مسخر ہو چکا ہے پس اہل ایمان
جن اعمال کے پابند تھے اُن کے جملہ حرکات آمد و رفت و اُٹھنا بیٹھنا وغیرہ سب بحکم تقدیر ازلی اور وہیں کی اجازت سے تھے پس اب وے کیا
اجازت چاہیں گے کیونکہ سابقہ ازل میں تمام فضل و کرم سے قبل اُن کے وجود کے اُن کو اجازت ان افعال کی حاصل ہو گئی جو کرتے ہیں
اور جو نہیں کرتے اُن کی اجازت نہیں ہے۔ فافہم قولہ تعالی ولو ارادوا الخروج لاعدوا لہ عدۃ۔ اسمیں اللہ تعالی نے بیان فرمایا کہ بندے
کا ارادہ واقع نہیں ہوتا جب تک ارادۂ الٰہی متعلق نہ ہو کیونکہ فرمایا ولکن کرہ اللہ انبعاثہم ان منافقوں سے صدق ارادت کی نفی فرمائی
اور اگر ارادت میں صادق ہوتے تو جہاں تک ممکن تھا اپنے آپ کو قربان کرنے سے قبول کر لیتے اور جب قبول نہ کیا اور بحسب طاقت بہانہ جوئی
کی تو معلوم ہوا کہ ارادے سچ نہ ہوئے تھے بلکہ سقیم تھے پس اتنے نہ ہوئے کہ اپنے ارادوں کے موافق جہاد کے لئے باہر ہو جاویں بلکہ اسی طرف
پھر گئے۔ واضح ہو کہ اگر اسی طرح تیری طرف سے ہوا و ہوس کا زور ہو تو تجھے حیلہ و فریب کی راہیں کھل جاویں۔ جیسے ان منافقوں نے تمام
عذر ڈھونڈ چلے گئے اور باہر نہ نکلے جعفر صادق رح نے کہا کہ اگر وے لوگ اللہ تعالی کی معرفت رکھتے ہوتے تو شرما کر اپنی جان و مال سے اُسکے واسطے
خارج ہو جاتے اور ایک ہی حکم کے واسطے بالکل قربان ہو جاتے۔ بعض مشائخ نے فرمایا کہ اگر وے لوگ توکل چاہتے تو اللہ تعالی ہی پر بھروسا کرنیکی
راہ اختیار کرتے کیونکہ اسکی طرف یہی راہ ہے۔ قولہ ولکن کرہ اللہ انبعاثہم الخ۔ اہل نفاق جن کو قہر کے سانپ نے ڈسا اور تریاق کا وجود نہیں ہے
اُنکا حال بیان فرمایا کہ اللہ تعالی نے اُنکا نکلنا مکروہ رکھا پس زبان حکم سے اُن کو عبودیت کی طرف دعوت فرمائی اور سابق احکام ازلیہ
میں اُن پر شقاوت جاری کی پس بدون کشف جمال ربوبیت کے وہ لوگ احکام عبودیت سے مخاطب تھے۔ امر سے اُن کا امتحان کیا اور
حکم سے اُن کو درگاہ کبریائی سے راندہ دیا۔ اعمال ادا کرنے کا حکم دیا اور احوال سے ممنوع فرمایا وہ پاک ہے جو چاہے کرے سب اُسی کی مخلوق
ہے جعفر صادق رح نے کہا کہ بندوں سے حق کا مطالبہ کیا اور اُنکو اسکی اہلیت نہیں دی پھر اُن کو معذور نہیں فرمایا بلکہ اسپر ملامت کی۔ تو نہیں دیکھتا
کہ اُن کا مقولہ نقل فرمایا کہ وقالوا لا تنفروا فی الحر قل نار جہنم اشد حرا۔ شیخ ابن الفرخی نے کہا کہ مثل اسکی ایسی ہے کہ ایک ہی پانی برسا اور اُسنے اقسام
شجر کو سیراب کیا مگر اُن کے پھل پھول مختلف ہیں اور اگر گلاب کو پیشاب سے سینچا جاوے تو بھی اس سے وہی خوشبو آویگی اور دھتورے کو اگر گلاب سے سینچیں
تو بھی اُس کے پھل [illegible] آوینگے یہ وہی لطیفہ ہے جسپر توفیق قبولیت اور تردید لعنت جاری ہے۔ قولہ لقد ابتغوا الفتنۃ من قبل وقلبوا لک الامور الخ منافقوں
کا حال بیان فرمایا کہ حسد اُن میں سمایا ہوا اور معرفت نہایت قلیل بلکہ ندارد پس اللہ تعالی کے برگزیدہ بندوں کی شناخت سے محروم ہو کر چاہتے
تھے کہ اُنکو اللہ تعالی کی راہ سے باز رکھیں اور اسمیں کامیابی کی اُمید رکھتے تھے پھر جب انبیا و اولیا کو راہ راست میں مستقیم پایا تو ظلمات کفر
و حسد میں جل گئے۔ شیخ سوسی رح نے کہا کہ اُنھوں نے چاہا تھا کہ تو دنیا کی جستجو میں پڑ جاوے اور اسی طرف مائل ہو لیکن فضل الٰہی سے یہ نہوا بلکہ
اللہ تعالی نے اپنے فضل سے تیرے سر باطن کو جملہ اشیاء کی طرف میل کرنے سے پاک کر کے اپنی ہی طرف متوجہ کر دیا پس حق کھل گیا۔ اللہ تعالی
نے زمین کے خزانے تجھپر کشادہ کر دیئے مگر تو نے ان چیزوں سے سکون حاصل کرنے سے انکار کیا حالانکہ منافق تیری اس حرکت سے کراہت

Marfat.com

رکھتے تھے کذا فی العرائس۔ پھر اللہ عزوجل نے منافقین کی جبلت مذمومہ کو تمام تفصیل بیان فرمایا قولہ تعالیٰ دنیا میں بھی خوار ذلیل ہوا

وَمِنْهُم مَّن يَقُولُ ائْذَن لِّي وَلَا تَفْتِنِّي ۚ أَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوا ۗ وَإِنَّ جَهَنَّمَ

اور بعضے اُن میں کہتے ہیں مجکو رخصت دے اور گمراہی میں نہ ڈال سنتا ہے وہ تو گمراہی میں پڑ چکے ہیں اور دوزخ

لَمُحِيطَةٌ بِالْكَافِرِينَ ۝ إِن تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۖ وَإِن تُصِبْكَ مُصِيبَةٌ

گھیر رہی ہے منکروں کو اگر تجکو پہونچے کچھ خوبی وہ بُری لگے اُن کو اور اگر پہونچے کوئی سختی

يَقُولُوا قَدْ أَخَذْنَا أَمْرَنَا مِن قَبْلُ وَيَتَوَلَّوا وَّهُمْ فَرِحُونَ ۝ قُل لَّن يُصِيبَنَا

کہیں ہم نے سنبھال لیا تھا اپنا کام آگے ہی اور پھر کر جاویں خوشیاں کرتے تو کہہ ہم کو نہ پہونچے گا

إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَنَا هُوَ مَوْلَانَا ۚ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ۝

مگر وہی جو لکھدیا اللہ نے ہم کو وہی ہے صاحب ہمارا اور اللہ ہی پر چاہیے بھروسا کریں مسلمان

وَمِنْهُم مَّن يَقُولُ ائْذَن لِّي وَلَا تَفْتِنِّي اور منافقوں میں سے بعض وہ شخص ہے کہ کہتا ہو کہ اجازت دیجیے اے محمد صلعم مجکو یعنی مدینہ میں تخلف کرنے کی اور ساتھ نہ جانے کی اور مجھے فتنہ میں نہ ڈالئے۔ جب آنحضرت صلعم نے غزوہ تبوک کے واسطے سامان کیا تو ایک روز جد بن قیس سے کہا کہ اے ابو وہب تجھے جلاد بنی الاصفر کی رغبت ہو اُس نے جواب دیا کہ یا رسول اللہ میری قوم والے جانتے ہیں کہ میں عورتوں کا بہت حریص و فریفتہ ہوں اور مجھے خوف ہو کہ میں بنو الاصفر کی لڑکیاں دیکھکر بے صبر ہو جاؤں پس آپ مجھے اجازت دیدیں کہ میں یہیں رہ جاؤں اور مجھے فتنہ میں نہ ڈالئے اور میں اپنے مال سے جہاد میں اعانت کروں گا پس اسی کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ ایسا ہی ابن عباس رض و مجاہد رح و بہت سے ائمہ تفسیر سے مروی ہو کہ یہ شخص جد بن قیس تھا۔ ابن عباس رض نے کہا کہ اس شخص نے یہ علت نکالی حالانکہ سوائے نفاق کے اسمیں کچھ علت نہ تھی۔ جد بفتح جیم۔ ایک شخص اشراف بنو سلمہ سے منافق تھا اور صحیح میں ہو کہ آنحضرت صلعم نے بنو سلمہ کو فرمایا کہ تمھارا کون سردار ہو بولے کہ جد بن قیس لیکن ہم اُسکو بخیل جانتے ہیں تو فرمایا کہ بخل سے بدتر کون بیماری ہو تمھارا سردار یہ گورا اچھا گھونگر والا بشر بن البراء بن معرور ہے۔ جلاد بکسر جیم از جلد بمعنی شمشیر زنی کرنا یقال جلدتہ بالسیف و بالسوط یعنی میں نے اسکو تلوار ماری و کوڑا مارا۔ اور یہاں مراد مجالدۃ از باب مفاعلت ہو یعنی رومیوں سے جہاد کی لڑائی کرنا۔ بنو الاصفر۔ اہل روم ہیں منسوب باصفر بن روم بن اسحاق۔ بعض نے کہا کہ روم کا رنگ زردی مائل تھا اسلیئے بنو الاصفر کہلائے۔ بعض نے کہا کہ روم نے بادشاہ حبشہ کی دختر سے نکاح کیا تو اولاد گورے و کالے سے مل کر درمیانی رنگ کی پیدا ہوئی اور بعض نے کہا کہ ایک مرتبہ لشکر حبش نے غالب ہوکر رومی عورتوں سے اولاد جنائی وہی بنو الاصفر ہیں۔ کما فی مجمع البحار والقاموس وغیرہما۔ ابو وہب کنیت جد بن قیس مذکور ہو جس نے نفاق کا جواب دیا پس اللہ تعالیٰ نے رد فرمایا۔ أَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوا آگاہ رہو کہ ایسے منافق لوگ فتنہ میں گر پڑے یعنی جو فتنہ اُسنے بیان کیا وہ تو بنایا ہوا تھا مگر خبردار ہو کہ فتنہ یہی ہو جسمیں یہ شخص ابتدا سے مشغول ہو گرے یعنی جہاد میں آنحضرت صلعم کے ساتھ دینے سے بچھڑنا اور نفاق کا ظاہر ہونا۔ پھر وعید فرمائی۔ وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ بِالْكَافِرِينَ اور البتہ جہنم ضرور کافروں کو محیط ہو۔ جملہ اسمیہ کو انہی تاکیدات سے بحسب اقتضائے مقام بیان فرمایا اور جہنم کا محیط ہونا یعنی کافروں کا گھیر لینا کہ جس سے اُن کو چھٹکارا نہ ہوگا اگرچہ آخرت میں ہوگا لیکن ایسا قطعی الوقوع ہو کہ جملہ اسمیہ سے جو مشعر دوام ہو بیان فرمایا اور اسمیں اشارہ ہو کہ ہمیشہ اسی میں گھرے پڑے رہیں گے اور احتمال ہو کہ یہ معنی ہوں کہ جہنم کے محیط ہونے کے اسباب یعنی خواہش نفس کی پابندی و شہوات کی حرص

اور ان سے ظہور مین آتی ہی لہذا جہنم گویا ابھی اُن کو محیط ہی اور بالکافرین سے اشعار ہی کہ کفر اسکی علت ہی اور اشارہ ہی کہ اُن کے ایسے حرکات
ہین اور امید باقی رکھی کہ اگر کفر ترک کرین اور اُسپر نہ مرین تو نجات ہوسکتی ہی۔ پھر ان کے نفاق وجھوٹ کا حال بیان فرمایا۔ اِنْ تُصِبْكَ
حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ۔ اگر تجکو اے محمد صلعم بعض جہاد مین کچھ بھلائی پہونچتی ہی یعنی فتح وغنیمت وغیرہ اگرچہ تھوڑی سی بھلائی ہو وہ
اُنکو دکھ دیتی ہی اور ناگوار ہوتی ہی اُن کے دلی حسد ونفاق کا یہان تک مرتبہ پہونچا ہوا ہی۔ وَاِنْ تُصِبْكَ مُصِيْبَةٌ اور اگر تجکو کچھ
مصیبت پہونچتی ہی یعنی بعض جہاد مین کوئی سختی پیش آتی ہی اگرچہ تھوڑی ہو جیسے اُحد مین واقع ہوا پس یہ امر بمقتضائے حکمت بالغہ آلہی ہے
جیسے ہرقل بادشاہ روم نے آنحضرت صلعم کا حال ابوسفیان سے پوچھتے وقت کہا تھا کہ انبیاء کے جہاد مین یہی ہوتا ہی کہ کسی وقت تک کبھی
مومنون کی فتح اور کبھی کفار کا غلبہ رہتا ہی آخرکار کامل غلبہ اسلام کو ہوجاتا ہی ولیکن بداعتقاد منافقون کا یہ حال ہی کہ جب اہل اسلام کو کچھ سختی
پیش آئی یعنی ظاہر نظر مین اگرچہ باطن مین شہادت وغیرہ سے اُنکی کرامت ہوتی ہی تاہم منافقون کا یہ مقولہ ہی کہ يَقُوْلُوْا قَدْ اَخَذْنَا
اَمْرَنَا۔ خوشی مین بھرے ہوے اپنی رائے پر بھروسا کرتے ہوئے کہتے ہین کہ ہم نے تو اپنا امر لے لیا تھا یعنی جہاد سے بیٹھ رہے اور بچاؤ کر لیا
تھا مِنْ قَبْلُ اس واقعہ سے پہلے ہی وَيَتَوَلَّوْا وَهُمْ فَرِحُوْنَ اور منہ موڑتے ہین درحالیکہ فرحناک ہین یعنی تم لوگون کے اوپر ادنی مصیبت سے بھی خوش ہوتے
ہین۔ اس کلام مین اشارت ہی کہ دین اسلام یا اہل اسلام کی مصیبت پر خوش ہونا اس راہ سے نفاق ہی اور کلام معرض مذمت مین مشعر ہی کہ امر مقدر
کسی احتیاط سے نہین رکتا پس خلاف شرع اُسکی تدبیر کرنا مذموم ہی اور عقل جزوی وتدبیر پر بھروسا کرنا شرک ہی پس حواس وعقل کو کام مین لانا
جہان تک مطابق شرع ہی وہ ایک امر ہی کہ انسان پر لازم کیا گیا حتی کہ زہر نہ کھاوے اور شیر کے منہ مین خود نہ جاوے ولیکن تدبیر پر اعتماد نہین ہے
اور تمام اعتماد اللہ تعالی پر ہی لہذا فرمایا۔ قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا۔ تو کہدے اے محمد صلعم کہ ہرگز نہ پہونچے گا ہم کو مگر
وہی جو اللہ تعالی نے ہمارے واسطے لکھ دیا۔ هُوَ مَوْلٰنَا وہی ہمارا ناصر وحافظ ہی وہی ہماری جانون سے بھی ہمارے لئے اولی ہی۔ حاصل آنکہ
ہر نیکی وبدی جو انسان کو پہونچنے والی ہی سب اللہ تعالی نے لوح محفوظ مین مکتوب ومقدر کر دی ہی اور وہ خالق اپنے مخلوق پر زیادہ مہربان ہے
جو اُسنے لکھا سب عین حکمت ہی پس وہ ضرور انسان کو پہونچے گی کسی تدبیر سے نہ کوئی نفع اُس کے خلاف مل سکتا ہی اور نہ کوئی ضرر دفع ہوسکتا
ہے پس خلاف شرع تدبیر مذموم ہی اور اعتماد کسی تدبیر پر جائز نہین۔ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ اور اللہ تعالی ہی پر
مومنون کو توکل کرنا چاہیئے۔ یعنی سبھی پر فرض ہی کہ اسی پر توکل کرین لیکن کافر تو مشرک وکافر ہین وہ اور چیزون پر اعتماد کر کے شرک کرتے اور احکام
آلہی سے کفر کرتے ہین لہذا مطیع بندون مومنون کو ارشاد ہوا کہ اللہ تعالی ہی پر بھروسا کرین کیونکہ یہی لوگ توفیق سے سرفراز ہین ف
فی العرائس قولہ تعالی قل لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا۔ ازل مین انبیاء واولیاء کے لئے یہی لکھا گیا کہ سعادت ولایت اور شرف نبوت وحقیقت
وصل ولطائف علوم مشاہدہ اُنکو حاصل ہون اور جو اُمور کہ بظاہر بصورت بلیات اُن کو پہونچتے ہین وہ اُن کے احوال کی ترقی ہین کیونکہ اللہ تعا
لی نے اُن کے دلون کو نور رضا سے منور فرمایا ہی پس جو امر اُسکی طرف سے پہونچا اُسکو عین رضامندی سے قبول کر کے مقام قرب مین بلند درجہ
پاتے ہین پس ہر امر خواہ مکروہ ہو یا گوارہ ہو اُن کیلئے بہتر ہے۔ مترجم نے کہا کہ حدیث مین ہی کہ مومن کا حال بہت خوب ہی کہ اُسکی ہر بات اُس کے
حق مین بہتر ہی چنانچہ امر گوارا پہونچا اُسنے شکر کیا تو بھلائی ملی اور امر ناگوار پہونچا اُسنے صبر کیا تو بھلائی ملی پس ہر طرح بھلائی پائی اور یہ سوائے
مومن کے اور کسی کے واسطے نہین ہی رواہ الحدیث فی السنن والصحیح۔ بالجملہ یہ بندے اس معاملہ مین بنصرت آلہی محفوظ ہین اور اسی پر متوکل وراضی ہین
جیسے حق تعالی نے فرمایا یقین کرتے ہین کہ ہو مولنا یعنی وہی ہمارا مولی ہی اور اس محبت مین جو امر کہ دوسرون پر ناگوار ہی وہ بمحبت ایمانی ان پر

گوارا ہو اور مومن کی یہی شان ہو لہذا فرمایا۔ وعلی اللہ فلیتوکل المومنون۔ بعضے مشائخ نے کہا کہ مومن عارف ہوتا ہو اور عارف [illegible]
سے جو امور وقتاً فوقتاً جاری ہون اُن مین اُسکو سکون ہو اور کسی بات سے ترشرو نہ ہو۔ پھر اللہ تعالیٰ نے منافق و کافر [illegible]
طور سے متنبہ کرنے کا حکم دیا جس سے سمجھ لین کہ بندہ مطیع ہر حال مین بفوز عظیم ہو جیسے غیر مطیع ومنافق ہر حال مین فی الواقع خائب و خاسر [illegible]

قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ اِلَّآ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ ؕ وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ اَنْ يُّصِيْبَكُمُ اللّٰهُ
تو کہہ تم کیا چیتوگے ہمارے حق مین مگر دو خوبی مین سے ایک اور ہم اُمیدوار ہین تمہارے حق مین کہ ڈالے تم پر اللہ

بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖٓ اَوْ بِاَيْدِيْنَا ۖ فَتَرَبَّصُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ ۝
کچھ عذاب اپنے پاس سے یا ہمارے ہاتھون سو منتظر رہو ہم بھی تمہارے ساتھ منتظر ہین

قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ ایہا المنافقون ان یقع۔ بِنَآ اِلَّآ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ۔ تربصون صیغہ خطاب ہو در اصل تتربصون
بدو تا رتھا جسمین سے ایک تا رحذف ہوئی جیسا کہ باب تفعل مین مطرد ہو اور معنی اُسکے تنظرون۔ اے تم انتظار کرتے ہو۔ قولہ بنا متعلق بفعل محذوف ای
ان یقع بنا۔ یہ کہ ہمارے ساتھ واقع ہو۔ استفہام توبیخی ہو۔ الحسنیین تثنیہ حسنی تانیث احسن ہو یعنی بہت بھلی بات باعتبار انجام کے اور دونون بھلی باتون
کی تفسیر ابن عباسؓ و مجاہدؒ وغیرہ ہمارے نصرت و شہادت مروی ہو۔ المعنی تو کہدے اے محمد صلعم کہ کیا تم انتظار کرتے ہو اے منافقو یہ کہ واقع ہو ہمارے
ساتھ کوئی امر سوائے ایک کے دو بہت بھلائیون سے۔ خواہ تم پر و کافرون پر فتحمندی یا ہمارے لئے شہادت کیونکہ مسلمان جب اللہ تعالیٰ کی راہ مین جہاد کو
گیا تو دو حال سے خالی نہین یا تو اُسکو ثواب و مال غنیمت ملیگا اور یا شہید ہو کر جنت پا دیگا جو کہ سب سے نیک انجام ہو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
مرفوع روایت ہو کہ اللہ تعالیٰ نے کفالت فرمائی ایسے بندہ کے لئے جو اسکی راہ مین جہاد کو نکلا درحالیکہ راہ الٰہی مین جہاد و تصدیق کلمہ کے سوائے
کسی امر نے اُسکو اُسکے گھر سے نہین نکالا ہو اس بات کی کفالت کہ اُسکو جنت مین داخل کر دیگا یا جہان سے نکلا تھا وہین اُسکو واپس کر دے گا
اجر و غنیمت کیساتھ کما فی الصحاح۔ حاصل آنکہ منافقون کو ملامت ہو کہ اہل ایمان کے حق مین انھین دو باتون مین سے ایک کا انتظار کرتے ہین اُسکے
سوائے اور کیا انتظار کرتے ہین حالانکہ یہ ہر ایک بات بہت بھلی ہو کیونکہ انجام بہت نیک ہو پھر خود منافقون کی حکمت عملی کا انجام بتلایا کہ وَنَحْنُ
نَتَرَبَّصُ بِكُمْ اور ہم تمہارے حق مین انتظار کرتے ہین دو باتون مین سے ایک بات کے وقوع کا۔ اَنْ يُّصِيْبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ
مِّنْ عِنْدِهٖٓ ایک یہ کہ پہونچادے تم کو اللہ تعالیٰ اپنے پاس سے کوئی عذاب یعنی آسمان سے کوئی عذاب تم پر آوے جسمین ہمارا لگاؤ نہ ہو جیسے
صیحہ و پتھر برسنا وغیرہ کا عذاب اگلی اُمتون کے نافرمانون پر آیا اَوْ بِاَيْدِيْنَا یا تم کو ہمارے ہاتھون سے عذاب پہونچاوے مثلاً اسطرح کہ ہم کو
سخت آواز [illegible]
منافقون کے قتل کا حکم دیدے پس ہم اُسکی طاعت مین تم کو قتل و قید و غارت کرین۔ حاصل آنکہ تمہارا انجام انھین دونون باتون مین سے ایک
بات کی طرف ہو پس معلوم ہوا کہ تمہارا برتاؤ بہت خراب ہو جسکا انجام ایسا خراب ہو۔ فَتَرَبَّصُوْٓا پس تم انتظار کرو ہمارے حق مین امر کا
جو مذکور ہوا۔ اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ۔ ہم بھی تمہارے ساتھ منتظر ہین یعنی تمہارے انجام کار کے منتظر ہین۔ فتربصوا مین
فا فصیحہ ہے اور صیغہ امر سے امتثال مقصود نہین بلکہ تہدید ہے یعنی اپنے بد انجام کو سنکر اگر یہ برتاؤ نہین چھوڑتے ہو تو اچھا ہمارے لیے
منتظر رہو انجام نیک دیکھو اور ہم بھی منتظر ہین کہ ناچار تمہارا بد انجام دیکھین کیونکہ جو ہر ایک کا انجام مذکور ہوا اُس سے تجاوز نہین ہو سکتا
پھر منافقون کی نماز روزہ وغیرہ اعمال بدنی اور جہاد مین مال خرچ کرنے کی مدد وغیرہ کا جو نفاق سے بدون صدق [illegible]
کرتے تھے قبول نہ ہونا بیان فرمایا۔ بقولہ تعالیٰ۔

Marfat.com

قُلْ اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ۝

تو کہہ مال خرچ کرو خوشی سے یا ناخوشی سے ہرگز قبول نہ ہوگا تم سے تحقیق تم ہوئے ہو لوگ بے حکم

وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّآ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ وَلَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ

اور موقوف نہین ہوا قبول ہونا اُن کے خرچ کا مگر اسی پر کہ وہ منکر ہوے اللہ سے اور اُسکے رسول سے اور نہین آتے نماز کو

اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ۝ فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ ؕ

مگر جی ہارے اور خرچ نہین کرتے مگر بُرے دل سے سو تو تعجب نہ کر اُن کے مال اور اولاد سے

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ۝

یہی چاہتا ہو اللہ کہ اُن کو عذاب کرے اُن چیزون سے دنیا کے جیتے اور نکلے اُن کی جان جبتک وہ کافر ہی رہین

قُلْ اَنْفِقُوْا - فی طاعۃ اللہ طَوْعًا اَوْ كَرْهًا - طائعین او کارہین - لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ - انفقتموہ - کہدے اے محمد صلعم کہ خرچ کرو اونا فقو طاعت آلہی مین طوعًا یا کرہًا یعنی در حالیکہ تم طائع ہو یا کارہ ہو ہرگز تم سے قبول نہ کیا جائیگا جو کچھ تم نے خرچ کیا - اگر کہا جاوے کہ منافق کب بطوع و رغبت خرچ کرتے تھے کیونکہ ہمیشہ کراہت سے خرچ کرتے بدلیل قولہ ولا ینفقون الا وہم کارہون - پھر یہان کیونکر اُن کو طوع سے خرچ کرنیکا حکم دیا - تو جواب یہ ہو کہ طوع سے خرچ کرنا باعتبار ظاہر کے کیونکہ منافق لوگ نفاق سے ظاہر مین ایسے خرچ کرتے کہ بطوع و رغبت معلوم ہوتا اور آگے جو اللہ تعالیٰ نے خبر فرمائی کہ ولا ینفقون الا وہم کارہون - تو یہ واقعی حقیقت کا بیان ہو یعنی درحقیقت تو کراہت ہی سے خرچ کرتے تھے اور بعض نے جواب دیا کہ طوع بمعنی رغبت نہین بلکہ طوع سے وہ خرچ جو بدون اللہ تعالیٰ و رسول کے لازم کرنے کے ریاکاری و دکھلانے کو ہووے - اور کرہًا جو اللہ تعالیٰ و رسول کے لازم کرنے پر ہو یعنی قولہ انفقوا طوعًا او کرہًا - خرچ کرو تم بدون اللہ تعالیٰ و رسول کے لازم کرنے کے یا دونون کے لازم کرنے سے پس لازم کرنے کو کرہ اسواسطے کہا کہ یہ لوگ منافق تھے پس خرچ کرنا ان پر لازم کرنا ایسا شاق تھا جیسے کسی پر اکراہ و زبردستی کی جاتی ہو - اور بعض نے جواب دیا کہ طوعًا سے وہ خرچ جو منافقون کے سردارون کی طرف سے بلا اکراہ ہو - اور کرہًا وہ جو اُن کے سردارون کی اکراہ سے ہو کیونکہ سردار نفاق مصلحت دیکھکر تابع منافقون کو مال خرچ کرنے پر اکراہ کرتے یعنی خرچ کرو چاہو بدون اکراہ اپنے سردارون کے یا اُن کے اکراہ کرنے سے بہرحال تم سے ہرگز مقبول نہ ہوگا - سوال ہوا کہ انفقوا طوعًا - مین طوع کا اعراب کیونکر ہو جواب کہ طوع و کرہ ہر دو مصدر بمعنی اسم فاعل ہین اور نصب بوجہ حال ہونے کے یعنی انفقوا طائعین او کارہین - تم لوگ خرچ کرو درحالیکہ طائع ہو یا کارہ ہو - سوال ہوا کہ انفقوا صیغہ امر سے خرچ کرنے کا حکم دیا پھر لن یتقبل سے کیون عدم قبول فرمایا - جواب دیا گیا کہ معنی اُس کے شرط و جزا ہین یعنی اگر تم خرچ کرو تو قبول نہ ہوگا - مترجم کہتا ہو کہ یہ جواب ضعیف ہو کیونکہ عدم قبولیت کا انفاق سے مشروط ہونا مربوط نہین ہو اور صحیح جواب بیضاوی رح و مفسر و غیرہ کا ہو کہ یہ امر بمعنی خبر ہو یعنی تمھارے نفقات قبول نہین خواہ طوعًا خرچ کرو یا کرہًا - بیضاوی رح نے کہا کہ اُسکا فائدہ یہ کہ قبول نہونے مین ہر دو انفاق کے مساوات ظاہر ہو گئی گویا اُن کو حکم ہوا کہ امتحان کرو خرچ کرکے دیکھو بھلا قبول ہوتا ہو یا نہین پس ہرگز قبول نہوگا - اور یہ کلام پاک جواب ہو جد بن قیس منافق کا جس نے آنحضرت صلعم کے استنفار کے وقت کہا تھا کہ مجھے فتنہ مین نہ ڈالئے یعنی رہنے دیجئے اور مین اپنے مال سے آپ کی مدد کرونگا - قبول نہ ہونا دو باتون کو محتمل ہو ایک یہ کہ منافق اگر مال لاوین تو اُن سے امام نہ لیوے اور دوسرا یہ کہ منافقون کو ثواب نہ ملے گا - قبول نہ ہونے کی وجہ بیان فرمائی بطریق استیناف کے بقولہ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِيْنَ - لے انکم کنتم کا فرین - یعنی تمھارا انفاق

جہاد کیلئے نکلنے کو بلانا ۱۲

کسی طرح ہو قبول نہ ہونا اس لئے کہ تم قوم کافر تھے اور کافر کی کوئی طاعت قبول نہیں بدین معنی کہ آخرت مین اسپر ثواب دیا جاوے اور
اجماع ہی کہ عبادات صحیح و ثواب مترتب ہونے کے واسطے ایمان و دلی تصدیق ضروری ہی اور علماء حنفیہ نے کہا کہ کفار فروع اعمال شرعی
مکلف و مخاطب نہین بلکہ ایمان لانے سے مکلف ہین، اور شافعیہ نے کہا کہ مکلف ہین اور فائدہ یہ کہ عذاب مین زیادتی ہوا ور بعد تامل کے
کا ایمان نہ لانا متضمن ترک جمیع حسنات ہی پس عذاب ضعیف بحکم قولہ تعالیٰ لکل منکم ضعف الآیۃ ہر کافر کے لئے ثابت ہی۔ اس تفسیر سے واضح
ہوا کہ فاسق سے مراد کافر ہے چنانچہ کلام مابعد جو اس جملہ کے لئے بیان و توضیح ہی اُسپر دلالت کرتا ہی یعنی قولہ وَمَا مَنَعَهُمْ أَن تُقْبَلَ
بتاء فوقیہ قراۃ حفص واکثر اور بیاء تحتیہ قراۃ حمزہ و کسائی کیونکہ فاعل مؤنث حقیقی نہین یعنی۔ نَفَقَاتُهُمْ اے ما منعہم قبول نفقاتہم نہین
محروم رکھا اُنکو اُنکے نفقات مقبول ہونے سے۔ إِلَّا أَنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَبِرَسُولِهِ۔ الا کفرہم بہا مگران باتون نے جنمین
سے اول یہ کہ اُنھون نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ و اُسکے رسول برحق محمد صلعم کے ساتھ کفر کیا یعنی درحقیقت کفر کیا۔ اگرچہ ظاہر مین اقرار کرتے
تھے پس زبانی اقرار کچھ مفید نہین ہی۔ سوال ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے قائل تھے جواب یہ کہ حدیث وفد عبد القیس مین ہی کہ آنحضرت صلعم نے توحید
کی یہ تفسیر فرمائی کہ گواہی دے کہ لا الہ الا اللہ و محمد رسول اللہ۔ لہذا علماء کا اتفاق ہے کہ بدون صادق اقرار نبوت آنحضرت صلعم کے توحید پوری
نہین ہی بھید یہ کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان اسکے صفات کمالیہ عظمت و جلال کی معرفت سے ہی کیونکہ حقیقت اسکی برتر از خیال و قیاس و گمان و عقل
جزوی ہی اور بدون ارشاد و ہدایت نبوت کے آدمی ایسے اُمور کا جناب باری تعالیٰ و تقدس مین گمان کریگا جو لائق نہین پس وہ اللہ تعالیٰ کا
قائل نہوگا بلکہ اپنے مظنون کا معتقد و اُسی پر مومن ہوگا اسی واسطے مشرکین مکہ باوجودیکہ اللہ تعالیٰ کو خالق آسمان و زمین کہتے تھے مشرک
ہوئے کہ بتون کا اشراک جائز جانتے حالانکہ اللہ تعالیٰ سبحانہ وہ ہی کہ وہان کسی شرک کو دخل نہین پس درحقیقت اللہ تعالیٰ سے منکر و کافر ہوئے اسیطرح
اہل کتاب یہود و نصاریٰ کو جو بیٹا وغیرہ نعوذ باللہ من ذلک ثابت کرتے تھے کافر فرمایا بقولہ قاتلوا الذین لا یومنون باللہ ولا بالیوم الآخر الآیۃ
اور بہت سے نادان آدمیون نے زعم کیا کہ اللہ تعالیٰ کے واحد ہونے کے یہ معنی کہ ایک ہی لہذا بدین معنی واحد کے قائل ہوے اور بعضے ہنود کو موحد کہنے
لگتے ہین حالانکہ یہ خود بڑی جہالت ہی لہذا فقہ اکبر وغیرہ مین صاف مصرح لکھ دیا کہ توحید کے معنی یہ ہین کہ لا الہ الا اللہ و محمد رسول اللہ اسکا
کوئی شریک نہین کسی امر مین۔ اور یہ معنی نہین کہ واحد بمعنی معروض وحدت ہی فافہم۔ و تدبر۔ بالجملہ جن باتون سے منافق قبول نفقات سے محروم ہوئے
ان مین سے اول تو اعتقادی یہ بات کہ اللہ تعالیٰ و رسول سے منکر ہین اور دوم عملی یہ کہ وَلَا يَأْتُونَ الصَّلَاةَ إِلَّا وَهُمْ كُسَالَىٰ۔ اے
انہم لا یصلون فی حال من الاحوال الا فی حال الکسل والتثاقل یعنی تمام حالتون مین سے کسی حال مین وے نماز نہین پڑھتے مگر ایک حالت مین جو کہ
حالت کسل و گرانی ہی۔ اسکی وجہ یہ کہ اُن کو ادا کرنے پر ثواب ملنے کا اعتقاد نہین اور نہ چھوڑنے پر عذاب کا خوف تھا بلکہ خالی دکھلانے اور
اسلام ظاہر کرنے کو کسل و بوجھل ہو کر پڑھ لیتے تھے۔ وَلَا يُنفِقُونَ إِلَّا وَهُمْ كَارِهُونَ۔ اور نہین خرچ کرتے کوئی نفقہ خواہ
واجب ہو یا نفل ہو مگر اس حال مین کہ وے کراہت رکھنے والے ہوتے ہین اگرچہ اپنی کراہت کو ظاہر نہین کرتے۔ پس قولہ قل انفقوا طوعا۔ مین بطوع
خرچ کرنا بلحاظ ظاہر کے ہی اور یہان اُن کی حقیقت کا بیان ہی یعنی درحقیقت ہمیشہ کراہت کے ساتھ خرچ کرتے ہین۔ حاصل یہ کہ کسی کار خیر مین
بسبب بے ایمانی کے اُن کی سچی نیت و ہمت نہین ہی پس اللہ تعالیٰ قبول نہین فرماتا۔ حدیث مین ہی کہ آدمی جب تک خوشی و نشاط مین ہو نوافل
نماز وغیرہ ادا کرے اور کسل و ماندگی تک نوبت نہ پہونچاوے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو ثواب دینے مین ملالت نہ ہوگی تم خود ہی عبادت سے ماندہ
ہو جاؤگے اور حدیث مین فرمایا کہ اللہ تعالیٰ طیب ہی وہ طیب ہی قبول فرماتا ہی اسیواسطے ان منافقون سے کوئی نفقہ قبول نہ فرمایا بلکہ

Marfat.com

یتقبل اللہ من المتقین یعنی اللہ تعالیٰ انھین بندون سے قبول فرماتا ہے جو متقی ہین۔ اگر کہا جائے کہ قبول نہ ہونے کے واسطے اُن کا کافر ہونا ہی سبب ہے پھر کراہت وکسل وغیرہ کا سبب کیون فرمایا کیونکہ مستقل سبب ہوتے ہوئے اور کا اثر نہین رہتا تو جواب یہ ہے کہ اہل سنت کے نزدیک جملہ سبب جالی معرّف ہین کچھ موجب نہین ہین پس ایک ہی امر کے واسطے چند معرّف کا جمع ہونا جائز ہے۔ فافہم۔ فَلَا تُعْجِبْكَ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ۔ یعنی جب منافقون کی حالت معلوم ہوگئی تو اے محمد صلعم نہ اعجاب مین ڈالین تجکو اُن کے مال اور نہ انکی اولاد۔ یہ خطاب اگرچہ آنحضرت صلعم کو ہے لیکن جملہ مومنین اسمین شامل ہین۔ اعجاب کسی چیز سے مسرور و اُسکی خوبی پر راضی ہونا اور بعض نے کہا کہ اُسکے ساتھ کچھ فخر و یہ اعتقاد بھی ہو کہ ایسے اور دن پاس نہین ہے اور معنی اپنے مال و اولاد پر اعجاب ہونے کے مناسب ہین اور یہان تو غیر کے مال و اولاد پر اعجاب ہے پس اعجاب بمعنی استحسان ہے یعنی اُنکے اموال و اولاد کو مستحسن مت جان۔ خطیب نے اموال سے وہ مال لیا جو اُنھون نے جہاد مین خرچ کرنے کو دیا پس معنی یہ ہو سکتے ہین کہ جو اموال اُنھون نے جہاد مین خرچ کو دیا اور اُنکی اولاد جو بظاہر اہل اسلام کی اولاد ہے بجھے مستحسن معلوم نہو کیونکہ یہ بلا ثواب نامقبول ہے اور بعض نے کہا کہ معنی یہ ہین کہ اُن کے اموال و اولاد کی نسبت مستحسن و محمود ہونا مت بیان کر اسلئے کہ یہ اُن کیلئے وبال و استدراج ہے کما قال تعالیٰ۔ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ۔ ان یعذبہم۔ بِهَا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا۔ یہی اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اُنکو عذاب کرے ان چیزون سے دنیا کی زندگی مین۔ کیونکہ ان کے جمع کرنے وحفاظت مین مشقت وتکلیف اُٹھاوین اور بطریق نفاق کے مومنون کو دینے و زکوۃ نکالنے مین خرچ کرنے پر غم کھاوین اور نقصان اولاد مین مصیبت پاوین۔ اگر کہا جاوے کہ یہ بات منافقون کے ساتھ مخصوص نہین بلکہ مومن کو بھی نقصان مال و اولاد کی مصیبت پہونچتی ہے تو جواب یہ ہے کہ مومن کو اعتقاد ہے کہ وہ آخرت ہی کے واسطے مخلوق ہے اور اُسکو جو مصیبت پہونچے وہ انا للہ و انا الیہ راجعون کہتا ہے اور جانتا ہے کہ آخرت مین اُسکے لئے اس سے بہتر ثواب حاصل ہے پس مال و اولاد اُسکے حق مین وبال و عذاب نہوئے بخلاف منافق کے کہ اسکا یہ اعتقاد نہین پس مال و اولاد پر جو غم و رنج و مشقت اُسکو پہونچی وہ دنیا مین اُسپر عذاب ہوئی لہذا فرمایا کہ منافقون کے حق مین مال و اولاد سے اللہ تعالیٰ یہی چاہتا ہے کہ حیات دنیا ہی مین اُن کو عذاب دے۔ وَتَزْهَقَ أَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كَافِرُونَ۔ زہوق مشقت سے نکلنا جملہ عطف ہے یعذبہم پر۔ یعنی اور اُن کے اجسام سے اُنکی ارواح نکلین اس حال مین کہ وے کافر ہین۔ پس آخرت مین اُنکو دائمی سخت عذاب دیوے۔ زمخشری نے کہا کہ قولہ انما یرید اللہ۔ سے مراد استدراج ہے یعنی باوجود معصیت کے اُن کو نعمت پر نعمت دینا جسمین مشغول رہین یہانتک کہ مرین گویا یون فرمایا کہ اللہ تعالیٰ منافقون کے حق مین یہی چاہتا ہے کہ برابر اُنکو اپنی نعمتون سے بھرا رکھے یہان تک کہ اُنکی موت آئے اس حال مین کہ وے کافر ہون اور آخرت سے نظر پھیرے ہوئے انھین نعمتون کی طرف مشغول ہون۔ پس آخرت مین عذاب شدید اُٹھاوین خطیب نے لکھا کہ جس کسی کو مال و اولاد کی کثرت ہوئی حالانکہ وہ سرور و افتخار و کفران نعمت مین گرفتار ہے اُس کے حق مین وبال و عذاب سمجھنا چاہئے کیونکہ ایسی حالت مین دلالت ہے کہ نفس اسمین مستغرق اور اللہ تعالیٰ سے منقطع ہے اور حدیث مین ہے کہ تین باتین ہلاک کرنیوالی ہین۔ ایک یہ کہ شح مطاع ہو یعنی بخل کی اطاعت کی جاوے۔ دوم خواہش نفس کی پیروی کی جاوے۔ اور سوم اپنے اوپر آدمی اعجاب کرے اور حدیث مین ہے کہ مکثرین تباہ ہوئے یعنی مال مین اکثار کرنے والون کی عاقبت اکثر خراب ہوتی ہے اور حدیث مین ہے کہ آدمی اپنا مال گنتا رہتا ہے اُس کا مال کیا ہے سوا اسکے کہ کھا کر فنا کر ڈالا یا پہنکر پھاڑ ڈالا یا صدقہ دیکر عاقبت کیلئے باقی رکھ لیا۔ اور اس باب مین روایات بہت ہین اور مقصود کلام یہ کہ دنیا کے اطناب اسپر افتخار و اُسکی محبت سے زجر فرمایا کیونکہ آدمی دنیا کے واسطے نہین پیدا ہوا بلکہ آخرت ہی کیلئے مخلوق ہے

Marfat.com

پس دنیا سے اسکو اعجاب نہ اسکی طرف میلان نچاہیے بلکہ اصلی گھر کی طرف راغب ہوا ور وہ آخرت ہے۔ فی العرائس لا تلہکم اموالکم ولا اولادکم الاوہم کسالی۔ حق تعالی نے ایسے بندون کا حال بیان فرمایا جو اُسکے جلال سے جاہل اور اُسکے مشاہدۂ جمال سے محجوب ہین انکو اپنے جمال سے طمع وصال نہین اور اگر اُن کو نماز مین مناجات الٰہی سے ذوق ہوتا اور نماز مین آنکھون کی ٹھنڈک حاصل ہوتی تو اُن کا حال ایسا نہ ہوتا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سچے نمازی کا حال بیان فرمایا کہ وہ اپنے پروردگار سے مناجات کرتا ہے اور اپنا حال بیان فرمایا بقولہ جعلت قرۃ عینی فی الصلوٰۃ میری دونون آنکھون کی ٹھنڈک نماز مین رکھی گئی ہے لیکن یہ مرتبہ بزرگ انھین بندون کیواسطے مخصوص ہے جو عظمت و جلال الٰہی کے سامنے خشوع رکھتے ہین کما قال تعالی وانہا لکبیرۃ الا علی الخاشعین الآیۃ۔ اور اُن کا وصف فرمایا بقولہ الذین ہم فی صلاتہم خاشعون۔ شیخ محمد بن الفضل نے کہا کہ جسنے امر الٰہی کو نہ پہچانا وہ کسل کے ساتھ کھڑا ہوتا ہے اور جسنے پہچانا وہ عین عزت سے قیام کرتا ہے قولہ تعالی فلا تعجبک اموالہم ولا اولادہم۔ اس مین اللہ تعالی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرماکر مومنون کو تحذیر فرمائی کہ دنیاداروں کے ساتھ جو اموال و اولاد ہین جنکو وہ حیات دنیا کی زینت جانتے ہین ان چیزون کو بنظر استحسان نہ دیکھین کیونکہ اس سے آخرت کے کامون سے باز رہین گے اسلئے کہ دنیا کو بنظر شہوت و خواہش نفس دیکھنے والا اُسی وقت ملک ملکوت و انوار جبروت سے گر جاتا ہے اور اللہ تعالی نے بیان فرمادیا کہ اموال دنیا منافقون کیلئے اللہ تعالی کی طرف سے حجاب ہین اور دنیا مین مورث عذاب ہین کیونکہ دنیا جب بہت ہو جاتی ہے تو خواہ مخواہ حرام و شبہات سے خالی نہین ہوتی اور جسنے حرام و شبہات کے مال کھائے وہ باطنی اندھے پن مین گرفتار ہوکر مکاشفۂ آخرت سے محروم ہو جاتا ہے چنانچہ وارد ہوا کہ دنیا کے حلال مین حساب ہوگا اور جو حرام ہے وہ تو بالکل عذاب ہے بعض مشائخ نے اس کلام پاک کے معنی مین کہا کہ لوگ جن اموال و غلام و خدام سے زینت کرتے اور اُسی کی کثرت چاہتے ہین اور بطور استدراج اُنکو ملتی ہین تجکو اس سے اعجاب نہو کیونکہ ان اموال و اولاد سے اللہ تعالی کو یہی منظور ہے کہ دنیاوی زندگی مین اُن کو عذاب ہو یعنی اُسکے جمع کرنے مین اور اُسکے حفاظت کرنے مین مشقت اور اُسکی محبت مین اور اُسپر بخل کرنے مین اور اُسکے خرچ پر غمگین ہونے مین عذاب اُٹھاوین اور یہ سب عذاب تو اپنی خوشی خاطر سمیٹا اور برابر اُسپر طاری رہا یہانتک کہ کافر مرنے سے عذاب آخرت مین پھنسے۔ نعوذ باللہ منہ۔ جب اللہ تعالی نے بیان کردیا کہ منافقین جملہ مضرت دنیا و آخرت کے جامع اور جملہ منافع دارین سے خالی ہین تو پھر اُن کے فضائح و قبائح کو ذکر کیا از انجملہ یہ ہے کہ نفاق و بیباکی سے جھوٹی قسمین کھاتے ہین چنانچہ فرمایا۔

وَيَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ إِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ وَمَا هُمْ مِنْكُمْ وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَفْرَقُونَ ○ لَوْ يَجِدُونَ

اور قسمین کھاتے ہین اللہ کی کہ وہ بیشک تم مین ہین اور وہ تم مین نہین ولیکن وہ لوگ ڈرتے ہین اگر پاوین کہین

مَلْجَأً أَوْ مَغَارَاتٍ أَوْ مُدَّخَلًا لَوَلَّوْا إِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُونَ ○

بچاؤ یا کوئی گڑھے یا سر گھسانے کو جگہ تو اُلٹے بھاگین اسی طرف رسیان توڑاتے

وَيَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ إِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ اور قسم کھاتے ہین منافق لوگ اللہ تعالی کی کہ البتہ وہ لوگ تم مین سے ہین یعنی منجملہ مومنون کے ہین۔ جملہ انہم لمنکم۔ یہی مقسم بہ ہے اور لام تاکید ہے حاصل آنکہ ایسی تاکید کے ساتھ اللہ تعالی کی جھوٹی قسم کھاتے ہین کہ وہ تمہی اہل ایمان مین سے ہین یعنی توحید الٰہی و رسالت محمد صلعم و قرآن و دار آخرت وغیرہ پر صدق دل سے مومن ہین۔ منافق لوگ جب اہل ایمان سے ملتے بیباکی کے ساتھ اللہ تعالی کے نام پاک کی اسطرح جھوٹی قسم کھاتے۔ چنانچہ حق تعالی نے رد فرمایا۔ وَمَا هُمْ مِنْكُمْ اور حالانکہ یہ لوگ تم سے نہین ہین یعنی مومن نہین ہین۔ اللہ تعالی نے بھی جملہ اسمیہ سے اُنکے مومن ہونیکی نفی فرمائی جیسے اُنھون نے موکد قسم کھائی تھی

[illegible] لیکن یہ لوگ ایسی قوم ہیں کہ تم سے ڈرتے ہیں کہ تم قتل و قید وغیرہ کا وہ برتاؤ اُن کے ساتھ نہ کرو جو مشرکون کیساتھ کرتے
[illegible] نہیں تم سے خوف کرنا۔ حاصل آنکہ منافقون کے دل میں اسلام کا کچھ اعتقاد نہیں بلکہ دکھلانے ہی کو "ا ہر میں ارکان اسلام ادا
[illegible] خوف سے جھوٹی قسم بہت تاکید کیساتھ کھا جاتے ہین کہ ہم بھی مسلمان ہیں اور تقیہ کرتے ہین۔ حدیث مین ہو کہ جھوٹی قسم جان بوجھکر کھانا بستی
[illegible] منافق کی پہچان حدیث مین ہو کہ جھوٹ بات بولتا ہی۔ حدیث مین ہو کہ شر الناس اللہ تعالیٰ کے نزدیک ذوالوجہین ہو یعنی جو آدمی کہ اُس سے ملکر
[illegible] کے پاس اسکے خلاف کہے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑا بد ہی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے منافقون کی فضیحت بڑھائی کہ مومنون سے ظاہر میں اسطرح
قسم کھاتے ہین اور باطن مین اُنکے دشمن اور اُنسے گریز چاہتے ہین چنانچہ فرمایا۔ لَوْ يَجِدُوْنَ مَلْجَاً اگر پاتے وہ لوگ کوئی ملجا۔ پناہ کی جگہ خواہ اونچی ہو یا نیچی
[illegible] آدمیون وغیرہ کا ہو یا اُسکے مانند کوئی چیز ایسی ہو۔ اَوْ مَغٰرٰتٍ یا مغارات۔ جمع مغارہ جسمین انسان گھس جاوے اور زمین میں پست مقام اور سرداب یعنی تہ خانہ
وغیرہ۔ اَوْ مُدَّخَلًا۔ اے متدخلا۔ بعد ادغام کے مدخل ہوا۔ وہ جگہ جسمین داخل ہو جاوین بعض نے کہا کہ ملجا عام ہو اونچی نیچی کہین کسی طرح کی جائے پناہ ہو
مغارات۔ وہ غار جو پہاڑون میں ہون اور مدخل وہ جو زمین مین ہون۔ ابن عباس و مجاہد و قتادہ رحمہم اللہ نے کہا کہ ملجا قلعہ و گڑھی وغیرہ جسمین متحصن ہون اور جائے
حرز جسمین متحرز ہون۔ مغارات۔ پہاڑون کے غار۔ مدخل وہ سرب جو زیر زمین ہو یعنی تہ خانہ و پل وغیرہ۔ حاصل آنکہ منافقین اگر اوپر یا نیچے یا کہین کوئی ٹھکانا
پاتے۔ لَوَلَّوْا اِلَيْهِ تو اُسکی طرف متوجہ ہو کر اُسمین گھس جاتے۔ وَهُمْ يَجْمَحُوْنَ۔ درحالیکہ اس کام مین تیزی و جلدی کرنیوالے ہوتے کوئی چیز اُنکو
اس سے باز نہ رکھتی یجمحون از جموح۔ فرس جموح وہ گھوڑا کہ باگ سے ہرگز نہ رُکے۔ حاصل معنی یہ کہ منافقون کا حال تم سے عداوت و نفرت کا یہانتک ہو کہ
ملجا و مغارات و مدخل تینون ٹھکانون مین سے اگر کوئی ٹھکانا پاتے باوجودیکہ یہ انسان کیلئے بندش و ضیق کے بُرے ٹھکانے ہین تو بھی منافق اُنکی طرف
متوجہ ہوتے نہایت تیزی سے کہ جیسے جموح گھوڑے کو باگ نہین روک سکتی ہو اُنکو بھی کوئی چیز مانع نہو سکتی اور بہت جلدی اُسمین گھس جاتے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے منافقون کے
باطنی قبائح کے آثار مین سے ایک نوع دیگر کو یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مین صدقات کی تقسیم وغیرہ کی نسبت طعن کرنے کو ذکر فرمایا بقولہ تعالیٰ

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِي الصَّدَقٰتِ فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا رَضُوْا وَاِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَا
اور بعضے اُنمین ہین کہ تجکو طعن دیتے ہین زکات بانٹنے مین سو اگر اُنکو ملے اُسمین سے تو راضی ہون اور اگر نہ ملے

اِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ ○ وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ
تبھی وہ ناخوش ہو جاوین اور کیا خوب تھا اگر وہ راضی ہوتے جو دیا اُن کو اللہ نے اور اُسکے رسول نے اور کہتے بس ہے ہمکو اللہ

ع ۱۷ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ○
وہ دے گا ہمکو اللہ اپنے فضل سے اور اُس کا رسول ہم کو اللہ ہی چاہیئے۔

مفسرون کے اقوال اس آیت کے سبب نزول مین مختلف ہین جیسا کہ خطیب رح نے کہا ولیکن مترجم کے نزدیک اقوال متفق ہین صرف تفصیل و اجمال کا اور سبب
نزول معلوم و محل کا فرق ہو پس سبب نزول کو بخاری رح و نسائی و ابن جریر و ابن المنذر و ابو الشیخ و ابن مردویہ رح نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا
کہ رسول اللہ صلعم مال غنیمت تقسیم کرتے تھے کہ اتنے مین ذو الخویصرہ کا بیٹا (جسکا نام حرقوص تھا) آیا اور کہا کہ یا رسول اللہ انصاف سے تقسیم کرو آپ نے فرمایا کہ
تیری خرابی ہو پھر کون عدل کریگا اگر مین ہی عدل نہین کرتا ہون۔ عمر بن الخطاب رض نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ مین اس بے ادب کی گردن
ماردون۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اسکو چھوڑ دے کہ اس سے ایسے لوگ ہونگے جنکی نمازون کے سامنے تم مین کا آدمی اپنی نماز کو اور اُن کے روزون کے سامنے اپنے
[illegible] کو حقیر دیکھے گا حالانکہ یہ لوگ دین اسلام سے ایسے باہر ہونگے جیسے کمان سے تیر نکل جاتا ہو سو اُن کو جہان کہین تم پاؤ تو قتل کر ڈالنا کہ آسمان کے نیچے جتنے

Marfat.com

مقتول ہون سب سے بدتر ہون گے۔ الی آخر الحدیث۔ اور ابن جوزی حدیث کو ابو سعید نے روایت کی ... ساتھیون کے حق مین یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ ابن مردویہ نے حضرت ابن مسعود رض سے روایت کی کہ جب آنحضرت صلعم نے غنیمت حنین کی تقسیم ... کو مین نے کہتے سُنا کہ یہ تقسیم رضائے اللہ تعالیٰ کیواسطے نہین ہوئی پس مین نے آنحضرت صلعم سے عرض کیا تو آپنے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ... رحم فرمائے کہ موسیٰ کو اس سے زیادہ ایذا پہونچائی گئی اور اُسنے صبر کیا پھر یہ آیت نازل ہوئی شیخ ابن کثیر نے قتادہ رحمہ اللہ سے ... ہے کہ آنحضرت صلعم ایک غنیمت تقسیم کرتے تھے کہ ناگاہ ایک نومسلم اعرابی جنگلی آیا اور کہا کہ اے محمد اگرچہ تم کو عدل کرنیکا حکم دیا گیا ہے تو ... حضرت صلعم نے فرمایا کہ خرابی ہو تیری پھر میرے سوائے کون تجھ پر عدل کریگا۔ پھر حضرت صلعم نے کہا کہ اے لوگو اس شخص و ایسون سے پرہیز رکھنا کہ میری امت مین ایسے لوگ ہونگے کہ قرآن کی تلاوت کرینگے مگر اُن کے ترقوہ سے نیچے نہ اُتریگا سو جب یہ لوگ خروج کرین تو اُن کو قتل کر ڈالنا۔ ... فرمایا۔ شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ قتادہ رح کا بیان مشابہ اس روایت شیخین کے ہے جسمین ذوالخویصرہ کا حال مذکور ہوا۔ واضح ہو کہ آنحضرت صلعم نے غنائم حنین تقسیم کرنے مین اہل مکہ کو زیادہ دیکر اُن کی تالیف قلوب فرمائی تھی جسپر دنیا کے بندے ذوالخویصرہ کے مانند بیدین منافقون نے اعتراض کیا کلبی رح نے کہا کہ اس تقسیم پر جواظ نامی منافق بولا کہ اپنے سردار کو دیکھو کہ بکری چرانے والون مین غنیمت بانٹتا اور عدل کا دعویٰ کرتا ہے تو آنحضرت صلعم نے کہا کہ او بے پدر کیا موسیٰ چرواہا نہ تھا اور کیا داؤد چرواہا نہ تھا۔ ابن زید رح نے کہا کہ منافق کہنے لگے کہ محمد اس مال غنیمت کو جسے چاہتے ہین دیتے ہین اور اپنی خواہش کی پابندی کرتے ہین تب یہ آیت نازل ہوئی۔ کما ذکرہ الخطیب ابوبکر الاصم نے اپنی تفسیر مین روایت کی کہ آنحضرت صلعم نے اپنے ایک صحابی سے فرمایا کہ تو فلان شخص سے واقف ہے اُسنے عرض کیا کہ مجھے اتنا معلوم ہے کہ آپ اُسکو اپنی مجلس مین تقرب دیتے اور بہت کچھ مال عطا فرماتے ہین آپنے فرمایا کہ ہان وہ منافق ہے اُسکے نفاق دور ہونے کیلئے مدارات کرتا ہون اور اس لئے کہ اور ون کے دلون مین فساد نہ ڈالے تو صحابی نے عرض کیا کہ کچھ آپ فلان مرد کو بھی عطا فرمایا کرین۔ آپنے فرمایا کہ وہ تو پکا پورا مومن ہے اور یہ البتہ منافق ہے جسکا فساد مٹانے کو مال عطیہ بخشتا ہون۔ بالجملہ یہ آیت منافقون بے ایمانون کی حالت قبیحہ کے بیان مین ہے چنانچہ فرمایا۔ وَمِنْهُمْ مَّن يَلْمِزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ لمز آخر از چشم و ابرو و آنکھ وغیرہ سے اشارہ کرنا اور مستعمل بمعنی عیب لگانا پس لمز مین اشارہ بروجہ عیب ہونا ضرور ہے بخلاف غمز بغین و زاء ہردو نقطہ دار کے کہ وہ عام ہے خواہ یہ اشارہ آنکھ وغیرہ کا بروجہ عیب ہوا ہو۔ اور یلمز مضارع بروزن یضرب یفعل دونون آیا اور ایک قرأۃ بروزن یبصر ... تفعیل ہے و لکھا صلی یلمزک ای یعیبک۔ فارسی رح نے کہا کہ تقدیر فی تقسیم الصدقات ہے اور بعض نے کہا فی امر الصدقات۔ یہ اولیٰ ہے کیونکہ تقسیم وغیرہ سب امر کو جسمین منافقین عیب گیری کرتے تھے شامل ہے پس حاصل یہ کہ ومن المنافقین من یعیبک فی امر الصدقات۔ منافقون مین سے بعض ایسے ہین کہ تجھکو اے محمد صلعم درباره صدقات کے عیب لگاتے ہین۔ صدقات عام ہے خواہ مفروضہ ہو یعنی زکوۃ یا غیر مفروضہ جیسے تطوعات و غنائم وغیرہ۔ پس منافقون کی غایت ہمت اموال حقیر دنیاوی پر مقصور تھی۔ فَإِنْ أُعْطُوا مِنْهَا رَضُوا۔ ضمیر اعطوا راجع بجانب مَن موصولہ بحسب المعنی ہے ای فان اعطوا ہولاء اہل النفاق من الصدقات بقدر ما یریدون و تشتہی انفسہم رضوا عنک بما رفع منک یعنی اگر ان منافقون کو دیا گیا صدقات مین سے اتنا کہ جسقدر بخواہش نفسانی چاہتے تھے تو جو کچھ تو نے کیا اُسپر تجھ سے راضی ہو جاتے ہین کیونکہ یہی اُن کا غایت مقصود تھا اور دین و ثواب آخرت کے تو معتقد ہی نہین ہین لہذا فرمایا۔ وَإِن لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَا إِذَا هُمْ يَسْخَطُونَ۔ ای وان لم یعطوا من الصدقات بقدر ما تشتہی انفسہم اذا ہم یسخطون۔ اور اگر اُن کو صدقات سے بقدر اُنکی خواہش نفسانی کے نہ دیا گیا تو ناگاہ وے سخط و خشم مین ہوتے ہین۔ اذا حرف مفاجات ہے اور فائدہ یہ کہ شرط پائی جانتے ہی جزا مذکور کا ہجوم ہوتا ہے کیونکہ مقصود حطام دنیاوی کا فوت ہونا بے درنگ تامل کے اُن کو سخط مین گرفتار کر لیتا ہے علماء معانی نے کہا کہ یہ آیت کریمہ دلالت کرتی ہے کہ منافقین ...

Marfat.com

[illegible] تھے کہ صدقات لینے پر انکی حرص کی نوبت یہان تک پہونچی کہ بانٹنے مین آنحضرت صلعم کو عیب لگایا باوجودیکہ آنحضرت صلعم تمام مخلوق
[illegible] مال اور جود والے اور ہرگز دنیا کی طرف مائل نہ تھے ضحاک رح نے کہا کہ آنحضرت صلعم بحکم حق تعالی تقسیم کرتے سو منافقون کو اگر بہت مل گیا تو
[illegible] اگر تھوڑا ملا تو ناراض ہوکر عیب لگانے لگے اللہ تعالی فرماتا ہے۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۔ اے
[illegible] بالرضاء ما اتاہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بفرض اللہ تعالی وقسمتہ لہم۔ اور بعض نے کہا کہ اللہ تعالی کا نام پاک درمیان مین تعظیم کیلئے
[illegible] کیلئے ہے کہ رسول اللہ صلعم کا فعل بحکم الٰہی ہوتا ہے وبنا بر قول اول کے اعطاء الٰہی بدین معنی کہ ان کو دینے کا حکم رسول پر بھیجا اور عطاء رسول
[illegible] یا ومعنی یہ کہ اور اگر منافقین رضامندی سے لیتے اسقدر جو انکو رسول اللہ صلعم نے اللہ تعالی کے فرض کرنے و بانٹنے سے دیا۔ وَقَالُوْا
حَسْبُنَا اللّٰهُ۔ اور کہتے کہ اللہ تعالی ہم کو کافی ہے وہی ہمارا کفایت فرمانیوالا ہے۔ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗ۔ سیعطینا
اللہ تعالی من فضلہ بان یامر رسولہ باعطائنا وسیعطینا رسولہ ویوصلنا من غنیمۃ اخری عنقریب ہمکو عطا فرما دیگا اللہ تعالی اپنے فضل سے باین طور
کہ اپنے رسول کو حکم دیگا کہ وہ ہم کو دیوے اور عنقریب اس حکم کے موافق رسول اللہ صلعم ہم کو عطا فرما دیگا یعنی دوسری غنیمت وغیرہ مین سے۔ اِنَّآ
اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ۔ ہم اپنے اللہ تعالی کی طرف راغب ہین۔ یہ دونون جملہ گویا حسبنا اللہ کی تفسیر ہین یعنی ہم کو تو اپنے اللہ تعالی کی طرف رغبت
ہے وہی ہمارے واسطے دنیا مین بہتری و آخرت مین بھلائی دیگا بس وہی ہمارا کافی ہے اسی واسطے درمیان مین حرف عطف نہین ہے قالہ الکرخی۔
اور جواب لو محذوف ہے اے ولو انہم رضوا بذلک وقالوا کذلک لکان خیرا لہم یعنی اگر وہ لوگ اللہ تعالی و رسول کے دیے پر راضی ہوتے اور اسطرح
کہتے کہ قالوا حسبنا اللہ الخ تو اُن کے حق مین بہتر ہوتا یا اگر وہ ایسا کرتے اور کہتے تو سچے ایمان والون کے انعام مین شامل ہوتے بالجملہ جزاء محذوف
اسی کہ اسکا مقصد ظاہر ہے اسی وجہ سے حذف ہوئی ف۔ سچے ایمان کا نشان ہے کہ حسبی اللہ ونعم الوکیل۔ پر یقین و اللہ تعالی ہی کی طرف رغبت ہو
اور دیگر امور کو اصلی مقصود یعنی رغبت الٰہی کے حصول سے کبھی مانع نہ ہونے دیوے اور ہمیشہ قضائے الٰہی پر راضی ہو اور حدیث مین یہ مضمون ثابت
ہے کہ حق تعالی فرماتا ہے کہ جو میرے حکم قضاء پر راضی نہ ہو وہ میری بادشاہت سے نکل جائے۔ نیک بخت سمجھ جائیگا کہ جب ہم اور سب اُسکی
ملک و خلق و بندے ہین اور وہی سب کا مالک و خالق ہے تو ناراضی کیسی فافہم۔ ف۔ **فی العرائس** قولہ تعالی ولو انہم رضوا ما اتاہم اللہ ورسولہ
یہ ایسی مخلوق کا حال ہے جو مقام رضاء کے لائق نہین کیونکہ اللہ تعالی و رسول اور حقائق دین کے علم و معرفت سے محروم ہین اور اگر اُن کو معرفت
ہوتی تو جس امر مین حق تعالی انکو مبتلا کرتا اسپر راضی ہوتے کیونکہ رضاء بقضاء معرفت پر ہے۔ جو بندہ مقام رضا مین آیا اُسکی حالت یہ ہوتی ہے کہ جو بلاء اُسکے
سامنے آئی اور جس امتحان مین اُسکا قلب مبتلا ہوا اسمین خوش رہتا بلکہ لذت عجیب پاتا ہے کیونکہ اسکی نظر اس بلاء کے دینے والے پر ہوتی ہے اور وہ
انوار معرفت سے مالامال ہوجاتا ہے جسکا نظیر دنیا و مافیہا بلکہ تمام عالم مین نہین ہے اسیواسطے جو تقدیر اسپر جاری ہوئی اُسکو دیکھو تو کیسی آسانی سے
برداشت فرماتا ہے۔ حدیث مین ہے کہ مصیبت پہونچنے پر جسنے کہا کہ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یعنی ہم تو اللہ تعالی کے ہین اور اسی کی طرف لوٹنے
والے ہین ہمارے پاک پروردگار تو ہم کو اس سے بہتر بجائے اسکے عطا فرمائے تو اللہ تعالی اسکو اس سے بہتر دیتا ہے چنانچہ یہان بھی فرمایا کہ جو مقام
رضا مین ثابت قدم ہے اللہ تعالی اسے زندگی وموت وغیرہ مین بفضل عظیم اسکی خلافت فرماتا ہے کیونکہ فرمایا۔ وقالوا حسبنا اللہ الی آخرہ۔ اور ظاہر ہے
کہ اللہ تعالی جسکا کافی ہو اسکی اعلی اُجرت یہ کہ اس کافی پاک کا مشاہدہ پائے اور نعمت زائل شدہ کا بدلا تو ادنی ہے اور فرمایا سیوتینا اللہ
من فضلہ ورسولہ۔ اللہ تعالی ہمکو اپنے فضل سے عطا فرما دیگا۔ افضل عطاء یہ کہ قرب مشاہدہ نصیب کریگا اور اُسکا رسول پاک فوائد غیب اسوقت
[illegible] و حقائق ادب سے آراستہ کردیگا تاکہ لائق درگاہ کبریائی ہون۔ انا الی اللہ راغبون۔ ہمکو تو اپنے اللہ تعالی کی ہی طرف حقیقت مین رغبت ہے

Marfat.com

اور کسی چیز کی طرف نہین بس رغبت یہ کہ اسکے جمال پاک کا شوق ہی۔ اس آیت مین حق تعالی نے صادقین [illegible]
سکھلائے ہین۔ ابراہیم بن ادہم نے کہا کہ جو شخص تقدیر الٰہی پر راضی ہو اوہ کبھی غمگین نہین ہوتا۔ فضیل رحمہ اللہ نے کہا کہ جو [illegible]
سے بڑھکر تمنا نہین کرتا۔ مترجم کہتا ہی کہ آگے جو آیت کریمہ آتی ہی اُسکے معنوی و اشارتی تعلق کو شیخ نے اس طرح ذکر کیا کہ منافقین [illegible]
وغیرہ سے حصہ مانگتے و دعوے ایمان و معرفت مین جھوٹے تھے اُن کے منہ مین دروغ کی خاک جھونک کر بیان فرمایا کہ صدقہ منافقین [illegible]
جسکو منافقین کذاب مانگتے ہین وہ اُنکے لائق نہین بلکہ مخصوص باہل مقامات و بندگان ربانی و روحانی ہی اور حق تعالی نے خود اسکی تقسیم [illegible]
کہتا ہی کہ تفسیر کلام کے مفسرین نے فرمایا کہ جب منافقون نے رسول اللہ صلعم پر تقسیم صدقات کے بارہ مین اپنی ناپاک [illegible]
نے اُن کے طعن دور کرنے کو بذات پاک اسکا مصرف بیان فرمایا بقولہ

إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ

زکوۃ جو ہے سو حق ہے مفلسون کا اور محتاجون کا اور اُس کام پر جانیوالون کا اور جسکا دل پرچانا ہی اور گردن چھڑانے مین

وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ

اور جو تاوان بھرین اور اللہ کی راہ مین اور راہ کے مسافر کو ٹھہرا دیا ہی اللہ کا اور اللہ سب جانتا ہی حکمت والا

آیت کریمہ مین حرف انما حصر کیلئے ہی یعنی مصرف زکوۃ انھین آٹھون اصناف مذکورہ مین منحصر ہی پس اُن کے سوائے کسی اور کو دینا جائز نہین۔ مین کہتا ہون
کہ اس پر اجماع و اتفاق ہی پھر مفسر رح نے بنا بر مذہب شافعی رح کے کہا کہ اُن مین سے کسی صنف کو محروم کرنا بھی جبکہ موجود ہو وے جائز نہین ہی پس
امام المسلمین ان سب اصناف پر مساوی تقسیم کرے اور اسکو یہ بھی اختیار ہی کہ کسی صنف کو دوسری صنف سے زیادہ دے اگرچہ دوسری کو بالکل محروم
نہین کرسکتا۔ مترجم کہتا ہی کہ اسمین اختلاف ہی و عنقریب تفسیر مین تفصیل آویگی۔ پھر مفسر رح نے کہا کہ حرف الف لام جو للفقراء وغیرہ پر ہی اُسنے افادہ
دیا کہ ہر صنف کے تمام افراد کا استغراق واجب ہی یعنی ہر صنف کے تمام افراد کو دینا چاہیئے ولیکن چونکہ یہ امر متعذر ہی لہذا زکوۃ تقسیم کنندہ سے
یہ وجوب ساقط ہوا اور اسقدر پر کفایت کی گئی کہ ہر صنف مین سے تین فرد کو دیدے اگر تین سے بھی کم کئے تو روا نہین ہی کیونکہ صیغہ جمع کم سے کم تین فرد پر
صادق ہوگا والحاصل جب صیغہ جمع پر الف لام داخل ہوا تو معنی جمعیت کے ساقط ہو کر استغراق ہو گیا تھا لیکن جب استغراق پر عمل متعذر ہوا تو پھر
مفاد صیغہ جمع پر عمل ضروری رہا پس تین سے کم کو دینا کافی نہ ہوگا پھر آیت مین اجمال تھا کہ فقراء مثلاً مسلمان و کافر وغیرہ سب کو شامل ہی یا خاص
مراد ہی تو سنت نے بیان فرمایا کہ جس کو صدقہ مین سے دیا جائے ان اصناف مین سے وہ ضرور ہی کہ مسلمان ہو اور ہاشمی یا مطلبی نہ ہو۔ بدلیل
حدیث صحیح کہ بنو ہاشم و بنو المطلب بمنزلہ واحد ہین اور ایک روایت مین ہی کہ بنو المطلب نے زمانہ جاہلیت یا اسلام مین کبھی بنو ہاشم سے مفارقت نہین
کی پس جیسے ہاشمی کو بالاتفاق نہ دیا جائے ویسے ہی بدلیل مذکور بنو المطلب کو بھی نہ دیا جائے گا اور یہی امام احمد کا قول بھی ایک روایت مین مروی
ہے اور ائمہ حنفیہ نے اسمین خلاف کیا اور روا صحیح ہو کہ ہاشمی کا غلام بھی نہو نا شرط ہی کیونکہ جب غلام کی ملک مین مولی کی ہی تو گویا مولی ہاشمی کو دیا پس
جائز نہین۔ جب یہ معلوم ہو گیا تو اب تفسیر کی طرف رجوع کرتا ہون پس لفظ فقراء و مساکین وغیرہ کی تفسیر بیان ہوگی اور یہ امر کہ حرف انما سے
انحصار اس امر کا مقصود ہی کہ صدقہ کا مصرف ان اصناف سے خارج نہین یا اس امر کا کہ صدقہ ان سب مین تقسیم کر دینا واجب ہی اور یہ امر کہ اس
زمانہ مین جملہ اصناف مذکورہ باقی ہین یعنی ان سب کو دیا جائیگا یا بعض ساقط ہوگئے ہین اور نیز یہ امر کہ ہاشمی کے حق مین اب کیا فتوی ہی۔ و اِنَّما
اللہ تعالی نے صدقات کا مصرف بیان فرمایا بقولہ اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ ثابتۃ لِلْفُقَرَآءِ یعنی صدقات کا استحقاق تو انھین اصناف [illegible]

Marfat.com

کے زکوة مین مفسر رحہ نے کہا کہ صدقات سے زکوة یعنی اموال زکوة مراد ہین اور یہ ظاہر ہی کیونکہ منجملہ اموال بیت المال کے خراج وغیرہ ہی اور مال غنیمت اسکا مصرف انھین اصناف مین منحصر نہین اور حرف انما انھین اصناف پر مصرف مقصور ہونے کیلئے ہی پس ان سے متجاوز کہین صرف نہین ہو سکتا اور رسول اللہ صلعم کو یہ اختیار نہین کہ منافق وغیرہ جس کسی کو چاہین دیدین اور خود آنحضرت صلعم نے اپنے اہل وعیال کے لئے کبھی اس مال مین سے جو لوگون کا میل کچیل ہی نہین لیا بلکہ پانچوین حصہ غنیمت پر اکتفار فرماتے تھے چنانچہ فرمایا۔ انما ہی من اوساخ الناس فلا تحل لمحمد ولا لآل محمد۔ اور بطین کہ مین سے ایک نے بمقتضائے بچپن ایک چھوارا منہ مین ڈال لیا تھا تو کخ کخ لکر تھکوا دیا کہ یہ لوگون کا میل کچیل ہی پس اس آیت سے طعن کرنے والے منافقون حریصون کی امید ٹوٹ گئی کہ جب صدقہ انھین اصناف مین منحصر ہوا تو وہ کمبخت خواہ مخواہ اس مال سے محروم و افسوس کرتے رہے۔ پس جب انحصار کے یہ معنی ہین جو مذکور ہوئے تو امام المسلمین یا صدقہ دینے والے کو اختیار ہی کہ چاہے ان آٹھون اصناف کو تقسیم کردے یا بعض اصناف کو سب دیدے اور بعض کو محروم چھوڑے اور یہی حضرت عمر و حذیفہ و ابن عباس رضی اللہ عنہم و ابو العالیہ و سعید بن جبیر و میمون وغیرہم کا قول اور یہی ابو حنیفہ و مالک و احمد کا مذہب ہی و ابن جریر رح نے کہا کہ یہی عامۂ اہل علم کا قول ہی اور امام مالک رح نے کہا کہ اسی پر اجماع ہی اور ابن عبد البر نے کہا کہ مراد اجماع صحابہ ہی یہ کہ کوئی اسکے مخالف نہین معلوم ہوا پس شافعی رح و ایک جماعت نے جو کہا کہ آٹھون اصناف کا استیعاب واجب اور کسی کو محروم نہین کر سکتا ضعیف ہی اسلئے کہ انحصار انما اسلئے نہین کہ تقسیم ان اصناف پر باستیعاب واجب ہی و تمام الکلام فی الفقہ۔ پھر قولہ وَلِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ لے ثابتۃ للفقراء آہ او مصروفۃ لہم یعنی اموال زکوة ثابت ہین یا پھیرے گئے ہین واسطے فقراء کے اور واسطے مساکین کے الخ۔ اور حدیث مین ہی۔ لا تحل الصدقۃ لغنی ولا لذی مرۃ سوی یعنی حلال نہین صدقہ کسی غنی کو اور نہ کسی کمائی کی قوت رکھنے والے تندرست کو۔ رواہ احمد و اہل السنن پس تونگر کو حلال نہین اور حدیث مین ہی کہ امرت ان آخذ الصدقۃ من اغنیائکم وارد ہا علی فقرائکم یعنی مجھے حکم ہی کہ تمہارے تونگرون سے صدقہ لیکر تمہارے فقیرون پر رد کر دون یعنی تمہارے فقیرون پر تقسیم کردون۔ اس حدیث مین بھی استیناس ہی کہ استیعاب جملہ اصناف واجب نہین اور نیز ظاہر ہوا کہ مسلمانون ہی کے فقیرون وغیرہ کو دینا لازم ہی پس جیسے کافر رعایا سے صدقہ لیا نہ جاوے ویسے ہی کافر فقیرون کو دیا بھی نجاوے گا ابن کثیر وغیرہ نے لکھا کہ فقراء کو مقدم کیا اسلئے کہ شدت محتاجی مین انکا حال باقیون کے بنسبت زیادہ پریشان ہوتا ہی اور یہ توجیہ چاہتی ہی کہ احتیاج کی ترتیب سے ان اصناف کو ذکر فرمایا ہی واللہ اعلم ولیکن علماء رح نے اختلاف کیا کہ فقیر زیادہ تباہ حال ہوتا ہی یا مسکین پس یعقوب بن السکیت و قتیبی و یونس بن حبیب نے کہا کہ فقیر کے پاس قدر کفایت مین سے کچھ ہوتا ہی تو وہ بہ نسبت مسکین کے جسکے پاس کچھ نہین ہوتا اچھا ہی اور یہی ابو حنیفہ و احمد و بعض اہل فقہ کا قول ہی اور اصمعی وغیرہ اہل لغت نے کہا کہ مسکین اس سے اچھا ہوتا ہی کیونکہ حق تعالی نے کہا کہ اما السفینۃ فکانت لمساکین یعملون فی البحر۔ پس مالکان کشتی کو مساکین فرمایا حالانکہ وہ اکثر بیش قیمت ہوتی ہی اور اسی قول کو طحاوی نے کوفیون[2] سے حکایت کیا اور یہی شافعی کے دو قول مین سے ایک اور یہی اکثر اصحاب شافعی کا قول ہی اور بعض علماء نے کہا کہ دونون کا حال محتاجی مین برابر ہی اور یہی شافعی کا دوسرا قول ہی اور یہی ابو یوسف و اصحاب مالک کا قول ہی اور ابن عباس و حسن و عکرمہ و مجاہد سے مروی ہی کہ محتاج متعفف تو فقیر ہے اور محتاج سائل کو مسکین کہتے ہین۔ اور یہی ابن جریر رح و بہتیرون نے اختیار کیا۔ ولیکن حدیث لا تحل الصدقۃ لغنی آہ سے نکلتا ہی کہ فقیر ایسا محتاج ہی جو کمانے پر قادر نہ ہو اور شاید یہین سے قتادہ نے کہا کہ فقیر وہ ہی جو اپاہج ہو۔ اور حدیث مین ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسکین یہ لوگون کے پاس پھیرے لگانیوالا نہین کہ اسکو لقمہ دو لقمہ یا چھوارا دو چھوارے دیکر ٹال دیتے ہین تو صحابہ رض نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ پھر کون مسکین ہی فرمایا کہ جو بقدر کفایت نہین پاتا کہ اسکو بے پروا کردے اور اسکے حال سے آگاہی بھی نہیں ہوتی کہ کوئی اسکو صدقہ دیوے اور وہ خود لوگون سے مانگتا نہین ہی۔ والحدیث فی الصحیحین وغیرہما۔ اور

[1] زکوة تو لوگون کے میل کچیل سے ہے پس محمد و آل محمد کو حلال نہین ہی ۱۲ ام [2] یعنی علمائے کوفہ اور شاید ان مین ابو حنیفہ بھی مراد ہون ۱۲

Marfat.com

مسکین کی اس تفسیر پر قولہ اما السفینۃ فکانت لمساکین الآیۃ سے منافات نہین اور اسی کو ترجیح دیگئی ہو اور اسی کو [illegible]
وہ ہو جو اسقدر نہ پاوے کہ اُسکے موقع کفایت مین واقع ہو اور کمالین مین کہا کہ مراد یہ ہو کہ جسکے پاس بالکل مال نہو کہ اسکی حاجت [illegible]
قولہ۔ وَالْعَامِلِيْنَ عَلَيْهَا ۔ لے للذین یعملون علی الصدقات۔ اور صدقات ان لوگون کے واسطے ہین جو صدقات پر عامل [illegible]
پس عامل کو صدقہ مین سے دیا جاوے اگرچہ وہ تونگر ہو اور لفظ عامل مین ساعی و کاتب و عاشر و عریف و حاسب و حافظ اموال [illegible]
سب داخل ہین اور ساعی وہ ہو جسکو امام بغرض قبضۂ صدقات روانہ کرے اور عریف جو ارباب استحقاق کو پہچانے اور جو لوگ کہ زکوٰۃ کے اموال [illegible]
اور جمع کرین اُن کی اُجرت بذمہ مالک ہے اور شرط یہ ہو کہ عامل ہاشمی نہو اور بنابر قول شافعیؒ کے مطلبی بھی نہو۔ وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ [illegible]
للذین یالف قلوبہم۔ اور صدقات ان لوگون کے لئے ہین جنکے دلون کی تالیف کی جاوے اور وہ چند اقسام ہین۔ بعض وہ اشراف کافر کہ جن کو
اسواسطے دیا جاوے کہ وہ مسلمان ہو جاوین جیسے آنحضرت صلعم نے صفوان بن اُمیہ کو غنائم حنین سے دیا حالانکہ اسوقت مشرک تھا چنانچہ خود
صفوان نے روایت کی کہ حنین کے روز آنحضرت صلعم نے مجھے عطیہ دیا حالانکہ آپ مجھے سب سے زیادہ مبغوض تھے پھر برابر دیا کئے یہان تک کہ مجھے
سب لوگون سے زیادہ محبوب ہو گئے۔ رواہ مسلم وغیرہ اور بیضاویؒ نے کہا کہ اصح یہ کہ ایسے کافرون کو آپ اپنے مخصوص پانچوین حصہ مین سے
جو خمس غنیمت مین سے ہوتا تھا عطا کرتے تھے اور بعض وہ کہ جن کے اسلام مین ضعف ہو دیا جاوے تاکہ اسکا اسلام خوب ثابت ہو جاوے
جیسے طلقاء قریش کو بروز حنین سو سو اونٹ دیئے اور حدیث مین ہو کہ مین بعض آدمی کو دیتا ہون حالانکہ دوسرا بہ نسبت اُس کے مجھے زیادہ محبوب
ہوتا ہو بدین خوف کہ اللہ تعالیٰ اُسکو اوندھے منہ جہنم مین نہ ڈالے اور بعض وہ کہ جن کے دینے سے اُن کے ہمسرون کے مسلمان ہو جانے کی امید ہو اسی
واسطے آنحضرت صلعم نے عیینہ بن حصن و عباس بن مرداس و اقرع بن حابس عطارد بن تمیم کو دیا۔ وفی ذلک قال عباس اتجعل نہبی ونہب
العبید بین عیینۃ والاقرع الی آخرہ علی مافی صحیح مسلم۔ اور بعض وہ کہ دار الاسلام سے ڈانڈ لے ہوئے کفار کی شرارت ہم سے دور رکھے یا زکوٰۃ
دینے سے انکار کرنیوالون سے سختی پر لاکر زکوٰۃ وصول کرا دے کیونکہ لشکر بھیجنے سے یہ آسان ہو۔ سراج مین کہا کہ کافرون کے اسلام لانے کی تالیف
کیلئے اب دیا جائیگا نہ زکوٰۃ مین سے اور نہ کسی مال مین سے کیونکہ نہ دینے پر اجماع ہو گیا اور اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو عزت دیدی اور اہل اسلام
کو تالیف کی حاجت نہین رہی۔ شیخ ابن کثیرؒ نے لکھا کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کافرون کو اسلام کی تالیف کیلئے دیا جاوے یا نہین تو اس
مسئلہ مین اختلاف ہو چنانچہ عمرؓ و عامر شعبی و ایک جماعت سے مروی ہو کہ اب نہین دیا جائیگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسلام و اہل اسلام کو قوت و عزت دیکر
بے پروا کر دیا اور قول یہی مشہور مذہب امام مالکؒ و امام ابو حنیفہؒ کا ہو حتی کہ بعض حنفیہ نے اسپر اجماع صحابہ کا دعویٰ کیا اور یہی رویانیؒ و ایک جماعت
کا قول ہو پھر ابن کثیرؒ نے لکھا کہ دیگر علماء نے کہا کہ اب بھی دئے جاوین کیونکہ آنحضرت صلعم نے بعد فتح مکہ و شکست ہوازن کے اُن کو دیا۔ قال المترجم
اقسام مؤلفۃ القلوب مین سے ایک وہ قسم کہ اُن کو اس غرض سے دیا جاوے کہ اسلام لے آوین اور ایک وہ قسم کہ اہل اسلام سے پڑوسی کافرون کا شر دور کرین
ان دونون کو امام شافعیؒ کے نزدیک نہ دیا جائے اور باقی دو قسم کو ایک وہ کہ اسلام پر ثابت قدم رہین اور دوم وہ کہ اُنکی دیکھا دیکھی اُنکے ہمسر اسلام لاوین بنابر راجح قول کے دیا جاوے بعض علماء [illegible]
آیہ کے موافق ہو کہ مؤلفۃ القلوب کا حصہ اب بھی باقی ہو کیونکہ یہ امر ایسا ہو کہ کبھی اسکی ضرورت پڑتی ہو اور عمرؓ نے اسوقت کچھ ضرورت نہ دیکھی اسلئے اُنکا حصہ قطع کر دیا اور زہریؒ سے روایت ہو کہ مجھے اس کا منسوخ
ہونا نہین معلوم ہوا۔ اور اسی پر ماوردیؒ نے فتویٰ دیا ہو۔ قال المترجم امام ابو حنیفہ و مالکؒ کے نزدیک مؤلفۃ القلوب کا حصہ مطلقاً ساقط ہو اور شافعیؒ کے
نزدیک اُسکے اقسام چہارگانہ مین سے دو ساقط و دو باقی ہین و مآل یہ کہ اُن کے نزدیک ساقط نہین ہو پھر بنابر قول اول کے جب اُن کا حصہ [illegible]
تو یہ حصہ بھی باقی اصناف کی طرف پھیرا جاوے یعنی اموال صدقات اب جملہ سات اصناف کیلئے منحصر ہین جنمین سے فقراء و مساکین و عاملین [illegible]

لے کیا آپ میرے اور میرے گھوڑے عبید کی لوٹ کو عیینہ و اقرع کے درمیان قرار دیتے ہین یعنی ان دونون سے کم۔ حالانکہ یہ ان دونون سے کم نہین ہے اور میرا باپ ان کے باپ سے کم نہ تھا ۱۲ منہ

Marfat.com

جامع ... ساقط ہوئے اور باقی رہے یعنی آٹھ۔ قولہ۔ وَفِي الرِّقَابِ یعنی فی فک الرقاب۔ گردنین آزاد کرنے مین یعنی جن باندی
غلامون کو اُنکے مالکون نے مکاتب کیا یعنی اس طرح کہ اُن کو تحریر لکھدی کہ تم اسقدر مال خواہ یکمشت یا قسط وار ادا کردو تو تم آزاد ہو جاؤ پس
صدقات سے اُن کی مدد آزاد ہونے کیلئے دینا چاہیے اور یہ مخصوص مسلمان باندی و غلام مکاتب کے حق مین ہے جیسا کہ پہلے معلوم ہو چکا
اہل علم اور یہی تفسیر حسن بصری اور مقاتل بن حیان و عمر بن عبدالعزیز و سعید بن جبیر و نخعی و زہری و ابن زید وغیرہم سے مروی اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ
عنہ سے بھی ایسا ہی مروی ہے اور یہی مذہب امام ابوحنیفہ و شافعی ولیث بن سعد و اکثر فقہاء کا اور ایک روایت مالک رح سے ہے اور قولہ تعالیٰ وآتوہم من
مال اللہ الذی آتاکم بھی اسی پر دلالت کرتا ہے۔ بعض نے یہ تفسیر بیان کی کہ باندی غلام خرید کر آزاد کر دیا جاوے اور کہا کہ یہی ابن عباس رض و ابن عمر رض سے مروی
اور یہی مذہب مالک و احمد و اسحق کا ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ ابن عباس رض و حسن بصری رح کا قول شیخ ابن کثیر نے یون لکھا کہ زکوۃ سے مملوک خرید کر آزاد کرنے مین مضائقہ
نہین ہے اور یہ قول صریح ہے کہ فی الرقاب کا لفظ اعم و شامل ہے کہ مکاتب کی آزادی مین اعانت ہو یا مستقل رقبہ خرید کر آزاد کر دیا جاوے چنانچہ ابن کثیر رح
نے قول ابن عباس کے یہی معنی بیان کئے علاوہ ازین حسن بصری سے مکاتب کی اعانت کرنے کی تفسیر خود اوپر مذکور ہو چکی اور وہ دلیل ہے کہ اُن کی
مراد یہ ہے کہ آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ باوجود اعانت مکاتب کے یہ بھی روا ہے کہ مستقل رقبہ خرید کر آزاد کیا جاوے پس ظاہر ہوا کہ تفسیر مین کچھ اختلاف نہین
ہے اور بیضاوی نے ایک قول دیگر نقل کیا کہ مسلمان قیدیون کو قید کفار سے رہا کرانے مین خرچ کیا جاوے۔ اگر کہا جاوے کہ اوپر سے للفقراء وغیرہ لام کیساتھ تھا
اور یہان فی الرقاب فرمایا تو یہان باقیون مین آخر تک لام سے فی کی طرف عدول مین کیا نکتہ ہے۔ جواب دیا گیا کہ اسلئے کہ دلالت ہو کہ رقاب کیواسطے استحقاق
نہین بلکہ اس جہت کا استحقاق ہے یعنی ایسے لوگون کو اُنکی ذات کے لحاظ سے استحقاق نہین بلکہ فک رہائی کا استحقاق ہے پس اُنکا حصہ اُنکی رہائی مین صرف
ہو اور اُنکے ہاتھون مین نہ دیا جائے الا آنکہ وے بھی اسی کام مین صرف کرین اور اُس کو دوسرے کام مین صرف کرنیکا استحقاق نہین ہے اور بعض نے جواب دیا
کہ حرف فی واسطے ظرفیت کے ہے پس تنبیہ ہے کہ رقاب رقیقہ زیادہ مستحق ہین کہ صدقات اُنھین مین رکھے جاوین باین طور کہ آزاد کرائے جاوین۔ صنف ششم
قولہ۔ وَالْغَارِمِينَ اے اور مستحق صدقات کے غارمین ہین۔ مفسر رحمہ اللہ نے کہا کہ ایسے قرضدار لوگ جنھون نے سوائے گناہ کے کام کے اور کام مباح
کیواسطے قرضہ لیا ہو یا اگر گناہ کیواسطے لیا تھا مگر اب توبہ کر چکے ہین اور اُن کے پاس اسقدر نہین کہ یہ قرضہ ادا کرین یا ایسے لوگ جنھون نے مسلمانون
کے آپس کی اصلاح کیلئے لیا اگرچہ وہ خود تونگر ہون تو ان سب کو صدقات سے دیا جاوے۔ غرم اصل لغت مین ایسی چیز کا لازم آنا جو نفس پر شاق
ہو اسی سبب سے قرضہ کو غرم کہتے ہین اور کبھی ہلاک سے تعبیر ہوتی ہے۔ کما فی قولہ تعالیٰ ان عذابہا کان غراما۔ سراج و معالم وغیرہ مین ہے کہ غارمین کے
تین اقسام ہین ایک وہ جس نے اپنی ذاتی مصلحت سے قرضہ لیا۔ دوم جس پر تاوان لازم آیا۔ سوم جس نے فتنہ بجھانے کو قرضہ لیا۔ پس بدون معصیت کے
اپنے واسطے قرضہ لینے والے کو یا توبہ کر لینے والے کو صدقہ دیا جاوے اگرچہ وہ کما کر ادا کرنے پر قادر ہو اور مکاتب کا بھی یہی حکم ہے اور جس پر قرضہ تاوان لازم
آیا جیسے کسی تنگدست نے دوسرے کی ضمانت کر کے برداشت کیا اور جس نے فتنہ فرو کرنے کو لیا اگرچہ تونگر ہو اُسکو دیا جاوے اور اسی طرح جسنے کسی
ایسی مصلحت کیواسطے جسکا نفع عام کو پہونچے قرضہ لیا جیسے ضرورت کے وقت تعمیر مسجد یا تعمیر پل و چاہ و رہائی اسیر وغیرہ اُسکو بھی دیا جائیگا۔ حدیث مین
ہے کہ آنحضرت صلعم نے قبیصہ بن مخارق کو فرمایا کہ اے قبیصہ سوال کرنا حلال نہین مگر تین قسم کے لوگون کو ایک وہ کہ جس نے کوئی بوجھ اُٹھایا تو اُسکو سوال
کرنا حلال ہے۔ دوم وہ کہ اُسکے مال پر کوئی آفت پہونچے کہ برباد ہو گیا تو اُسکو سوال حلال ہے یہانتک کہ قوام عیش پاوے اور سوم وہ کہ اُسکو فاقہ پہونچا
یہانتک کہ اُسکی قوم کے تین آدمیون نے کہا کہ فلانا فاقہ کرتا ہے تو اُسکو سوال حلال ہوا یہانتک کہ قوام عیش پاوے اور ماسوائے اُن کے جسنے سوال سے کھایا
حرام کھایا اس حدیث کو مسلم نے صحیح مین روایت کیا ہے عبدالرحمن بن ابی بکر سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قرضدار مرنیوالے کو

Marfat.com

قیامت کے روز بلا کر سامنے کھڑا کریگا اور فرماویگا کہ اے آدمی تو نے کس کام مین یہ قرض لیا اور کس کام مین لوگون کے حقوق [illegible] کہ اے پروردگار تو جانتا ہی کہ مین نے لیا سو نہ کھایا نہ پیا اور نہ ضائع کیا ولیکن آگ لگی یا چوری ہوئی یا گھٹی لگی پس حق تعالیٰ فرمایگا [illegible] اور مین تیری طرف سے ادا کرنے کا آج احق ہون ۔ پھر اللہ تعالیٰ کچھ منگوا کر اُس کے ترازو کے پلہ مین رکھوا دیگا پس اُسکی نیکیان [illegible] وجھکتی ہونگی پس اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت سے جنت مین داخل ہوگا ۔ رواہ احمد اور حدیث مسلم مین ابو سعید سے ہی کہ آنحضرت صلعم [illegible] ایک شخص نے باغ خرما خریدا اور پھل بسبب آفت زدگی کے ضائع ہوئے تو آنحضرت صلعم نے اُسکے قرضخواہون کو فرمایا کہ جو کچھ تم کو ملتا ہی [illegible] اور اس سے زیادہ تمھارے واسطے کچھ نہین ہے ۔ مترجم کہتا ہی کہ علماء حنفیہ کے نزدیک جو شخص قاضی کے علم مین مفلس ٹھہرے قاضی اُسکو قید [illegible] کیا ہو تو رہا کر دیگا جیسا کہ ادب القاضی وغیرہ کے مسائل سے واضح ہی لیکن مواخذہ آخرت سے بری نہ ہوگا مگر آنکہ آخرت مین اللہ تعالیٰ اُس [illegible] عفو فرماوے واحادیث سابقہ اسپر دلالت کرتی ہین ۔ فافہم ۔ بالجملہ جو شخص غرم و قرض اُٹھائے ہوئے ہو موافق تفصیل مذکورہ بالا کے اُس کو صدقات سے دیا جاوے ۔ قسم ہفتم ۔ وَفِي سَبِيلِ اللّٰهِ لے فیمن ہو قائم فی سبیل اللہ ۔ اے اُس شخص کیلئے جو اللہ تعالیٰ کی راہ مین قائم ہو مفسرین نے کہا اُن لوگون کے واسطے جو جہاد کرنے پر قائم ہون منجملہ ایسے لوگون کے جنکے واسطے فی نہین اگرچہ وہ تونگر ہون ۔ یعنی دیوان مین اُن کیلئے کوئی حق مقرر نہین ہوا تو باوجود تونگر ہونے کے اُنکو دیا جاوے اور امام ابو حنیفہ و صاحبین نے کہا کہ غازی کو صدقات مین سے جبھی ملیگا کہ جہاد سے منقطع و فقیر ہو ۔ امام احمد و اسحق نے حج کو بھی سبیل اللہ مین سے قرار دیا اور اسمین ایک حدیث بھی آئی ہی جسمین حج کا فی سبیل اللہ ہونا مذکور ہی اور ابن عمرؓ نے کہا کہ وہ حاجی وعمرہ کرنیوالے لوگ ہین بعض نے کہا کہ لفظ عام ہی پس کسی خاص پر اقتصار نہ کیا جائیگا بلکہ جملہ وجوہ خیر مانند تعمیر مساجد و پل و تکفین موتیٰ وغیرہ کے داخل ہین اور اس قول مین نظر ہی اسلئے کہ زکوٰۃ مین تملیک شرط ہی اور تعمیر مساجد وغیرہ مین تملیک نہین و ہذا علی اصل الحنفیۃ درا اولیٰ وہ تفسیر ہی جو اول مذکور ہوئی یعنی غازی لوگ مراد ہین کیونکہ اسپر جمہور نے اتفاق کیا ہی قسم ہشتم ۔ وَابْنِ السَّبِيلِ ط سبیل بمعنی راہ اور ابن سبیل مسافر یعنی مسافر کو دیا جاوے جبکا زاد راہ سفر مین چک گیا ہو پس اسقدر دیا جاوے کہ گھر تک پہونچ جاوے اگرچہ وہ اپنے گھر سے تونگر ہو اور اگرچہ ایسے شخص کو پاوے جس سے قرض لے سکتا ہو اور امام مالکؒ نے کہا کہ اگر قرض مل سکتا ہو تو صدقات سے نہ دیا جاوے ۔ فقہاء عراق نے کہا کہ ابن السبیل سے وہ حاجی مراد ہین جو سفر مین منقطع ہو گئے ہون اور یہی امام محمدؒ کا قول ہے ابو سعید خدریؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ صدقہ کسی تونگر کو حلال نہین ہی مگر پانچ لوگون کو حلال ہی ایک وہ کہ جو اُسپر عامل مقرر ہو ۔ دوم وہ کہ جس نے اسباب صدقہ کا اپنے مال سے خریدا ہو سوم وہ کہ غارم ہو چہارم وہ کہ اللہ تعالیٰ کی راہ مین غازی ہو پنجم وہ جسکو کسی مسکین نے جس نے صدقہ پایا تھا ہدیہ دیدیا ۔ اخرجہ ابن ابی شیبہؒ ابو داؤد و ابن ماجہ و ابن المنذر و ابن مردویہ ۔ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غارم کبھی مرد تونگر بھی ہوتا ہے اور صورت اسکی یہ ہی کہ مسلمانون مین فتنہ دور کرنے یا پل و مسجد وغیرہ تعمیر کرنے کیواسطے اُسنے بوجھ اُٹھایا ہو پس اگرچہ غنی ہو اُسکو اموال صدقہ مین سے دیا جاوے چنانچہ اوپر اسکی تفسیر گذری ۔ واضح ہو کہ معالم وغیرہ مین لکھا کہ جس شہر مین زکوٰۃ واجب ہوئی ہی جب اُسمین صدقہ کے مستحق موجود ہون تو اُنکے ہوتے ہوئے دوسرے شہر کو زکوٰۃ منتقل کر لیجانا مکروہ ہی اور حدیث معاذ رضؓ وغیرہ اسی پر دال ہی کہ وہان کے تونگرون سے لیکر وہین کے فقیرون پر تقسیم کی جاوے اور اگر سال گذرنے کیوقت جنگل مین ہو تو وہان سے جو زیادہ قریب شہر ہی اُسکے فقرا پر تقسیم کرے اور اگر مستحق لوگ لینے سے انکار کرین تو اُن سے قتال کیا جائیگا اور یہ بنا بر قول شافعیؒ کے ہی ۔ اور اوپر ثابت ہو گیا کہ مراد آیت سے یہ کہ اصناف مذکورہ مصرف زکوٰۃ ہین یہ نہین کہ ان اصناف مین تقسیم واجب ہے پس ائمہ ثلثہ باقیہ کے قول پر مستحقین کے انکار سے اُن سے قتال جائز نہ ہوگا اور امام رازی وغیرہ نے لکھا کہ آیت مین امام شافعیؒ کے قول پر دلالت نہین ہی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جملہ صدقات کو ان اصناف کیلئے کر دیا ہی اور یہ مقصود نہین کہ مثلاً زید کی زکوٰۃ ان اصناف مذکورہ مین تقسیم کرنا واجب [illegible]

Marfat.com

... پانچوان حصہ اس آیت کے مستحقین مین بطریق توزیع تقسیم کرنا واجب نہین ہو پس ایسا ہی آیۃ ... ہوگیا کہ امام ابوحنیفہ وغیرہ کے نزدیک مؤلفۃ القلوب کا حصہ مطلقاً ساقط ہو اور دیگر علماء کے نزدیک نہین۔ اگر کہا جاوے ... مؤلفۃ قلوبہم تک باللام فرمایا اور وفی الرقاب سے مابعد مین بحرف فی فرمایا تو اسمین کیا نکتہ ہو۔ اس سوال کا جواب کشاف وبیضاوی وغیرہ مین ... مذکور ہے ایک یہ کہ فی الرقاب بجائے للرقاب لاتے ہین ایذان ہو کہ رقاب و مابعد والے صدقہ کے زیادہ مستحق ہین گویا صدقات انھین مین ... ہین اور دوم یہ کہ اس اشعار کیلئے بجائے لام کے فی فرمایا کہ استحقاق اس جہت کا ثابت ہونا ان لوگون کا قطع نظر اس جہت کے یعنی فی الرقاب مین ... دلالت ہو کہ ملک رقبہ کی جہت سے مکاتب لوگ مستحق ہین لہذا اگر صدقات کا مال مکاتبین وغارمین و فی سبیل اللہ تعالیٰ وابن السبیل کو دیا جاوے ... اسی راہ مین صرف کرین اور جائز نہین کہ جو چاہین کرین کذا قیل پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ مصدر مؤکد منصوب اپنے فعل مقدر سے ہے کیونکہ انما الصدقات للفقراء کے یہی معنی ہین کہ انما فرض اللہ الصدقات لہم۔ اللہ تعالیٰ نے انھین کیلئے صدقات فرض کئے پس فریضۃً مفعول مطلق بجائے فعل اسی کی تاکید کرتا ہوا ہے فرض اللہ لہم ذلک فریضۃً من عندہ۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگون کیلئے اسکو فرض کیا اپنی جانب سے فرض کرنا بدون مداخلت کسی کے اجتہاد کے پس کسی کو اسمین تجاوز از تقسیم آلہی بطریق اجتہاد ورائے وغیرہ جائز نہین۔ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ۔ اور اللہ تعالیٰ علیم ہو کہ بندون مین سے ہر چیز کے مستحق کو خوب جانتا اور حکیم ہو کہ تدبیر وحکمت سے اُن کیواسطے فرض فرماتا ہو لہذا صدقات کے مستحقین کو اپنے علم وحکمت سے منحصر کرنا فرمادیا کسی کی رائے واجتہاد پر نہین چھوڑا۔ ف۔ **فی العرائس** قولہ تعالیٰ انما الصدقات للفقراء۔ صدقات سے فضل ولطف خاص کی طرف اشارت ہے پس او تعالیٰ نے بیان فرمادیا کہ یہ الطاف وافضال منحصر ہین اہل معرفت وایمان مین جن کے استحقاق کو او تعالیٰ جانتا ہو وہی علیم وحکیم ہو چنانچہ اسکے علم مین ہو کہ اسکے اہل معرفت جملہ اقسام بحسب تفاوت معرفت کے اسکی وحدانیت و فردانیت مین حیران ہین بعضے بالکل غائب ہین اور بعضے مستغرق اور بعضے والہ وبعضے ہائم ہین پس انکو طاقت نہین کہ ضروریات حوائج کے اکتساب مین مشغول ہون لہذا اُن کے لئے یہ حصص مقدر کردیئے تاکہ بقدر رزق آلہی کے حلال طیب حاصل کرین پھر اُن کی تعداد آٹھ اقسام بیان کئے اور فقراء کو مقدم کیا جس سے ان اقسام کے سوائے اورون کی طمع کاٹ دی کہ اُنکے سوائے کسی اور کو یہ حصہ نہین مل سکتا بدلیل حرف انما کہ صدقات انھین مین منحصر ہین۔ پھر فقراء وہ لوگ ہین جو تمام عالم سے اپنے دل الگ کئے اور تن اُٹھائے ہوئے ہین اور سب صاف پاک ہین کیونکہ قدس قدم سے متصف ہوکر اپنی خودی سے خارج ہوکر مقدس منزہ ہوگئے اور اللہ تعالیٰ کی فردانیت کے ساتھ منفرد ومجرد ہورہے حالانکہ اپنے آپ کو مجرد ومنزہ ومقدس وغیرہ کچھ نہین جانتے اسلئے کہ خودی سے خارج ہین ورنہ جو کوئی اپنے آپ کو منزہ سمجھے وہ شرک خفی سے سخت نجس ہو پس یہ لوگ کسی چیز کے فقر ومحتاجی نہین رکھتے سوائے وصال ابدی کے کہ اسی وصال کے محتاج ہین اور مساکین وہ لوگ ہین جو حجلہ انس مین نور قدم کے ساتھ سکون رکھتے اور جانون کو بندگی مین لگائے اپنی خودی سے خارج ہین اور اُن کے دل نور مین ڈوبے ہین اسیواسطے سید المرسلین صلعم نے مسکنت کو اختیار کیا کمارَوی عنہ اللہم احینی مسکینا وامتنی مسکینا واحشرنی فی زمرۃ المساکین۔ عاملین وہ عارف بندے ہین جن کو مرتبہ تمکین واستقامت کا مقام توحید مین حاصل اور وہ نور بقاء مین واصل ہین اُنکو بسط وانبساط کا نتیجہ ملتا ہو وہ اللہ تعالیٰ کے جود کے خزائن اور اولیاء حق پر شفیق ہین۔ مؤلفۃ القلوب وہ مریدین ہین جو عزم دلی وصفائی نیت سے اسکی راہ چلے وشوق محبت مین جان فدا کی مگر قوی منزلت والون کی نسبت یہ ضعیف لوگ ہین پس اللہ تعالیٰ نے اُن کو یہ تحفہ اُن کے مواسات ونشاط خاطر بعبادات کیلئے دیا ولیکن یہ نہین ہو کہ اُنھون نے بغرض حصول ثواب یامقام کے یا کسی کشف وکرامت کے مطلع ہونے کے اپنے اوپر مشقت لی وجان فدا کی ہو بلکہ محض اللہ تعالیٰ کے واسطے اسی کے اوپر قربان ہونے کے لئے ایسا کیا ہو۔ فی الرقاب وہ لوگ ہین جن کے قلوب تو لذت محبت آلہی مین مرہون اور اُن کے نفوس مجاہدہ مین محبوس ہین اور تمام وکمال وہ مشاہدہ مین نہین ہوپہنچے پس کبھی قہر سے

قریب کھاتے اور کبھی انوار لطف مین فنا ہو جاتے ہین پس جبتک اُن پر مجاہدہ کچھ باقی رہے یعنی لازم ہو کہ ابھی [illegible] پہونچین گے چنانچہ حدیث مین آیا کہ مکاتب برابر غلام رہیگا جبتک اُسپر ایک درم بھی باقی رہے۔ فا [illegible] مین وہ لوگ ہین جنھون [illegible] نہین ادا کیے اور ایقان مین حقائق عبودیت کو نہین پایا اور وہ ہمیشہ اس قرضداری و غرامت مین پڑے رہین گے اسلیے کہ [illegible] نہین ہے اور صبر کیساتھ بذل وجود کرنا جسقدر اُن سے فوت ہوا اُسکو کون اُسکی طرف سے ادا کریگا اور وجدان مین [illegible] کیساتھ [illegible] کریگا پس قبل معرفت کے یہ قرضدار ہو کہ اپنا قرضہ ادا نہین کیا۔ اور فی سبیل اللہ۔ وہ لوگ ہین جو مجاہدات کیساتھ اپنے نفوس پر جہاد کیے اور [illegible] کیلیے شہود غیب مین قلوب کو مربوط کرتے ہین۔ ابن السبیل وہ لوگ کہ قلوب سے بیدار ازل مین اور ارواح سے میدان ابد مین اور عقول سے [illegible] اور نفوس سے اولیاء اللہ کی جستجو مین مسافرت اختیار کرتے ہین پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ فریضۃ من اللہ یعنی فریضہ ہو از جانب الٰہی عز و جل کہ اہل ایمان [illegible] و عرفان کو اس قسمت سے مواسات فرمائی۔ واللہ علیم حکیم۔ ان بندون کے دنیا سے غائب ہونے کو جانتا ہو اور اہل عقبیٰ و اہل آخرت کی اصطلاح [illegible] واجب کرنے مین حکمت الٰہی ہے بعض نے کہا کہ فقرا تین طرح کے ہوتے ہین ایک وہ کہ سوال نہین کرتا اور نہ تعریض اور نہ دینے سے لیتا ہے تو ایسا فقیر روحانیون کے مثل ہے۔ دوم وہ کہ سوال و تعریض نہین کرتا مگر دینے سے اسی قدر لیتا ہے جسقدر کہ اُسکو حاجت ہو تو اُسپر کچھ حساب نہین ہے سوم وہ کہ بقدر روز [illegible] مانگ لیتا ہو اور اگر حاجت نہین ہوتی تو باز رہتا ہے پس ایسا فقیر حظیرۃ القدس مین ہے۔ ابراہیم خواص نے کہا کہ فقیر کی صفت یہ ہو کہ جب کچھ پاس نہو تو سکون رکھے اور جب ہو تو خیرات و بخشش کرے اور مسکین وہ ہے جس پر ناداری کا نشان ظاہر ہو۔ اُستاد رح نے کہا کہ سچا فقیر تو اہل حق کے نزدیک نہ آسمان کے نیچے نہ زمین کے اوپر نہ کہین اسکا نشان ہوتا ہے یعنی نہ آسمان سے سایہ کا محتاج اور نہ زمین سے اپنا بوجھ اُٹھانا چاہے اور نہ عبودیت مین اپنا نشان چاہے اور نہ کسی معلوم سے اسکو شغل ہو پس وہ تو اللہ تعالیٰ ہی کیلیے اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوتا ہے اور اُستاد رح نے کہا کہ ابن السبیل ان کے نزدیک وہ بندہ ہو کہ جو امور مالوف طبیعت مین اور جنمین طبیعت کو توطن ہو اُن سے مسافر رہے پس وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا مہمان ہوتا ہے بھوک اسکا کھانا ہے اور خلوت اُسکا جلسہ ہے اور محبت اُسکا بیناہے اور حق تعالیٰ اُسکا مشہود ہے واللہ اعلم۔ مترجم کہتا ہو کہ جب دونون طرح تجھے تفسیر اشارہ معلوم ہو چکا تو اگر تجھ سے سوال کیا جائے کہ یہان منافقون کے قبائح و ذمائم کا بیان تھا اسمین اس آیت سے منافقون کے حق مین کیا تکمیل ہوئی تو جواب یہ ہے کہ اس آیت سے جب بیان کر دیا کہ صدقات کے مستحق ایسے اہل صدق اصناف مذکورہ ہین تو بتلا دیا کہ منافقین اہل استحقاق مین نہین پس وہ محروم ہین اور اُن کے طمع کی جڑ کاٹ دی کہ کبھی اس بارہ مین کلام نہ کرین۔ پھر اللہ تعالیٰ نے منافقون کی اور ایک قسم کی جہالت و قباحت بیان فرمائی یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دیتے اور بہتان سے عیب لگاتے اور باتین اُڑاتے تھے۔ بقولہ تعالیٰ۔

وَمِنْهُمُ الَّذِينَ يُؤْذُونَ النَّبِيَّ وَيَقُولُونَ هُوَ أُذُنٌ ۚ قُلْ أُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ

اور بعضے اُن مین بدگوئی کرتے ہین نبی کی اور کہتے ہین یہ شخص کان ہے تو کہہ کان ہے تمھارے بھلے کو یقین لاتا ہے

بِاللَّهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِينَ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ ۚ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ

اللہ پر اور یقین کرتا ہے بات مسلمانون کی اور مہر ہے ایمان والون کے حق مین تم مین سے اور جو لوگ بدگوئی کرتے ہین

رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝

اللہ کے رسول کی اُن کو دُکھ کی مار ہے

ومنھم اور منافقون مین سے۔ الذین یؤذون النبی کچھ ایسے لوگ ہین کہ نبی صلعم کو ایذا دیتے ہین [illegible]

Marfat.com

رسول اللہ صلعم کی شان مین ایسی جھوٹی باتین کہتے جو آپ کی شان کے لائق نہ تھین اور جب اُن سے منع کیا جاتا ہو کہ ایسی بات نہ کہو
اُن کو خبر ہوپہنچے تو جواب مین ایسے کہتے ہین جو اللہ تعالیٰ نے نقل فرمایا۔ وَیَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ ۔ اور کہتے ہین کہ وہ تو کان ہو یعنی جو کچھ
سنتا ہو۔ محاورہ بولتے ہین کہ فلان اذن سامعۃ یعنی سننا ہوا کان ہو جو کہدو سن لیتا اور سچ مان لیتا ہو۔ نزول اُسکا منافقون کی ایک جماعت
مین ہوا جو آنحضرت صلعم کی غیبت کرتے اور جب اُن مین سے بعض نے کہا کہ ایسی باتین نہ کرو ایسا نہ ہو کہ اُنکو خبر ہوپہنچے تو جلاس بن سُوید یا بنتل
وغیرہ نے کہا کہ کچھ ڈر نہین جب ہم جاکر انکار کر کے قسم کھالین گے کہ ہم نے نہین کہا تو مان لین گے کیونکہ وہ نرے کان ہین۔ قُلْ اُذُنُ خَیْرٍ لَّکُمْ
کہدو کہ تمھارے لئے بہتری و بھلائی کا سننے والا ہو نہ شر و فساد کا۔ ایک قرأۃ مین اذن خیر دونون مرفوع بتنوین ہین یعنی تم سے سُنکر تمھاری تصدیق
تمھارے لئے اس سے بہتر ہو کہ تم کو جھٹلائے اور سچ نہ مانے پھر منافقون کو جھٹلایا اور کہا کہ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ یعنی ایسا نہین ہو بلکہ وہ ایمان رکھتا
اللہ تعالیٰ کے ساتھ۔ وَیُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِیْنَ ۔ اور تصدیق کرتا ہو مومنون کی کہ انھین کی بات مانتا ہو اور منافقون کو جھوٹا جانتا ہو۔ اول
بارسے تعدیہ ہو کہ باللہ فرمایا سو وہ بمعنی تصدیق ایمانی ہو اور دوم مین لام ہو کہ للمومنین کہا اور یہ بمعنی سچا ماننا۔ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا مِنْکُمْ ۔ حمزہ نے رحمۃ بالجر پڑھا اے اذن خیر و اذن رحمۃ عطف ہو خیر پر۔ اور دوسرون نے رحمۃ بالرفع پڑھا عطف اذن پر یعنی اذن خیر
پس اول پر یہ معنی کہ گوش رحمت ہو ان لوگون کیلئے جو تم مین سے ایمان لائے یعنی بطور نفاق کے ایمان ظاہر کیا پس بظاہر تمھارا قول قبول کرتا اور
وہ فاش نہین کرتا ہو۔ اور قرأۃ دوم پر یہ معنی معالم مین ہین کہ اہل ایمان کے لئے رحمت ہو کیونکہ مومنین کے ایمان سے مشرف ہونیکا وہی سبب ہو۔ پھر
کلام مین بنا بر قرأۃ اول کے تنبیہ ہو کہ تمھارا قول قبول کرنا کچھ اس وجہ سے نہین کہ وہ تمھارے حال سے نادان ہو بلکہ تم پر نرمی و رحمت کر کے مان لیتا ہو
جب وہ ہر ایک کیلئے رحمت و شفقت ہو تو یہ کوئی عیب نہین پھر تم ایسی باتون سے اُسکو کیون ایذا دیتے ہو۔ وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰہِ
لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۔ اور اللہ تعالیٰ کے رسول کو جو لوگ ایذا دین اُن کیلئے دُکھ کی مار ہو یعنی منافقون کے خبیث و خوار ہونے کے باوجود
وہ رحمت فرماتا ہو اور اسپر یہ خبیث اُسکی بھلائی کے عوض اسکو ایذا دیتے ہین تو ضرور اُن کو عذاب اور بڑے دُکھ والا عذاب ملیگا پھر اللہ تعالیٰ نے
ایک اور قسم قبائح افعال منافقین کو کہ مخلوق کی رضا کیلئے خالق عزوجل کی جھوٹی قسم کھاتے ہین ذکر فرمایا۔ بقولہ تعالیٰ

یَحْلِفُوْنَ بِاللّٰہِ لَکُمْ لِیُرْضُوْکُمْ وَاللّٰہُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَقُّ اَنْ یُّرْضُوْہُ اِنْ کَانُوْا مُؤْمِنِیْنَ ۝

قسمین کھاتے ہین اللہ کی تمھارے آگے کہ تم کو راضی کرین اور اللہ کو اور اُسکے رسول کو بہت ضرور ہو راضی کرنا اگر وہ ایمان رکھتے ہین

اَلَمْ یَعْلَمُوْا اَنَّهٗ مَنْ یُّحَادِدِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِیْهَا ذٰلِکَ الْخِزْیُ الْعَظِیْمُ ۝

کیا نہین جان چکے کہ جو کوئی مقابلہ کرے اللہ اور اُس کے رسول سے تو اسکو ہو دوزخ کی آگ پڑا رہے اُس مین یہی ہے بڑی رسوائی۔

ابن جریر وغیرہ نے لکھا کہ قتادہ و سدی رح نے کہا ہم سے ذکر کیا گیا کہ منافقون کی جماعت مین سے ایک شخص جلاس بن سوید نے کہا کہ واللہ یہ ہمارے لوگ تو ہم
سے بہتر و اشرف ہین اور جو کچھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہین اگر وہ سچ ہو تو ہم اس صورت مین گدھون سے بدتر ہون گے اُن کے ساتھ انصار کا ایک
لڑکا عامر بن قیس بیٹھا تھا اور اُسکو منافقون نے حقیر سمجھکر اُسکا کچھ لحاظ نہ کیا اور غیبت و بدگوئی کرنے لگے چنانچہ جب جلاس بن سوید اور
ابن ثابت نے وہ کلمہ کہا جو مذکور ہوا تو یہ لڑکا غضبناک ہو کر بولا کہ اللہ جو کچھ محمد صلعم کہتے ہین وہ سچ ہو اور تم لوگ بیشک گدھون سے بدتر ہو اور
اُسکو آنحضرت صلعم سے بیان کیا اور آپنے جب منافقون کو بلا کر پوچھا تو قسمین کھانے لگے کہ ہم نے ہرگز نہین کہا اور جس نے کہا ہو اُسپر اللہ تعالیٰ
پس آنحضرت صلعم نے اُنکی قسمون پر کہ اللہ تعالیٰ کا نام پاک درمیان مین لا کر قسمین کھائی تھین تسلیم کر لیا اور عامر بن قیس کی طرف التفات نہ کیا جس سے

Marfat.com

عامر بن قیس کو غم ہوا اور دعا مانگی کہ اے میرے پروردگار تو سچے کو سچا اور جھوٹے کو جھوٹا ظاہر کردے تو نازل ہوا قول تعالیٰ یحلفون باللہ یعنی
کھاتے ہین اللہ تعالیٰ کے نام کی یعنی جھوٹی قسمین۔ لَکُمْ تمھارے واسطے اے مومنو یعنی تمھارے واسطے اللہ تعالیٰ کی جھوٹی قسمین کھاتے ہین
ملکہ تمھارا لحاظ کرتے ہین۔ لِیُرْضُوْکُمْ تاکہ تم کو راضی کرلین۔ یہ بڑی سخت بات تھی کہ اپنے خالق عزوجل کی معصیت اُسکی مخلوق کے واسطے
تاکہ یہ مخلوق راضی رہے۔ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ۔ حالانکہ سزاوار یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ و اُس کے رسول کو راضی رکھتے
اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ۔ لا رضوہما۔ اگر مومنین ہوتے تو اُنھین دونون کو راضی رکھتے یعنی انھین کی رضامندی چاہتے خواہ تمام مخلوق
ہو یا ناراض ہو۔ پس مومن نہ تھے اسیواسطے اسکے برعکس کیا۔ قول حکمت از مشکوۃ نبوت ثابت ہی کہ جو کوئی کسی مخلوق کے راضی کرنے کیلئے اپنے
خالق کو ناراض کرے تو خالق عزوجل اُسی مخلوق کو اُسکے اوپر مسلط کر دیتا ہی کہ اُسکو تباہ کردے اسمین تنبیہ ہی کہ آدمی پر فرض ہی کہ اللہ تعالیٰ و اسکے
رسول کو راضی رکھے اور اسی رضا کو جان و مال سے ڈھونڈھے اگرچہ تمام مخلوق اس سے ناراض ہو جاوے کیونکہ جب حق تعالیٰ راضی ہی تو سبحان اللہ تعالیٰ
پھر کوئی مخلوق کیا کر سکتی ہی وہ خواہ مخواہ مطیع و مسخر ہوگی ضمیر یرضوہ۔ مین کلام کیا گیا کہ کس طرف راجع ہی بعض نے کہا کہ تقدیر کلام یون ہی واللہ احق
ان یرضوہ و رسولہ احق ان یرضوہ۔ پس دوم حذف ہوا اور بعض نے کہا کہ اول حذف ہوا اور دوم باقی ہی تاکہ مشعر ہو کہ اللہ تعالیٰ کی رضا اسی طور سے
ہے کہ اسکے رسول صلعم کو اطاعت و فرمانبرداری سے راضی رکھین کیونکہ فرمایا ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔ اور بعض نے کہا کہ اصل مین تھا۔ ان یرضوہما
پھر ضمیر مفرد کردی گئی تاکہ مشعر ہو کہ اللہ تعالیٰ و اُسکے رسول کی رضا واحد ہی اور بعض نے کہا کہ اسم پاک اللہ کا تبرک کیلئے ہی اور مراد یہ کہ و رسولہ احق ان یرضوہ
یعنی رسول اللہ صلعم کا راضی رکھنا ہی سزاوار تھا باین طور کہ ظاہر و باطن سچے مطیع ہوتے اور کچھ خیال شیطانی نہ لاتے اور نہ زبان سے کلمہ شرارت
نکالتے سو اگر مومن ہوتے تو اُسکو احق جانتے پھر اللہ تعالیٰ نے منافقون کو ملامت فرمائی بقولہ اَلَمْ يَعْلَمُوْۤا کیا منافقون کو سمجھ نہ آئی اور نہ جانے
باوجودیکہ برسون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو دین و شریعت تعلیم فرمائی۔ اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ یہ بات کہ شان یہ ہی کہ جس نے
محادت کی اللہ تعالیٰ و اُس کے رسول سے باین طور کہ اللہ تعالیٰ و رسول کی جو حد ہی اسکے سوائے دوسری حد پر چلا اور جو شق کہ اللہ تعالیٰ و رسول کی
ہے اُسکے سوائے دوسری شق اختیار کی یعنی اُن کی راہ کے سوائے دوسری راہ کترایا۔ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ۔ اے فان نار جہنم جزاء لہ
تو جہنم کی آگ اُسکی سزا ہی۔ خَالِدًا فِيْهَا اس حال سے کہ آگ مین اُس کے لئے ہمیشگی مقدر ہی جب سے داخل ہوگا۔ ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ
یہ سزا تو بڑی سخت خواری ہی۔ واضح ہو کہ محادت لغت مین بمعنی مخالفت اور رابطہ عداوت وغیرہ مین مستعمل ہی اور معنی وہ ہین جو مذکور ہوئے اور قولہ فان لہ الخ
بفتح ان جواب شرط ہی پس جملہ ہونا چاہیئے لہذا لہ خبر مقدم قرار پائی اے فجزاء لہ۔ رازی رح نے کبیر مین کہا کہ یہ بھی احتمال ہی کہ معنی اُسکے فلہ نار جہنم ہون
اور حرف اَنّ لغرض تاکید مکرر ہوا۔ پھر اعتراض کیا کہ اس صورت مین موکد اور تاکید کنندہ کے درمیان اجنبی چیز سے فصل لازم آتا ہی و لیکن یہ اعتراض
کچھ نہین ہی پھر کہا کہ جواب من محتمل ہی کہ محذوف ہو اے من یحادد اللہ و رسولہ یہلک فان لہ نار جہنم۔ پس جملہ فان تعلیل محذوف ہی یعنی جس نے اللہ تعالیٰ
و رسول کی مخالفت کی وہ ہلاک ہوگا کیونکہ اُسکے لئے آتش دوزخ سزائے دائمی ہی۔ اگر کہا جاوے کہ الم یعلموا سے منافقون کو کیونکر خطاب ہوا
اسلئے کہ علماء معانی نے کہا کہ الم یعلم کا خطاب ایسے شخص کو ہوتا ہی جو کسی بات کو جان لینے کے بعد بھول گیا یا منکر ہو گیا ہو تو اُس سے کہا جاتا ہی کہ
تونے جانا نہین کہ بات ایسی ہی اور یہان منافق کبھی یقین نہین لائے تھے تو جواب اسکا تقریر تفسیر سے تجھے ظاہر ہو گیا ہوگا یعنی جبکہ رسول اللہ صلعم
زمانہ دراز تک لوگون مین وعظ و نصیحت فرماتے اور شرائع و دین و جزاء و سزا سکھلاتے و بتلاتے رہے تو منافقون کو خطاب کیا کہ باوجود اسی تعلیم کے
بھی کیا اُنھون نے نہ جانا کہ مخالفت اللہ تعالیٰ و رسول کی یہ سزائے سخت ہی۔ پھر منافقون کو فضیحت و رسوائی سے ڈرایا

يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ قُلِ اسْتَهْزِءُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ

ڈرتے ہین منافق کہ نازل نہ ہو اُن پر کوئی صورت کہ جتا دے اُنکو جو اُن کے دل مین ہی تو کہہ ٹھٹھے کرتے رہو اللہ

مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ ۝ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ ؕ قُلْ اَبِاللّٰهِ

کھولنے والا ہے جس چیز کا تم کو ڈر ہی اور جو تو اُن سے پوچھے تو کہین ہم تو بول چال کرتے تھے اور کھیل تو کہہ کیا اللہ سے

وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ؕ اِنْ نَّعْفُ

اور اس کے کلام سے اور رسول سے ٹھٹھے کرتے تھے بہانے مت بناؤ تم کافر ہوگئے ایمان لاکر اگر ہم معاف کرینگے

عَنْ طَآئِفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ طَآئِفَةً ۢ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ۝

تم مین بعضون کو البتہ مار بھی دینگے بعضون کو اُسپر کہ وہ گنہگار تھے۔

ابن عباس رضہ سے مروی ہی کہ اللہ تعالیٰ نے اس سورہ مین ستر منافقون کا ذکر مع اُنکے نام و اُن کے باپون کے نام کے نازل کیا تھا پھر اُن کے نام و نسب کا ذکر منسوخ فرمایا اور یہ مومنون پر رحمت تھی کیونکہ اُن کی اولاد مین سچے ایمان والے پیدا ہونیوالے تھے یعنی بنظر رحمت اُن کے آبا و منافقین کے نام نسخ فرمائے تاکہ عار و شرم دائمی باقی نہ رہے اور وقت نزول کے جو اُن کی تفضیح مقصود تھی وہ حاصل ہوگئی کہ نفاق و شک سے یقین نہین کرتے تھے کہ ہمارے اقوال ذمیمہ و افعال قبیحہ سے اللہ تعالیٰ مطلع ہی پس نام بنام ہر ایک کے خفیہ نفاق و نالائق حرکات کو بیان کرکے فضیحت کر دیا۔ اسیوجہ اس سورہ کا نام مبعثرہ اور مثیرہ بھی ہی کہ اُن کے قبائح کی خاک اُڑا دی چنانچہ فرمایا يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ حذر و خوف کرتے ہین منافقین۔ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ اس بات کا کہ اُتاری جاوے مومنون پر۔ سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ایسے سورہ جو آگاہ و خبردار کر دے مومنون کو اُن باتون سے جو منافقون کے دلون مین ہین یعنی منافقون کو جو کچھ حسد و عداوت و نفاق مومنون کے ساتھ ہی اس سے مومنون کو آگاہ کردے عجب ہی کہ منافقین اپنی شان مین قرآن کے نزول سے فضیحت و رسوائی کا خوف کرتے اور باوجود اس کے نفاق پر مستعد اور ٹھٹھول پر جمے ہوئے تھے۔ اس سے ظاہر ہی کہ منافقون مین بعض ایسے تھے کہ نزول قرآن و اپنی فضیحت سے ڈرتے تھے ولیکن شک اُن کے دل سے نہین جاتا تھا بس ہدایت فقط اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہی اور دلون کے بھید وہی پاک پروردگار خوب جانتا ہی اسی واسطے حضرت عائشہ صدیقہ رضہ نے بعد آنحضرت صلعم کے نفاق سے انکار کیا یعنی دلون کے بھید سے اللہ تعالیٰ وحی کیساتھ اپنے رسول صلعم کو آگاہ فرماتا تھا پس اب کسی پر منافق کا حقیقی اطلاق نہین ہو سکتا اور آیت سے معلوم ہوا کہ نزول قرآن کے بالجملہ قائل تھے کیونکہ حذر اُسکو متضمن ہی اور باوجود اسکے بسبب قطعی یقین نہ لانے کے منافق ہوئے پس اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ قُلِ اسْتَهْزِءُوْا کہدے لے محمد صلعم ان منافقون سے کہ اچھا تم لوگ ٹھٹھول کرو۔ اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ تحقیق اللہ تعالیٰ اس بات کو ظاہر کردینے والا ہی جس سے تم حذر کرتے ہو۔ اس کلام مین اُن کی فضیحت مقدر ہونا نکلتی ہے اور یہ امر جیسے ان لوگون کے حق مین فضیحت اور صریح اُن کو ایمان لانے پر مجبور کرنیوالا تھا مومنون کے حق مین مورث مزید ایمان تھا کیونکہ آیات مورث تنویر ایمان ہین۔ کما قال تعالیٰ فاما الذین آمنوا فزادتہم ایمانا الآیۃ۔ اگر کہا جاوے کہ قولہ قل استہزؤا۔ سے استہزاء کرنے کا خود حکم دیا۔ جواب یہ کہ یہ امر تہدیدی ہی جیسے کسی کو کہا جاوے کہ اچھا تو شراب پی دیکھ تجھے کیسے دُرّے مارے جاتے ہین۔ اور معالم وغیرہ مین ابن کیسان سے ذکر کیا جسکا حاصل یہ کہ بارہ منافقون نے تبوک سے لوٹتے ہوئے رات مین ایک گھاٹی پر توقف کیا تاکہ جب رسول اللہ صلعم یہان پہونچین تو اُن سے دغا کرین ولیکن آنحضرت صلعم کو وحی سے معلوم ہوگیا آپنے حضرت حذیفہ رضہ کو حکم دیا اُنھون نے مار کر منافقون کے اونٹ راہ سے ہٹا دیئے اور کسی کو نہ پہچانا پھر حضرت صلعم نے

نام بنام ایک ایک کو بتلا دیا اور کہا انکو قتل مت کرو کہ خلاف اخلاق و بدنامی ہے اللہ تعالی انکو دبیل کی بیماری سے ہلاک کرے
کہ میری امت میں بارہ منافق ہیں کہ جنت کی خوشبو بھی نہ پاوینگے جنمیں سے آٹھ کے دونوں شانوں کے بیچ شعلہ آگ کے مانند دمل
سینہ سے پھوٹے گا۔ قال تعالی۔ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ اور جب تو ان سے پوچھے کہ تم میرا اور قرآن کا ذکر کرکے ان سے ٹھٹھول کرتے جاتے
یعنی تبوک کو جاتے ہوئے۔ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ۔ تو تجھے جواب دینگے کہ ہم تو خوض و لعب کرتے تھے یعنی راستہ
کیلئے دل لگی کی باتیں کرتے تھے کچھ ٹھٹھول کرنا ہمارا قصد نہ تھا۔ قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ۔ تو کہہ
کہ بھلا کیا تم لوگ اللہ تعالی و اسکی آیات اور اسکے رسول سے ٹھٹھا کرتے تھے۔ ابن کثیرؒ نے ذکر کیا کہ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ تبوک جاتے ہوئے ایک شخص
نے کہا کہ میں نے تو اپنے ان قاریوں کے مانند کوئی نہیں دیکھا کہ کھانے میں سب سے بڑھکر پیٹوا اور بولنے میں سب سے زیادہ جھوٹے اور لڑائی میں
بڑے بودے پس اسکو ایک یمانی اسے نے جواب دیا کہ تو بڑا مفتری اور منافق معلوم ہوتا ہے جو ایسی جھوٹی باتیں بناتا ہے۔ میں جاکر رسول اللہ صلعم کو
خبر دونگا پس قرآن نازل ہوا عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے اس منافق کو دیکھا کہ رسول اللہ صلعم کے ناقہ کے آگے آگے پتھروں سے ٹھوکر کھاتا ہوا
چلتا اور کہتا جاتا ہے کہ ہم تو راہ کاٹنے کو دل لگی کی باتیں کرتے تھے اور حضرت صلعم فرماتے کہ اباللہ وآیاتہ ورسولہ کنتم تستہزؤن یعنی منافقوں کے
انکار کرنے کو نہ مانا بلکہ ایسا استہزاء واقع ہونے کو ثابت کیا پھر بطریق استفہام توبیخی کے انکار کیا یعنی تم پر ملامت ہے کہ تم ایسا کرتے تھے۔ لَا تَعْتَذِرُوا
اعتذار لغت میں محو اثر و انقطاع ہے کما فی قولہم اعتذر المنزل یعنی حویلی کا نشان مٹ گیا و اعتذرت المیاہ۔ پانی منقطع ہو گیا۔ اعتذار کرنیوالا یعنی
چاہتا ہے کہ جو گناہ کیا اسکا نشان مٹا دے۔ پس اللہ تعالی نے منافقوں کو منع فرمایا کہ مت اعتذار کرو کیونکہ جھوٹے عذر قبول نہ ہونگے۔ قَدْ كَفَرْتُمْ
بَعْدَ إِيمَانِكُمْ۔ البتہ تم نے ایمان کے بعد کفر کیا یعنی ایمان ظاہر کرنے کے بعد خواہ دل میں بالکل یقین نہ تھا یا مذبذب تھے اب کفر ظاہر کر دیا
اسطرح کہ قرآن کلام الٰہی کو کہا کہ محمد صلعم اپنی طرف سے بتلاتے ہیں اور اللہ تعالی کی آیات و رسول سے استہزاء کیا مسئلہ جو کوئی کسی آیت پر یا آنحضرت صلعم
کا کلام جان کر حدیث پر یا مسئلہ شرعی پر اس ادے کہ حکم شرعی ہے یا آنحضرت صلعم پر استہزاء کرے یا استخفاف کرے یا عیب لگاوے وہ کافر ہے اور اگر دل ہی میں
کہے زبان سے نہ کہے تو وہ منافق حقیقی ہے اور اگر اسکے دل میں شیطان نے ان باتوں کے ساتھ وسوسہ ڈالا اور اسنے ایسا وسوسہ بہت برا اور شیطانی
دھوکا جانا تو وہ مومن ہے اور استغفار و اعوذ باللہ کرنے پر ثواب پاویگا۔ غور کرو کہ منافقوں کی جھوٹی قسم پر آنحضرت صلعم خاموش ہوتے اور عذر قبول کرتے
تو در حقیقت یہ رحمت و نرمی تھی مگر منافق کمبخت عیب لگاتے اور کہتے کہ وہ تو نرے کان ہی کان ہیں اب یہاں منافقوں کی باتوں کو قبول نہ کیا و صاف
صاف کھولدیا اور حق تعالی نے حکم بھیجا کہ لاتعتذروا قد کفرتم آہ یعنی مت جھوٹے عذر کرو والبتہ تم نے استہزاء وغیرہ باتوں سے ایمان ظاہر کرنے و کفر
دل ہی میں رکھنے کے بعد اب زبان سے بھی کفر ظاہر کر دیا۔ محمد بن اسحاق نے روایت کیا کہ جب رسول اللہ صلعم تبوک کو جاتے تھے تو منافقوں کی
ایک جماعت بھی ذرا دور ساتھ ساتھ چلی جاتی تھی جنمیں سے ودیعہ بن ثابت و مخشی بن حمیر بھی تھے انھوں نے آپس میں اہل اسلام و ایمان کے
ڈرانے کو کہنا شروع کیا کہ کیا تم لوگ رومیوں کی دلیری و جوانمردی ایسی ہی سمجھتے ہو جیسے عرب آپس میں لڑتے ہیں واللہ میں تو دیکھتا ہوں کہ گویا کل کے
روز ان کی لڑائی میں زنجیروں سے جکڑے پڑے ہونگے یعنی شکست کھاکر قید ہو گئے ہونگے مخشی بن حمیر جسکا یہ حال تھا کہ منافقوں کی باتوں سے چپکا سا
رہا کرتا اور انکے مسخرہ پن و استہزاء پر خالی ہنس دیتا تھا خود کبھی کچھ نہیں کہتا وہ اسوقت بولا کہ مجھے خوف ہے کہ تمہاری اس گفتگو پر قرآن نازل ہو اور
مجھے تو پسندیدہ ہے کہ ہم میں سے ہر ایک سو کوڑے مارے جاویں بہ نسبت اس کلام کے۔ یہ لوگ اسی حال میں تھے کہ وہاں رسول اللہ صلعم نے عمار
بن یاسرؓ سے کہا کہ جاکر قوم کی خبر لے کہ یہ منافقوں کی آگ میں جلے جاتے ہیں اور منافقوں سے پوچھ کہ تم نے کیا کہا اگر انکار کریں تو کہنا

…نے ایسا ایسا کہا ہے جب عمارؓ نے اُن سے جاکر ایسا ہی کہا تو آنحضرت صلعم کے پاس عذر کرتے ہوئے آئے اور بعض نے کہا کہ یا رسول اللہ ہم تو راہ کاٹنے کو دل لگی کی باتین کرتے تھے۔ وحشی بن حمیر کا نام بعض نے مخش بن حمیر ذکر کیا جسکے لفظی معنی یہین کہ چھوٹے گدھے کا بچہ۔ اسنے رسول اللہ صلعم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے جو پہونچا یہ میرا اور میرے باپ کے نام کا اثر ہے اور وہ سچے دل سے مسلمان ہو گیا اور دعا مانگی کہ اے میرے مولائے حق عزوجل مجھے اسطرح شہید کر دے کہ کوئی میرا ٹھکانا بھی نہ جانے۔ اور یہ نفاق کے بعد کمال اخلاص تھا کہ قبر تک کا نشان نہ ملے کہ کوئی شہید کہے اور اُس دن سے عبدالرحمٰن نام ہوا۔ اکثر علماء نے ذکر کیا کہ جنگ یمامہ مین شہید ہوئے کہ کہین نشان نہ ملا رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اور اللہ تعالیٰ نے اُنھین عبدالرحمٰن کے مانند توبہ کرنیوالون کو عفو فرمایا ہے چنانچہ فرمایا۔ اِنۡ نَّعۡفُ عَنۡ طَآئِفَةٍ مِّنۡكُمۡ۔ اگر ہم تم مین سے ایک ٹکڑے کو عفو کرین جنھون نے نفاق چھوڑ کر اخلاص کیا۔ نُعَذِّبۡ طَآئِفَةً۔ تو دوسرے گروہ منافق کو ضرور عذاب کرین گے۔ بِاَنَّهُمۡ كَانُوۡا مُجۡرِمِيۡنَ۔ اس سبب سے کہ وے مجرم یعنی منافق رہے ہین۔ طائفہ یعنی جماعت اور ابن اسحاق وغیرہ نے کہا کہ اس جماعت نفاق مین سے فقط مخش بن حمیر ہی کو نجات ملی اور عفو کیا گیا اور چونکہ وارد ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے طائفہ کو عفو فرمایا تو اکیلے مخش بن حمیر پر کیونکر صادق ہوگا تو زجاج وغیرہ نے جواب کی طرف اشارہ کیا کہ جو لفظ جماعت کیلئے ہے وہ عرب کبھی واحد پر بھی بولتے ہین لہٰذا یہان طائفہ اولیٰ سے فقط مخش مراد ہین جیسے قولہ ان ابراہیم کان امۃ الآیۃ مین اکیلے ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ السلام کو امت فرمایاؐ۔ فی العرائس قولہ لاتعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے کلام پاک یعنی انک لعلیٰ خلق عظیم۔ سے کمال خلق سے موصوف فرمایا ایسے ہی دشمنون کو قبیح خصلت سے مقبوح بیان فرمایا اگرچہ وہ اپنے عیوب نہین دیکھتے تھے۔ استادؒ نے کہا کہ منافقون بدخلق نے رسول اللہ صلعم کو عین نشان کرم وفضل پر یعنی اُن کو صاف صاف جھوٹا نہ بتلانے پر عیب لگایا اور اپنے دروغ گوئی و جھوٹی قسم کھانے وغیرہ قبائح پر نظر نہ کی۔ سچ ہے مومن بچاری بھر کم کریم النفس ہوتا ہے جیسے منافق حقیر خوار و فرومایہ و بخیل ہوتا ہے۔ واضح ہو کہ منافقین جھوٹی قسمون وغیرہ سے مومنون کو فریب دیتے اور کہتے کہ انہم لمنکم یعنی ہم تمھین مین سے ہین حالانکہ اللہ تعالیٰ کے رسول کو عیب لگاتے و قرآن کو جھٹلاتے تو اللہ تعالیٰ نے اُن کو جھٹلا دیا۔ بقولہ۔

اَلۡمُنٰفِقُوۡنَ وَالۡمُنٰفِقٰتُ بَعۡضُهُمۡ مِّنۡۢ بَعۡضٍ‌ۘ يَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمُنۡكَرِ وَيَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمَعۡرُوۡفِ

منافق مرد اور عورتین سب کی ایک چال ہے سکھاوین بات بُری اور چھڑاوین بھلی سے

وَيَقۡبِضُوۡنَ اَيۡدِيَهُمۡ‌ؕ نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمۡ‌ؕ اِنَّ الۡمُنٰفِقِيۡنَ هُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ ۞

اور بند رکھین اپنی مٹھی بھول گئے ہین اللہ کو سو وہ بھول گیا اُن کو تحقیق منافق وہی ہین بے حکم

اَلۡمُنٰفِقُوۡنَ۔ اہل نفاق مین سے مرد لوگ اور وہ اسوقت تین سو تھے۔ وَالۡمُنٰفِقٰتُ اور اہل نفاق مین سے عورتین اور وہ اسوقت ایکسو ستر تھین۔ بَعۡضُهُمۡ مِّنۡۢ بَعۡضٍ۔ یہ خبر ہے یعنی منافق مرد اور منافق عورتین آپس مین بعض از بعض ہین۔ اسکے معنی مین دو قول ہین ایک یہ کہ منافقون کے بعض کے بعض سے ہونے سے مقصود تشبیہ ہے کہ نفاق کرتے اور ایمان سے دور رہتے ہین اہل نفاق کے مرد و عورتین آپس مین متشابہ ہین گویا ایک ہی چیز کے ٹکڑے ہین۔ وحاصل یہ کہ اُنین سے مذکر ہون یا مؤنث ہون سب یکسان ہین وہ ایمان نہین لاوین گے قول دوم کہ منافقین جو قسم کھاتے تھے کہ واللہ ہم تمھین مین سے ہین جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے جھوٹ کھول دینے کو ذکر فرمایا۔ بقولہ تعالیٰ یحلفون باللہ انہم لمنکم وماہم منکم الآیۃ۔ وہی یہان مقصود ہے کہ وے جو قسم کھاتے ہین کہ تم مین سے ہین تو جھوٹے ہین بلکہ اُن کے مرد و عورتین آپس مین بعضون سے بعض ہین۔ اگر کہا جائے کہ قولہ وماہم منکم سے تو بیان فرمادیا تھا کہ وہ تم مین سے نہین ہین پھر یہان تکرار ہوگی تو جواب یہ کہ پہلے تو خلاصہ بیان فرمادیا تھا

یہان اُسکی تقریر بیان فرمائی کہ وے تم مین سے نہین بلکہ آپس مین بعض از بعض ہین اور آگے جو بیان آتا ہی اور مومنون کے حال چلن سے الٹا اُنکا
چال چلن ہونا ثابت کرتا ہی وہ گویا اُن کے مومنون مین سے ہونے پر دلیل ہی یعنی قولہ یَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْکَرِ وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ
منافق مرد وعورتین آپس مین ایک دوسرے مین سے ہین اس حال کیساتھ کہ حکم کرتے ہین امر منکر کا اور منع کرتے ہین امر معروف سے منکر
اور اسکا معنی ہر وہ امر جو عقل وشرع سے قبیح ہو جیسے معروف ہر وہ فعل جو شرع مین اچھا ہو پس مراد منکر سے کفر وشرک جملہ معاصی ہین جیسے معروف
ایمان وطاعات ہین وحاصل یہ ہوا کہ منافق مرد ہون یا عورتین اُنکا حال یہ ہی کہ کفر وشرک وبُری باتین کرنے پر آپس مین ایک دوسرے کو اور
غیر لوگون کو آمادہ کرتے ہین اور بھلی باتون ایمان وطاعات سے روکتے ہین۔ وَیَقْبِضُوْنَ اَیْدِیَهُمْ۔ اور اپنی مٹھیان بند کرتے ہین
یہ کنایہ بخل سے ہی یعنی نیک کامون مین خرچ کرنے سے بخل کرتے ہین اسوجہ سے دار آخرت پر اُن کو یقین نہین اسلئے دنیاوی لذتون کھانے
پینے پہننے اوڑھنے لہو ولعب کھیل تماشے شادی بیاہ مین خرچ کرنے کو موقع سے خرچ کرنا سمجھتے اور محتاجون کی پرورش وخیرات وتیمیون و
بیکسون کی خبرگیری وغیرہ کے صرف کو فضول خیال کر کے مٹھیان بند کر لیتے ہین یہ اسوجہ سے کہ آخرت پر اُن کو یقین نہین ہی بخلاف مومنون کے
کہ وے بُری باتون سے منع کرتے اور بھلی باتون کا حکم کرتے اور اللہ تعالیٰ کی راہ مین خرچ کرتے ہین پس ثابت ہوا کہ منافق لوگ کچھ بھی مومنون
مین سے نہین ہین اور اُن مین کچھ ایمان نہین ہی۔ نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِیَهُمْ۔ بھولے وہ لوگ اللہ تعالیٰ کو پس اللہ تعالیٰ اُن کو بھولا۔ یہان یہ سوال
ہوتا ہی کہ بھولنا بندے کے اختیار سے باہر ہی اور یہ بھی ثابت ہو لیا کہ اللہ تعالیٰ بھول چوک پر مواخذہ نہین فرماتا جیسا کہ حدیث سے ثابت ہی کہ اللہ تعالیٰ
نے میری اُمت سے بھول کا مواخذہ معاف کر دیا ہی پھر یہان منافقون کو بھول پر کیون پکڑا اور دوسرا سوال یہ کہ اللہ تعالیٰ بھول چوک سے پاک ہی
تو جواب اول کا یہ ہی کہ نسیان سے یہان غفلت کرنا مراد ہی اور اللہ تعالیٰ کا بھولنا یہ کہ اُن کو لطف وفضل سے محروم ومتروک کر دیا پس قولہ نسوا اللہ
فنسیہم اے اغفلوا ذکر اللہ وطاعتہ فترکہم اللہ من لطفہ وفضلہ یعنی اُنھون نے اللہ تعالیٰ کی یاد وبندگی سے غفلت کی تو اللہ تعالیٰ نے بھی اُن کو اپنے لطف
وفضل سے محروم ومتروک کیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی جناب مین یہان نسیان کا اطلاق بطریق مقابلہ کے ہی جیسے کہتے ہین کہ تجھ پر کوئی ظلم کرے تو تو بھی اُسپر
ظلم کر حالانکہ مقصود یہ کہ تو بھی اُسکے ظلم کا بدلا اُسکو دیدے اور ظلم کا بدلا ظلم نہین ہوتا ہی بلکہ عین انصاف ہی پس مراد یہ کہ منافقون کے نسیان وغفلت
کرنے کا بدلا اُنکو دیا۔ اور بعض نے جواب دیا کہ معنی یہ ہین کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے ساتھ وہ برتاؤ کیا جو بھولنے والا بھولے ہوئے کیساتھ کرتا ہی جیسا
دنیا مین بندے اللہ تعالیٰ سے بندگی ونیکوکاری وبُرے کامون سے پرہیزگاری کا عہد کر کے اس مسافر خانہ مین چندروز بسر کرنے کو آئے تھے۔ اور
اللہ تعالیٰ نے وعدہ دیا کہ عہد پورا کر کے اصلی گھر مین جب آؤگے تو تم کو ایسے گھر مین ٹھکانا ملیگا جہان پاک پروردگار سبحانہ کی رضامندی ہی بدون کسی
مشقت وتکلیف وغم وغیرہ کے جسمین ہمیشہ رہین گے پس مومنین نے عہد پورا کیا اور اس سرائے فانی کو بندگی کے ساتھ یاد الٰہی مین بسر کر کے جنان باقی مین
پہونچ گئے اور منافقون نے اسی گھر اور یہین کی زندگی پر اعتماد کیا اور اُلٹے بُرے کامون کا حکم اور بھلے کامون سے مانع ہوئے اور اللہ تعالیٰ کو بھولے
پس اللہ تعالیٰ نے بھی ان کو بدلا دیا کہ لطف ورحمت سے محروم ومتروک کر دیا۔ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔ لفظ ہم ضمیر فصل ہی اور اسم وخبر
دونون پر الف لام ہی تو حصر کا فائدہ نکلا اور معنی یہ ہوئے کہ البتہ منافقین ہی فاسق لوگ ہین۔ سوال ہوا کہ بعضے مومن بھی گنہگار ہوتے ہین اور فاسق وہ ہی
کہ طاعت سے باہر ہو جاوے تو گنہگاری کے وقت مومن بھی فاسق ہوا۔ جواب یہ ہی کہ یہان پورا فاسق مراد ہی جو فسق کرنے مین کامل درجہ منافقون
ہی کا ہی اور جب یہ درجہ کامل ہوا تو کفر وشرک ہو گیا۔ دوسرا سوال یہ ہی کہ قولہ ان المنافقین۔ کی جگہ ضمیر کافی تھی یعنی انہم ہم الفاسقون تو جواب
یہ کہ ضمیر مین ایک ابہام ہوتا ہی پس فضیحت کرنے کو اسم ظاہر کر دیا اور دوسرے یہ کہ کبھی اسم ظاہر بجائے ضمیر کے تحقیر کرنے کو لاتے ہین اور یہی یہان ہے

Marfat.com

آیت کا ماحصل یہ ہوا کہ منافق مرد ہون یا عورتین ہون آپس مین مشابہ ہین یا وے لوگ آپس مین یہ اُن سے اور وہ اُن سے ہین اُن مین سے کوئی مومنون مین سے نہین۔ دیکھو اُن کا یہ حال ہو کہ بُرے کامون کے کرنے کو کہتے اور بھلے کامون سے منع کرتے ہین اور چونکہ دار آخرت پر یقین نہین تو لہو و لعب و معاصی مین ہزارون خرچ کرین لیکن آخرت کیلئے خرچ کرنے مین مٹھی بند کئے اور بخیل ہین کیونکہ دنیاوی زندگی ولہو ولعب ہی کو سچ جانتے ہین یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو بھولے تو اللہ تعالیٰ نے اُن کو بھی متروک و محروم کر دیا سو یہی لوگ تو پورے فاسق ہین۔ اب اُنکا عذاب آگے بیان ہوگا۔ ف۔ فی العرائس قولہ المنافقون والمنافقات بعضہم من بعض۔ اسمین بطریق اشارت بیان ہو کہ طینت نفاق مین جب قہر آلہی تاثیر فرماتا ہو تو اسوقت اہل نفاق کے طبائع بعض از بعض ظاہر ہوتے ہین چنانچہ بعض کی طینت سے جو سرزد ہوتا ہو اُسکو اُن مین سے دوسرے پسند کرتے ہین اور اسمین متفق ہین کہ منکرات کا حکم کرین چنانچہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے والے بندون کے ایذا دینے مین اللہ تعالیٰ و اُسکے رسول صلعم کی مخالفت کرنے پر خوش ہین۔ ابوبکر الوراق رح نے کہا کہ ایک منافق دوسرے منافق کے لئے پردہ ہوتا ہو کہ باہم ایک دوسرے کے عیوب چھپاتے ہین بخلاف مومنون کے کہ ایک مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہو کہ اُسکے عیوب اُسکو دکھلاتا اور نجات کی راہ دکھلاتا ہو۔ قولہ تعالیٰ ویقبضون ایدیہم نسوا اللہ فنسیہم اسمین اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ منافقین سخت بخیل ہوتے ہین جب مال نہین دیتے تو اللہ تعالیٰ کے واسطے کب جان دینگے اور اپنی تنہائی مین اہل ایمان والیقان پر انگلیان کاٹتے اور مٹھیان بھینچتے ہین۔ اہل بغض و نفاق کا یہی حال ہو کہ اُن مین سے ہر ایک جب بیٹھتا تو مٹھی مروڑتا اور انگلیان کاٹتا اور حسد و عداوت پر آ بلتا ہو حالانکہ اہل ایمان و اولیاء الرحمن اُن کے حق مین سعادت کی دعا ہی مانگتے ہین مگر ان جہنمیون کی طرف سے احسان کا بدلا یہ انساہت اور یہ حسد و عداوت ہو دیکھو اللہ تعالیٰ فرماتا ہو واذا خلوا عضوا علیکم الانامل من الغیظ۔ اسکا جواب حضرت حق عزوجل نے اپنے نبی کے ساتھ اپنے اولیاء کی طرف سے فرمایا۔ قل موتوا بغیظکم۔ اے حبیب محمد صلعم تو ان منافقون سے کہدے کہ تم اپنے جلاپے مین مر رہو یعنی بندگان حق کا کچھ نہین کر سکتے ہو۔ پھر حق تعالیٰ نے بیان فرما دیا کہ یہ غیظ اُنکو اس سبب سے پیدا ہوا کہ منافقین و کفار بمقتضائے حکمت بالغہ آلہی تعالیٰ اُسکی سخت گرفت جبروتی کے قہر مین مقہور و سیاہ ہو کر حق تعالیٰ و اُسکے عہد کو فراموش کئے ہوئے ہین برعکس مومنون کے جو باختیار حضرت الٰہی اُسکی ربوبیت کے فسحت رحموتی کے لطف مین مسعود و مرحوم و منور ہو کر اُس کے عہد پر قائم اور اُسکی یاد مین مستغرق ہین ناچار اُن کو اپنی ضد سے عداوت ہو کیونکہ اُنکی فطرت پر قہر کی گرفت سے نسیان طاری ہو پس حقیقت یاد آلہی کا مزہ اُن کو کچھ نہین ملا اسی سے جلال و عظمت و کبریاء آلہی سے جاہل ہو کر یاد آلہی چھوڑ کر قہر کے اندھیرے مین ٹاپتے پھرتے ہین کبھی ان کو راہ راست نظر نہ آویگی۔ واضح ہو کہ جو کوئی معرفت آلہی کا دعویٰ کرے اور اُسکو محبت آلہی کا کچھ مزہ نہ آیا ہو اور یہ مدعی سچا نہ ہو تو اُسکا بھی یہی حال ہوگا پس اولیاء آلہی کیساتھ صبر نہ کر سکے گا اسیوجہ سے راہ مستقیم سے منھ موڑ کر دنیا جمع کرنے مین پڑ جاتے ہین اور راہ حق سے محجوب ہو جاتے ہین پس اللہ تعالیٰ اُن کو جاہ و دوست دنیا کی محبت مین چھوڑ دیتا ہو اور اسمین سے اللہ تعالیٰ کی راہ مین کچھ خرچ کرنے کی بھی توفیق نہین پاتے چنانچہ فرمایا یقبضون ایدیہم نسوا اللہ فنسیہم۔ بدون واو عاطفہ کے دونون جملون کا اتصال دلالت کرتا ہو کہ نسیان مورث حرمان ہوا۔ بعض نے فرمایا کہ قولہ یقبضون ایدیہم۔ مراد یہ کہ حاجات و دعاؤن مین اپنے مولیٰ کی طرف اپنے ہاتھ اٹھاتے نہین بلکہ بند رکھتے ہین۔ بعض نے کہا کہ صدقہ دینے یا مسکین کو دینے سے مٹھی بھینچے رہتے ہین۔ سہل رح نے کہا کہ قولہ نسوا اللہ فنسیہم یعنی اللہ تعالیٰ نے اُن کے پاس جو نعمتین بھیجین اُن کی شکر گذاری بھولے تو اللہ تعالیٰ نے بھی اُن کو اپنی یاد لینے والے اور رسول پر ایمان لانے سے بھلا دیا۔ پھر اللہ عزوجل نے منافقون کا عذاب اور اُن کی مشابہت بکفار ماضیہ بیان فرمائی۔ بقولہ تعالیٰ۔

Marfat.com

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا هِيَ حَسْبُهُمْ

وعدہ دیا اللہ نے منافق مرد اور عورتون کو اور منکرون کو دوزخ کی آگ پڑے رہین اسین وہی بس ہے

وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ كَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْكُمْ

اور اللہ نے اُن کو پھٹکارا اور اُنکو ہے عذاب برقرار جس طرح تم سے اگلے زیادہ تھے

قُوَّةً وَّاَكْثَرَ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا فَاسْتَمْتَعُوْا بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ

زور مین اور بہت رکھتے مال اور اولاد پھر برت گئے اپنا حصہ پھر تم نے برت لیا اپنا حصہ

كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ وَخُضْتُمْ كَالَّذِيْ خَاضُوْا اُولٰٓئِكَ

جیسے برت گئے تم سے اگلے اپنا حصہ اور تم نے قدم ڈالے ہین جیسے اُنھون نے قدم ڈالے تھے وہ لوگ

حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝

مٹ گئے اُن کے کئے دنیا مین اور آخرت مین اور وہی لوگ پڑے ہین زیان مین

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ ۔ وعد ماضی اور المنافقین والمنافقات والکفار معطوف بحرف عطف مفعول یعنی جن لوگون کو وعدہ دیا اور نار جہنم وہ چیز جسکا وعدہ دیا پس وعد۔ کا استعمال یہان عذاب امر شر مین ہوا جیسے امر خیر و ثواب مین بھی آتا ہے اور فرق دونون کے مصدر مین ہے چنانچہ امر خیر و ثواب کے ساتھ۔ وَعَدَہٗ وعداً۔ ہے اور شر و عذاب مین۔ وَعَدَہٗ وعیداً ہے لہذا یہان بطور وعید کے وعدہ دینا مراد ہے۔ المنافقین والمنافقات دونون مین الف لام عہد کا ہے یا جنس کا یا استغراق کا بنا بر اول کے وہی منافقین وغیرہ ہونگے جو اسوقت موجود تھے اور قیامت تک ایسے اہل نفاق و کفر اُن کے ساتھ لاحق ہون گے اور حدیث صحیح مین جو ثابت ہوا کہ جو شخص ایسا ہو کہ باتین کرے تو جھوٹ بولے اور جھگڑے تو فحش و فجور کرے اور وعدہ کرے تو خلاف کرے اور امانت دیا جاوے تو خیانت کرے تو ایسا شخص خالص منافق ہے) یہ منافق اُن کے ساتھ جو آیت مین مراد ہین داخل نہوگا کیونکہ اسمین خصائل نفاق پر حکم ہے اور شاید کہ وہ منافقین مراد ہین جو بلا توبہ مرنیوالے ہین دیگر حالتون مین یہ قید معتبر ہے۔ اور بنا بر دوم کے جنس اہل نفاق و کفر ہوگی و فیہ تامل۔ اور بنا بر سوم کے جملہ مرد منافق و عورتین منافقہ و جملہ کفار مراد ہین جو بلا توبہ کئے مرجاوین کیونکہ صیغہ سالم پر الف لام مفید استغراق ہے و فیہ بحث اور حق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ علیم و خبیر ہے اور جو اُس کے علم مین مقدر ہے پس معنی یہ ہین کہ وعدہ دیا اللہ تعالیٰ نے جملہ منافقون مرد اور منافقات عورتون اور جملہ مرد و عورت کافرون کو آگ جہنم کا۔ یعنی جبکہ وہ نفاق و کفر سے بدون توبہ کے مرین تو اُن کیلئے جہنم کی آگ سزا ہے۔ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا درحالیکہ خلود والے ہون گے اُس آگ مین۔ یعنی داخل ہونے پر اُن کے حق مین مقدر کر دیا جائے گا کہ ہمیشہ اسی مین رہین گے کیونکہ داخل ہوتے ہی تو حالت خلود کی نہین ہو سکتی اور یہ شرط ہے کہ ذو الحال کے ساتھ حال کی مقارنت ہو۔ ہان تقدیر خلود فی النار اُنکے ساتھ ہے۔ بخلاف گنہگار اہل ایمان کے جو دنیا مین شرک و نفاق سے بری تھے مگر اعمال گناہ کی وجہ سے دوزخ مین بھاد ینگے اور مشیت ایزدی اُن کے حق مین جاری ہوگی تو شفاعت وغیرہ بھی ہوگی چنانچہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ میری اُمت مین سے کچھ عاصی لوگ دوزخ مین جاوینگے تو اُن مین اور کفار وغیرہ مین فرق یہ ہوگا کہ گنہگار اہل ایمان کے حق مین بروقت داخل ہونیکے خلود مقدر نہوگا جیسا کافرون و منافقون کے حق مین ہے بلکہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ اُن کے چہرے و دل کو آگ نہین جلاویگی بخلاف کافرون و منافقون کے کہ پہلے سے گرد آلودہ تیرہ و تار رہین گے اور دوزخ مین جلتے ہی سیاہ ہو جاوینگے نہایت بدشکل کے چنانچہ نیچے کا ہونٹ

ہے کہ منافقین کا ذکر کیا اور نہایت ذلت اُسمین بھی اسی بُری ہیات پر ہون گی نعوذ باللہ من عذاب النار۔ واضح ہو کہ پہلے منافقون کو ذکر فرمایا اور اُن پر عطف کیا تو ظاہر ہوا بیان منافقون کا ذکر ہوا اور اشارت ہی کہ منافقون نے دنیا مین بذریعہٴ نفاق کے دنیاوی حظوظ کمائے اور آخرت مین اپنے پروردگار واُس کے خالص بندون کو دھوکے دیئے اور در پردہ فتنہ پھیلایا جن کے قبائح فی الجملہ مذکور ہوئے بخلاف کافرون کے کہ انھون نے اپنے پروردگار سے کھلم کھلا منہ موڑے تھے جس سے کوئی فریب نہین کھاتا تھا لہذا جہنم کا پہلا استحقاق منافقون کو ہوا اسی واسطے دوسری آیت مین فرمایا کہ۔ ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار۔ یعنی نفاق والے جہنم کے بہت نیچے طبقہ مین ہین اور عورتین چونکہ تابع ہوتی ہین لہذا منافقین کے بعد اُن کو ذکر کیا۔ حاصل آنکہ اللہ تعالیٰ نے وعید کے ساتھ مقرر کر دیا کہ جو مرد و عورتین کہ نفاق یا کفر پر مرین اُن کے واسطے جہنم کی آگ ہے کہ جسوقت اُسمین داخل ہونگے تو پکار دیا جائے گا کہ تمھارے لئے ہمیشہ یہی ٹھکانا مقدر ہے چنانچہ حدیث مین آیا کہ جسوقت جنتی لوگ جنت مین اور دوزخی دوزخ مین داخل ہون گے تو موت سیاہ مینڈھے کی شکل پر جنت و دوزخ کے بیچ مین لاکر ذبح کر دی جائیگی اور پکار دیا جائیگا کہ اے اہل جنت تمھارے لئے ہمیشگی ہی اور کبھی موت نہ آویگی اور اے اہل دوزخ تمھارے لئے بھی ہمیشگی ہے اور کبھی موت نہ آویگی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ھِیَ حَسْبُھُمْ۔ یہ آگ اُن لوگون کیلئے کافی ہی یعنی بھرپور عذاب و بدلا ہے۔ اس کلام مین دلالت ہی کہ عذاب دوزخ بہت بڑا عذاب ہی۔ اعوذ باللہ منہا۔ ادنیٰ عذاب یہ کہ آگ کی جوتیون سے دماغ اُبلے۔ اور اعلیٰ عذاب بیان نہین ہوسکتا کہ اُسکا ایندھن آدمی و پتھر وغیرہ ہین وہ سترگونہ آتش دنیا سے تیز اسمین پہاڑ و بتون کے انگارے اسمین آگ کے سانپ بچھو اسمین نہایت سیاہی و اندھیرا اسمین کافر ایندھن اُسمین ہر کافر کا ہو نٹھ پہاڑ برابر ہو کر لٹکے اسمین کافر کی کھال نہایت موٹی ہو کر جل گرے پھر تازی نئی ہو کر جلنے لگے۔ نعوذ باللہ تعالیٰ منہا حدیث ہی کہ مین نے آج کے دن وہ باتین دیکھین جو کبھی نہ دیکھی تھین تمھاری جنت و دوزخ اس دیوار کے درے دیکھین اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ دوزخ کے عذاب سے پناہ مانگو۔ اَللّٰھُمَّ نَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ جَھَنَّمَ۔ اَللّٰھُمَّ نَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِکَ وَبِرِضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ وَبِمُعَافَاتِکَ مِنْ عُقُوْبَتِکَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْکَ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ۔ واضح ہو کہ منافقون کا عذاب بہت سخت ہی کہ ساتون طبقات جہنم مین سے نیچے ساتوین طبقہ مین ایسے ایسے صندوقون کے اندر بند رہین گے جنھین بعد بند ہونے کے کسی راہ کھلنے کی نہ ہوگی اعوذ باللہ من ذلک۔ اور احتمال ہی کہ یہ مراد ہو کہ ہی حسبھم یعنی اہل نفاق و کفر مین سے ہر ایک کیواسطے کافی موافق یہی دوزخ ہی اور ہر ایک کو اُس کے موافق اُسی دوزخ سے کافی عذاب ملیگا اور یہ کمال قدرت الٰہی ہی کہ ایک ہی چیز سے ہر ایک جو سوائے ایندھن ہونے کے اور کسی لائق نہ تھا اپنے موافق کافی عذاب پاویگا۔ وَلَعَنَھُمُ اللّٰہُ۔ اور اللہ تعالیٰ نے اُنکو اپنی رحمت سے دور کیا اور خوار کیا وَلَھُمْ عَذَابٌ مُّقِیْمٌ۔ اور اُن لوگون کیلئے عذاب مقیم ہی کہ کبھی منقطع نہ ہوگا کبھی نہ مٹے گا۔ مراد اس سے وہی عذاب نار ہی جو مذکور ہوا یا اس سے زیادہ مراد ہی کیونکہ درک اسفل کا عذاب پاوین گے یا دنیا مین جو نفاق کی وجہ سے رنج و تعب اٹھاتے ہین۔ پھر اسوقت کے اہل نفاق و کفر کی تشبیہ اگلون سے بیان فرمائی بقولہ کَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ۔ ای انتم مثل الذین من قبلکم تم لوگ ویسے ہی ہو جیسے تم سے اگلے گزر چکے۔ یا فعلتم مثل فعل الذین من قبلکم۔ تم نے بدکاریان ویسی ہی کین جیسے تم سے اگلون نے بدکاریان کین۔ یا وعدتم کالذین الخ۔ یعنی تم کو عذاب کا ویسا ہی وعدہ دیا گیا جیسا تم سے اگلون کو دیا گیا۔ حق یہ کہ دلون کے آخرت سے غافل ہونے اور دنیا ہی مال و متاع پر مقصور ہونے اور اُسی کے نام و لالچ مین زندگی گزارنے مین مشابہت ہی اور یہ متضمن نصیحت بھی ہی کہ ویسے مت کرنا ورنہ اُن کی طرح دنیا چھوڑ مرو گے چنانچہ فرمایا۔ کَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْکُمْ قُوَّۃً وَّاَکْثَرَ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا وہ لوگ تم سے

Marfat.com

قوت مین زیادہ شدید اور مال واولاد مین بڑھے ہوئے تھے۔ فَاسْتَمْتَعُوا بِخَلَاقِهِمْ [illegible]
حصۂ دنیاوی جو ہر ایک کیلئے مقدر ہی اور حسن بصری رح و حضرت ابوہریرہ رض نے کہا کہ خلاق دین اور [illegible]
تمتع کے زیادہ بلیغ ہی کیونکہ اس طلب کے معنی بھی ہین والمعنی پس حرص کے ساتھ اگلون نے اپنے حصۂ دنیا سے تمتع لیا [illegible]
برماد پر عیش اڑائے۔ یہ اُن کی مذمت بیان فرمائی کہ دنیائے فانی کے شہوات پر اگرچہ اُسی قدر پائین جو مقدر [illegible]
حاصل کرنے پر ایسے مصروف ہوئے کہ لذت حقیقی دار آخرت سے بالکل غافل ہوکر جہنم کا ایندھن بن گئے پھر اس [illegible]
پوری تشبیہ اُن کے چال پر چلنے اور اُن کے حال سے مشابہ ہونے کی بیان فرمائی بقولہ تعالیٰ۔ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ كَمَا
اسْتَمْتَعَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ۔ سو تم نے بھی او منافقو کافرو اسی طرح استماع لیا اپنے حظوظ دنیاوی [illegible]
جیسے اُن لوگون نے استماع لیا تھا جو تم سے پہلے تھے اپنے مقدر حصۂ دنیاویہ سے۔ واضح ہو کہ اگلون کا حال بطور تمہید کے پہلے بیان کر کے
پھر موجودہ لوگون کی تشبیہ استماع مین اُن کے ساتھ بیان فرمائی اور طریقہ تشبیہ سمجھانے مین ایک جگہ بیان کر دینا کافی تھا لہذا کلام مابعد مین
اگلون کا باطل مین خوض کرنا پہلے بیان نہین کیا بلکہ تشبیہ بیان کر دی بقولہ۔ وَخُضْتُمْ كَالَّذِي خَاضُوا۔ خوض گھسنا پانی وغیرہ مین
مخاضہ وہ جگہ جہان سے دریا مین گھسکر عبور کرین۔ المعنی وخضتم فی الباطل کالذین خاضوا من قبلکم۔ اور تم نے بھی آیات الٰہی مین مکر و نظر جو [illegible]
باطل مین خوض کیا جیسے تم سے اگلون نے خوض کیا۔ یا۔ خضتم کالخوض الذی خاضوا۔ تم نے خوض کیا مانند اُس خوض کے جو اگلون نے کیا۔
بالجملہ اُن کے قلوب بحکم قولہ تعالیٰ تشابہت قلوبہم۔ باہم متشابہ ہوئے ایسے کہ جو اُن کا چال چلن تھا وہی اُن کا اور جس طرح اُن کے دلون مین
نورانی و سیدھی بات کے سوائے محسوس و تاریک اوندھے سماتی تھی ویسی اُن مین۔ أُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا
وَالْآخِرَةِ۔ یہی سب لوگ اُنھین حالتون والے ہین کہ دنیا و آخرت مین اُن کے اعمال مٹ گئے چنانچہ کسی جہان مین جو ثواب نیک کام کا ہے
نہین پائینگے وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ۔ اور یہی لوگ خاسر ہین اُنھین کو خواری و ٹوٹا نصیب ہی اور جن باتون مین نفع سوچتے ہین محض
بیکار ہین۔ دنیا مین جو بعضے کافرون و منافقون کو مال واولاد کی کثرت ملتی ہے تو یہ اُن کا دنیاوی حصہ مقدر ہو ثواب اعمال نہین ہو کیونکہ دنیا
تمام و کمال ایک مچھر کے پر برابر بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک حقیقت نہین رکھتی تو بھلا اپنے نیکوکار بندون کیلئے یہ خوار مایہ ملعونہ کو بدلا نہ فرمائیگا
بلکہ جیسے بدکارون کا عذاب بے قیاس ہو ویسے ہی نیکوکارون کا ثواب بے قیاس ہی اور ہر طرح عدل و انصاف ہی اب بندے مختار ہین چاہین
وہ عذاب لین کہ جس سے ہم پناہ مانگتے ہین اور چاہین یہ ثواب لین اور ہم اپنے معبود حق سبحانہ تعالیٰ سے اسی کو اُسکے فضل و رحمت کیساتھ
چاہتے ہین وہو مولنا نعم المولی ونعم النصیر۔ آیت کریمہ مین اشارہ ہے کہ اس اُمت مین سے بھی اگلون کے مشابہ لوگ ہون گے چنانچہ ابوہریرہ رض
نے حدیث روایت کی کہ قسم اُس ذات پاک کی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہے کہ تم لوگ بھی انھین لوگون کے چال چلن [illegible]
دا ہاتھ و گز گز پیروی کرتے چلوگے جو تم سے اگلے ہین اور یہان تک پیروی مین حریص ہوگے کہ جو کوئی اُن مین سانپ کے بھٹ مین گھسا ہو تو
تم بھی گھسو۔ لوگون نے عرض کیا کہ یارسول اللہ اگلون سے کیا اہل کتاب یعنی یہود و نصاری مراد ہین فرمایا کہ پھر اور کون۔ ابوہریرہ رض نے کہا کہ
تمھارا جی چاہے قرآن مجید کی آیت کالذین من قبلکم کانوا اشد آلخ پڑھکر سمجھ لو ذکرہ ابن کثیر رح جاننا چاہیئے کہ نفاق بہت بڑی بیماری ہی اور آدمی
اپنی جہالت سے غافل ہمیشہ اپنے آپ کو مغرور ہوکر مومن صادق سمجھتا ہے بڑا نفاق تو یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ و اُس کے رسول کو دل سے [illegible]
اور ظاہر مین مانتے تھے اور چھوٹا نفاق یہ ہو کہ زبان سے ماننے کا اقرار کئے جاتے ہین اور دل سے غافل ہین اور عجب غور کرکے [illegible]

دل میں کچھ بھی یقین اٹھ گیا ہو کہ اعمال خیر پر عامل ہی نہیں حالانکہ مومن اپنے اعمال کی نسبت حبط ہو جانے کا خوف رکھتے ہیں جیسا کہ جب میں نے اپنے قول کو اپنے عمل پر پیش کیا یعنی دیکھا کہ میرے اعمال میرے قول زبانی کے موافق ہیں یا نہیں تو مجھے خوف ہوا کہ میں اپنے آپ کو جھٹلانے والا ہوں یعنی مطابق نہ پایا۔ اور عبداللہ بن ابی ملیکہ نے کہا کہ میں نے آنحضرت صلعم کے صحابہ میں سے تیس بزرگوں کی زیارت پائی اور دیکھا کہ ہر ایک ان میں سے اپنے نفس پر یہ خوف کرتا تھا کہ میں کہیں منافق تو نہیں ہوں اور حسن بصریؒ سے مذکور ہے کہ نفاق سے وہی ڈرتا ہے جو مومن ہے اور نڈر وہی رہتا ہے جو منافق ہے اور جان بوجھکر بدکاری پر اصرار کرنا ایمان کی علامت نہیں بقولہ تعالیٰ ولم یصروا علی ما فعلوا وہم یعلمون۔ آنحضرت صلعم نے جو منافقون کے علامات فرمائے ہیں وہ اوپر مذکور ہوئے اور فرمایا کہ ہمارے و منافقون کے درمیان نماز عشاء و صبح کی حاضری ہے کہ منافقون کو ان دونوں میں حاضر ہونے کی استطاعت نہیں ہوتی ہے سراج میں مذکور ہے کہ منافق ایسی ہی باتیں اٹکا کرتا ہے جس سے اہل فضیلت اپنے رتبہ سے گر جاویں اور اُن کی خوبیان دیکھنے سے اندھا بنجاتا ہے اور مومن صادق کی یہ شان ہے کہ بدون کی بدی بھی نہیں دیکھتے تو بھلا نیکون کی بدی ڈھونڈھنے کا کیا ذکر ہے اور منافق آدمی دین میں سے وہی باتین لیتا ہے جو دنیا میں اُس کے کار آمد ہوں اور ایسی نہیں لیتا جو عقبیٰ میں اُسکے کار آمد ہوں۔ اور دین سے جو اُمور اسکے دنیا کے لئے مضر ہیں اُن سے اجتناب کرتا ہے اور جو عقبیٰ میں مضر ہیں اُن سے اجتناب نہیں کرتا ہے پھر منافقون و کافرون کو جن اگلون کے ساتھ قلوب کی موافقت اور شہوات دنیاوی میں غفلت و اسی دار فانی پر اعتماد کرنے میں تشبیہ دی تھی انھین اگلون میں سے یہان چھ گروہ جنکو عرب جانتے بھی تھے اور اُن کو باوجود کفر و نفاق کے دنیا بھی نصیب ہوئی بلکہ عذاب میں گرفتار ہوئے بیان فرمایا بقولہ تعالیٰ۔

أَلَمْ يَأْتِهِمْ نَبَأُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوحٍ وَعَادٍ وَثَمُودَ ۙ وَقَوْمِ إِبْرَاهِيمَ وَأَصْحَابِ

کیا پہونچا نہیں اُنکو احوال اگلون کا قوم نوح کا اور عاد اور ثمود کا اور قوم ابراہیم کا اور

مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِكَاتِ ۚ أَتَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ ۖ فَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ

مدین والون کا اور اُلٹی بستیون کا پہونچے اُن کو رسول اُن کے لیکر حکم صاف پھر اللہ نہ تھا کہ اُن پر ظلم کرتا

وَلَٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ○

و لیکن وہ اپنے پر آپ ظلم کرتے تھے

پہلے تو منافقون و کافرون کا حال باطنی دلون کے اعتقاد کا اور ظاہری چال چلن غفلت کے برتاؤ کا تمام اگلی کافر قومون کے ساتھ مشابہ و متوافق ہونے کا بیان کیا پھر اب فرمایا کہ اگلون کا یہ انجام ہوا تو ظاہر ہے کہ اُن کا [illegible] انجام ہوگا چنانچہ فرمایا۔ أَلَمْ يَأْتِهِمْ نَبَأُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ۔ استفہام تقریری بطریق تحذیر اور مثبت غفلت ہے کہ ان لوگون کو اگلون کے حالات سے عبرت نہین ہوتی یعنی قولہ الم یاتہم۔ کیا نہیں آئی اُن کے پاس یعنی البتہ پہونچ گئی اُن کے پاس۔ نبا الذین من قبلہم۔ خبر اُن لوگون کی جو اُن سے پہلے گذرے یعنی اگرچہ تمام اگلون کے حالات سے آگاہ و خبردار نہوئے لیکن جب اگلی چند قومون کے حالات سے خبردار تھے تو یہ صحیح ہے کہ اُن کے پاس اگلی قومون کے اخبار جن سے عبرت حاصل کرتے پہونچ گئی۔ قَوْمِ نُوحٍ یعنی اگلون میں سے قوم نوح تھی کہ نوح علیہ السلام نے اُن کو مدتون تک ایمان و توحید کی طرف بلایا مگر نہ مانے اور اللہ تعالیٰ نے اُن کو اس قدر بڑھایا کہ ان کی اولاد تمام روئے زمین و پہاڑون میں پھیل گئی اور مال کی بھی کثرت ہوئی آخر پانی کے طوفان سے ان سب کو غرق کر دیا کہ نہ دنیا ملی نہ آخرت سوائے عذاب کے کہ وہ دائمی ہے یہ انکا

انجام تھا کہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے رسول نوح علیہ السلام کو جھٹلایا اور ایمان نہ لائے۔ یہ سب سے پہلے تھے۔ وَعَادٌ اور دوم قوم عاد
ہود علیہ السلام کو جھٹلایا تو ریح العقیم تند آندھی سے تباہ ہوئے اور باوجودیکہ بہت بڑے ڈیل ڈول وزور قوت والے تھے
پٹکتی تھی کہ پاش پاش ہو جاتے تھے۔ وَثَمُوْدُ اور سوم قوم ثمود جنکو عاد ثانیہ کہتے ہیں جب صالح علیہ السلام کو جھٹلایا اور
کی طرف سے نشانی تھی اسکی کونچین کاٹیں تو آواز کرخت ہولناک سے اُن کے قلب پھٹ گئے و ہلاک ہوئے یہ سب عرب ہی تھے
اور عجیب قدرت الٰہی تعالیٰ ہی کہ اہل ایمان ان عذابوں میں محفوظ رہے۔ وَقَوْمُ اِبْرٰهِیْمَ اور قوم ابراہیم علیہ السلام کہ جن میں
نمرود بن کنعان بادشاہ تھا کہ مچھروں کے عذاب سے کچھ ہلاک ہوئے اور باقیوں سے نعمت جاتی رہی۔ وَاَصْحٰبِ مَدْیَنَ یعنی قوم
علیہ السلام کو کہ جب اُنھوں نے شعیب کو جھٹلایا اور آخر مومنوں کو ایذاء سخت دینی شروع کی تو زلزلہ میں گرفتار ہوئے اور ابر سیاہ سے
عذاب یوم الظلہ آیا کہ سب ہلاک ہوکر دائمی دوزخی ہوئے۔ وَالْمُؤْتَفِكٰتِ۔ اور موتفکات والے یعنی قوم لوط علیہ السلام
جن کا صدر مقام سدوم تھا اور لونڈوں کے ساتھ اغلام کرنے میں آجتک معروف ہیں جب نافرمانی کی تو اُن کے شہر ان پر لوٹ دیئے گئے
اور سجیل سے پتھر برسے کہ سب ہلاک ہوئے۔ ائتفکت بہم۔ اے انقلبت یعنی اُن کے بلاد اُن پر لوٹ پڑے کہ تہ و بالا ہو گئے۔ پس قوم
لوط تو موتفکات اسی وجہ سے کہلاتے ہیں کہ تہ و بالا ہو گئے تھے پس معنی حقیقی ہی اور بعض نے کہا کہ تمام اقوام گذشتہ جنھوں نے جھٹلایا بطریق عموم
مراد ہیں اس صورت میں ائتفاک بمعنی مجازی ہوگا کیونکہ حقیقت میں سب کے طبقات زمین نہیں لوٹے گئے پس مراد یہ کہ اُن کی حالت لوٹ دی گئی
کہ ناز و نعمت سے عذاب و نقمت میں پھنسے پس اول قول پر اصحاب قریات موتفکات مراد ہیں اور دوم پر اصحاب احوال موتفکات۔ یعنی
مضاف مقدر ہی اور موتفکات صفت موصوف محذوف۔ اور یہ سب قوم نوح پر عطف ہوکر الذین من قبلہم سے بدل البعض ہی اور موتفکات
سے اگر باقی اقوام گذشتہ مراد ہوں تو بدل الکل بھی ہو سکتا ہے۔ بات اتنی ہی کہ عرب کو جملہ اُمم ماضیہ کے اخبار نہیں پہونچے تھے پس قول اول
اصح ہے۔ حاصل معنی یہ کہ اُسوقت کے کافروں و منافقوں کو کیا اپنے زمانہ سے اگلوں یعنی قوم نوح و ما بعد کے اخبار نہیں پہونچے کہ عبرت
حاصل کریں پھر بیان فرمایا۔ اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ آئے تھے اُن اقوام کے پاس اُن کے رسول یعنی ہمارے رسول جو
ہم نے اُن کے پاس بھیجے تھے بینات کے ساتھ یعنی کھلے معجزات کے ساتھ یا یہ معنی کہ اُن کے پاس اُن کے رسول آیات و معجزات بینات لائے
فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیَظْلِمَهُمْ۔ لے فکذبوہم ولم یومنوا فاہلکہم اللہ بعد اتمام الحجۃ علیہم فما ظلمہم۔ یعنی حرف فا کے ساتھ بیان دلالت
کرتا ہی کہ عطف ہی کلام مقدر پر جسکی تقدیر یہان ظاہر ہے یعنی جب اقوام نے دنیا میں پیدا ہوکر اپنے معبود خالق کو نہ پہچانا تو اللہ تعالیٰ نے
بینات کیساتھ رسول بھیجے دے آیات بینات لائے مگر اُن لوگوں نے نہ مانا اور کچھ پرواہ نہ کی اور جھٹلایا پس اللہ تعالیٰ نے اُن کو عذاب
میں گرفتار کر لیا کہ دنیا سے ہلاک ہوئے اور ہمیشہ آخرت میں گرفتار رہیں گے۔ فما کان اللہ لیظلمہم۔ سو اللہ تعالیٰ پاک معبود کی یہ شان نہیں کہ اُنپر
ظلم فرماوے جیسے بندے آپس میں ظلم کرتے ہیں۔ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ۔ ولیکن وے ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے
کہ ایک تو اپنے خالق عز و جل کو نہ پہچانا پھر رسول بھیجے و آیات تو اُن کو نہ مانا آخر اُن پر حجت پوری ہوئی اور سرکشی حد سے گذری تو ہلاک فرمایا
بالجملہ اس اُمت کے منافقوں و کافروں کو قیامت تک نصیحت ہی کہ اللہ تعالیٰ کے رسول و آیات و پاکیزہ احکام عدل و برگزیدہ اخلاق کیساتھ
و آخرت کی طرف متوجہ ہوں اور دنیا کی طرف مائل نہ ہوں ورنہ ہوشیار رہیں کہ جس عذاب میں اگلے گرفتار ہوئے وہی اُن کو نہ پہونچے
آنحضرت صلعم کی دعا سے ظاہری عذاب نہ آوے تو عذاب آخرت بہرحال ضرور ہے۔ جب منافقوں و کفار اور اُن کے

وقف لازم

و برے چال چلن و سخت عذاب کا بیان ہو چکا تو مومنوں کے نیک چال چلن و ثواب کو ذکر فرمایا بقولہ

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ

اور ایمان والے مرد اور عورتین ایک دوسرے کی مدد ہین سکھاتے ہین نیک بات اور منع کرتے ہین

عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

بری سے اور کھڑی رکھتے ہین نماز اور دیتے ہین زکوۃ اور حکم مین چلتے ہین اللہ کے اور اُس کے رسول کے

اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝

وہ لوگ اُن پر رحم کرے گا اللہ البتہ اللہ زبردست ہی حکمت والا

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ واؤ عاطفہ قصہ سابق پر عطف کیلئے ہی یعنی منافقین وکفار کا حال وقصہ اوپر مذکور ہوا۔ اور اب قصہ ان مردوں کا ہی جو ایمان لائے اور ان عورتوں کا جو ایمان لائین۔ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ آپس مین اہل ایمان بعض کے بعض اولیا ہین یعنی شان الٰہی مین باہم ان مین محبت ہی ایک کلمہ توحید پر متفق ایک ہی خالق عز وجل کے کہ وہی خالق ہی سب عبادت کرنیوالے سب ایک دل ہین باہم ایک دوسرے کی نصرت و مدد کرتے رہتے ہین کہ اس دار محنت مین رضا حق عز وجل کا ذخیرہ جمع کرین اور نفس وشیطان و اُس کے اعوان و مددگار کوئی اُن کو ضرر نہ پہونچانے پاوین اور شریرون سے بفضل الٰہی مامون ہو کر اس دار امتحان مین کمائی کرتے ہوئے مسافر کی طرح اپنے اصلی گھر پہونچ جاوین پس باہم محبت سے مددگار ہین کہ رہزنوں سے بچتے رہین۔ حدیث صحیح مین ہی کہ مومن کیلئے دوسرا مومن بمانند عمارت کے کہ بعض کو بعض مضبوط ملی دیتا ہے اور آپنے اپنی مبارک اُنگلیان ایک ہاتھ کی دوسرے مین مشبک فرمائین اور نیز حدیث صحیح مین ہی کہ مومنوں کی آپس مین محبت وشفقت کرنے کی مثال جیسے جسم مین سے ایک عضو مین درد ہوا تو تمام اعضاء بخار و بیخوابی کے ساتھ اُسی کے ہمدرد ہو جاتے ہین۔ بالجملہ منافق تو مومنوں مین سے نہین بلکہ مومن مرد و عورتین البتہ بعض اولیاء بعض ہین۔ اگر کہا جاوے کہ منافقون کے حق مین بعضهم من بعض۔ کہا اور مومنون کیلئے بعضهم اولياء بعض فرمایا اسمین کیا بھید تو جواب یہ کہ نفاق مین بڑوں کی تقلید خواہش و طبیعت و عادت مین کرنے سے چھوٹوں پیروی کرنیوالوں مین نفاق حاصل ہوا تو اُن کے حق مین بعضهم من بعض فرمایا کہ بعض سے بعض کو حصول ہوا اور رہے مومنین تو ان مین باہمی موافقت بسبب ہدایت اور حب فی اللہ عز وجل یہ خلوص پیدا ہوا اور خواہش نفسانی وغیرہ سے نہین ہوا تو بعضهم اولياء بعض فرمایا۔ پھر اُن کی خصلت ذکر فرمائی کہ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ حکم کرتے ہین امر معروف کے ساتھ یعنی ہر ایسے امر خیر کے ساتھ جو شرع سے پہچانا گیا اور اسمین طبیعت وخواہش کو دخل نہین دیتے وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ اور منع کرتے ہین امر منکر سے یعنی ہر ایسے امر سے جس سے شرع نے انکار و نفرت فرمائی ہی پس یہ لوگ برخلاف منافقون کے ہین جو معروف سے منع کرتے اور منکر کا حکم کرتے ہین اور ایسے ہی منافقین نماز کو کسل گرانی سے ٹھیک نہین ادا کرتے اُن کے برخلاف مومنین کو فرمایا وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ اور نماز کو ٹھیک قائم کرتے ہین یعنی جمعیتی کے ساتھ اچھی طرح وضو کر کے ٹھیک وقت پر عاجزی وخشوع کرتے ہوئے قرأۃ و رکوع و سجود وغیرہ کی تکمیل کے ساتھ ٹھیک ٹھیک ادا کرتے ہین ایسے ہی منافق مال کے بندے اُس کو راہ حق مین خرچ کرتے ہوئے جان چراتے اور ہاتھ کھینچے لیتے ہین اُن کے برخلاف مومنون کو فرمایا وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ دیتے ہین زکوۃ کو یعنی خوشی خاطر سے جسقدر اللہ تعالیٰ نے فرض کیا خلوص کے ساتھ دیتے ہین۔ ایسے ہی منافقین تو اللہ تعالیٰ کو بھولے ہوئے ہین اُن کے برخلاف مومنون کو فرمایا وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اور اطاعت کرتے ہین اللہ تعالیٰ و اُس کے رسول کی یعنی جو کچھ

Marfat.com

حکم دیا اسمین اللہ تعالیٰ و اُسکے رسول کے مطیع ہین۔ وقد قال تعالیٰ کنتم خیر امتہ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنہون عن المنکر
پس اہل ایمان ہر دم اپنے معبود کی ادے مالامال ہین۔ اسیواسطے جب قولہ والذین یکنزون الذہب والفضۃ الآیہ نازل ہوا
عذاب کی وعید آئی اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ پھر ہم لوگ کیا جمع کرین تو فرمایا کہ قلب شاکر اور لسان ذاکر یعنی ایسا دل جو ہر دم اللہ
ایمان و سلامتی وغیرہ دینے پر شکرگزار ہو اور ایسی زبان جو ہر وقت یاد مین بیدار رہے۔ بالجملہ منافقون کے بالکل برخلاف یہ مومن
باہم ایک دوسرے پر رحیم و شفیق و امر معروف کا حکم دینے والے اور منکر سے روکنے والے اور نماز قائم کرنیوالے اور زکوٰۃ دینے والے اور اللہ
اسکے رسول کے مطیع ہوتے ہین۔ اُولٰٓئِکَ سَیَرْحَمُہُمُ اللّٰہُ۔ بیضاوی رح نے کہا کہ سین بمعنی قد یعنی مؤکد وقوع ہے اور وعدہ
لامحالہ ہوگا پس معنی یہ کہ جن بندون کے ایسے صفات ہین ضرور اللہ تعالیٰ اُن پر رحم فرمادیگا۔ اشارت ہے کہ دنیا کی چند روزہ زندگی
صبر و ثابت قدمی رکھین۔ اِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ البتہ اللہ تعالیٰ عزیز غالب ہے جو چاہے کرے کوئی چیز مانع ہو نہین سکتی حکیم ہے کہ جہان جو
چاہیے وہین ثابت فرماتا ہے۔ یہ رحمت الٰہی عجیب نعمت غیر متناہی ہے کہ جس کا کوئی پار نہین پاسکتا اور آگے اہل ایمان کے ثواب مین فی الجملہ
توضیح فرمائی ہے ف۔ وفی العرائس قولہ والمومنین والمومنات الخ یعنی مومنین و مومنات باہم اولیا ہین کیونکہ اُن کی روحین انوار قدم مین مستغرق
تھین وہین اللہ تعالیٰ نے باہم اُن مین اُلفت دیدی بایں طور کہ اُن کو وصال کا مزہ چکھایا پس انوار محبت الٰہی کے دلون مین لیکر اُن انوار سے
باہم عاشق ہوئے اور باہم ایک دوسرے کی محبت مین سرگرم پس اللہ تعالیٰ کی عبادت گزاری و اُس کے رسول کی معاونت و فرمانبرداری مین باہم
معاونت کرتے ہین ابو عثمان نے کہا کہ مومنون باہم مددگار ہین کہ عبادت الٰہی مین معاونت اور اُس کی طرف مبادرت کرتے ہین اور ہر ایک دوسرے کی
پیٹھ پر ٹیک دیتا ہے کہ اس سمندر سے پار ہو کر نجات پاوے تو نہین دیکھا کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ مومن کیلئے مومن مانند عمارت کے ہے کہ ایک کو دوسرے
سے تقویت ہوتی ہے شیخ ابو بکر الوراق نے کہا کہ مومنون کے باہمی موالات بے تکلف اُنکی جبلت ہے پھر حق سبحانہ تعالیٰ نے مومنون کیلئے حسن ثواب ذکر فرمایا بقولہ عز و جل

وَعَدَ اللّٰہُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِہَا الْاَنْہٰرُ خٰلِدِیْنَ
وعدہ دیا اللہ نے ایمان والے مردون اور عورتون کو باغ بہتی ہین نیچے اُن کے نہرین رہا کرین

فِیْہَا وَمَسٰکِنَ طَیِّبَۃً فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ اَکْبَرُ ذٰلِکَ
اُن مین اور مکان ستھرے رہنے کے باغون مین اور رضامندی اللہ کی سب سے بڑی یہی ہے

ہُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ع
بڑی مراد ملنی

وَعَدَ اللّٰہُ یہان وعد از وعدہ بشارت ہے وعدہ وعدا جیسے سابق مین اہل نفاق و کفر کے عذاب مین وعید بمعنی المعنی۔ وعدہ دیا اللہ نے
الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ مومن مردون و مومنہ عورتون کو جنکے اوصاف اوپر مذکور ہوئے ہین۔ جَنّٰتٍ جنتون کا یعنی وعدہ دیا کہ جو
بندے بصفات مذکورہ بالا دنیا مین مطیع رہے ہین اُن کیلئے بدون کسی عذاب کفارۂ گناہ کے پہلے پہل جنات ہین جمع جنت بمعنی باغ تر و تازہ جسمین
ہر قسم کے میوے ہون تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِہَا الْاَنْہٰرُ۔ ایسے جنات جن کے نیچے نہرین جاری ہون گی یعنی اُن کے درختون و مکانون کے
نیچے نہرین جاری ہونگی خٰلِدِیْنَ فِیْہَا مقدرین الخلود فیہا۔ داخل ہوتے وقت اُنکے لئے مقدر ہو گا کہ اسمین ہمیشہ رہو کبھی نہ مرو نہ تمہارا
شباب زائل ہو نہ اسمین سے کسی طرح زوال ہو۔ وَمَسٰکِنَ طَیِّبَۃً اور ایسے مساکن جو پاکیزہ و خوشگوار ہین یعنی دل و قوت و نور کے بھرنے

سورۂ آل عمران پارہ چہارم رکوع [illegible]

ع ۹

Marfat.com

آدمی کے واسطے اسمین عجائب قدرت الٰہی ہونگے۔ فِیۡ جَنّٰتِ عَدۡنٍ یہ مساکن طیبہ واقع ہونگے جنات عدن مین۔ عدن لغت مین بمعنی اقامت
علیہ ہی یقال عدن بالمکان یعدن عدونا اے اقام بہ۔ اسی واسطے کہا گیا کہ جنات جملہ عدن ہین اور فائدہ یہ کہ ایک جنات تو باغہائے تروتازہ
ہین جنکے تحت مین نہرین جاری ہین اور دوسری جنات موتیون وغیرہ کے مکانات ہین جنمین مسکنہائے طیبہ ہین اور اخبار وآثار سے ظاہر ہوتا
ہے کہ عدن مقام خاص جنت مین ہی پس وہ علم ہی اور کشاف مین کہا کہ عدن علم ہی بدلیل قولہ تعالیٰ جنات عدن التی وعد الرحمن عبادہ الآیۃ۔ وفی تفسیر
الحافظ وعن ابی موسی الاشعری قال قال رسول اللہ صلعم جنتان من ذہب آنیتہما وما فیہما وجنتان من فضۃ آنیتہما وما فیہما وما بین القوم وبین ان ینظروا
الی ربہم الا رداء الکبریاء علی وجہہ فی جنۃ عدن۔ یعنی دو جنت سونے کی ہین اُن کے ظروف وجو کچھ اُن مین ہے سب سونے کا ہی اور دو جنت چاندی
کی اُن کے ظروف وجو کچھ اُن مین ہی سب چاندی کا ہی اور نہین کوئی مانع درمیان قوم کے اور درمیان اس بات کے کہ اپنے پروردگار کی طرف نظر
کرین مگر ردائے کبریائی اسکی وجہ ذوالجلال پر جنت عدن مین۔ رواہ البخاری ومسلم مترجم کہتا ہی کہ بیہقی رحمہ نے اس حدیث کے معنی مین تنبیہ کردی
کہ یہ معنی نہین ہین کہ وجہ الٰہی جل جلالہ پر ردائے کبریائی ہوگی بلکہ معنی یہ ہین کہ غایت جلال سے قوم کو یہ طاقت نہ ہوگی کہ نظر کرسکین پھر دوسرے وقت
جب اہل جنت عدن سے پردہ دور کیا جائیگا اور طاقت از جانب وتعالیٰ عطا ہوگی تو دیکھین گی۔ اس حدیث سے بھی ظاہر ہوا کہ عدن مقام
خاص جنت مین ہی جس کے شرف کا بیان یہ کہ وہان حضرت رب العزت جل جلالہ سے اسقدر تقرب حاصل ہی کہ سوائے ردائے کبریائی کے اور کچھ حائل نہ ہوگا۔
ابوموسیٰ رضہ نے مرفوع روایت کی کہ مومن کیلئے جنت مین مجوف ایک موتی کا ساٹھ میل طول کا خیمہ ہوگا اسمین اُسکی ازواج ہونگی۔ اُن مین سے ہر ایک
پاس جائے گا اور بعض کو بعض نہ دیکھین گے۔ رواہ البخاری ومسلم۔ ابوہریرہ رضہ سے ہی کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ واُس کے رسول پر ایمان لایا اور نماز کو ٹھیک ادا کرتا
رہا یعنی مال ہو تو زکوۃ دی وحج کیا اور رمضان کے روزے رکھے تو اللہ عز وجل نے کرم سے برحق کردیا کہ اُس کو جنت مین داخل کرے خواہ اُس نے
ہجرت کی ہو اللہ تعالیٰ کی راہ مین یعنی جہاد کیا ہو یا وہین بیٹھا رہا جہان پیدا ہوا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ لوگون کو ہم یہ خبر نہ دیدین فرمایا
کہ جنت مین سو درجے ایسے ہین جو اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ مین جہاد کرنے والون کیلئے رکھ چھوڑے ہین ہر دو درجہ کے بیچ مین ایسا فرق ہی جیسا آسمان
وزمین کے بیچ مین ہی سو جب تم اللہ تعالیٰ سے مانگو تو فردوس مانگا کرو کہ وہ اعلائے جنت واوسط جنت ہی اسی سے جنت کی نہرین جاری ہین
اور اُس کے اوپر عرش الرحمن ہی۔ رواہ البخاری ومسلم عن ابی ہریرہ رضہ والطبرانی والترمذی وابن ماجۃ عن معاذ بن جبل مرفوعًا والترمذی عن عبادۃ بن
الصامت ایضًا اور غرفہائے جنت کی بابت صحیح ہوا کہ اہل جنت بعض کو بعض ایسے دکھلاوین گے جیسے آسمان مین ڈوبے ہوئے تارے کو چمکتا
دکھلاتے ہین اور فرمایا کہ واللہ ایسے لوگون کو ملین گے جنھون نے اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھا اور رسولون کی تصدیق کی۔ اور واضح ہو کہ جنت مین
سب سے اعلیٰ مقام کا نام وسیلہ ہی وصحاح وسنن ومسانید مین کثرت سے وارد ہی کہ آپ نے فرمایا کہ وہ ایک ہی شخص کو ملیگا اور مجھے اُمید ہی کہ وہ
مین ہی ہون۔ قال المترجم یہ صریح نص ہی کہ آنحضرت صلعم اللہ تعالیٰ کی مخلوق مین سب سے مطلقًا افضل ہین اور حدیث مین ہی کہ جس نے بعد اذان کے
میرے لیے وسیلہ ملنے کی اللہ تعالیٰ سے دعا کی قیامت مین اُسپر میری شفاعت نازل ہوگی۔ ایک روایت مین ہی کہ قیامت مین اسکی شفاعت کرونگا
ابوہریرہ رضہ سے روایت ہی کہ عمارت جنت سونے وچاندی کی اینٹون سے اور گارہ مصالحہ مسک کا اور ریزہ کنکر اس کے موتیون کے اور خاک
زعفران کی جو اُسمین داخل ہوگا ہمیشہ لذت عیش مین خورش کبھی نہین اُکتائیگا ہمیشہ زندہ کبھی نہین مریگا اور کبھی اُسکے کپڑے کہنہ نہ ہونگے
وکبھی اُسکا شباب زائل نہ ہوگا۔ رواہ احمد ونحوہ عن ابن عمر۔ اور حضرت علی رضہ سے مروی ہی کہ جنت مین غرفہ ہین جنکا اندر سے باہر اور باہر سے
اندر دکھلائی دیتا ہی تو ایک اعرابی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کس کے لئے ہین فرمایا کہ جس نے پاکیزہ کلام کیا اور طعام دیا اور برابر روزے رکھے

اور رات مین نماز پڑھی جب لوگ سوتے ہین۔ رواہ الترمذی والطبرانی وقال الحافظ ان کلا من الاسنادین جید حسن۔ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ
ہے کہ قسم رب کعبہ کی جنت کا حصر نہین وہ نور جگمگاتا ہی وہ مہرے بھرے خوشبودار درخت لہلہاتے ہین الی آخر الحدیث رواہ ابن ماجہ
ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی کہ مین نے اپنے بندگان صالحین کے لئے وہ کچھ مہیا رکھا ہی جو کسی آنکھ نے نہین دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی
دل پر اُسکا خطور ہوا۔ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ۔ رضا کی نسبت رضوان مین زیادتی ہی کیونکہ زیادت کلمہ زیادت معنی پر دلالت کرتی
ہے خصوص جبکہ موصوف بصفت کائن من اللہ ہی اور خصوص جبکہ خود اللہ تعالیٰ نے اُس کے اکبر ہونے کو فرمایا تو قیاس کی کیا مجال کہ اُسکی
بزرگی دریافت کرے۔ یعنی اور رضوان اللہ کی طرف سے سب سے اکبر ہے۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ اللہ تعالیٰ فرماویگا کہ اے اہل جنت
عرض کرینگے کہ پروردگار لبیک وسعدیک ہم تیرے حضور مین بخوشی بسر وچشم حاضر ہین تیرے ہی قبضۂ قدرت مین سب بھلائی ہی۔ فرماویگا کہ بھلا تم
راضی ہوے عرض کرینگے کہ رب ہمارے ہم کیون نہ راضی ہون حالانکہ تونے ہم کو وہ کچھ عطا فرمایا ہی جو اپنی خلق مین سے کسی کو نہین دیا۔ رب تبارک وتعالیٰ
فرماویگا کہ بھلا تم کو اس سے افضل دون۔ عرض کرینگے کہ رب ہمارے اس سے افضل اور کیا ہی۔ فرماویگا کہ تم پر اپنا رضوان نازل کرونگا اسکے بعد
کبھی تم پر سخط نہ فرماؤن گا۔ رواہ البخاری ومسلم والبوبکر البزار رحمہ اللہ وحاملی رحمہ اللہ نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے اسی معنی کی حدیث مین آخر
کلام یون روایت کیا۔ اور تعالیٰ فرماویگا کہ میرا رضوان اس سب سے اکبر ہی یعنی سب سے بزرگ مرتبہ ہی وقال الضیاء المقدسی اسنادہ عندی علی شرط
الصحیح کذا ذکرہ الحافظ رحمہ اللہ مترجم کہتا ہی کہ شیخ سیوطی رحمہ اللہ نے بدور السافرہ مین آثار واخبار کثیرہ سے قولہ تعالیٰ الحسنیٰ وزیادۃ الآیۃ کی تفسیر مین
دیدار حضرت باری تعالیٰ مراد ہونا ثابت کیا ہی اور ظاہر ہی کہ اہل ایمان جن کو اپنے خالق تبارک وتعالیٰ سے کمال محبت ہی جنت کو اسی وجہ سے
چاہتے ہین کہ وہ مقام ہی جہان اُن کو رضوان حضرت حق سبحانہ تعالیٰ حاصل ہوگا وہ مقام ہی کہ جہان دیدار پاک بلا کیفیت وتشبیہ نصیب ہوگا
سبحان اللہ تعالیٰ اس سے بڑھکر کون مقام ہی۔ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔ یہ جو کچھ انعام مومنون کیلئے مذکور ہوا یہی فوز عظیم
ہے۔ دنیائے دنی ناپائدار کی لذات ومتاع اور جواہر وسونا وچاندی واولاد اور تمام روئے زمین کی سلطنت سہی جسکو کافر ومنافق آخرت
سے منکر بے ایمان لوگ فوز عظیم سمجھتے ہین وہ فوز عظیم کیسا کچھ بھی نہین مگر آنکہ اللہ تعالیٰ اس سے آخرت کیلئے سامان ونفع اُٹھانیوالا کردے جس سے
جنت حاصل ہو تو البتہ کیونکہ فوز عظیم یہی انعام آخرت ہی ف۔ وفی العرائس فی اشارات الآیۃ الکریمۃ۔ واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ نے مومنین صادقین
کو آخرت مین اعلیٰ شہود اور دیدار کا وعدہ فرمایا۔ اور یہ وعدہ الٰہی ہی جسکو نقد وصول جان لیکیونکہ اسکی خبر عین معائنہ ہی صرف موت کی دیر ہی دنیا مین
اُس کے قدس سے معطر ہوائین مشام اہل اُنس کو مفرح اور معنبر رہا مین ارواح اہل قدس کو معطر فرماتی ہین اُنکے قلوب ہر چیز سے منقطع اسی کی طرف راغب
ہین یہی انوار وریاحین ہی جن سے اُن کے دل او تعالیٰ سبحانہ کے شوق مین بیخود اور اُسکی محبت مین اپنی خودی سے باہر رہتے ہین اور اُسی کے
شوق وصال مین طائر ہین۔ واضح ہو کہ نفس آیت کریمہ مین اس وعدۂ پاکیزہ کو عبودیت کی کسی شرط سے مقترن نہین فرمایا یعنی اپنے وعدہ کو مثلاً
یون نہ فرمایا کہ مومنون کے امر بالمعروف ونہی از منکر واقامۃ الصلوۃ وغیرہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اُن کو جنت عطا فرمائی بلکہ یہ افعال عبودیت تو
مومنون کے اصلی نشان اور اُن پر آسان ہین اور رحمت الٰہی فضل واحسان ہی تو آیت مین شرط عبودیت پر معلق نہ فرمانا دلیل ہی کہ یہ عطاء الٰہی
بدون کسی علت کے فضل واحسان ہی اور جو چیز جس کمان کی ہی وہین پہونچائے جانے مین داخل ہی کیونکہ اہل عرفان کی مثل رضوان کی کمال سے ہی
اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَادُّكَ اِلٰی مَعَادٍ الآیۃ۔ حق تعالیٰ نے ازل مین مطیع بندون کو اپنی درگاہ کی حضوری کے
برگزیدہ فرمایا اور مومنین صادقین سے موسوم کیا۔ جب بندہ اپنے خالق کا مطیع اور مومن صادق ہوتا ہی تو وہ صالح وشہید ہوتا ہی کہ

Marfat.com

[illegible] ہوتا ہو تو وہ اپنی جان راہ حق مین فدا کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ پروا نہین فرماتا ان لغزشون کی جو اُس کی صورت ظاہری مین آتی ہین کیونکہ مومن سے جب گناہ سرزد ہوا تو وہ نادم ہو کر اُس معصیت کو جو اُس کے حق مین درگاہ مولیٰ مین شرمساری کا سبب ہے ندامت سے دیکھتا ہے پس شہوت معصیت اُس کے حق مین منغص ومکدر ہو جاتی ہے اور پروردگار کی جناب مین شرمندگی سے اس کا دل پانی پانی ہو جاتا ہے پس اُس کی معصیت بھی طاعت ہو جاتی ہے۔ بندگان مومنون کو وعدہ جنت ہے اور وہ اصلی مشاہدہ کا مقام ہے جس کے شوق سے دنیا مین جنت دیدار وشہود مین اُن کے دل ڈوبے ہوئے ہین وے اس جنت کے سوائے کسی طرف نگاہ نہین کرتے ہین اور اُنکو مساکن طیبہ کا وعدہ دیا حالانکہ ارواح سے مشاہدۂ جمال وقرب وصال مین ساکن ہین پس معصیت پر غضب کی نگاہ سے دیکھکر وہ اظہار ندامت وخجالت کر دیتا ہے اور توبہ کر کے حضور مولیٰ مین سر جھکاتا اور شرم وحیا سے اسکا دل پانی پانی ہوا جاتا ہے پس یہ معصیت کہان رہی اُسکے حق مین تو اور طاعت ہو گئی سنو کہ پاک معبود نے اُن کو جنتون کا وعدہ دیا اور حالت دیکھو کہ وے مشاہدۂ انوار جمال کے باغون مین مستغرق پڑے ہین پھر جنتون کی طرف کیا التفات کرین۔ اُنکو مساکن طیبہ کا وعدہ فرمایا اور وے مشاہدہ وقرب وصال کے پاکیزہ منازل مین ساکن ہین اور ہر دم لذت خطاب و لطائف اسرار اُن پر جاری ہین اور اُس کی اُمید وصال مین ہفت اقلیم کی سلطنت پر لات مارے اُسکی طاعت مین مسرور ومبتہج ہین اور انوار آیات کے دوران مین اُن کی عقلین نہایت خوش اور مشاہدۂ صفات سے اُن کے قلوب خوشگواری سے سیراب ہو رہے ہین ان نہرون سے دمادم شربت محبت پیتے اور حیرت کے ساتھ لحظہ بلحظہ شکرگزار ہین اُسی کی توفیق وتائید پر نظر رکھے ہوے رضوان اکبر کے بال وپر سے پر فضا ر بلندی اسرار صفات وسبحات ذات مین اُن کی روحین بلند پرواز ہین ہمیشہ ہر دم اُن کو انکشاف جمال قدم و جلال سرمدی سے تعلق ہے۔ اسی کا نام رضوان اکبر ہے کہ اُن کے چہرون سے صبح صفات چمکتی ہے اور وہ ہیمان ہین اسی کا اکرام افضل ہے کہ اُنکی پیشانیون سے شہود ذات کا آفتاب روشن ہے اور سے حیران ہین۔ اے برادر یہ بندے ہین کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے دنیا ہی مین اُن کو ایسا سرفراز کیا کہ خاک سے ہم رنگ اور سایۂ عرش مین آرمیدہ ہین جو جنات ووعدہ خیرات اورون کیلئے کل ہے وہ اُن کو آج حاصل ہے پھر کل اُن کیلئے کیا کچھ مکرمت وصل ہو گی سنو کوئی جگہ پاکیزہ ہو کوئی باغ پر فضا ہو جبھی خوب ہے کہ وہان دیدار قدس قدم ہے تو اُس کے مشاہدہ پر منزل ومسکن پر کب نظر آتا ہے۔ استادم نے کہا کہ نشان ہین رضوان اکبر کا یہ ہے کہ ہر مزہ سے گم ہو تو راحت اُنس پاوے جو متقاصر از راحت دار القدس نہین بلکہ اتم اعظم ہے فافہم۔ بالجملہ یہ بندے ہین کہ اُن کی نظر مین سوائے ذات وحدہ لاشریک کے اُسکی صفات وافعال قدرت کے کچھ نہین حتیٰ کہ خود اُن کی نظر بھی نہین ہے۔ سنو کہ حضرت رب العزت وحدہ لاشریک کے غیرت قدم نے نہ چاہا کہ اہل اتحاد ووصال اپنی نظر مین وجود اہل کفر وضلال واغیار ناہنجار باقی رکھین لہذا آنحضرت صلعم کو مطلقاً جہاد کا حکم دیا۔ بقولہ

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ

اے نبی لڑائی کر کافرون سے اور منافقون سے اور تندخوئی کر اُن پر اُن کا ٹھکانا دوزخ ہے

وَبِئْسَ الْمَصِيرُ يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ مَا قَالُوا وَلَقَدْ قَالُوا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوا

اور وہ بری جگہ ہو پہنچے قسمین کھاتے ہین اللہ کی ہم نے نہین کہا اور بیشک کہا ہے لفظ کفر کا اور منکر ہو گئے ہین

بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوا بِمَا لَمْ يَنَالُوا وَمَا نَقَمُوا إِلَّا أَنْ أَغْنَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ

مسلمان ہو کر اور فکر کیا تھا جو نہ ملا اور یہ سب کرتے ہین بدلا اسکا کہ دولتمند کر دیا اُن کو اللہ نے اور اُس کے رسول نے

Marfat.com

مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا

اپنے فضل سے سو اگر توبہ کرین تو بھلا ہے اُن کے حق مین اور اگر نہ مانین گے تو عذاب دیگا اُنکو اللہ [illegible]

اَلِيْمًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ فِي الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ

کی مار دنیا اور آخرت مین اور نہین اُن کا روئے زمین مین حمایتی [illegible]

اللہ تعالیٰ نے اس آیت مین اپنے رسول محمد صلعم کو اور اُس کی تبعیت مین تمام اُمت کو قیامت تک حکم کیا کہ کفار و منافقین سے جو قول و فعل [illegible] مین مومنین کے برخلاف ہین جہاد کرین اور حکم دیا کہ اُن پر غلظت و سختی کرین جیسے اُن کے برخلاف مومنون کیلئے بحکم وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ نرمی و مواسات کا حکم دیا ہے اور یہ خبر دیدی کہ اہل کفر و نفاق کا مرجع دار آخرت مین جہنم ہے۔ اور منافقون نے جھوٹی قسمین کھا کر جن باتون کو زبان سے کہنے سے انکار کیا تھا اُسکی خبر دیدی کہ ضرور اُنھون نے یہ باتین کہی ہین اور اسلام ظاہر کرنے کے بعد اب اُن سے کھلم کھلا آپس مین کفر بکنا شروع کیا ہے پس غیب کی خبر دیدی کہ منافق جھوٹے ہین ضرور اُنھون نے یہ کلمات زبان سے بکے ہین اور تنبیہ کر دی کہ منافقون نے جس امر کا ارادہ کیا تھا وہ اُن کو حاصل نہ ہوا۔ سبحان اللہ تعالیٰ پردہ رکھکر بات فرمائی کہ منافق سمجھ گئے پھر اُن کو توبہ کی طرف ارشاد کیا تو بعض جن کی تقدیر اچھی تھی سچے مسلمان ہوگئے۔ اب تفسیر سنو کہ فرمایا۔ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ خطاب ہے محمد صلعم کو اور تبعیت مین مومنین داخل ہین اور یہ مومنون کے لئے فضیلت ہے اور مومن نہایت متبع رسول اللہ صلعم ہوتا ہے اور اُس کے کام بہ نیت موافقت و اتباع رسول اللہ صلعم ہوتے ہین لہذا لفظاً آنحضرت صلعم کو خطاب کیا کہ اے نبی مکرم محمد صلعم۔ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ تو جہاد کر کافرون و منافقون پر۔ کافرون پر تلوار سے جہاد ہے اور اصل مقصود یہ کہ پہلے فہمائش و نصیحت کی جاوے جب مانین اور فتنہ کا انتظار نہ آوے تو کہا جاوے کہ طریقہ عدل کے مطیع بنکر مغلوب رہو جب یہ بھی نہ مانین تو تلوار سے فتنہ و فساد مٹا دو اور منافق چونکہ بظاہر مطیع تھے لیکن باطن مین فتنہ پھیلاتے تو اُن پر جہاد اسی قدر کافی ہے کہ زبان سے بھی فتنہ کی باتین نہ نکالین۔ حسن رح و قتادہ و مجاہد رح نے کہا کہ منافقون پر جہاد یہ کہ اُن پر حدود قائم کئے جاوین یعنی جب ایسا فعل بد کرین جس پر کوئی سزا مقرر ہے تو یہ سزا اُن پر جاری کر دے اور بیضاوی رح نے کہا کہ اسمین تاویل ہے اسلئے کہ حدود قائم کئے جانے کا حکم تو ایسے گنہگارون پر بھی ہے جو منافق نہ ہون تو نفاق سے اُسکو کیا تعلق ہے۔ اور ضحاک رح نے کہا کہ کفار سے جہاد تلوار سے اور منافقون سے زبانی کلام کے ساتھ بسختی و درشتی۔ یہی مقاتل و ربیع بن انس سے مروی ہے اور اسی کے مانند ابن عباس کا قول ہے اور ابن مسعود رضہ نے کہا کہ ہاتھ سے روکے اور قدرت نہو تو زبانی درشتی کرے۔ ابن کثیر رح نے لکھا کہ بعض علماء نے کہا کہ ان اقوال و تفاسیر مین کچھ منافات نہین کیونکہ جیسی حالت ہو اُسی کے موافق مواخذہ کرے اور شیخ ابن جریر رح نے یہ اختیار کیا کہ منافق جب کھلم کھلا اپنا نفاق ظاہر کرے تو اُس پر تلوار سے جہاد کیا جاوے۔ جمہور علماء کے نزدیک بدیگر دلائل سے ثابت ہے کہ منافق پر تلوار کا جہاد نہین اور تفسیر کبیر وغیرہ مین ہے کہ آیت کریمہ سے ہر دو فریق پر مطلقاً جہاد کرنے کا حکم ثابت ہوا اور کیفیت جہاد بدیگر دلائل منفصلہ سے ثابت ہوئی کہ کافرون پر تلوار سے اور منافقون پر کلام درشت و حجت واضحہ سے جہاد کیا جاوے لیکن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول سابق مین مذکور ہوا کہ آنحضرت صلعم چار تلوارون کے ساتھ مبعوث ہوئے ایک تلوار مشرکون کیلئے چنانچہ حکم دیا۔ فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ الآیۃ۔ دوم تلوار اہل کتاب یہود و نصاریٰ کیلئے کما قال تعالیٰ قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ الیٰ قولہ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ۔ سوم تلوار منافقون کیلئے۔ کما قال يا ايها النبی جاهد الكفار والمنافقين۔ چہارم تلوار مسلمان باغیون کیلئے کما قال فقاتلوا التی تبغی حتی تفیٔ

ملہ جب باہم مسلمان گروہ لڑ جاوین تو ترغیب ہے کہ قتال کرو یعنی جو جماعت قول درست کی سوا باغی ہو وے سلمان سکے ۱۲ م

الا ہو تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ یہ کلام مقتضی ہو کہ منافق جب نفاق ظاہر کرے تو اُس کے ساتھ تلوار سے قتال کیا جاوے۔ مترجم کہتا ہو کہ شاید جہاد منافقین کی تلوار کو معنی مجازی پر محمول کیا ہو یعنی تیز زبان وحجت واضحہ سے اُن پر جہاد ہو ولیکن پوشیدہ نہیں کہ مختار ابن جریر کے قول میں اور آیت میں بھی اسطرف دلالت ہے کیونکہ منافقین تو جبھی اہل نفاق معلوم ہونگے کہ جب ظاہر کرین اور اسوقت بمنزلہ کفار مجاہرین کے ہوئے یا بمنزلہ مرتدین کے اور مرتد کو بھی قتل کیا جاوے اور قولہ کفروا بعد اسلامہم۔ ان کے ارتداد پر دلالت کرتا ہو اور اگر کہا جاوے کہ آنحضرت صلعم کے عہد میں ان منافقون نے جہر نہین کیا تو جواب یہ کہ بوحی الٰہی ودلیل قطعی اُن کا نفاق ایسا ظاہر ہوا جیسے اُن کے جہر سے ثابت ہوتا اور گویا اسیواسطے آنحضرت صلعم کو مخصوص حکم کیا کہ امر شرع مین یہ لوگ منافق ہی تھے ولیکن وارد ہوتا ہو کہ منافق مرتدون کے کہان قتل کئے گئے اور جواب یون ممکن ہو کہ توبہ ورجوع حقیقۃً یا حکماً یعنی بظاہر پائی گئی اور بنظر ظاہر شرع کے حکم نفاق خفیہ اُن پر جاری رہا اگرچہ پہلے بحکم قولہ کفروا بعد اسلامہم۔ کے اظہار ارکان اسلام کے بعد کفر ظاہر کیا تھا۔ بیضاوی رح وغیرہ نے جمہور کے موافق یون تفسیر کی کہ جاہد الکفار بالسیف والمنافقین بالزام الحجۃ واقامۃ الحدود یعنی اے نبی مکرم محمد صلعم جہاد کر کافرون پر یعنی تلوار کے ساتھ اور منافقون پر یعنی باین طور کہ حجت واضحہ سے اُن کو ملزم کر اور حدود اُن پر قائم کر۔ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ۔ اور ان لوگون پر اس بارہ مین غلظت ودرشتی کر غلظت کے معنی درشتی کرنا خلاف لینت ونرمی کے۔ چونکہ آنحضرت صلعم رفق فرماتے تھے لہذا ایسا حکم دیا۔ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ اور جہنم ایسے لوگون کا ٹھکانا ہو یہ جملہ مستانفہ ہو۔ کما قال ابوالسعود رح اسمین اُن کے انجام کار کا بیان ہو۔ اور معنی یہ کہ کفر ونفاق کی صفت کیساتھ وہ جہنم کے لائق ہین۔ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ اور مرجع اُن کا جہان انجام کو جاوینگے وہ بُرا ٹھکانا ہو اور جہنم مین جاوینگے تو جہنم بہت بُری جگہ ہو یعنی فی نفسہ وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہو ولیکن جو لوگ اُسمین عذاب پاوینگے اُن کے حق مین بُری ہو۔ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا۔ اور قسم کھاتے ہین اللہ تعالیٰ کے نام پاک کے ساتھ کہ اُنھون نے یہ نہین کہا یعنی جھوٹ قسم یون کھاتے ہین کہ واللہ ہم نے نہین کہا۔ وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ اور حال یہ کہ البتہ اُنھون نے کلمۂ کفر کہا چونکہ قسم کے ساتھ وہ منکر تھے لہذا رد مین حرف لقد کے ساتھ جو مشعر قسم ہو اثبات فرمایا یعنی واللہ ضرور اُنھون نے کلمۂ کفر کہا۔ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ۔ اور کافر ہوئے اپنے اسلام کے۔ یہ مراد نہین کہ پہلے اُن کو ایمان حاصل تھا بلکہ اسلام سے انقیاد مراد ہو یعنی بعد اظہار اسلام کے اب کلمۂ کفر زبان سے بھی ظاہر کیا۔ ظاہر کلام مشعر ہو کہ منافقون نے کوئی بات کہی تھی پھر جھوٹی قسمین کھا کر اُس سے انکار کیا پس اصل مقصود یہ کہ اہل نفاق ایسے لوگ ہین کہ جھوٹی قسمین کھانے مین بیباک اور زبان کے جھوٹے اور فساد کرنیوالے اور ظاہر مین کچھ اور باطن مین کچھ ہین اُن مین بالکل دیانت وامانت نہین اُن سے خلق خدا کو سخت ضرر پہنچے اور بڑے فریب وفساد کی جڑ ہین بلکہ کھلم کھلا کافرون سے بھی بڑھکر کیونکہ اُن سے کوئی فریب نہ کھاوے گا اور نہ اس طرح بے امانت ہین۔ اور بڑے باریک قبائح جو منافقون کے ان اطوار مین مضمر ہین اُن کا کہان تک بیان ہو کیونکہ غور کرو تو جملہ قبائح اسمین مندرج ہین۔ پھر آیا اخبار وآثار سے کچھ مفصل معلوم ہوا کہ یہ کیا قصہ تھا اور آیا سب منافقین اسطرح کہنے والے تھے یا بعض نے کہا اُسکو سب کی طرف بسبب یکسان حالت وباہمی رضامندی کے نسبت کر دیا گیا تو شیخ ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ قتادہ رح نے فرمایا کہ یہ آیت عبداللہ بن ابی منافق کے حق مین نازل ہوئی اور بات یہ ہوئی تھی کہ تبوک کے مقام مین ایک مرد جُہنی اور ایک انصاری مین کچھ جھگڑا ہوا اور جہنی نے انصاری پر تعلّی کی تو عبداللہ بن ابی منافق نے کہا کہ اے گروہ انصار اپنے بھائی کی مدد نہ کرو گے واللہ ہمارے اور محمدؐ کی مثل ایسی ہو جیسے کسی نے کہا ہو کہ اپنا کتا پال پال کر موٹا کر وہ تجھے کھاویگا اور ہم تو جب مدینہ لوٹ جاوینگے تو جو ہم مین عزت والے ہین وہ ذلت والون کو نکال باہر کرینگے۔

Marfat.com

اس منافق خبیث کی یہ باتین کسی نے رسول اللہ صلعم تک پہونچائین پس آپ نے اسکو بلوایا تو لگا قسمین کھانے کہ واللہ یا رسول اللہ مین نے
نہین کہا ہی پس اسی کے حق مین یہ آیت نازل ہوئی۔ انس بن مالک رض سے عبد اللہ بن الفضل نے سنا کہ واقعہ حرہ[له] مین جب میری قوم
مصیبت مین مبتلا ہوئی تو مجھے سخت غم لاحق ہوا تو زید بن ارقم نے مجھے میرا غم سنکر لکھا کہ مین نے رسول اللہ صلعم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ اللہم
اغفر للانصار ولابناء الانصار۔ ابن الفضل کو شک ہی کہ ابناء ابناء الانصار بھی کہا تھا یا نہین یعنی انصار کیلئے و اُن کی اولاد کے لئے دعا
مانگی یا پوتون ناتیون تک کیلئے دعا فرمائی پھر انس رض نے زید بن ارقم کے حق مین کہا کہ آنحضرت صلعم نے اسکے حق مین فرمایا کہ اوفی اللہ باذنہ
اور بات یہ ہوئی کہ رسول اللہ صلعم خطبہ پڑھتے تھے اور ایک منافق کہنے لگا کہ اگر یہ شخص سچا ہی تو ہم لوگ گدھون سے بدتر ہوئے۔ زید بن ارقم نے
سنکر کہا کہ ہان واللہ محمد صلعم تو سچے ہین پھر تو ضرور گدھے سے بدتر ہی پھر آنحضرت صلعم کے پاس مرافعہ مین وہ منافق منکر ہو گیا تو اللہ تعالی نے زید بن
ارقم کی تصدیق نازل فرمائی بقولہ یحلفون باللہ ما قالوا الآیۃ۔ شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ قولہ پھر انس نے زید بن ارقم کے حق مین کہا۔ شاید آدمی کا
وہم ہی اور یہ کلام امام زہری راوی اعلی یا موسی بن عقبہ راوی وسط کا قول ہی اور واضح رہے کہ مشہور یہ ہی کہ جو قصہ یہان مذکور ہوا یہ غزوہ بنی المصطلق
مین واقع ہوا تھا نہ تبوک مین پس آیت کریمہ کے ذکر مین شاید راوی کو وہم ہوا کہ بجائے دوسری آیت کے اسکو ذکر کر دیا واللہ اعلم۔ اور
محمد بن اسحاق نے باسناد جید کعب[۲] بن مالک انصاری سے روایت کی کہ جب آنحضرت صلعم تبوک سے واپس تشریف لائے تو مجھے میری قوم نے سخت ایذا دی
کہ تو مرد شاعر ہی جا کر حضور مین کچھ عذر بنا کر اپنا اعتذار کرے پھر دروغگوئی کا گناہ ہوگا اُس سے استغفار کر لینا۔ تمام حدیث طویل جو انشاء اللہ
آوےگی ذکر کی چنانچہ اسمین ہی کہ پھر کعب بن مالک نے بیان کیا کہ جن منافقون کے حق مین پیچھے رہنے وغیرہ کے فضائح مین قرآن نازل ہوا اُن مین سے
بعض وہ تھے کہ آنحضرت صلعم کے ساتھ موجود تھے چنانچہ جلاس بن سوید بن الصامت بھی تھا اور اُس نے عمیر بن سعد کی مان سے نکاح کیا تھا
اور عمیر اُسکی تربیت مین تھے سو جب قرآن نازل ہوا اور اللہ تعالی نے منافقون کو بعض فضائح و قبائح کے ساتھ ذکر فرمایا تو جلاس بولا
کہ واللہ اگر یہ شخص سچا ہی تو ہم لوگ گدھون سے بدتر ہین۔ یہ بات عمیر بن سعد نے سنی اور کہا کہ اے جلاس قسم ہی اللہ تعالی کی کہ مین تجھے لوگون سے
زیادہ چاہتا ہون اور تیرے مجھ پر احسان ہین مجھے نہین منظور کہ تجھے برائی پہونچے ولیکن تو نے ایسی بات کہی کہ چھپانے مین خیانت ہی اور ذکر کرنے
مین تیری فضیحت اور تیری طرف سے مجھے اپنی ہلاکت کا خوف ہی مگر دونون مین سے مجھے ایک آسان ہی پھر عمیر نے جا کر آنحضرت سے بیان کیا اور
جب جلاس نے سنا تو جا کر قسمین کھائین کہ مین نے نہین کہا اور عمیر کا دشمن ہو گیا پس اللہ تعالی نے نازل فرمایا۔ ویحلفون باللہ ما قالوا الی آخر الآیۃ
پس آنحضرت صلعم نے جلاس کو اُس کے دروغ پر آگاہ کیا۔ ابن اسحق رح کا قول ہی کہ جلاس نے یہ سنکر توبہ کی و نفاق چھوڑا اور اچھا مسلمان
ہو گیا۔ عروہ بن الزبیر سے بھی روایت ہی کہ یہ آیت جلاس کے حق مین بسبب مقولہ مذکورہ کے نازل ہوئی ہی اور ابن جریر رح نے ابن عباس رض
سے روایت کی کہ آنحضرت صلعم ایک درخت کے سایہ مین بیٹھے تھے پس اپنے اصحاب سے کہا کہ تمہاری طرف گھورتا ہوا ایک آدمی آویگا تم مین
سے کوئی کچھ مت بولنا۔ پھر ایک کرنجا آدمی ظاہر ہوا تو آنحضرت صلعم نے اُسکو بلا کر فرمایا کہ اے شخص تو اور تیرے ساتھی کیون مجھے برا بھلا
کہتے ہین وہ اُٹھ کر گیا اور اپنے ساتھیون کو لے آیا اور سبھون نے قسمین کھانی شروع کین کہ یا رسول اللہ قسم ہی اللہ تعالی کی ہم نے تو کچھ نہین
کہا ہی پس اللہ تعالی نے نازل فرمایا ویحلفون باللہ ما قالوا۔ مترجم کہتا ہی کہ حضرت ابن عباس وغیرہ اکابر اہل تفسیر ان منافقون کے نام و نسب
کو ذکر نہین کرتے کیونکہ انکی اولاد مین سچے ایمان والے لوگ تھے پس تصریح نہین کرتے کہ باہم عار دلانے وغیرہ کا فتنہ نہ پھیلے کما قدمنا
ہو کہ بعض روایات مین ہی کہ جب عمیر بن سعد نے جلاس کا کلمہ نفاق کھول دیا تو جلاس دشمن ہو گیا اور چاہا کہ عمیر کو قتل کر دے مگر ...

له واقعہ حرہ ۶۳ھ زمانہ یزید پلید مین واقع ہوا تھا اسمین انصار و مہاجرین بہت سے شامیون کے ہاتھ سے شہید ہوئے ۱۲ م ۲ه غزوہ تبوک مین اتفاق سے کعب بن مالک بھی پیچھے رہ گئے اور آنحضرت صلعم کے پاس تبوک نہین پہونچے تھے ۱۲

[illegible] بعض مفسرین نے اس کلام الٰہی کے یہی معنی بیان کئے۔ وَهَمُّوا بِمَا لَمْ يَنَالُوا۔ اور قصد کیا ان منافقون
نے جو نہ پایا یعنی جلاس نے قتل عمیر پر قابو نہ پایا۔ بعض نے کہا کہ عبداللہ بن ابی منافق کے حق مین ہی کہ اُس نے
[illegible] قتل کا قصد کیا مگر اسکی ملعون امید پوری نہوئی۔ سدی رح نے کہا کہ چند ایسے لوگون کے حق مین اُتری جنھون نے چاہا تھا کہ جبرًا
رسول اللہ صلعم کے عبداللہ بن ابی کو تاج بادشاہت پہنادین۔ مترجم کہتا ہی کہ صحیح بخاری مین بھی آیا ہی کہ قبل نزول مبارک آنحضرت صلعم کے
مدینہ والون نے اس منافق کو تاج سرداری دینا چاہا تھا مگر پورا نہوا۔ یہ قصہ آل عمران وغیرہ مین گزر چکا ہی۔ قال الحافظ اور وارد ہوا کہ غزوہ
تبوک سے لوٹتے ہوئے ایک رات چند منافقون نے قصد کیا تھا کہ آنحضرت صلعم کو فریب سے قتل کرین اور قصہ یہ تھا کہ راہ مین آنحضرت صلعم
نے منادی کرادی کہ لوگ یعنی تمام لشکر بطن وادی سے ہوکر گزرے اور گھاٹی کی راہ سے کوئی نہ جائے کہ وہ راہ فقط رسول اللہ صلعم نے اختیار
فرمائی ہی پس بارہ منافقون نے مسلح ہوکر ڈھاٹے وغیرہ سے اپنے آپکو چھپایا اور گھاٹی کا قصد کیا تا کہ وہان ازدحام کرکے رسول اللہ صلعم کو
[illegible] مین نیچے ڈھکیل دین مگر ان کی ملعون مراد پوری نہوئی۔ چنانچہ حذیفہ رضی اللہ عنہ آگے سے آنحضرت صلعم کے راحلہ کی مہار تھامے
ہوئے تھے اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ پیچھے سے ہانکتے تھے کہ ناگاہ بارہ سوار پیچھے سے معترض ہوئے تو عمار نے آواز دی اور اُن کی سواریون کے
منھون پر مارنا شروع کیا پس سب بھاگ گئے اور آنحضرت صلعم نے اُن کے نام و نسب اُن کا ارادہ بیان کردیا۔ وہذا مصرح فیما رواہ الامام
احمد والبیہقی وغیرہما والقصۃ فی الصحاح ایضا۔ وعلی ہذا معنی کلام بطریق شمار قبائح منافقین ہین یعنی اُن کے قبائح کو شمار کیا کہ اللہ تعالیٰ کی جھوٹی
قسمین کھاتے ہین اور بعد اظہار اسلام کے کفر ظاہر کیا اور اُن لوگون نے ایسا قصد بھی کیا تھا جو پورا نہوا اور کچھ نہ پایا۔ پس عجب اُن منافقون
سے کہ باوجودیکہ آنحضرت صلعم کی ذات بابرکات سے اُن کی محتاجی دور ہوئی اور تونگر ہوگئے اسپر اس احسان کا بدلہ یہ چاہتے تھے کہ فریب
سے قتل کرین۔ وقد قال تعالیٰ۔ وَمَا نَقَمُوا إِلَّا أَنْ أَغْنَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ۔ بیضاوی رح نے لکھا کہ قولہ ما نقموا
ای انکروا او ما وجدوا ما یورث نقمتہم یعنی اور نہین انکار کیا اُنھون نے الا اس بات کا کہ اُن کو غنی کردیا الخ یا یہ معنی کہ اور نہین پائی اُنھون
نے کوئی ایسی چیز کہ جس سے اُن کو نقمت گھیرے مگر یہی کہ ان کو اللہ تعالیٰ و اُس کے رسول نے اپنے فضل سے تونگر کردیا یعنی اُن کو رسول اللہ صلعم
کی طرف سے کوئی بدی نہین پہونچی بلکہ تونگری پہونچی تو اُنھون نے جو برائی چاہی و انکار کیا تو اسی وجہ سے کہ رسول اللہ صلعم کی طرف سے اُن کو
تونگری ملی حالانکہ یہ بات قابل احسان ماننے و اطاعت کے ہی نہ آنکہ انکار و عداوت سے بدلا کیا جاوے۔ بیضاوی وغیرہ کے کلام سے
مستثنیٰ منہ کی تقدیر یون ہی کہ وما نقموا شیئا الا ان اغناہم۔ ای الا اغناہم۔ یا۔ وما نقموا الشیئ الا ان اغناہم۔ اور مروی ہی کہ جلاس
بہت فقیر تھا اُس کا ایک مملوک مقتول ہوا تو آنحضرت صلعم نے اسکو بارہ ہزار درم دیت دلوائے تو وہ تونگر ہوگیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان
منافقون کو توبہ کی طرف ارشاد فرمایا بقولہ۔ فَإِنْ يَتُوبُوا يَكُ خَيْرًا لَهُمْ۔ یک دراصل یکن مجزوم بجواب شرط ہی جسمین سے نون تخفیفا حذف ہوا المعنی پھر اگر باوجود
ایسے فجور کے ارتکاب کے بھی وے توبہ کرین تو اُنکے لئے بہتر ہوگا سبحان اللہ تعالیٰ عجیب شان ہی کہ پھر توبہ کی راہ بتائی اور توبہ قبول فرمائی پس معلوم ہوا کہ منافق ہو یا مرتد ہو اگر
توبہ کرے تو قبول ہو [illegible] مین چند کلام ہی کہ آنحضرت صلعم کی شان مین بدگوئی کرنیوالا یا جادو کرنیوالا قتل کیا جاوے اگرچہ توبہ کرے تو یہ براہ سیاست حکم ہی ولیکن
[illegible] اس کی توبہ اگر سچے دل سے ہو تو قبول ہو فاحفظہ۔ اگر کہا جاوے کہ توبہ بتا نیث ہی پھر یک کی جگہ تک بتاء تانیث چاہیے تو
[illegible] مین یک کی ضمیر بجانب توب ہی علاوہ برین مصدر ہا سند مخنث ہی کبھی مذکر لایا جاوے کبھی مونث۔
[illegible] یا اگر یہ منافقین اعراض کرین بایں طور کہ توبہ نکرین اور نفاق پر مصر رہیں۔ تو يُعَذِّبْهُمُ اللَّهُ عَذَابًا أَلِيمًا۔

Marfat.com

عذاب دیگا اُن کو اللہ تعالیٰ عذاب دردناک۔ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ دنیا مین و آخرت مین۔ چنانچہ حدیث لیلۃ العقبہ مین ...
یہ عذاب آیا کہ قلب کے لٹکاؤ کی رگون مین شعلۂ آتش بھڑکا اور دوسری جانب نکلا کہ اس مرض سخت سے ہلاک ہوئے نعوذ باللہ ...
والکفر پس منافق اگر کھلم کھلا قتل و قید کی بلامین گرفتار نہو تو اُسکا دنیا مین بلا عذاب ہونا لازم نہین اور جن احادیث سے مومن کا ...
گرفتار و شکر گذار رہنا تا آنکہ دنیا سے پاک مرجاوے اور منافق کا سرکشی مین مغرور رہنا یہان تک کہ دفعۃً جڑ سے اُکھڑ کے جہنم مین گرے ...
اُن سے یہان کچھ منافات نہین کیونکہ عذاب آلہی کے طریقے اور احوال جدا جدا ہین حتیٰ کہ منافق و کفار کے مال و اولاد کے ساتھ ...
عذاب و وبال ہے۔ وَمَا لَهُمْ فِي الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ۔ اور منافقون کیلئے زمین مین کوئی ولی و نصیر نہین ہے۔ اہل ...
و مطیع ہون گے اور عذاب آلہی جس طرح چاہے آوے کوئی اُسکو روک نہین سکتا پھر منافق کس چیز پر غرہ ہوسکتے ہین ف۔ فی العرائس ...
یا ایہا النبی جاہد الکفار والمنافقین نفس امارہ ہر انسان کے ساتھ اُسکا دشمن کافر ہے اور اُسپر جہاد اسطرح کہ اسکی خواہش سے اُسکو مردہ کرڈالے اور ...
شیطان و اُس کے ذریات اور اُن پر جہاد اسطرح کہ ہمیشہ بھوک و دنیا سے افسردہ رہکر شیاطین کی راہین تنگ کردے اور ان دشمنون پر زیادہ غلظت
و سختی از جانب قلب ہوگی جو انوار روحانی سے بھرا ہوا اور واضح ہو کہ آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ سچے اعتقاد والے کو روا ہے کہ کاذب مدعی و فاسق
پر زجر و توبیخ کرے و ملامت کیواسطے اُس سے منہ موڑلے۔ محمد بن علی رح نے کہا کہ معنی یہ ہین کہ کافرون کیساتھ تلوار سے جہاد کر اور منافقون کے ساتھ زبان سے
سہل رح نے کہا کہ نفس بھی کافر ہے اُسپر مخالفت کی تلوار سے جہاد کرنا لازم ہے یعنی جو اُمور خلاف شرع و بفیا مدہ وہ چاہے تو اُس سے مخالفت کر
اور اُسپر ندامت کے بوجھ لادا اور اُسکو آخرت کے خوف مین ہانک دے شاید اس تدبیر سے وہ توبہ کرے اور دار آخرت و صراط مستقیم کیطرف
رجوع لاوے اور توبہ اُسی شخص کی ٹھیک ہوتی ہے جو نہایت شرم و خوف سے متحیر و مبہوت و بیقرار ہوگیا ہو چنانچہ تبوک سے پچھڑنے والون سے
تین سچے مومن خلاف کرگئے جن کی توبہ اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی اور اُنکا حال فرمایا بقولہٖ وعلی الثلاثۃ الذین خلفوا حتی اذا ضاقت علیہم الارض
بما رحبت وظنوا ان لا ملجا من اللہ الا الیہ الآیۃ اور عنقریب یہ قصہ آتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اہل نفاق مین سے بعض جو سب کا

نمونہ ہین عہد شکنی و بخل وغیرہ قبائح سے مذموم موصوف ظاہر فرمایا۔ بقولہ تعالیٰ۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝

اور بعضے اُنمین وہ ہین کہ عہد کیا تھا اللہ سے اگر دیوے ہم کو اپنے فضل سے تو ہم خیرات کرین اور ہوہین نیکی والون مین

فَلَمَّآ اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ

پھر جب دیا اُن کو اپنے فضل سے اُسمین بخل کیا اور پھر گئے ٹلا کر پھر اُس کا اثر رکھا نفاق اُنکے دل مین

اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ۝ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ

جس دن تک اُس سے ملین گے اُسپر کہ خلاف کیا اللہ سے جو وعدہ دیا اور اُسپر کہ بولتے تھے جھوٹ جان نہین چکے کہ اللہ

يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۝

جانتا ہے اُن کا بھید اور مشورہ اور یہ کہ اللہ جاننے والا ہے ہر چھپی بات کا

اللہ تعالیٰ نے اس آیت مین بیان فرمایا کہ منافقون مین سے بعض وہ شخص ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ کو عہد و میثاق دیا کہ اگر ...
کرے تو مال سے صدقہ دون خیرات کرون بس نیکوکارون مین سے ہوجاؤن پھر جب دیا تو وعدہ وفا نہ کیا بلکہ ...

Marfat.com

دین نفاق قائم کر دیا نعوذ باللہ منہ۔ تفسیر سنو کہ فرمایا۔ وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ اور منافقون مین سے بعض وہ شخص ہے کہ اُسنے
عہد کیا کہ لَئِنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہمکو دیا یعنی دنیاوی مال ومتاع بہت سا تو۔
لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ۔ ضرور ہم صدقہ خیرات دینگے اور البتہ ہم صالحین سے ہوجاوین گے۔ قولہ لَئِن اٰتانا لام موطئہ
ہے یعنی قسم کے ساتھ مؤکد عہد کیا کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اگر ہم کو مال ومتاع کثیر جسمین سے خیرات نکالنا آسان ہو عطا فرماویگا تو ہم
صالحین ہوجاوین گے پس قولہ لنصدقن بیان عہد ہے اور جواب قسم ہے اور رہا جواب شرط تو وہ محذوف ہے کیونکہ یہی جواب اسپر دلیل ہے اور اطلاق صدقہ
لنصدقن سے جو مفہوم ہے وہ عام ہے کہ صدقہ مفروضہ وغیر مفروضہ سب کو شامل ہے گویا عہد کرتے وقت خوب عموم اظہار کرکے عہد کیا اور آفت
سے اندر جان مین رہا کہ اللہ تعالیٰ دل کے بھید کو جانتا ہے چنانچہ غیر مفروضہ کیسا اس منافق نے صدقہ مفروضہ بھی نہ دیا چنانچہ اوتعالےٰ
فرماتا ہے۔ فَلَمَّآ اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ پھر جب اللہ تعالیٰ نے اُن کو اپنے فضل سے دیدیا تو اس مال سے بخل کر گئے اور کچھ بھی
صدقہ نہ دیا۔ وَتَوَلَّوْا اور طاعت الٰہی سے اعراض کیا منہ موڑا۔ وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ اور حال یہ کہ وے لوگ منہ موڑنے والے ہین
یعنی ہر حال مین اُن کی خصلت وعادت ہی یہی ہے۔ فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ۔ پس اس خلاف عہد کرنے کی سزا مین نفاق اُنکا
عقاب کر دیا اُن کے دلون مین یعنی اُنکے دلون مین نفاق بٹھلا دیا اور برابر مستمر کر دیا۔ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ۔ اُس دن تک کہ اللہ تعالیٰ سے ملاقی ہون گے
یعنی دم مرگ تک اور اُسکا حاصل یہ کہ نفاق پر مرینگے اور نفاق کی سزا پاوین گے اس لئے کہ جب نفاق پر موت ہوئی اور موت تک نفاق
رہا تو بعد موت کے ایمان مفید نہین ہے پس نفاق پر حشر ہوا۔ رہا یہ کہ منافق نے یہ سزائے نفاق کیون پائی تو فرمایا۔ بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ
مَا وَعَدُوْهُ بسبب اُن کے خلاف کرنے کے اُس عہد مین جو اُنھون نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ کیا تھا۔ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ۔
اور بسبب اُن کے جھوٹ بولنے کے۔ بما مین ما مصدریہ ہے پس بما اخلفوا بسبب اخلافہم اور بما کانوا یکذبون۔ اے بسبب کون
کذبہم۔ اور ایک قراۃ مین یکذبون بتشدید از تکذیب آیا او معنی یہ کہ اور بسبب اُن کے جھٹلانے کے رسول اللہ صلعم و آیات الٰہی کو
پس ظاہری اسباب مین سے ایک اُن کا خلاف وعدہ کرنا اور دوسرا جھوٹ بولنا بیان کیا یا اصلی نفاق یعنی رسول اللہ صلعم کی تکذیب
بیان فرمائی۔ اور حدیث مین ہے کہ منافق کی تین علامتین ہین جب بات کہے تو جھوٹ بولے اور جب وعدہ کرے تو خلاف کرے اور جب امانت
دیا جائے تو خیانت کرے۔ وعبداللہ بن عمرو بن العاص نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ چار باتین ہین جسمین ہون وہ خالص منافق ہے
اور جسمین اُنمین سے کوئی ہو تو اُسمین نفاق کی خصلت ہوگی یہان تک کہ اُسکو چھوڑے وہ چارون یہ ہین کہ جب بات کرے تو جھوٹ بولے
اور جب جھگڑے تو فجور کرے اور جب عہد کرے تو توڑے اور جب امانت دیا جائے تو اسمین خیانت کرے۔ بالجملہ ان علامات سے منافق
پہچانا جا سکتا ہے اور جو منافق ہو اُسمین قبائح بہت ہون گے ازانجملہ یہ قبائح بھی ہون گے اور دیگر قبائح مختلف منافقون مین مختلف
مقدار سے پائے جاوین گے لہذا اللہ تعالیٰ نے یہان بصیغۂ جمع فرمایا یعنی منافقین مین سے بعض ایسے ہین کہ اُسنے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا الی آخرہ
بخلوا و معرضون وغیرہ جمع فرمائے کیونکہ خصائل نفاق مین منافقین یکسان ہوتے ہین کمی بیشی تھوڑی ہوتی ہے اور مفسرین رحمہم اللہ
نے لکھا کہ سبب نزول آیت کریمہ کا واقعہ ایک شخص ثعلبہ بن حاطب کا ہے اور ابن کثیرؒ نے لکھا کہ یہی سبب نزول بہت سے مفسرین نے جنمین
ابن عباسؓ وحسن بھی ہین بیان کیا ہے اور اسمین ایک حدیث بھی آئی جو ابن جریرؒ و ابن ابی حاتم نے یہان لکھی ہے مترجم کہتا ہے کہ وہ
ابی امامہ باہلی رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہے کہ ثعلبہ بن حاطب انصاری نے رسول اللہ صلعم سے عرض کیا کہ آپ دعا فرماوین کہ اللہ تعالیٰ

مجھے مال ومتاع روزی کرے آپنے کہا کہ دیکھ یا ثعلبہ قلیل تو دی شکرہ خیر من کثیر لاتطیقہ - بربادی ہی تیری
تو شکریہ ادا کرے ایسے بہت مال سے بہتر ہے جسکے شکریہ کی تو طاقت نہ رکھے - اُسنے پھر دوسری بار آپسے درخواست کی
تو اس امر پر راضی نہین ہے کہ اللہ تعالی کے رسول کے مانند ہو پس قسم ہے اُس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت مین میری جان ہے اگر
پہاڑ میرے واسطے سونے وچاندی کے ہو جاوین تو ہو کر میرے ساتھ چلین - ثعلبہ نے عرض کیا کہ قسم اُس ذات پاک کی جسنے آپکو حق
بھیجا ہے کہ اگر آپ اللہ تعالی سے دعا کرین اور حق عزوجل مجھے مال عطا کرے تو مین ہر حقدار کو اُسکا حق پہونچا دونگا پس آنحضرت
دعا فرمائی کہ اللھم ارزق ثعلبة مالا یعنی الٰہی تو ثعلبہ کو مال عطا فرما دے - ابو امامہ نے کہا کہ پھر ثعلبہ نے کچھ بکریان لین اور وہ
کی طرح بڑھنا شروع ہوئین یہان تک کہ اُسپر مدینہ کی آبادی مین رہنا دشوار ہوا پس آبادی سے باہر وادی مین رہا اور یہ شروع کیا کہ ظہر وعصر
جماعت سے پڑھتا اور باقی مین جماعت چھوڑی پھر اور بڑھا ور ہوکر کثرت زیادہ ہوئی تو اور دور جنگل مین چلا گیا یہان تک کہ جماعت بالکل چھوڑ
صرف جمعہ کے روز جماعت مین حاضر ہوتا اور بکریون کی بڑھا ور ویسی ہی کیڑون کی طرح جاری تھی یہان تک کہ جمعہ بھی چھوڑا اور یہ شروع
آنے جانیوالے لوگون سے راہ مین ملتا اور خبرین دریافت کر لیتا - ایکروز رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ ثعلبہ نے کیا کیا تو لوگون نے عرض کیا
یا رسول اللہ اُسنے بکریان پالین اور بہت بڑھا ور ہے اُسپر مدینہ مین سکونت دشوار ہوئی اور اس کا سب حال بیان کیا تو آپنے تین مرتبہ یاویح
زبان مبارک سے کہا یعنی ثعلبہ کی خرابی - پھر اللہ تعالی نے اموال مین سے صدقات لینے کا حکم نازل کیا تو آپنے جہینہ مین سے ایک اور بنو سلیم
مین سے ایک آدمی مقرر کیا اور دونون کو مسلمانون سے صدقات لینے کی کیفیت لکھدی اور دونون سے کہدیا کہ ثعلبہ اور فلان مرد سلمی
کی طرف بھی گذرنا اور دونون کے صدقات لے آنا پس دونون روانہ ہوکر ثعلبہ کے پاس آئے اور اس سے صدقہ کی درخواست کی اور
آنحضرت صلعم کا فرمان اُسکو پڑھ سنایا - اُسنے کہا کہ یہ اور کچھ نہین یہ تو جزیہ ہے یا جزیہ کی بہن صدقہ ہے میری تو سمجھ مین نہین آتا - اچھا تم جاؤ
جب فارغ ہونا تو اسطرف پھر ہوتے جانا - وہ دونون روانہ ہوئے اور فلان مرد سلمی نے جب اُن کے آنے اور صدقہ کا حکم نازل ہونے کا حال سنا
تو اپنے اونٹون کو دیکھا اسمین سے اچھے اچھے سن سال والے صدقہ کیلئے چھانٹ نکالے اور لیکر دونون کا استقبال کیا اُن دونون نے جب
اُن اونٹون کو دیکھا تو کہا کہ بھائی ایسے ایسے عمدہ چھنٹے ہوئے دینا تجھپر نہین واجب ہے اور ہم اُن کو تجھ سے لینا نہین چاہتے ہین اُسنے کہا کہ خیر
نہین سہی مگر تم ہی لو میرے دل کی خوشی اسی مین ہے یہ سب صدقہ ہی کیلئے ہین اور ان دونون نے اُنھین کو لے لیا اور اسی طرح اور لوگون سے
موافق حکم کے صدقات لیتے ہوئے پھر ثعلبہ کی طرف لوٹ کر آئے - اُسنے کہا کہ مجھے تم فرمان تو دکھلاؤ اسکو پڑھکر کہنے لگا کہ یہ تو کچھ نہین یہ جزیہ
یہ اور کچھ نہین جزیہ کی بہن صدقہ ہے اب تم اسوقت تو جاؤ مین اسمین اپنی رائے سے غور کرون - وہ دونون روانہ ہوکر نبی صلعم کے پاس آئے اور ہنوز دونون
نے کچھ عرض نہین کیا تھا کہ آپنے دونون کو دیکھتے ہی فرمایا کہ یا ویح ثعلبہ - ثعلبہ کی خرابی وبربادی آئے اور مرد سلمی کو دعا دی - پھر ان دونون نے بیان
کرکے حال بیان کیا کہ ثعلبہ نے ایسا ایسا کہا اور فلان مرد سلمی نے اس طرح صدقہ کے اونٹ بخوشی خاطر اصرار کیساتھ ہم کو دیئے ہین پھر اللہ تعالی
عزوجل نے نازل فرمایا - ومنهم من عاهد الله الخ - اور رسول اللہ صلعم کے پاس ثعلبہ کے اقارب مین سے ایک شخص موجود تھا اُسنے یہ آیت
سنا اور روانہ ہوکر ثعلبہ کو آگاہ کیا کہ تیرے حق مین یون نازل ہوا ہے تیری خرابی تو نے کیا کیا - پس ثعلبہ روانہ ہوکر آنحضرت صلعم کی خدمت مین
آیا اور درخواست کی کہ میرا صدقہ قبول کر لیجیے آپنے فرمایا کہ اللہ تعالی نے مجھے تیرا صدقہ قبول کرنے سے منع فرمایا ہے پس ثعلبہ نے اپنے سر پر خاک ڈالنی شروع کی اور رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ یہ تیرا
کیا ہوا ہے مینے تجھے حکم دیا تھا تو نے اسکی طاعت نہ کی پس جب آنحضرت صلعم نے اسکا صدقہ قبول کرنے سے انکار کیا تو وہ اپنے ٹھکانے لوٹ گیا پس آنحضرت صلعم نے اپنی

۔۔۔ بعد وفات پائی تو واسطے آگرابوبکر رضی اللہ عنہ سے قبول صدقہ کی درخواست کی۔ حضرت ابوبکر نے کہا کہ حضرت سید عالم صلعم نے قبول نہ کیا
مین قبول کرونگا اسی طرح حضرت عمرؓ نے باقتدارآنحضرت صلعم والوبکرؓ کے قبول نہ کیا اسی طرح حضرت عثمانؓ نے آنحضرت صلعم والوبکر وعمر رضی اللہ عنہما
۔۔۔ نے قبول نہ کیا یہان تک کہ اسی عہد مین ثعلبہ مرگیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے زجروتوبیخ فرمائی بقولہ۔ اَلَمْ یَعْلَمُوْٓا۔ کیا منافقون نے نہین جانا
اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے اُن کے سرونجوی کو۔ اے مایسرون بہ ومایتناجون بہ بینہم۔ یعنی سرونجوی
سے مین مراد سرّوہ چیز جوسر کے ساتھ رکھتے ہین یعنی خفیہ دل مین رکھتے یا آپس مین بطور اسرار کے رکھتے ہین مثلاً نکوۃ وصدقہ کو دل مین تاوان
خیال کرنا یا آپس مین بھید کے طور پر اُسکی گفتگو کرنا جس سے اور کوئی آدمی واقف نہ ہواور نجوی وہ جو آپس مین کالون کان آہستہ مشورہ
کرتے ہین اور اسمین تہدید ہے کہ منافقین جو آپس مین خفیہ آنحضرت صلعم پر طعن کرتے ہین یا منافقانہ کفر کے مشورہ کرتے ہین اور یہ سمجھتے ہین کہ کوئی
جانتا نہین تو اللہ تعالیٰ سب جانتا ہے۔ وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ۔ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ علام الغیوب ہے حاصل معنی یہ ہین کہ کیا منافقون کو باوجود
اسقدر مدت تک آنحضرت صلعم کی تعلیم وتفہیم کرنے اور دعوی اسلام کے یہ نہین معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ علام الغیوب ہے جو چیزین بندون سے غائب ہین
وہ سب جانتا ہے اور منافقون کے اسرار مخفیہ وراز خفیہ اور پوشیدہ مشورت کی باتین سب اللہ تعالیٰ کو علم قدیم سے معلومات اور وقت وقوع کے معلوم
ہین پس وہ ڈرین اور اپنی نادانی پر افسوس کرکے صدق دل سے توبہ کرین ف۔ وفی العرائس قولہ تعالیٰ ومنہم من عاہد اللہ الآیۃ۔ یہ ایسے لوگون
کا بیان ہے جو مال وجاہ دنیاوی پر اور اپنے افعال پر مغرور ہوئے اور محبت الٰہی مین سے کچھ مزہ نہ پایا جیسے مومنون کو ملتا ہے چنانچہ حدیث مین ہے کہ
ایمان کا مزہ اُسنے پایا جوراضی ہوا اللہ تعالیٰ کے رب ہونے پر اور اسلام کے دین بنانے اور محمد صلعم کے رسول ماننے پر۔ اور حدیث مین ہے کہ تین باتین ہین
جسمین ہون اُس نے اُن سے ایمان کی حلاوت پائی جسکو اللہ تعالیٰ واُسکا رسول باقی تمام چیزون سے زیادہ محبوب ہون اور جو کفر مین پڑنے سے
ایسا ڈرے جیسے آگ مین سے نکالا ہوا پھر اُسمین جا پڑنے سے ڈرتا ہے اور جو کسی سے محبت کرے تو فقط اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے اُس سے محبت کرے پس
منافقون کو محبت الٰہی سے کچھ بھی نصیب نہوا اور اگر سوئی کے ناکے برابر محبت کا مزہ پایا ہوتا تو اُس کے شوق جمال مین اپنی ہستی قربان کردیتے نصرآبادی
نے کہا کہ فضل وبیدار احسان مین۔ ان لوگون نے اپنی ذات سے ایسے احسان کو دیکھا کہ ہنوز اُسکو نہین کیا اور ایسا صدقہ دیکھا کہ ابھی اسکا کچھ وجود بھی نہ تھا اور
اپنی ذات کے حق مین بہت ایسے افعال بطور تخیل کے ثابت کرلئے کہ جو قبضہ قدرت الٰہی مین ہین چنانچہ کہا کہ لنصدقن ولنکونن من الصالحین یعنی بڑا عیب
یہ تھا کہ مال ملنے پر ان افعال کے پیدا کرنے کیواسطے اپنے آپ کو قادر سمجھ لیا حالانکہ مخلوقات وحوادث جو کچھ ہین سب کو مع افعال کے او تعالیٰ خلاق
العلیم ہی پیدا کرتا ہے اور طرہ یہ کہ اپنے افعال خیالیہ پر صالحین بھی خود ہی بن گئے۔ ہان اُمیدوار رہتے کہ او تعالیٰ مال عطا کرے اور وہی توفیق
نیک عطا فرمائے پھر شاید ہم بندون کو فضل سے بخشدے۔ سو یہ تو نہ کیا بلکہ خود ہی قادر بن گئے اور دیگر طرہ یہ کہ افعال پر صلاحیت معلق کی یعنی یہ
افعال موجب صلاح یقین کرلئے بالجملہ یہ سب امور جہالت تھے کہ ایمانی معرفت سے بے بہرہ تھے اسی پر شدومد کے ساتھ عہد باندھا ایسی چیز کا جو محض
حضرت او تعالیٰ کے قبضہ قدرت مین ہے لہذا عہد توڑا حالانکہ جو سوال تھا وہ پورا ہوگیا پس اُن کے جاہلانہ نفاق کے کلمات سے بخل پیدا ہوا
جسکی نسبت آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ بخل سے بدتر کون بیماری ہے پس بخل کیا اور راہ ہدایت سے منہ موڑا اور حق سے پھر گئے کیونکہ وعدہ سخاوت
مین خلاف کیا تو خیانت اور بخل اور دروغگوئی اُن پر لازم ہوگئی چنانچہ حق تعالیٰ نے مصرح فرمادیا۔ فلما آتاہم من فضلہ بخلوا بہ وتولوا وہم معرضون
سعادت نکوئی سے بالکل انکا محروم ہونا بیان کردیا بقولہ فاعقبہم نفاقا فی قلوبہم الآیۃ۔ بخل کی سزا مین نفاق بڑھادیا اور بعض نے کہا کہ بڑھایا نہین بلکہ
بخل کی میراث ہے یعنی وعدہ خلافی ودروغگوئی اور خیانت۔ شیخ ابوحفص سے پوچھا گیا کہ بخل کیا ہے تو فرمایا کہ حاجت کے وقت ایثار کو ترک کرنا۔

مترجم کہتا ہو کہ ایسا ہی نسخہ موجودہ مین ہو اور شاید اسمین ناسخ کی تحریف ہوئے فلیتامل پھر اللہ تعالیٰ نے [illegible]
ہے اور جنکی موافقت مین اُن سے جھوٹے عہد واقع ہوتے ہین اُس کو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہو۔ کما قال تعالیٰ الم یعلموا [illegible]
نے ہم کو آگاہ کر دیا کہ اسکا علم قدیم پاک جسکی شان ایسی بڑی ہو کہ کبھی تصور و خیال مین نہین آسکتا ہو وہ علم پاک تمام مخلوقات [illegible]
علم پاک ہمارے دلی راز و بھید خوب جانتا ہو پس ہم کو اپنی معرفت دی کہ اسکا علم ایسا ہو اور ہم کو خوف دلا دیا کہ ظاہر و باطن [illegible]
صادق ہین اور ہمیشہ دنیائے دنی سے دل اُٹھائے ہوئے مقامات ملکوت و جبروت کے منتظر ہین اور جب ہم نے جانا و پہچانا تو [illegible]
تبارک و تعالیٰ نے ہم کو اپنی درگاہ لایزال سے حیا و شرم کرنے کو اور اسکی عظمت و جلال کے سامنے پانی پانی ہو جانے کو تعلیم فرما دیا کیونکہ [illegible]
علام الغیوب ہو تو ضرور ہمارے دلی خطرات وغیرہ بلکہ اس سے بھی تمام اخفی جس سے ہم خود متنبہ نہین ہوتے ہین او تعالیٰ سب جانتا ہو۔ واضح [illegible]
سر وہ ہو کہ تیرے نفس سے ہو اور تو اپنے نفس سے اُسکو خود نہ جانتا ہو اور نجوی وہ ہو کہ تو اپنے نفس سے اُسکو جانے اور سوائے اللہ تعالیٰ
کے اور کوئی اسکو نہ جانے اور تجکو یہ علم نہ ہو کہ یہ میرے نفس کی جانب سے ہو پس نجوی بھی ایک قسم کا سر ہو ولیکن سوائے نجوی کے بھی سر السر [illegible]
بعض نے کہا کہ سر وہ ہو جسپر سوائے علم الاسرار کے یعنی حق عز و جل کے کوئی مطلع نہ ہو اور نجوی وہ ہو جسپر فرشتے حافظین بھی مطلع ہو جاتے [illegible]
پھر اللہ تعالیٰ نے انھین منافقین مذکورین کے اصناف قبائح مین سے یہ امر ذکر کیا کہ اہل طاعت ولیقین کے افعال کو مانند اپنی ریاکاری پر محمول
کرتے اور بعض کے ساتھ تمسخر کرتے ہین۔ کما قال تعالیٰ

اَلَّذِیۡنَ یَلۡمِزُوۡنَ الۡمُطَّوِّعِیۡنَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ فِی الصَّدَقٰتِ وَ الَّذِیۡنَ لَا یَجِدُوۡنَ

وہ جو طعن کرتے ہین دل کھول کر خیرات کرنیوالے مسلمانون کو اور اُن پر جو نہین رکھتے

اِلَّا جُہۡدَہُمۡ فَیَسۡخَرُوۡنَ مِنۡہُمۡ ؕ سَخِرَ اللّٰہُ مِنۡہُمۡ ۫ وَ لَہُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ۝

مگر اپنی محنت کا پھر اُن پر ٹھٹھے کرتے ہین اللہ نے اُن سے ٹھٹھا کیا ہے اور اُن کو دکھ کی مار

منافقون کی عادات مین سے یہ بھی ہو کہ کوئی اُن کی زبان سے نہین چھوٹتا ہر حال مین وہ عیب لگاتے ہین حتی کہ جو لوگ اخلاص سے صدقہ
دیتے ہین تو اگر اُن مین سے کوئی بہت سا مال صدقہ دے تو کہتے ہین کہ اُسنے دکھلانے کو یہ کام کیا اور اگر کسی کو کم میسر ہو اور اُسنے خفیف سی چیز
صدقہ دی تو مسخرہ پن سے کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ کو اُسکے صدقہ کی کیا ضرورت ہو نعوذ باللہ من اعتقاداتہم وکلماتہم۔ اور واضح ہو کہ بندہ کی نیت
سچی اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول ہو اور ثواب جمیل عطا فرماتا حق عز و جل نے اسی نیت پر محول فرمایا ہو اگرچہ او تعالیٰ قادر مختار ہو لہذا حدیث مین
ثابت ہو کہ بچو آگ سے اگرچہ ایک ٹکڑے چھوہارے کے عوض ہو۔ اور ایک حدیث مین ہو کہ امر معروف مین سے کسی امر کو نظر حقارت مت دیکھ یعنی
مت خیال کر کہ یہ کیا ہو کیونکہ اخلاص نیت سے او تعالیٰ اُسی کو قبول فرما دے اور خود حدیث سے ثابت ہوا کہ ایک فاجرہ عورت نے ایک کتے کو جو
پیاس سے مرا جاتا تھا پانی پلایا تو وہ بخشی گئی اور نیز ایک مرد کا بھی ایسا ہی حال مروی ہو دونون قصے صحیح بخاری مین ثابت ہین اور خود معلوم ہے کہ حق
عز و جل کے نزدیک افعال تکلف یا دنیاوی طور سے مزین کی قدر نہین بلکہ بندہ مومن کی تمنا اپنے پروردگار کی رضا جوئی مین اور اپنے اصلی گھر کی طرف
رغبت صادقہ مین ہو پس منافقون کی نظر عیب جوئی کی اہل ایمان کے بالکل خلاف ہو چنانچہ حق تعالیٰ نے مذمت فرمائی۔ بقولہ۔ اَلَّذِیۡنَ یَلۡمِزُوۡنَ
الۡمُطَّوِّعِیۡنَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ لمز عیب لگانا اور توضیح اوپر قولہ یلمزونک فی الصدقات مین گذر چکی ہو پس یلمزون یعنی یعیبون یعنی عیب
لگاتے ہین اور قتادہ رح نے کہا اے یطعنون یعنی طعن کرتے ہین مطوعین اے متطوعین۔ تطوع بمعنی تبرع اور نفل عبادت جو واجب [illegible]

Marfat.com

بیان المطوعین کلیہ اور الذین موصول مبہم کا بیان نہین ہو بلکہ الذین مرفوع بروجہ مذمت ہو اور اُس کی توضیح یہ کہ ضمیر جیسے نفس ذات کی طرف
راجع ہوتی ہے ویسے ہی اسم اشارہ وموصول مین ذات موصوف مقصود ہوتی ہو خواہ وصف ایسا ہو جو قابل مدح ہو جیسے قولہ الذین یومنون بالغیب
یا وصف قابل مذمت ہو جیسے یہان الذین یعنی یہ لوگ جنہین نفاق کی صفت مذموم ہے اور معنی یہ ہین کہ اس صفت ذمیمہ والے لوگون کا یہ
حال ہو کہ عیب لگاتے ہین ان مومن صادق بندون کو جو نوافل طاعات بجالاتے ہین۔ فِي الصَّدَقٰتِ صدقات مین چنانچہ ابن مسعودؓ سے
روایت ہو کہ جب آیۃ الصدقہ نازل ہوئی تو آنحضرت صلعم نے وعظ ونصیحت درباب صدقہ فرمائی پس ایک شخص نے بہت سا مال حاضر کیا یعنی
اسلئے کہ آنحضرت صلعم اپنی رائے مبارک سے محل صدقات مین صرف فرمادین تو اور زیادہ بھلائی ہو تو منافقون نے کہا کہ اُسنے دکھلانے کو
ایسا کیا اور ابوعقیل رضی اللہ عنہ فقط آدھا صاع یعنی قریب ڈیڑھ سیر کے چھوہارے لائے تو منافق کہنے لگے کہ اللہ تعالی اُس کے صدقہ سے
بے پروا ہو تب یہ آیت نازل ہوئی۔ کما رواہ البخاری ومسلم۔ اور ابوبکر البزار وغیرہ نے ابوہریرہؓ وابن عباسؓ سے اور مجاہد وابن اسحاق وغیرہم
سے روایت کی کہ مطوعین مین سے عبدالرحمن بن عوف چار ہزار درم صدقہ دینے والے اور عاصم بن عدی قریب چار من پختہ خرما صدقہ کرنے والے
تھے جنکو منافقین نے کہا کہ ریاکاری سے صدقہ دیا حالانکہ رسول اللہ صلعم نے عبدالرحمن بن عوف کو کہا کہ اللہ تعالی برکت دے اسمین جو تونے صدقہ
دیا اور اسمین جو تونے اپنے واسطے رکھ چھوڑا اور درحقیقت وہ صدق دل سے بدون ریاکاری کے صدقہ لائے تھے۔ اور اللہ عزوجل نے تصدیق
نازل فرمائی اور منافقون کی مذمت کی کہ مطوعین کو عیب لگاتے ہین۔ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ۔ اور ان مومن بندون کو
جو نہین پاتے مگر بقدر جہد وکوشش کے۔ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ۔ تو ایسے جہد سے لانیوالون کے ساتھ مسخرہ پن کرتے ہین۔ ابوعقیل رات بھر
مزدوری کر کے آدھے چھوہارے صدقہ لائے تو منافقون نے تمسخر کیا پس اللہ عزوجل نے انکا عذر نازل فرمایا اور منافقون کے حق مین فرمایا
سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ۔ اللہ تعالی نے اُن کے ساتھ سخریہ کیا۔ شیخ ابن کثیرؒ وغیرہ نے لکھا کہ یہان حقیقت سخریہ مراد نہین بلکہ منافقون کی بدحرکت
کے مقابلہ مین ویسی ہی جزا بیان فرمائی پس یہ بطریق مقابلہ ہو اور مفاد اسکا یہ کہ دنیا مین بھی اپنے مومن بندون کی طرف سے انتقام ہو گیا اور
مآل اس سخریہ کا عقاب شدید ہو وہ دار آخرت مین منافقون کیلئے مہیا ہوا اور بندہ اگر دو غلامون مین سے ایک کو مطیع وسرفراز کرے اور دوسرے
کو عاصی وخوار تو دوسرا ضرور مسخرہ بنا پس منافقین اس سے زیادہ سخت غضب مین گرفتار ہین جسقدر مومنون سے سخریہ نہین کرتے ہین کما قال تعالی
وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔ اور منافقون کیلئے عذاب دکھ دینے والا ہو۔ اہل طاعت کے صدقہ کا یہ اور ہی اوپر کا اثر ہو کہ حق عزوجل
نے انکو دنیا مین باین کرامت سرفراز کیا اور دار آخرت کی کرامت خود امر جمیل جلیل جزیل ہو۔ ابوالسلیل نے اپنے باپ یا چچا سے روایت کی کہ
مقام بقیع کے جلسہ مین رسول اللہ صلعم کو دیکھا کہ فرماتے تھے جو کوئی کچھ صدقہ کریگا مین قیامت مین اُسکے واسطے سکا شاہد ہون گا تو مین نے اپنے
عمامہ مین سے ایک یا دو کھولے بغرض صدقہ دینے کے پھر مجھے خطرہ بشری آگیا اور مین نے عمامہ کی گرہ باندھ لی پھر ایک شخص آیا جس کے مانند سیاہ و
پست قد بدشکل مین نے بقیع مین نہین دیکھا اور اپنے ساتھ ایک اونٹنی لایا کہ اُس کے مثل خوبصورت مین نے نہین دیکھی اور کہا کہ یارسول اللہ یہ صدقہ
ہو آپنے کہا بہت اچھا پھر فرمایا کہ لے یہ خوبصورت اونٹنی لیجا۔ پھر ایک منافق نے صدقہ دینے والے کو عیب لگایا کہ یہ شخص اور یہ اونٹنی اس طرح
صدقہ دے ڈالی واللہ یہ تو اس سے اچھی ہو۔ اسکو آنحضرت صلعم نے سنا تو فرمایا کہ تو جھوٹا ہو بلکہ وہ شخص تجھ سے اور اس اونٹنی دونون سے
بہتر ہو تین مرتبہ فرمایا پھر کہا کہ تیرے ساتھیون مین سے جو لوگ دو سو اونٹ والے ہین اُن کیلئے ویل ہو یعنی ہلاکت یا جہنم ہو تو صحابہ رضی اللہ عنہم
نے کہا کہ مگر کون یارسول اللہ تو فرمایا کہ دو سو والون مین سے سوائے اُس کے جس نے یون دیا اور یون دیا یعنی داہین بائین لپ بھر بھر کے

Marfat.com

اشارہ کیا۔ پھر تین مرتبہ کہا کہ مزید و مجید فلاح یاب ہوا۔ مزید وہ جس نے عیش و عشرت میں زہد و تنگی کی اور مجید وہ ... کوشش کی ہی۔ رواہ احمد۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب رسول صلعم کو منافقون کے لیے استغفار کرنے ...

اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ ...

تو اُنکے حق مین بخشش مانگ یا نہ مانگ اگر اُنکے واسطے ستر بار بخشش مانگے توبھی ہرگز نہ بخشے ...

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ع ۸

یہ اُسپر کہ وہ منکر ہوے اللہ سے اور اُس کے رسول سے اور اللہ راہ نہین دیتا بے حکم لوگون کو

اسمین اللہ تعالیٰ عزوجل نے اپنے رسول کو آگاہ فرمایا کہ منافق لوگ قابل مغفرت نہین چنانچہ فرمایا اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ تو اُن کیلئے مغفرت مانگ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ یا اُن کیلئے مغفرت مت مانگ۔ یعنی دونون مساوی ہین اگر کہا جائے کہ استغفر صیغۂ امر ہی جو از قسم انشا ہی پھر کیونکر ہی تو جواب یہ کہ درحقیقت انشا ہی اور خبر بیان مجازاً ہی بقرینہ قولہ او لاتستغفر لہم۔ اور توضیح یہ کہ جب امر و نہی دونون کو اُن کے حق مین جمع کیا تو معلوم ہوا کہ یہ کام کر یا مت کر۔ دونون یکسان ہین یعنی اُن کے حق مین یہ حکم ہو کہ استغفر بصیغہ امر یا یہ حکم ہو کہ لاتستغفر۔ دونون ایک ہین تو معلوم ہوا کہ مغفرت کی اُنکو صلاحیت نہین پس مقصود یہ ہوا کہ سواء لہم ان یقال فیہم افعل کذا او لاتفعل۔ یعنی اُن کے حق مین یکسان ہی خواہ مغفرت مانگنے کا حکم ہو یا اُس سے ممانعت ہو۔ پس مراد خبر ہی کہ استغفار اُن کے حق مین بیفائدہ ہونے مین ایسا ہی کہ جیسے منع و عدم استغفار چنانچہ منصوص کر دیا بقولہ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ۔ اگر تو اُن کیلئے ستر بار استغفار کرے تو ہرگز کبھی اللہ تعالیٰ اُن کو نہین بخشے گا۔ واضح ہو کہ عبداللہ بن ابی بن سلول منافقون کا سردار تھا اور آنحضرت صلعم پر ظاہر مین ایمان رکھتا اور باطن مین دشمن و ایذا کے درپے رہتا اور اُسی نے کہا تھا کہ اے لوگو تمھین نے محمد و اُن کے ساتھیون کو کھانا کپڑا دیکر جمع کر رکھا ہی ورنہ سب ساتھ چھوڑ کر متفرق ہو جاتے اور تبوک کے مقام مین اسی نے کہا تھا کہ اگر لوٹ کر مدینے پہونچے تو ہم مین سے عزت والے بے عزتون کو نکال باہر کرینگے۔ بالجملہ اس کے اقوال و افعال قبیحہ بہت ہین ولیکن اُسنے منافقانہ اپنا مال بھی اہل ایمان پر خرچ کیا اور بدر کے قیدیون مین جب عباس گرفتار ہوے تو اُس نے ایک قمیص اُنکو پہنائی تھی اور بعض علماء نے لکھا کہ آنحضرت صلعم اسکا عوض دینا چاہا کرتے تھے پس روایت ہی کہ جب وہ مرا تو اُسکے بیٹے نے جس کا نام بھی عبداللہ تھا اور وہ منافق نہین بلکہ خالص مومن تھا بمقتضائے بشریت آکر آنحضرت صلعم سے عرض کیا کہ آپ اُس کے لئے استغفار فرماوین پس آپ نے منظور فرمایا تو یہ آیت نازل ہوئی یعنی قولہ استغفر لہم او لاتستغفر لہم ان تستغفر لہم الخ۔ اگر کہا جائے کہ منافق مذکور ایک تھا جسکا واقعہ ہی اور آیت مین لہم بصیغہ جمع ہے تو جواب یہ کہ حکم عام منافقون کا بمانند اسکے بیان فرما دیا۔ اور علیٰ ہذا قولہ ان تستغفر لہم۔ بحرف شرط بھی بیان حکم عام کیلئے ہی اور آیندہ وقوع کیلئے نہین کیونکہ بعض روایات مین ہی کہ آنحضرت صلعم نے اُسپر نماز پڑھی اور اُسکے لئے استغفار کیا تھا تب آیت نازل ہوئی اور روایت ہی کہ جب یہ آیت اُتری تو آنحضرت صلعم نے کہا کہ مین ستر سے استغفار بڑھاؤن گا تب نازل ہوا قولہ سواء علیہم استغفرت لہم ام لم تستغفر لہم الآیۃ۔ یعنی اُنکے حق مین یکسان ہی خواہ تو استغفار کرے یا نہ کرے الیٰ آخر الآیہ۔ اگر کہا جائے کہ کیا آیت کریمہ مین ان تستغفر لہم سبعین مرۃ سے ستر عدد مخصوص مراد ہی تو جواب یہ کہ نہین بلکہ کثرت مراد ہی جیسے اردو محاورہ مین بھی بولتے ہین کہ ستر بار تجھے منع کیا مگر تو نہین سمجھتا ہی۔ پھر یہ سوال ہوا کہ آنحضرت صلعم نے کیونکر فرمایا کہ مین ستر بار سے بڑھاؤن گا تو اُسکا جواب کئی وجہ سے دیا گیا بیضاوی رح وغیرہ نے کہا کہ آنحضرت صلعم نے اس سے عدد مخصوص ... کیونکہ وہی اصل موضوع لہ ہی پس دوسری آیت مین بیان کر دیا گیا کہ مراد کثرت ہی نہ خاص ستر کا عدد اور اس جواب کو کشاف وغیرہ مین ...

Marfat.com

…باسالیب قرآن مجید تھے آپ پر یہ بات مخفی نہین ہوسکتی تھی کہ یہ بطور ضرب المثل کے بمعنی کثرت ہے اور کیسے مخفی ہوسکتی … ذلک بانہم کفروا باللہ آگے موجود ہے۔ مترجم کہتا ہو کہ یہی صواب ہو کہ بیشک آپ پر مراد مخفی نہین ہوسکتی۔ لہذا بعض نے یہ جواب دیا کہ … اس امر کا اظہار فرمایا کہ جن لوگون کی طرف آپ بھیجے گئے ہین اُن پر آپ کی رحمت و شفقت بدرجۂ کمال ہو جیسے انبیاء … ہوتی ہو چنانچہ ابراہیم نے کہا ومن عصانی فانک غفور رحیم۔ اور یون نہ فرمایا کہ جو میری نافرمانی کرے اُس کے واسطے تیرا عذاب الیم … ہو کہ امت کو باہم ایسے ہی ترحم کی طرف ارشاد کیا اور نیز جبتک امر محکم نہ ہو تب تک تاویل رخصت مین جو خالی از ہوا و ہوس اتباع … اجازت چاہنے کا طریقہ معلوم ہوگیا اور شیخ عکبری رح نے تبیان فی اعراب القرآن مین کہا کہ آنحضرت صلعم کا کلام اس قبیل سے ہو کہ لفظ … پر محمول کرنا جسکو محتمل ہو باوجود علم اس امر کے یہ معنی یہان مراد نہین ہین چنانچہ قبعثری کا قصہ اس امر کا شاہد ہو کہ حجاج ثقفی اُس پر غصہ … لاحملنک علی الادہم۔ تجھے بیڑیون پر لادونگا یعنی تیرے پاؤن مین بیڑیان ڈالونگا تو قبعثری نے جواب دیا کہ مثل الامیر یحمل علی الادہم … تجھسا سردار ادہم گھوڑے و اشہب گھوڑے پر سوار کردیا کرتا ہی یعنی ادہم بمعنی بیڑی کو ادہم بمعنی اسپ ادہم لیلیا۔ بالجملہ آنحضرت صلعم نے اس امر … والفت کا قصد کیا اور منافقون کو اپنی طرف سے بالکل کوتاہی نہ کرنے کا اعتماد دلایا پس اُن کو بالکل طمع نہ رہی کہ دنیا ہوا و ہوس مین کا لوٹ … مین بھی استغفار وغیرہ کا حیلہ نکل آویگا کیونکہ اللہ تعالی نے قطعاً اُن کو قابل استغفار نہ ہونے سے آگاہ فرمایا۔ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ۔ یہ یاس و بالکل محرومی اُن کے حق مین استغفار قبول نہ ہونے کی بسبب اس امر کے ہو کہ اُنھون نے کفر کیا اللہ تعالی و اُس کے رسول کے ساتھ پس ظاہر کردیا کہ تیرا استغفار اُن کے حق مین قبول نہ ہونا کچھ اسوجہ سے نہین کہ ہماری طرف سے کچھ بخل ہو یا تجھ مین کوئی قصور ہے … انقطاس جہت سے ہو کہ اُن مین بسبب کافر ہونے کے صلاحیت ہی نہین ہو اور اللہ تعالی نے قطع کردیا کہ کافر کبھی مغفور نہ ہوگا۔ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ۔ اور ایسی قوم کو جو فاسق ہین اللہ تعالی ہدایت نہین دیتا ہی یعنی کافرون کو ہدایت نہین ملتی پس معلوم ہوا کہ منافق کافر ہین اور کبھی مغفور نہ ہونگے۔ مراد ہدایت سے یہان ایسی ہدایت کہ مقصود تک پہنچ ہوجاوے اور فسق سے مراد وہ فسق و نافرمانی ہو جس سے کفر ہوجاوے پھر اللہ تعالی نے منافقون کا نفاق کے افعال پر خوش ہونا وغیرہ بیان فرمایا۔

فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكَرِهُوْٓا اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ

خوش ہوئے پیچھاڑی ڈالے گئے بیٹھ رہ کر جدا رسول اللہ سے اور بُرا لگا کہ لڑین اپنے مال سے

وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ ۭ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ۭ

اور جان سے اللہ کی راہ مین اور بولے مت کوچ کرو گرمی مین تو کہہ دوزخ کی آگ اور سخت گرم ہے

لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ۝ فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا ۚ جَزَاۗءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝

اگر اُن کو سمجھ ہوتی سو ہنس لیوین تھوڑا اور رووین بہت سا بدلا اُس کا جو کماتے تھے

فرح المخلفون خوش و فرحناک ہوئے وہ لوگ جو مخلف ہوئے یعنی ایسے کردیئے گئے کہ پچھڑ رہین یعنی اُن کو توفیق ساتھ جانے کی حاصل نہوئی بقولہ … کرہ اللہ انبعاثہم فثبطہم وقیل اقعدوا مع القاعدین۔ یہ حال اُن لوگون کا ہو جو غزوۂ تبوک مین آنحضرت صلعم کے ساتھ جانے سے پچھڑ رہے … منافقون کی ایک جماعت تھی۔ اگر کہا جاوے کہ تین سچے مومن بھی پچھڑ رہے تھے ازانجملہ کعب بن مالک ہین تو جواب یہ کہ ہان ولیکن یہ لوگ خوش … بتقدیری پچھڑ رہے اور دل سے ناخوش تھے پس فرق ظاہر ہوگیا اور عنقریب قصہ تخلف کعب رضی اللہ عنہ آویگا اور اللہ تعالی نے

صادقین مومنون کو مخلفین کے نام سے یاد نہین فرمایا چنانچہ وہین مصرح بیان ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ اور بعض نے کہا کہ مخلفون [illegible]
گئے اور یہ ایک جماعت منافقون کی تھی جنھون نے آنحضرت صلعم سے تخلف کی اجازت لی تھی کہ ہم مدینہ مین چھوڑے جاوین تا [illegible]
عرب کے حملہ سے مدینہ کو محفوظ رکھین پس اللہ تعالیٰ نے قرآن نازل فرماکر ظاہر کردیا کہ ان لوگون کی نیت نفاقیہ تھی کہ ساتھ دین اور [illegible]
اختیار کرین چنانچہ فرمایا فرح المخلفون۔ خوش ہوئے بچھڑنے والے بِمَقْعَدِهِمْ قعود و مقعد دونون مصدر ہین اے بقعودہم۔ [illegible]
مخلفین جو مدینہ مین بیٹھ رہے تھے وہ خوش ہوئے اپنے بیٹھ رہنے سے۔ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ خلاف رسول اللہ صلعم کے۔ اے [illegible]
پس خلاف مفعول مطلق منصوب ہے یا مفعول لہ ہو۔ اے لاجل خلاف الرسول یعنی بغرض خلاف کرنے رسول اللہ صلعم کے ساتھ [illegible]
طرف ہے جو جہتہ امام یعنی روبرو کے مخالف ہے۔ کما قال ابوعبیدہ وغیرہ اے بعد رسول اللہ۔ قطرب نے کہا کہ بمعنی خلف ہے یعنی بغرض مخالفت [illegible]
کے بیٹھ رہنے پر خوش ہوئے۔ وَكَرِهُوْٓا اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اور مکروہ رکھا انھون نے
کہ جہاد کرین اپنے مالون و جانون کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ مین۔ کیونکہ انکے پاس ایمان و اعتقاد بقاء دار آخرت و فناء دنیا نہین اور
واعتقاد حیات دنیا و اتباع شہوات طبع و نفس موجود پس دنیا و اسکے لذات چھوڑکر راہ حق مین جان و مال فدا کرنے کو مکروہ جانا بخلاف مومن [illegible]
کما قال تعالیٰ لکن الرسول والذین آمنوا معہ یجاہدون باموالہم وانفسہم الآیۃ۔ اور تقدیم اموال بر انفس مشعر ہے اُن کے کمال بخل پر راہ خیر مین مال [illegible]
سے کمال بخیل ہین۔ وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ۔ اور منافقون نے آپس مین بعض نے بعض سے کہا کہ جہاد کو نہ نکلو اس گرمی مین۔ پس آپس
مین امر معروف سے ایک دوسرے کو منع کیا اور آرام طلبی و چین جسمانی جو بمقتضاے طبع و نفس ہے اسکی اتباع کی اور غزوہ تبوک شدت گرمی و وقت پختگی
خرمائے مدینہ واقع ہوا تھا قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا تو کہدے کہ اے لوگو جہنم کی آگ تو حرارت مین اس گرمی سے کہین سخت و شدید ہے
لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ اگر سمجھتے ہوتے تو ایسا نہ کرتے۔ کیونکہ جب اُن کو جہاد کے واسطے اللہ تعالیٰ کے رسول نے حکم دیا تھا تو اُن کو روا نہ تھا کہ پیچھے بیٹھین
جیسے اُن کو نفاق و کفر ہی نہ کرنا چاہیئے پس جب وہ حکم اللہ تعالیٰ و رسول صلعم کے فرمانبردار نہ ہوئے بلکہ خواہش نفس کو غالب رکھا تو مومن
نہ ہوئے جیسے حدیث مین ہے کہ کوئی تم مین سے مومن نہ ہوگا جب تک اسکی خواہش نفس اُس فرمان کی مطیع نہ ہوجائے جسکو مین لایا ہون
اور جب مومن نہوئے تو چند روزہ زندگی دنیاوی کے بعد آخرت مین اُن کے لیے جہنم کی آگ ہے اور وہ آگ دائمی ہے سو اگر سمجھ رکھتے تو چند روزہ
ایسے ناقص لذت جسمانی کیلیے ہمیشہ کی آگ اختیار نہ کرتے اور اپنے نفاق و افعال ذمیمہ چھوڑ دیتے۔ کیونکہ کوئی سمجھدار چند روزہ جسم و زبان کے
مزہ کیلیے ایسا عذاب نہ لیگا مگر منافقون کی سمجھ ہی پر شامت تھی بوجہ کفر و نفاق کے اندھے بہرے بن گئے تھے کہ دائمی عذاب اختیار کیا۔
فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا۔ اے فلیضحکوا ضحکا قلیلا ولیبکوا بکاءً کثیرا یا زمانا قلیلا و زمانا کثیرا یعنے جب تم نے دائمی آگ لینا ہی کی تو تھوڑے ہنس
یا تھوڑے دن ہنس لو اور بہتیرا رو۔ صیغۂ امر بقصد حتم و قطع و وقوع کے بمعنی خبر ہے یعنی انجام یہ ہوگا کہ چندے زندگانی فانیہ مین جیسی کچھ بے مزگی
بیماری و آفات و آلام کے ساتھ ہوتی ہے ہنسوگے اور پھر ہمیشہ بے انتہا رویا کروگے جو مرا اُسکی قیامت گویا قائم ہوگئی اور جب اصلی قیامت
ہوگی تو اہل کفر و طغیان پر یہ دن بڑا سخت ہوگا اللہم انی اعوذ بک بسلمنی ایاے والمومنین جمیعًا عن العذاب والکربات وانت ارحم الراحمین۔ اور
منافقون کا یہان ہنسنا بھی بمقابلہ عذاب آخرت کے ہے اگرچہ کوئی منافق فقیر محتاج درد دکھ مین گرفتار ہو تو عذاب آخرت کے مقابلہ مین اسکا
حال گویا قابل ہنسنے و خوش ہونے کے ہے لہذا عمومًا فرمادیا کہ تھوڑا ہنسو اور بہت رو۔ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ اے مجزیون [illegible]
باعمالہم۔ بدلا دیئے جاوینگے منافق لوگ یہ بدلا اُن افعال و اعمال کا جو چند روزہ زندگی مین کرتے تھے اگر جزاء آخرت [illegible]

...مین رونا اُنکا اُن کے اعمال کی جزا ہے اور محتمل ہے کہ ضحک قلیل و بکار کثیر دونون سے متعلق ہو پس دنیا مین جو منافقون کو ملتا ہے سب
...مطلوب ہے منافق کیلئے یہ بطور استدراج ہے۔ کما فی قولہ تعالیٰ فتحنا علیہم ابواب کل شیٔ الآیۃ۔ اور اسی معنی مین احادیث
...سے ثابت ہوتا ہے کہ مومن ہمیشہ ابتلا مین رہتا ہے شکر گزار و صابر کہ کفارہ گناہون سے پاک مرتا اور اپنے پروردگار سے ملتا ہے اور منافق
...کی طرح کسی آندھی سے جھونک نہین کھاتا یہان تک کہ ایک بار جڑ سے گر جاتا ہے بالجملہ منافق اسقدر نا سمجھ ہوتا ہے کہ دار آخرت سے بالکل
...دنیا کی زندگی پر اعتماد کرتا ہے اور مومن دار آخرت کا اقرار کرتا اور ایمان رکھتا ہے پس یہ امر تو ایمان کیواسطے ضروری ہے پھر جنت و دوزخ
...عظمت جلال الٰہی کا شہود تو یہ خاص بندون کو ہوتا ہے جنمین سے اول انبیاء علیہم السلام ہین لہذا آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ لو تعلمون ما اعلم
لضحکتم قلیلاً و لبکیتم کثیراً۔ رواہ البخاری عن ابی ہریرہ رض یعنی اگر تم جانتے جو مین جانتا ہون تو تھوڑا ہنستے اور بہت روتے۔ مترجم کہتا ہے کہ
...رونا اس دنیا مین اپنی تقصیرات و نقص عبادات مین گرانمایہ ہے اور حدیث مین بندہ صالح و فضل کو فرمایا کہ تنہائی مین اللہ تعالیٰ کو یاد کیا اور اسکے
آنسو جاری ہوے۔ بالجملہ دنیا مین ضحک بصورت غفلت ممنوع ہے اور ابن عباس رض وغیرہم نے کہا کہ قولہ فلیضحکوا قلیلا الخ یعنی دنیا چند روزہ ہے
...ہنس لین جب یہ منقطع ہوئی تو وہان جا کر ایسا رونا روئین گے کہ کبھی منقطع نہ ہوگا۔ ابن ابی الدنیا کی روایت مین ہے کہ پھر دوزخیون سے دربان
...کہین گے کہ اے شقی بدبخت لوگو تم نے دنیا مین سونا چھوڑا جہان رونیوالون پر اللہ تعالیٰ رحم فرماتا تھا اب آج تمھاری کون فریاد سنے گا پھر دوزخی
لوگ اپنے باپ مان اولاد کو جو جنت مین ہون پکارین گے کہ ہم قبرون سے پیاسے اُٹھے اور تمام قیام محشر مین پیاسے رہے اب بھی بہت پیاسے
ہین سو تم کو جو کچھ اللہ تعالیٰ نے پانی و رزق روزی دیا ہے اسمین سے ہماری طرف بھی بہا دو پس چالیس برس چلایا کرینگے کوئی جواب نہ دیگا۔
پھر جواب ملیگا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ نعمتین کافرون پر حرام فرمائین تم وہین پڑے رہوگے و فی حدیث آخر۔ دوزخی آنسو و پیپ روئین گے اور زخم کی جدولین پڑجاؤ
اور حرارت دوزخ کی شدت و ہول و سختی عذاب مین آیات و احادیث بہت ہین کقولہ تعالیٰ کلا انہا لظی نزاعۃ للشوی۔ قولہ وقیل لہم ذوقوا عذاب الحریق
قولہ کلما نضجت جلودہم بدلناہم جلودا غیرہا لیذوقوا العذاب الآیۃ۔ و فی الحدیث عن ابی ہریرۃ رفعا سب سے کمتر عذاب والا دوزخی وہ ہوگا جسکے پاؤن
مین آگ کی دو جوتیان ڈالی جاوینگی جن سے اُس کا دماغ اُبلے گا۔ رواہ احمد باسناد علی شرط مسلم و قد رواہ مسلم عن ابی سعید الخدری و ہو و البخاری
عن النعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بنحوہ۔ و عن ابی ہریرۃ رفعا۔ اگر اس مسجد مین سو ہزار یا زیادہ آدمی ہون اُن مین ایک دوزخی آدے اور اُس کی سانس اُن کو
پہونچے تو سب لوگ مع مسجد کے جل جاوین۔ رواہ ابو یعلی و ہو غریب۔ انس رض رفعہ۔ اگر آتش دوزخ کی ایک چنگاری پورب مین ہو تو پچھم مین اُس کی
گرمی معلوم ہو رواہ الطبرانی۔ و انس رض رفعہ آتش دوزخ ہزار برس دھونکی گئی کہ سپید ہوگئی پھر ہزار برس کہ سرخ ہوئی پھر ہزار برس کہ سیاہ ہوگئی کہ مانند
رات کے اسکی لپٹ مین چمک نہین ہے۔ رواہ الترمذی و ابن مردویہ وغیرہما۔ و عن ابی ہریرۃ رفعا تمھاری یہ آگ ستر اجزاء مین سے ایک جزو آتش دوزخ
کا ہے دو بار سمندر مین بجھائی گئی ورنہ کسی کو اس سے نفع نہ ہوتا۔ رواہ احمد بسند صحیح و بعضا منہ فی الصحیحین۔ واضح ہو کہ حق عز و جل ہر چیز پر قادر ہے
مگر کیفیت خلق اشیاء بطریق پیدا اور دنیا سراسر حکمت آلہیہ ہے۔ فافہم ف و فی العرائس قولہ فلیضحکوا قلیلا۔ آہ۔ دنیا مین جتنا چاہین ہنس لین
جب منقطع ہو کر حق عز و جل کی طرف جاوینگے تو ایسے روئین گے جو کبھی منقطع نہ ہو۔ قلت کذا قال الحسن و ابو رزین و قتادہ و ربیع بن الہیثم و زید بن اسلم
و ابن ابی ... عباس۔ شیخ ابو یزید نے کہا کہ اسمین تعلیم ہے کہ ہنسو کم تاکہ دنیا تمھین نہ لبھائے اور بہت رویا کرو کہ دار آخرت محبوب نظر آوے اور
... شوق بڑھا کرے۔ طاہر مقدسی رح نے کہا کہ خدمت گار بہت نہین ہنستا اور اس دار محنت و غم مین رونا لائق ہے جب ضحک بسبب
... ہو تو ان کا رونا ہنسنا یکسان ہے بہت رونا بشوق مشاہدہ ہوتا ہے پھر بفرحت وصال ورنہ گریہ مریدین بخیال حزن و فوت ایام ہے

قال تعالیٰ تری اعینہم تفیض من الدمع الآیۃ بسبب اچانک انکشاف غیب کے واقع ہوا جریری نے کہا کہ ایک آنکھ
پر اور ایک خوف سے جسمین محبت کا لگاؤ ہوا اور ایک ہیبت و ڈر سے اور ایک بحقیقت یہ اقسام ہین پھر ان منافقین
اللہ تعالیٰ نے خبر دی وجہاد مین لیجانے سے منع کر دیا۔ بقولہ۔

فَإِن رَّجَعَكَ اللَّهُ إِلَىٰ طَائِفَةٍ مِّنْهُمْ فَاسْتَأْذَنُوكَ لِلْخُرُوجِ فَقُل لَّن تَخْرُجُوا مَعِيَ أَبَدًا
سو اگر پھر لیجاوے تجکو اللہ کسی فرقے کی طرف اُن مین سے پھر یہ رخصت چاہین تجھسے نکلنے کو تو تو کہہ تم ہرگز نہ نکلوگے میرے ساتھ کبھی
وَلَن تُقَاتِلُوا مَعِيَ عَدُوًّا ۖ إِنَّكُمْ رَضِيتُم بِالْقُعُودِ أَوَّلَ مَرَّةٍ فَاقْعُدُوا مَعَ الْخَالِفِينَ
اور نہ لڑوگے میرے ساتھ کسی دشمن سے تم کو پسند آیا بیٹھ رہنا پہلی بار سو بیٹھے رہو ساتھ پچھاڑی والون کے

فَإِن رَّجَعَكَ اللَّهُ فا تفریع۔ رجع متعدی و رجوع لازمی۔ کرخی نے لکھا کہ رجع کے معنی کسی چیز کا وہین پہونچا دینا جہان تھی۔ اور حرف ان شرط
محل شکوک پر داخل ہوتا ہے اشارت دلاتا ہے کہ آدمی کو حیات فانی پر اعتماد نہ چاہیئے۔ معنی یہ کہ اگر اللہ تعالیٰ تجھے اس مقام تبوک سے لوٹا کر پہونچاوے
مدینہ مین۔ إِلَىٰ طَائِفَةٍ مِّنْهُمْ اُن مین سے ایک گروہ کی طرف۔ ضمیر منہم یا تو منافقین کی طرف راجع ہے یا جملہ متخلفین کی طرف۔ پس اگر
منافقین کی طرف راجع ہے تو اُن مین سے ایک طائفہ یعنی ٹکڑی اسواسطے فرمائی کہ بہت سے منافقین ساتھ آئے تھے اور تھوڑے مدینہ مین
بچھڑ رہے تھے اور قتادہ رح نے کہا کہ ہم کو روایت پہونچی کہ بارہ آدمی تھے یا اسلئے کہ سب باقی منافقون کے حق مین یہ حکم نہ تھا کیونکہ اُن مین
بعض نے اپنے نفاق سے توبہ کر لی تھی اور اگر ضمیر جملہ متخلفین کی طرف ہے تو متخلفین مین سے ایک ٹکڑی اسواسطے فرمائی کہ سب بچھڑنیوالے منافق
نہ تھے بلکہ بعضے مومنین صادقین ایسے تھے کہ اُن کے واسطے ٹھیک عذر تھے اور بعضون کے لئے عذر نہ تھے اور بچھڑنے پر نادم تھے ہان بعضے منافق
جو بچھڑنے پر خوش تھے سو انھین منافقون کو مراد لیا اور حاصل یہ کہ اگر اللہ تعالیٰ تجھے لوٹا کر مدینہ پہونچاوے جہان یہ ٹکڑی منافقون کی ہے
فَاسْتَأْذَنُوكَ لِلْخُرُوجِ پھر یہ ٹکڑی والے تجھ سے اجازت چاہین نکلنے کی یعنی کسی دوسرے سفر جہاد مین جو اس سفر تبوک کے بعد ہو دوسرے
ساتھ چلنے کی اجازت مانگین فَقُل لَّن تَخْرُجُوا مَعِيَ أَبَدًا پس تو اُن سے کہدے کہ ہرگز تم نہ نکلوگے میرے ساتھ کبھی وَلَن تُقَاتِلُوا مَعِيَ
عَدُوًّا اور ہرگز تم مقاتلہ نہ کروگے میرے ساتھ ہو کر کسی دشمن سے یعنی مت نکلو و مت مقاتلہ کرو پس بجائے نہی کے صیغہ مضارع بطریق خبر فرمایا
کہ اسمین مبالغہ ہے اور ایذان اس حال کا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم کو توفیق نہ ہوگی اور یہ اُن کے بچھڑنے کی وجہ سے اُن کے حق مین عقوبت ہے
کہ اُن کو مجاہدین کے دفتر سے گرا دیا چنانچہ فرمایا۔ إِنَّكُمْ رَضِيتُم بِالْقُعُودِ أَوَّلَ مَرَّةٍ۔ اے لانکم۔ یعنی یہ عقوبت تم پر اسوجہ سے کہ
تم اول بار یعنی غزوہ تبوک مین بچھڑ کر بیٹھ رہنے پر راضی ہوئے۔ کما قال فرح المخلفون بمقعدہم خلاف رسول اللہ۔ پس مومنین اس سے الگ ہین کیونکہ
وے بچھڑ جانے پر رنجیدہ تھے چنانچہ آگے انشاء اللہ تعالیٰ بیان آویگا۔ اگر کہا جاوے کہ مرۃ مؤنث ہے پس قیاس یہ تھا کہ اولیٰ بجائے اول
جواب یہ کہ مضاف بجانب معرفہ متعددہ مین تذکیر و تانیث دونون جائز ہین جیسے ہندۃ افضل النساء و فضلی النساء اگرچہ مذکر لانا اکثر ہے اور
مضاف بجانب نکرہ مطابقہ مین فقط تذکیر ہی آئی ہے جیسے ہندۃ افضل امراۃ اور جائز نہین فضلی امراۃ۔ کیونکہ افعل التفضیل مستعمل بمن
کے ساتھ اسکو سخت مشابہت ہے۔ کذا فی الکشاف۔ فَاقْعُدُوا مَعَ الْخَالِفِينَ۔ پس تم بیٹھ رہو خالفین کے ساتھ ہو کر
و ذلت ہے اور خالفین سے بقول ابن عباس رض مرد لوگ مراد ہین جو غازیون سے بچھڑ رہے اور اسی کو ابن جریر رح نے صحیح کہا لیکن
اسلئے کہ یہ لوگ تو خود بھی منافق تھے اور کہا گیا کہ خالف بمعنی فاسد ہے ماخوذ از قول عرب کہ خلف اللبن اے فسد یعنی دودھ

...جب یعنی بلانا اپنے گھرانے والون مین فاسد ہو- قتادہ رحؔ نے کہا کہ خالفین سے عورتین مراد ہین کہ ہمیشہ پچھڑی رہتی ہین- اسپر اعتراض ...لفین کی جمع نہین ہوسکتی بلکہ خوالف یا مخالفات ہونا چاہیئے تھا اور جواب یہ ہو کہ لڑکے و عورتین و عاجز مرد سب کی وجہ سے بطریق ...یب مذکر خالفین جمع آئی ہو. فافہم- بیضاوی رحؔ نے کہا کہ خالفین کے ساتھ یعنی متخلفین کے ساتھ بیٹھ رہنے کا حکم دیا کیونکہ اُن مین جہاد ...ت نہ تھی جیسے عورتین و لڑکے ہوتے ہین- رازی رحؔ نے کہا کہ اس آیت مین دلالت ہو کہ آدمی جب دوسرے سے مکر و فریب نفاق دیکھے ...اسکو مشغول پاوے کہ ایسے ہی سامان کرنے مین مصر ہو تو اُس سے تعلق قطع کر دے اور اسکی مصاحبت سے احتراز کرے اور جب اللہ تعالیٰ نے ...اللہ صلعم کو منع کر دیا کہ طائفہ نفاق کو جہاد مین ساتھ نہ لیجاوین بغرض اُن کی عقوبت ذلت کے تو اُنکے جنازے پر نماز وغیرہ بھی ذلال کیواسطے منع فرمایا- بقولہ تعالےٰ

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ۭ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ○

نماز نہ پڑھ اُن مین کسی پر جو مر جائے کبھی اور نہ کھڑا ہو اُسکی قبر پر وہ منکر ہوئے اللہ سے اور اُسکے رسول سے اور مرے ہین بے حکم

...مفسرین و بعض علمائے نے کہا کہ نزول اس آیت کا اُسوقت ہوا کہ آنحضرت صلعم نے عبداللہ بن ابی منافق پر نماز پڑھی- واضح ہو کہ عبداللہ مذکور انصار مین گروہ خزرج ...کا سردار تھا مگر اسلام کی حالت مین منافقون کا سردار رہ گیا- مرد فربہ دراز قد تھا کہ جب عباس بن عبدالمطلب بدر کی لڑائی مین قید ہو کر آئے تو کسی شخص کی قمیص ...کے بدن پر نہ آئی سوائے اس منافق کی قمیص کے اور اُسکے باپ کا نام اُبیّ تھا اور ماں کا نام سلول اور وہ اپنے باپ ماں دونون کی طرف منسوب ہوتا یعنی عبداللہ ...بن اُبی بن سلول کہلاتا تھا- اور اکثر ایام مین اُس سے افعال نفاق ظاہر ہوئے اور تا دم مرگ منافق رہا پھر آئمہ و قول ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسپر نماز ...پڑھی یا نہین پس ابن جریر رحؔ کی روایت انس رضؔ سے ظاہر ہوتا ہو کہ جبرئیل علیہ السلام نے منع کر دیا تھا لیکن ابن کثیر رحؔ نے کہا کہ اسناد ضعیف ہو اور صحاح کی روایات ...ثابت ہین کہ نماز پڑھی چنانچہ امام احمد و ترمذی نے عمر بن الخطاب رضؔ سے روایت کی کہ جب عبداللہ بن ابی مر گیا تو آنحضرت صلعم اسکے جنازہ پر نماز کیلئے بلائے گئے جب اسپر ...نماز کو کھڑے ہوئے تو مین پھر کر آپکے سامنے کھڑا ہوا اور کہا کہ یا رسول اللہ کیا آپ اس دشمن خدا ابن ابی پر نماز پڑھتے ہین جو فلان روز یون کہتا تھا اور فلان روز اسطرح ...چنانچہ اسکے افعال منافقانہ شمار کرتا جاتا اور آنحضرت صلعم تبسم فرماتے یہان تک کہ جب مین نے بہت کہا تو آپنے فرمایا کہ اے عمر ذرا مجھسے ہٹو تو مجھے مختار کیا گیا پس ...مین نے اختیار کیا یعنی قولہ تعالیٰ استغفر لہم او لا تستغفر لہم الآیۃ- اور اگر مجھے معلوم ہو جاتا کہ مین ستر بار سے استغفار بڑھاؤن تو بخشش کر دیجائیگی تو مین بڑھاتا ...پھر آنحضرت صلعم نے اُسپر نماز پڑھی اور اُس کے جنازے کے ساتھ گئے اور اسکی قبر پر کھڑے ہوئے یہان تک کہ اُسکے دفن سے فراغت ہوئی اور مینے اُس روز آنحضرت صلعم ...کی حضور مین اپنی جرأت کرنے سے تعجب کیا حالانکہ اللہ تعالیٰ و اُسکا رسول خوب جانتا ہی پھر قسم ہو اللہ عز و جل کی کہ کچھ تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ یہ دونون آیتین ...نازل ہوئین ولا تصل علی احد منہم مات ابدا الآیۃ- پھر اسکے بعد کبھی آنحضرت صلعم کسی منافق کی قبر پر نہین کھڑے ہوئے یہان تک کہ وفات فرمائی- قال الترمذی ...حسن صحیح- وقد رواہ البخاری و قد جاء فی الصحیحین بالفاظ متقاربۃ مفسرۃ و مجملۃ و یاول الروایات علی معنی واحد- اور صحاح و مسند کی روایات سے ثابت ...ہے کہ منافق مذکور نے اپنے مرض الموت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا جب آپ اُسکے پاس گئے تو فرمایا کہ تجھے یہودیون کی محبت نے ہلاک کیا اُسنے کہا ...مین نے آپکو اپنے حق مین صلوۃ وغیرہ کیلئے بلایا ہی اور اس لئے نہین بلایا کہ مجھے ملامت کرو- مترجم کہتا ہو کہ اُسوقت بھی نفاق پر جما ہوا تھا- بہرحال ...اُس نے وصیت کی تھی کہ آنحضرت صلعم اُسپر نماز پڑھین اور جب وہ مر گیا تو اُسکے بیٹے نے جو سچا مومن تھا اور اُسکا نام بھی عبداللہ تھا آنحضرت صلعم سے ...درخواست کی کہ آپ اپنے تن مبارک سے ملی ہوئی قمیص عطا فرماوین شاید وہ منافق آگ سے بچے اور مروی ہو کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ میری قمیص ...اسکو عذاب الٰہی سے دور نہین کر سکتی ہو کما فی السراج اور عبداللہ نے عرض کیا کہ یا حضرت اگر آپ نہ تشریف لاوین تو ہم پر عار باقی رہے گا اور کوئی ...مذکور ہوگا اور بعض روایات مین ہو کہ منافق مذکور جب گڑھے مین رکھ چکا گیا تب آنحضرت صلعم تشریف لائے اور نکلوا کر اُسکے سر سے پانون تک

اپنا لعاب دہن مبارک ڈالا جو عطر سے زیادہ معنبر تھا اور اُسکو اپنی قمیص پہنائی۔ کما فی روایۃ النسائی۔ اور بات یہ ہوئی کہ...
کہ لوگون نے قبر مین اُتار دیا پھر پیچھے سے آپ وہان تک پہونچے فتدبر واللہ اعلم۔ ابن کثیرؒ نے کہا کہ بعض سلف نے ذکر کیا کہ...
مبارک اُسکو مکافات قمیص عباس میں پہنائی تھی اور سراج وغیرہ ذکر کیا کہ حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ اپنی پاک قمیص اس...
ہین تو فرمایا کہ میری قمیص اس سے عذاب آلٰہی دور نہین کریگی اور مجھے اُمید ہی کہ اس سبب سے بہتیرے مسلمان ہوجاوین چنانچہ یہ دیکھکر بہت...
مومن ہوگئے بالجملہ حق تعالیٰ نے منافق پر نماز پڑھنے سے منع فرمادیا بقولہ۔ وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْهُمْ اور مت نماز پڑھ کسی پر ان...
یعنی منافقون مین سے۔ یہ مؤید ہی کہ اوپر قولہ طائفۃ منہم۔ مین بھی ضمیر راجع بجانب منافقین ہو نہ کل متخلفین تاکہ تفکیک ضمائر لازم نہ آئے...
آیا۔ واحدیؒ نے کہا کہ مات جملہ صفت احد واقع وموضع اُس کا جر ہی گویا یون کہا کہ علیٰ احدٍ منہم میت اور ابداً متعلق لا تصل ہی احد...
علیٰ احدٍ منہم مات یعنی مت نماز پڑھ کبھی کسی پر اُن مین سے جو مرجاوے پس کلیہ دوام کے واسطے ممانعت ہوگئی اور بیضاویؒ نے کہا کہ مات ابداً...
ہے مراد اس سے کفر پر موت ہی کیونکہ کافر کی زندگی بھی موت ہی کہ وہ آخرت کا نفع اُٹھانے کیلئے نہین بلکہ عذاب پانے کیلئے زندہ ہی پس گ...
ہی نہین ہوا بلکہ دائمی مردہ ہی اور قول اول ارجح ہی یعنی مراد دوام ممانعت ہی لہذا امام احمد وغیرہ کی روایات مین ہی کہ بعد نزول اس آیت کے...
شریف آپ نے کسی منافق پر نماز نہین پڑھی اور جنازہ کو پوچھتے پس اگر تعریف کی جاتی تو اُسپر نماز پڑھ دیتے ورنہ اہل جنازہ سے کہتے کہ تم جانو...
جنازہ۔ وَلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ۔ اور اُسکی قبر پر مت کھڑا ہوا۔ زجاج نے کہا کہ جب میت دفن ہوتی تو رسول اللہ صلعم اُسکی قبر پر کھڑے ہوتے...
اُسکے لئے دعا کرتے پس منافق کے حق مین ایسا کرنے سے منع فرمائے گئے۔ بعض نے کہا کہ قیام یہان بمعنی اصلاح ہی یعنی اُن مین سے کسی شخص کی...
قبر و دفن کے اہتمام و اصلاح مین قیام نہ کیجئے اور بعض نے کہا کہ علیٰ بمعنی عند ہی یعنی دفن و زیارت کے واسطے قبر کے پاس نہ کھڑے ہون اور اول...
اولیٰ ہی پھر آنحضرت صلعم کو اس ممانعت کی وجہ تبلائی بقولہ تعالیٰ۔ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ۔ اے لانہم یعنی اسلئے کہ ان لوگون نے کفر کیا...
اللہ تعالیٰ و اُسکے رسول سے وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ۔ اور مرے درحالیکہ وے فاسق تھے یعنی کافر تھے کہ قبل موت کے اُنھون نے کفر...
توبہ نہین کی۔ اب یہ وہم نہین ہوتا کہ کفر سے فسق گھٹا ہوتا ہی پھر فاسقون کیون فرمایا۔ اور بعض نے جواب دیا کہ اظہار ہی اُنھون نے کفر کے...
فسق بھی جمع کیا کیونکہ بعض کافر تو جس اعتقاد پر ہی اسمین امانت دار ہوتا ہی بخلاف نفاق کے کہ یہ طریقہ سب کے نزدیک بدتر ہی۔ اگر کہا جاوے کہ...
پر کیونکر نماز پڑھی تو جواب یہ کہ ہم لوگ ظاہر حال پر حکم لگاتے ہین اور باطن کا اللہ تعالیٰ دانا تر ہے چنانچہ جب سے حکم دیا تب سے کبھی نماز نہ پڑھی و...
الحافظ عمر بن الخطابؓ ایسے شخص کے جنازہ پر نماز نہ پڑھتے جسکا حال چھپا ہوتا جب تک اُسپر حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ نماز نہ پڑھتے کیونکہ حذیفہ...
رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلعم نے اعیان منافقین سے آگاہ کردیا تھا اسیواسطے حذیفہؓ کو صاحب سر الرسول صلعم کہتے ہین کہ اس بھید سے کوئی صحابی...
سوائے اُن کے آگاہ نہ تھا اور ابو عبیدؒ نے کتاب الغریب مین روایت کی کہ عمرؓ نے ایک جنازہ پر نماز پڑھنی چاہی تو حذیفہؓ نے چٹکی لی اس سے...
یہ تھا کہ نماز نہ پڑھو پس عمرؓ نے نہ پڑھی واضح ہو کہ سبب نزول اگرچہ قصۂ منافق واحد ہی لیکن ممانعت عام ہی اور قمیص مین تکفین کرنے سے...
نہین فرمائی اسلئے کہ قمیص دینے سے انکار کرنا خلاف کرم تھا۔ کذا قال البیضاوی۔ اور یہ اس تقدیر پر کہ نماز پڑھنے سے پہلے ممانعت آگئی ہی اور...
ظاہر یہ ہی کہ قمیص وغیرہ سے خود ممانعت ظاہر ہی کیونکہ نماز جو بڑی بزرگی ہی یعنی دعا و استغفار جب وہ کافر و منافق کے حق مین ...
امر مفید ہوگا اور منافق کے حق مین اس ممانعت سے ظاہر ہی کہ مومن کے حق مین یہ امر موجب کرامت ہی چنانچہ دفن مومن مین شرکت ...
کہ ادنیٰ بمانند کوہ احد ہی حدیث صحیح سے ثابت ہوا۔ بالجملہ اہل نفاق و کفر نہایت خبیث ہین اور ظاہر حال مین کثرت ال...

Marfat.com

کہ شاید وے کچھ مقبول ہون تو اللہ عزوجل نے اس وسوسہ پر متنبہ فرما دیا۔ بقولہ تعالیٰ۔

[...]تُعْجِبْكَ أَمْوَالُهُمْ وَأَوْلَادُهُمْ ۚ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الدُّنْيَا

[...] کو اُن کے مال اور اولاد سے اللہ یہی چاہتا ہے کہ عذاب کرے اُنکو اُن چیزون سے دنیا مین

وَتَزْهَقَ أَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كَافِرُونَ ۝

اور نکلے اُن کی جان جبتک کافر ہی رہین

[...]سند کرنا بنظر تحسین اور توضیح اسی کے مثل آیت سابقہ مین اسی سورہ مین گزری۔ وَلَا تُعْجِبْكَ خطاب آنحضرت صلعم کو اور اہم مقصود اُمت [...]ضمیر مضاف الیہ۔ أَمْوَالُهُمْ وَأَوْلَادُهُمْ مین منافقین کی طرف راجع ہے پس محتمل ہے کہ وہی قوم منافقین مراد ہو جو پہلی آیت مین مراد تھی یا [...]ی اور اولی یہ کہ مطلق منافقین کی طرف راجع ہے کیونکہ مقصود عموم ہے حتی کہ قیامت تک کیلئے شامل۔ المعنی۔ اور تجھے اعجاب مین نہ ڈالین اُنکے [...]ل ونہ اولاد یعنی اے اہل ایمان تم لوگ منافقون کے اموال کثیرہ و اولاد کو بنظر تحسین نہ دیکھو۔ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الدُّنْيَا [...]انحصار۔ ان یعذبہم جملہ بتاویل مفرد ہو کر مفعول یرید۔ المعنی یہی چاہتا ہے اللہ تعالیٰ کہ منافقون کو اُنکے ان اموال و اولاد سے دنیا مین عذاب [...] یعنی یہ چیزین اُن کے حق مین نعمت نہین بلکہ عذاب ہین پس بطور استدراج کے اُن کو یہ چیزین ملین اس سے کہ وے دنیا مین اُن چیزون مین ایسے [...] ہوے کہ بجائے اُس کے شکریہ و طاعت الٰہی کے ناشکری کی پس زکوۃ و صدقہ و خیرات اور اللہ تعالیٰ کی راہ پر خرچ کرنے اور ایمان کیساتھ [...]عت و جہاد وغیرہ سب سے منہ موڑا تو یہ چیزین اُن کے حق مین عذاب ہو گئین اور یہ امر اُن کے حق مین ازل سے مقدر تھا پس قولہ یرید اللہ کے [...]نی ہین۔ حاصل یہ کہ اُن کے حق مین قہری استدراج یون ہی مقدر ہے کہ ان چیزون سے دنیا مین عذاب پاوین تو اہل ایمان کو مال و اولاد پر نظر [...]کر کسی کی خوبی نہ سمجھنی چاہیے بلکہ جب یہ چیزین طاعت الٰہی کے ساتھ نہون تو عذاب ہین جیسے منافقون کے حق مین فرمایا کہ ان چیزون سے دنیا مین اُنکے [...]ہی مقصود کہ عذاب کماوین۔ وَتَزْهَقَ أَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كَافِرُونَ۔ زہوق سختی و تکلیف کے ساتھ نکالنا۔ اور حدیث مین صحیح ہوا کہ کافرون کی روح [...]سختی تمام نکالی جاتی ہے کیونکہ معائنہ عذاب و معدہ غضب الٰہی سے بھر تھراتی اور بدن مین گھسی جاتی ہے۔ المعنی اور سختی شدید اُن کی روحین نکالی جائین درحالیکہ وے کافر ہون [...] دنیا مین اُن چیزون سے عذاب اُٹھاوین حتی کہ کافر مرین اسطرح کہ اُن کی روحین بسختی تمام اُن کے بدنون سے کھینچی جاوین۔ اعوذ باللہ من الکفر والموت

[...]اگر کہا جاوے کہ آیت کریمہ پہلے گذری پھر اسی سورہ مین یہان اُسکو مکرر فرمایا۔ تو جواب یہ کہ دنیا سے تعلق خاطر ہی عاقبت سے اندھا و کافر و فاسق [...]بنا و اور باعث تعلق اسی اموال و اولاد مین دائر ہے اسی سے ترک طاعات بالخصوص ترک جہاد ہے پس مکرر تنبیہ کرنا اسمین امر اہم ہے جیسے شرک سے [...]کنا جبکہ بہت اہتمام کے لائق تھا تو اُسکو سورہ نساء مین مکرر فرمایا۔ رازی رحمہ اللہ وغیرہ نے لکھا کہ اوپر جو یہی آیت کریمہ گذری اُس سے یہان چار [...]ین فرق ہے۔ اول وہان فلا تعجبک۔ یہان ولا تعجبک تو وہان خیرات مین خرچ کرنے سے کراہت کرنے پر بفاء تفریع فرمائی اور یہان شمار اُن کے [...]کا اور مقصود اصلاح نفس مومن و دفع وساوس ہے۔ دوم وہان ولا اولادہم۔ یہان۔ بدون حرف لا کے فرمایا مگر لا محذوف ہے پس وہان تو بسبب [...]ادنی سے اعلیٰ کی طرف ترقی ظاہر ہوئی جیسے کہتے ہین کہ مجھے تو نہ وزیر بھلا معلوم ہو نہ بادشاہ اور یہان دونون مین مساوات ہو گئی پس [...]یہ چیزین منافقون کے حق مین یکسان ہین۔ سوم وہان لیعذبہم۔ اور یہان ان یعذبہم۔ ہے پس تنبیہ ہے کہ لام تعلیل ہونا و نہونا واحد ہے کیونکہ [...]لادہ و افعال الٰہی عزوجل بدون علت کے ہوتے ہین اور وہان علت کا دخل محال ہے۔ چہارم وہان فی الحیوۃ الدنیا۔ یہان فی الدنیا [...]کہ دنیاوی حیات کچھ حیات نہین لہذا ترک ذکر حیات سے اُسکی دناءت و خست ظاہر ہو گئی۔ **وقال المترجم** وہان خرچ مین بخل پر

Marfat.com

ستفرع کرنا مقتضی حیات تھا یعنی یہ بخل اسی قدر حیات دنیا کیلئے جو محض بے اعتبار ہے اور یہاں بیان اس امر کا کہ دنیا میں اُن کو یہ جزا [illegible]

نشان قبول و منزلت فافہم واللہ تعالیٰ اعلم۔

وَإِذَآ أُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ أَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَجَاهِدُوْا مَعَ رَسُوْلِهِ اسْتَأْذَنَكَ أُولُوا الطَّوْلِ مِنْهُمْ وَقَالُوْا

اور جب نازل ہوتی ہے کوئی سورۃ کہ یقین لاؤ اللہ پر اور لڑائی کرو اُسکے رسول کے ساتھ ہو کر رخصت مانگتے ہیں مقدور والے اُن کے اور کہتے

ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ ○ رَضُوْا بِأَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ

چھوڑدے رہ جاویں ساتھ بیٹھنے والوں کے خوش آیا کہ رہ جاویں ساتھ پچھلی عورتوں کے اور مہر ہوئی اُن کے دل پر سو اُن کو نہیں سمجھ

پہلے بیان ہوا کہ منافقوں کے حق میں اُنکے اموال و اولاد عذاب ہیں کہ اُنھیں کو اصل مقصود خیال کر کے زندگی پر حریص و موت کے نام ڈرے ہوئے اور و جہاد سے نہایت بیزار و شہوات دنیاوی میں منہمک رہتے ہیں پس کوئی بندہ مومن اُنکے اموال و اولاد کو پسندیدہ نظر سے نہیں دیکھے اور اللہ تعالیٰ عزوجل بندہ کو نور ایمان عطا فرماتا ہے جس سے وہ دنیا کو بمقابلہ آخرت کے جیسے گھورا بمقابلہ تخت سلطنت کے دیکھتا ہے بخلاف منافق و کافر کے کہ آخرت سے اندھے ہیں پس اسی کو نعمت جانتے اسی وجہ سے حیات دنیاوی پر بنظر شہوات حریص ہیں نہ بنظر طاعات پس جہاد سے بخوف موت و مال و اولاد چھوٹنے و زندگی دنیاوی سے محروم ہونے کا گریز کرتے اور بچھڑتے ہیں چنانچہ اُنکے احوال و اقوال کو جابجا مذمت کے طور پر اپنے علم قدیم کے موافق حکایت فرمایا از انجملہ یہاں فرمایا۔ وَإِذَآ أُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ [illegible] احتمال ہے کہ سورۃ سے پوری سورۃ مراد ہو اور ہو سکتا ہے کہ ٹکڑا مراد ہو اور بعض نے کہا کہ یہی سورۃ براءۃ مراد ہے جسمیں منافقوں کی قلعی کھل گئی کہ اسی میں جہاد کا عموماً [illegible] اور اسی میں آیۃ السیف ہے۔ المعنی اور جب اُتاری گئی سورۃ یعنی اللہ تعالیٰ نے سورۃ نازل فرمائی اَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَجَاهِدُوْا مَعَ رَسُوْلِهٖ اے بان آمنوا۔ بدیں حکم کہ ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ پر۔ اور اُسکے رسول کے ساتھ ہو کر جہاد کرو یعنی سورۃ اس حکم کے ساتھ نازل کی گئی اور ہو سکتا ہے کہ اَن آمنوا میں اَن تفسیری ہو یعنی وہ سورۃ و کلام جو نازل کیا گیا یہ حکم ہے کہ ایمان لاؤ الخ۔ اور یہ حکم عام ہے تمام بندوں کو شامل ہے اور منافقوں پر بھی جاری ہے کیونکہ وے لوگ سچے مومن نہ تھے پس اُن کے حق میں اسطرح کہ سچے طور پر ایمان لاؤ اور خالص نیت سے رسول اللہ صلعم کیساتھ ہو کر جہاد کرو پس آنحضرت صلعم خود جہاد کرنیوالے تھے۔ الحاصل جب ایسا حکم نازل کیا گیا تو اِسْتَأْذَنَكَ أُولُوا الطَّوْلِ مِنْهُمْ طول بالفتح دسترس و فراخی قدرت یعنی اجازت مانگنے لگے تجھسے اے محمد صلعم اُنمیں سے دسترس فراخی والے جنکو مال زاد راہ سفر جہاد و سواری کی اچھی طرح قدرت حاصل تھی۔ وَقَالُوْا ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ اور کہنے لگے کہ چھوڑ دیجیے ہم کو ہم قاعدین کیساتھ ہو رہیں۔ یہ اجازت مانگنے کا حاصل مطلب بیان ہوا۔ قاعدین جمع قاعد بمعنی بیٹھنے والے اور مراد لڑکے نابالغ و لنجے اپاہج وغیرہ جنمیں عورتیں بھی شامل ہیں جنکو قاعدات کہنا چاہیے لیکن معذوروں کے لفظ سے قاعدین جمع آئی ہے پھر احتمال ہے کہ متمول منافقوں نے صاف صاف یہی بات کہی ہو کہ ہمیں ان لوگوں کے ساتھ چھوڑ دیجیے۔ اور شاید حاصل مطلب بیان ہوا کہ اجازت مانگنے کا نتیجہ یہ کہ قاعدین کیساتھ بیٹھ رہیں اور خلاصہ یہ کہ جب جہاد کا حکم آیا جو بدون ایمان کے ٹھیک نہیں تو اچھے تندرست متمول ایسے لینے کہ ہمیں قاعدین کیساتھ چھوڑ دیجیے حالانکہ یہ ایمان کا مقتضی نہیں کہ حیات دنیا پر بھروسا کر کے آخرت سے محروم و خوار ہو رہے مومن اسکو نہیں پسند کریگا کیونکہ الٰہی سمجھدار ہو جاتا ہے لہذا منافقوں کی قلعی کھول دی کہ۔ رَضُوْا بِأَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ۔ خوالف جمع خالفہ باعتبار تانیث بمعنی وہ عورتیں جو مردوں کے پیچھے گھر بیٹھی رہجاتی ہیں اور صیغہ صفت مرد کے واسطے بھی رجل خالفۃ بولتے ہیں یعنی اکسار و جو کسی کام کا نہیں پس ہو سکتا ہے کہ بلحاظ لفظ کے صیغہ صفت کی جمع خوالف ہو کیونکہ خالف بدون تا کے جمع خوالف نہیں آتی اسلئے کہ سوائے فوارس و نواکس ہوالک [illegible] معدود کے فاعل کی جمع بروزن فواعل نہیں آئی ہے۔ طبع بمعنی مہر کرنا۔ المعنی یہ لوگ راضی ہوئے و پسند کیا اپنے حق میں اس بات کو کہ خوالف کیساتھ [illegible] زنانہ نامردے بنکر عورتوں کیساتھ ہو رہیں اور مہر کر دی گئی اُن کے دلوں پر سو وے کچھ سمجھتے نہیں یعنی زندگی و دنیاوی جو [illegible]

Marfat.com

[illegible] اور ان عذاب و بلا مین ہمیشہ گرفتار ہونا محض حماقت ہے اسکو نہین سمجھتے ہین پھر اللہ تعالیٰ نے منافقون کے
[illegible] ساتھ نہ دینے کو بیچ کر دیا اور اپنے پاک رسول و مومنین کے فضائل بطور مدح فرمائے بقولہ تعالیٰ۔

[illegible] الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ ؗ

[illegible] ایمان لائے ہین ساتھ اسکے لڑے ہین اپنے مال اور جان سے اور انھین کے ہین خوبیان

[illegible] الْمُفْلِحُوْنَ ۝ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ ع ۹

[illegible] رکھ لیا ہے رکھے ہین اللہ نے انکے واسطے باغ بہتی ہین نیچے انکے نہرین رہا کرین انہین ہی سے بڑی مراد ملنی

[illegible] کی صدق نیت و حسن طویت سے اپنے مولیٰ پر جان و مال فدا کرنا ہی بندگی کی علامت ہے ورنہ او تعالیٰ عز و جل چاہے تو سب کا فر ایک پل مین فنا
[illegible] چاہے تو سب ایک آن مین سر شکے دین مگر اسکی حکمت کاملہ وہی جانتا ہے بندہ تو اپنی حقیقت اور ایک پتی کی ماہیت نہین معلوم کر سکتا وہ قادر
[illegible] حکم فرمائے پس جہاد کا حکم دیا جسمین ایمان والے ثابت قدم رہے اور منافق نکل گئے اور وہ کس قطار و شمار مین ہین ایسی ہی عاقبت
[illegible] بحرف استدراک فرمایا۔ لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ یعنی منافق پڑے پچھڑتے رہو کسی کا کیا نقصان ہے اور راہ جہاد قائم
[illegible] بندون کو اسکی توفیق دی کہ رسول اللہ عز و جل محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ لوگ جو رسول کے ساتھ مین ایمان لائے ہین۔ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ
[illegible] ان سب نے اپنے مالون و جانون کیساتھ جہاد کیا۔ تمام جہاد انکا یہ تھا کہ مال و جان کی طرف لگاؤ نہ رکھا اور سب کو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے
[illegible] دیا۔ واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے موافق ہونا شرع شریف سے معلوم ہوتا ہے چنانچہ جو کوئی اپنا سب مال یکبارگی خیرات کر دے اسنے شرع
[illegible] نہ کیا اور خلاف مرضی الٰہی سبحانہ تعالیٰ کام کیا کیونکہ یہ حکم نہین ہے الا بضرورت خاصہ بس دل کسی چیز سے نہ لگائے اور اپنی جان و جہان کو شرع
[illegible] دے دیکھو اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک بندون کی مدح و منزلت بیان فرمائی۔ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ خیرات جمع خیرہ بتشدید
[illegible] تخفیف لیگئی معنی اسکی بھلائی اور مراد ہر طرح کی بھلائی ہے خواہ دنیاوی ہو یا اخروی ہے کہ الف لام استغراق ہے۔ اور بعض نے حورون سے
[illegible] کامل اقوی و اولیٰ ہے۔ المعنی اور انھین بندون کیلئے تمام بھلائیان ثابت ہین دنیا مین بھی مانند اجر و غنیمت و نور ایمان وغیرہ کے اور آخرت
[illegible] وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ اور یہی بندے فلاح پانیوالے ہین۔ دونون جگہ اسم اشارہ انکی منزلت و خوبی ظاہر فرمانے کیلئے مکرر فرمایا فلاح
[illegible] بندون کو حاصل ہے اسکا تھوڑا بیان جو سمجھ مین آ سکتا ہے ذکر کیا بقولہ تعالیٰ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مہیا کر دیا اللہ تعالیٰ نے انکے لئے جَنّٰتٍ ایسی جنتون کو
[illegible] تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ جنکے مکانون ہرے بھرے درختون کے نیچے نہرین ہین۔ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا جب ان جنتون مین داخل ہونگے حکم لگا دیا جائیگا کہ ہمیشہ اسی مین رہنے کو
[illegible] نکالے جاؤ گے نہ مرو گے نہ یہان کی طرح طرح نئی نئی نعمتون سے کبھی اکتاؤ گے جو چاہو گے وہین پاؤ گے۔ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ
[illegible] بڑا بھاری فوز ہے جسکی حقیقت ناقص بیچارہ آدمی کیا سمجھ سکتا ہے **ف۔ فی العرائس** قولہ لٰکن الرسول والذین آمنوا معہ الخ
[illegible] مطلع اسکی شان کے لائق ہے چنانچہ آنحضرت صلعم نے ادائے امانت رسالت کا پورا بوجھ اٹھانے مین کوشش و جہاد کیا اور مومنون
[illegible] و حکم نبوت کی تعمیل مین جان فدا کی معیت جو کلام پاک معہ سے ظاہر ہے مومنین صحابہ رضوان اللہ علیہم کیلئے کمال کرامت ہے اور اشارات
[illegible] مناسبت سے تحقق ایمان ہے اسمین رسول پاک کے ساتھ آپکے یاران جان نثار آپکے طفیل مین شریک ہو کر سب بمحض فضل حضرت
[illegible] پائی پھر مرتبہ نبوت فضل خاص و کرامت کاملہ خاصہ ہے پھر حق تعالیٰ نے کشف انوار جمال کے عطا و نوال مین بھی اپنے
[illegible] شریک کیا اور فرمایا و اولئک لہم الخیرات۔ کیونکہ اولئک کے اشارہ مین آنحضرت صلعم کے ساتھ سب

Marfat.com

مومنین داخل ہین خیرات شاہدات وظہور انوار قرب وصال ہین جو دنیا مین بطرز خاص ہو عاقبت مین بتمام خوبی وظہور غالب ...
اور بھی بڑھایا اسطرح کہ سابقہ سعادت ازلی کے انعام سے یہ لوگ قہر کی گرفت وسختی سے نجات پائے ہوئے ہین بقولہ تعالیٰ واولٰئک ...
ہر کمال مراد وتمنی سے فائز ہین چنانچہ اسی کی تصدیق کرتا ہو قولہ تعالیٰ اعد اللہ لہم جنات تجری من تحتہا الانہار خالدین فیہا ذٰلک الفوز العظیم
کے ہرے بھرے باغون ومشاہدات کے بستان ہین جنکے نیچے بحر ذات سے علوم ازلیات کی نہرین جاری ہین جسنے اُن نہرون سے ...
وہ ان اوصاف سے متصف ہوگیا اور مشاہدۂ ذات مین باقی دوائم۔ پس یہ فوز عظیم یون ہو کہ حدوث سے نجات ہوا وحضرت قدیم ...
مشاہدہ تک رسائی حاصل ہو۔ بعض نے قولہ تعالیٰ لٰکن الرسول والذین آمنوا معہ الخ کے اشارہ مین کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ادائے رسالت
مین نہایت درجہ کا اجتہاد کیا یعنی جہاد جو جان ومال سے کوشش ہو اُسکو رسول اللہ صلعم نے ادائے رسالت مین پورا کیا پس کافرون سے لڑائی ...
منجملہ ادائے رسالت کے شمار ہو اور مومنون نے اس طرح یہ جہاد کیا کہ جو امر شرع مین وارد ہوا اُسمین اپنی جان سے کوشش کی چنانچہ جو حکم شرعی کہ
جان فدا کرنے سے متعلق ہو اُسمین جان سے دریغ نہین کیا یعنے جیسے کفار سے جہاد کرنا اور جو حکم متعلق بمال ہو اُسمین مال فدا کر دیا۔ واضح ہو کہ آیات
مذکورۃ الصدر سے منافقون کی مذمت مین ثابت ہوا کہ خالفین کیساتھ بیٹھ رہنے پر راضی ہوئے وخالفین وہ لوگ جو باہر چلے جانیوالے مجاہدین کے بعد مدینہ
مین رہے مانند معذور مردو اطفال وعورتون کے حالانکہ اُن پر خالفین کا اطلاق بروجہ مذمت نہین بلکہ بمعنی لغوی ہو لہذا آگے کلام مین عذر صحیح والون کے
معذور ہونے ومعاف وغیرہ ہونیکے احکام کو اور منافقون کے مذموم ہونے کو بیان فرمایا۔

وَجَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِيْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ
اور آئے بہانے کرتے گنوار تا رخصت ملے اُن کو اور بیٹھ رہے جو جھوٹے ہوئے اللہ سے اور رسول سے اب پہونچے گی اُنکو جو
كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضٰى وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ
منکر ہین اُنمین دُکھ کی مار ضعیفون پر تکلیف نہین نہ مریضون پر نہ اُن پر جن کو پیدا نہین جو خرچ کرین
حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَّلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا
جب دل صاف ہون اللہ اور رسول کے ساتھ نہین نیکی والون پر الزام کی راہ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہو اور نہ اُن پر کہ جب
مَا اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ ۪ تَوَلَّوْا وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ ۝
تیرے پاس آئے تا اُنکو سواری دے تو نے کہا مجھکو پیدا نہین جو تمکو سواری دون اُلٹے پھرے اور اُنکی آنکھون سے بہتے ہین آنسو اس غم سے کہ اُنکو پیدا نہین جو خرچ کرین
اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ وَهُمْ اَغْنِيَآءُ ۚ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ ۙ وَطَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝
راہ الزام کی اُن پر ہو جو رخصت مانگتے ہین تجھسے اور مالدار ہین خوش لگا کہ رہ جاوین ساتھ پچھلی عورتون کے اور مہر کی اللہ نے اُن کے دل پر سو وہ نہین جانتے

وجاء المعذرون من الاعراب۔ معذرون جمع معذر بتشدید ذال معجمہ جمہور کی قراۃ ہو پھر اُسکے اشتقاق مین دو قول ہین ایک یہ کہ ماخوذ از عذر ...
تعذیر یعنی باب تفعیل سے بمعنی تقصیر ہو یقال عذر فی الامر یعنی کام مین تقصیر کی اور اُسکو پورا نہ کیا اور نیز یہ مراد ہوتی ہو کہ ایسا عذر لایا جسکو ...
سمجھا مگر حقیقت مین عذر نہین ہو۔ بنا برین آیت مین یہ معنی ہوئے اور آئے اعراب یعنی دیہاتیون مین سے ناقص عذر لانے والے یعنے باطل عذر لانیوالے ...
بہانہ جھوٹے عذر کرنیوالون کا بیان شروع ہو جنکو اللہ تعالیٰ نے معذور نہین کہا۔ قول دوم یہ کہ معذرون در اصل معتذرون تھا ...
ہوا اور معتذر وہ شخص جسکو واقعی عذر ہو پس آیت مین یہ بیان ہو کہ جو لوگ سچے عذر والے تھے وہ اجازت حاصل کرنے کیلئے ...

Marfat.com

[illegible] بے پروائی سے بیٹھ رہے بخلاف جھوٹے منافقون کے کہ وہ عذر کرنے نہین آئے - اسی پر دلالت کرتی ہی قرأة ابن عباس رضی
[illegible] ان جو اعذر یعنی باب افعال پڑھا بمعنی عذر کو اپنی حد تک پہونچایا یعنی عذر مین معذرون سچے تھے - ابن کثیر رح نے لکھا کہ ابن عباس
[illegible] اہل عذر کا بیان ہی اور کہا کہ آیت کے معنی مین یہی قول اظہر ہی - نحاس رح نے اسپر اعتراض کیا کہ مدار اس روایت کا کلبی رح پر ہی اور وہ ضعیف
[illegible] حدیث کی روایت مین کلبی رح متروک ہین مگر تفسیر کی روایت مین اگر اُن کی روایت کا شاہد یا متابع موجود ہو تو معتبر ہی جیسا کہ میزان الاعتدال
[illegible] ہی اور یہ بیان باسناد جید حضرت مجاہد رح سے بھی مثل قول ابن عباس رض مروی ہی کما ذکرہ الحافظ رح ایضاً پس تفسیر مقبول ہوئی اور شیخ
[illegible] کہا کہ کلام مابعد یعنی قولہ وقعد الذین کذبوا اللہ ورسولہ الخ اسی پر دلالت کرتا ہی کہ اہل عذر کی معذرت کیلئے آنے کا بیان کیا اور جھوٹون کے
[illegible] مذمت فرمائی - اسی کو علماء بیان مین سے فراء و زجاج و ابن الانباری و اخفش و ابو عبید و ابو حاتم بغوی نے کہا ہی - فالمعنی اور حاضر ہوئے
[illegible] وہ لوگ جو سچے عذر والے تھے اعراب یعنی دیہاتیون مین سے - لِيُؤْذَنَ لَهُمْ تاکہ اُن کے لئے اجازت دیدی جاوے یعنی اُن کا واقعی
[illegible] آنحضرت صلعم اُنکو بسبب اُنکے عذر کے یہ اجازت دیدین کہ اچھا تم اپنے وطن مین رہو ساتھ نہ چلو - **قال المترجم** مجاہد رح کے قول سے
[illegible] کلبی رح پر شہادت لانا محل تامل ہی اسواسطے کہ ابن جریج رح نے مجاہد رح سے روایت کی کہ اُنھون نے فرمایا کہ ان معذرین اعراب سے مراد بنو غفار کے
[illegible] آدمی ہین جنھون نے آکر اعتذار کیا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے اُن کا عذر صحیح نہ رکھکر قبول نہ فرمایا - ایسا ہی حسن بصری و قتادہ و محمد بن اسحاق کا
[illegible] ہی اور غایت امکان جواب یہ ہو سکتا ہے کہ اول قول مجاہد رح کا نقل قول ابن عباس رض ہی اور دوسرا قول اپنی تحقیق ہی پس اس تقدیر پر قول
[illegible] در حقیقت متابعت کلبی رح واسطے ثبوت قول خیر الامة و ترجمان القرآن ابن عباس رض ہوگا - فافہم اور حق یہ ہی کہ احتمال ہر دو تفسیر بحسب
[illegible] مساوی ہی کیونکہ معتذر عذر باطل و عذر صحیح دونون طرح کے عذر والے کو بولتے ہین چنانچہ عذر باطل والے کی مثال قولہ تعالے
[illegible] الیکم اذا رجعتم الیہم - بدلیل قولہ قل لا تعتذروا - کیونکہ رد فرمایا تو معلوم ہوا کہ عذر باطل تھا اور عذر صحیح والے کی مثال قول شاعر
[illegible] یبک حولا کاملا فقد اعتذر - لے فقد جاء بعذر صحیح یعنی ایسا عذر لایا کہ وہ معذور قرار دیا جائے اب رہا یہ کہ بقرائن دونون معنی
[illegible] سے کسی کو ترجیح دیجاوے بمانند سبب نزول و کلام مابعد وغیرہ کے تو بنو غفار کے چند مرد مانند خفاف بن ایمار وغیرہ کے حق مین اگر نزول
[illegible] دیا جائے اور قولہ قعد الذین کذبوا - دوسرے منافقون کے حق مین رکھا جائے تو معتذرین بعذر صحیح کے معنی ظاہر ہوتے ہین و لیکن
[illegible] تفسیر نے کہا کہ سبب نزول اسکا بنو اسد و غطفان ہین کہ اُنھون نے منافقانہ عذر کیا کہ ہم لوگ اہل عیال و سخت محتاجی مین ہین -
[illegible] نے کہا کہ گروہ عامر بن الطفیل ہی جنے کہا کہ ہم اگر آپکے ساتھ جہاد کرین تو قبیلہ طے کے دیہاتی ہمارے یہان لوٹ مار کرینگے **قال المترجم**
[illegible] حق مین سبب نزول روایت کیا گیا اُن کے حق مین بھی یہ امر منصوص نہین کہ در حقیقت سچے تھے یا جھوٹے تھے پس اللہ تعالیٰ دانا تر ہی اور اسکی
[illegible] کچھ معذ نہین بلکہ ہر دو صورت مین احکام بر آمد ہوتے ہین چنانچہ یہ معلوم ہوا کہ آدمی کا نفس جس امر کو عذر سمجھے وہ عذر نہین ہوتا جبتک کہ شرع
[illegible] اور نہ عذر مین کاذب ہوگا اور دوسری تفسیر پر نکلا کہ عذر صحیح ہو تب بھی امام سے اجازت لے لینا چاہیئے جبکہ عموماً جہاد اُسپر
[illegible] اگر عذر نہ ہو - اسی واسطے بیضاوی وغیرہ نے لکھا کہ قولہ وجاء المعذرون من الاعراب - مین معذرین سے احتمال ہی کہ عذر مین جھوٹے
[illegible] عذر مین سچے مراد ہون اور بر تقدیر دوم قولہ وَقَعَدَ الَّذِينَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُولَهُ - دوسرے دیہاتیون کے
[illegible] عذر کرنے نہین آئے یعنی اور بیٹھ رہے وہ لوگ جنھون نے جھٹلایا اللہ تعالیٰ و اُسکے رسول کو یعنی اللہ تعالیٰ و رسول
[illegible] پر جو لوگ جھوٹے تھے وہ بلا عذر بیان کئے بیٹھ رہے یا منافقانہ عذر کرتے تھے وہ در حقیقت دعوے ایمان مین جھوٹے

Marfat.com

ہونے سے جہاد کو نہ نکلے۔ الحمد پہلے حق عز وجل نے شہر مدینہ کے منافقون کا حال بیان کیا پھر بیان کی جو ...
عذاب بقولہ سَیُصِیْبُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ۔ اور عنقریب پہونچے گا اُن لوگون کو جنھون نے کفر ...
سے منکر منافق رہے مرتے دم تک۔ یا جو سوائے انکار کے کسل وغیرہ کی وجہ سے بیٹھ نہین رہے ہین اُنکو عذاب الیم یعنی دکھ کی مار پہونچیگی ...
وخوار ہون گے اور عاقبت مین دائمی آتش جہنم ہو۔ پھر اللہ تعالیٰ نے سچے عذر والون کو بیان کیا اور ماسوائے اُن کے جہاد ...
تعالیٰ۔ لَیْسَ عَلَی الضُّعَفَآءِ۔ لیس فعل ناقص جو دلالت کرتا ہو عموم نفی پر یعنی نہ تھا اور نہ ہوگا قیامت تک۔ قولہ علی الضعفاء ...
ملکر خبر واقع اور قولہ حرج اُسکا اسم ہو اور قولہ اذا الخ متعلق بحرج ہو نہ لیس۔ اور باقی ترکیب کلام آگے مذکور ہوگی اور کلام بیان ...
متصل ہو ہان بیچ مین بحکم بلاغت کاملہ بعض جمل معترضہ وارد ہین۔ جب یہ تنبیہ ہو چکی تو اب جاننا چاہیے کہ ضعفا جمع ضعیف جیسے بہت بوڑھا ...
جو آمد و رفت و قتال کی طاقت نہین رکھتا اور اُمید ہو کہ لڑکے و عورتین بھی گناہ دفع ہونے کے حکم مین ضعفاء کے تحت مین داخل ہون لیکن ...
جبکہ نیت کا سچا مومن ہو تو وہ باوجود فعل جہاد نہ کرنے کے ثواب و فضل آلٰہی سے حصہ پاویگا چنانچہ آگے تحقیق آویگی انشاء اللہ تعالیٰ بخلاف عورتون ...
کہ وے صلاحیت ہی نہین رکھتی ہین۔ وَلَا عَلَی الْمَرْضٰی جمع مریض خواہ مرض قابل دفع ہو جیسے بخار وغیرہ کا بیمار یا نہین جیسے اپاہج وغیرہ اور ممکن ہو کہ اپاہج ...
قسم اول مین داخل ہو۔ المعنی نہین ہو ضعیفون پر اور نہ بیمارون پر۔ وَلَا عَلَی الَّذِیْنَ لَا یَجِدُوْنَ مَا یُنْفِقُوْنَ۔ اور نہ اُن تندرست لوگون پر جو ...
چیز نہین پاتے جسکو راہ جہاد و سامان مین خرچ کرین۔ حَرَجٌ کچھ حرج یعنی جو بندہ کہ ضعیف ہو یا بیمار ہو یا اُسکو نفقہ جہاد نہین ملتا ہو تو اُن مین سے کسی پر ...
جہاد کیلئے نہ نکلنے مین کچھ حرج نہین ہو یعنی کچھ گناہ نہین ہو۔ ہر سہ اقسام مین سے ہر ایک پر نفی مستقل فرمائی تاکہ یہ وہم نہ ہو کہ معذور وہی ہوگا جسمین یہ ...
عذر جمع ہون اور تاکہ سب کا مساوی معذور ہونا ظاہر ہو اور حرج کے نکرہ ہونے کا فائدہ یہ کہ کچھ بھی حرج نہین لیکن اُسکے ساتھ ایک شرط فرمائی ...
بقولہ۔ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ یعنی کچھ حرج نہین جبکہ اللہ تعالیٰ و اُسکے رسول کیلئے ایام قعود مین ناصح بنین یعنی خیر خواہ بنے رہے خیر خواہی کا ...
کام انجام دین باین طور کہ جیسے خیر خواہ غلام اپنے آقا کے سامنے و پیٹھ پیچھے نیکی چاہتا رہتا ہو ویسے ہی یہ لوگ بھی آدمیون کو ایمان و طاعت وغیرہ ...
کی نصیحت کرتے رہین اور پوشیدہ و ظاہر یکسان رہین یا یہ معنی کہ قول و فعل سے جس طرح اُن سے ممکن ہو ایسی بات کرین جسکا نفع اسلام و مسلمین ...
کی طرف عاید ہو پس ظاہر ہوا کہ بوڑھا اگر لڑائی مین کوئی تدبیر جانے اور زبان سے نہ بتلا دے تو اُسنے نصح کو ترک کیا اور یہ بھی ظاہر ہو کہ ان لوگون ...
سے گناہ دور کیا گیا ہو اور ان کو ممانعت نہین چنانچہ جو معذور اُن مین سے بدون حرج و تنگی شرعی کے خود نکلے تو ثواب جزیل پاویگا۔ مَا عَلَی ...
الْمُحْسِنِیْنَ مِنْ سَبِیْلٍ۔ لے ما علیهم من سبیل۔ ان لوگون پر کوئی راہ نہین یعنی گناہ کے بار ڈالنے کو اُن پر کوئی راہ نہین اور نہ اُن کے عتاب ...
کئے جانے کی کوئی راہ ہو۔ اللہ تعالیٰ اگرچہ قادر مختار ہو جسکو چاہے عتاب کرے اور جسکو چاہے مجرم فرما دے سب اُسی کی ملک و مخلوق ہین لیکن ...
یہ کمال فضل و احسان کا بیان ہو کہ ان بندون کو ضعف و بیماری وغیرہ کے دکھ دے اور وے صابر ہین تو اُسکے شکر مین اُنکو اپنے فضل سے کمال ...
فرمایا اور یہ دو طرح سے ایک یہ کہ کوئی راہ اُن پر نہین رکھی دوم یہ کہ بجائے ضمیر کے محسنین فرمایا یعنی بجائے ما علیهم کے ما علی المحسنین فرما کر شرف فضل ...
کیا کہ نیکو خواہی و قدر وسعت طاعت سے وے بھی بندگان محسنین مین شامل ہین اور یہ محض فضل آلٰہی ہو کہ حرج کو اُنسے دور کیا اور نہ بندہ ہر وقت اپنے ...
ہی کیواسطے ہو لہذا فرمایا۔ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہو یعنی ان معذور بندون کیواسطے غفور رحیم ہو یا یہ معنی کہ اللہ تعالیٰ ...
فرماتا ہو جو خطادار ہو جاوین تو ان بندون معذور کو خیال کرو جنکو محسنین فرمایا کہ اُن پر کیسی عظیم مغفرت و رحمت فرماویگا حاصل معنی ...
بندون پر مانند ضعیف و بیمار لنجے اپاہج وغیرہ کے اور بیچارے محتاج بندون کے کچھ گناہ نہین ہو۔ وَلَا عَلَی الَّذِیْنَ ...

بلکہ اِذَا مَآ اَتَوۡکَ جب تیرے پاس آئے لِتَحۡمِلَهُمۡ تاکہ تو اُن کو سوار کردے یعنی اُن کے واسطے سواری کا سامان کردے۔ قُلۡتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحۡمِلُكُمۡ عَلَيۡهِ درحالیکہ تونے کہا کہ مین ایسی چیز نہین پاتا کہ جسپر تم کو سوار کرد ون تَوَلَّوۡا وَّاَعۡيُنُهُمۡ تَفِيۡضُ مِنَ الدَّمۡعِ پھرے اس حال مین کہ اُنکی آنکھین بہتی تھین آنسوؤن سے حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوۡا مَا يُنۡفِقُوۡنَ۔ اس غم سے کہ اتنا نہین پاتے وہ لوگ جو راہ دین خرچ کرین واضح ہو کہ قولہ اذا ما اتوک۔ مین ما زائدہ برائے تاکید اور جملہ شرط ہی تولوا کی اور قلت لا اجد۔ حال از ضمیر کاف اتوک ہی باضمار قد یعنی قد قلت لہم انی لا اجد الخ پس الذین موصول کا صلہ قولہ تولوا الخ اور قولہ واعینہم حال از فاعل تولوا ہی اور قولہ حزنا مفعول لہ تفیض کا ہی والا یجدوا منصوب بحزن بنا بر آنکہ یہ حزن کا مفعول لہ ہی یا تقدیر کلام حزنا علی ان لا یجدوا ہی۔ اگر کہا جاوے کہ اعینہم تفیض فرمایا یعنی اُنکی آنکھین بہتی تھین حالانکہ آنکھون سے آنسو بہتے تھے پس تفیض الدموع من اعینہم کیون نہین آیا تو جواب یہ کہ اعینہم تفیض زیادہ بلیغ ہی کیونکہ مشعر ہی کہ اس کثرت سے آنسو تھے کہ گویا اُنکے بدلے مین آنکھین بہتی تھین اور گویا آنکھین سراپا آنسو ہو کر بہنے لگی تھین۔ حاصل تمام کلام کا یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ نے ایک اصول بتلا دیا جس سے معذور وغیر معذور ظاہر ہو گیا پس عذرون مین سے جو مقبول عذر ہین کہ جنکے ہوتے ہوے آدمی گنہگار نہو گا اُنمین سے بعض لازمی ہین جیسے بڑھاپا یا خلقی ضعف کہ اسکے ساتھ جہاد کی استطاعت نہووے اور بعض امراض ایسے ہین کہ اچھے نہین ہوتے اور استطاعت نہین رہتی جیسے اندھا یا لنگڑا ہونا اور بعض ایسے ہین کہ جبتک ہین تب تک معذور ہی جیسے شدت بخار وغیرہ اور اسی قبیل سے نقر و محتاجی ہی کہ اس سے استطاعت جاتی رہتی ہے پس جب تونگر ہو جاوے تو معذور نہ رہیگا پس ایسے لوگ معذور ہین اگر بیٹھ رہین اور اس حالت مین مسلمانون کی خیر خواہی کرین اور نصح کو مقدم رکھین تو یہ محسنین مین داخل ہونگے اور ابو ثمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریون نے پوچھا کہ یا حضرت ہمکو للہ ناصح بتلا دیجئے فرمایا کہ وہ شخص للہ ناصح ہی جو حق الٰہی کو لوگون کے حقوق پر مقدم رکھے اور جب دو کام ایک دنیا کا اور ایک آخرت کا اسکو پیش آوے تو پہلے آخرت کا کام کرے پھر دنیا کے کام پر متوجہ ہو۔ اوزاعیؒ نے کہا کہ بلال بن سعد کیساتھ لوگ استسقا کیلئے نکلے پس بلال نے کھڑے ہو کر کہا کہ اے لوگو تم اپنی طرف سے بدی کا اقرار کرتے ہو اُنھون نے کہا کہ ہان ہم سب مقر ہین کہ ہم خطاوار ہین پس بلال نے دعا مانگی کہ اے پروردگار ہمارے تو اپنی کتاب مین فرماتا ہی کہ ما علی المحسنین من سبیل اور ہم سب اپنی خطاواری کا اقرار کرتے ہین سو ہمکو بخشدے اور ہم پر رحم فرما اور ہم پر پانی برسادے۔ لوگون نے بھی اُن کے ساتھ ہاتھ اُٹھائے آمین کہی پس اللہ تعالیٰ نے اُن پر پانی برسایا۔ ابن ابی حاتم نے باسناد حسن زید بن ثابتؓ سے روایت کی کہ مین وحی لکھا کرتا تھا پس مین سورۂ براۃ لکھتا تھا سو قلم میرے کان مین تھا کہ ہم کو قتال کا حکم دیا گیا اور آنحضرت صلعم وحی کے منتظر تھے کہ اتنے مین عبداللہ بن ام مکتوم جو اندھے تھے حاضر ہوے اور کہا کہ یا رسول اللہ مین کیا کرون تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا لیس علی الضعفاء ولا علی المرضیٰ الخ اور ابن عباسؓ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلعم نے حکم عام دیدیا کہ سب لوگ میرے ساتھ تبوک کے جہاد مین چلین پس آنحضرت صلعم کے صحابہ مین سے ایک گروہ آیا جنمین عبداللہ بن مغفل بن مقرن المزنی بھی تھے اور مجاہد نے کہا کہ وے سات آدمی انصاری تھے اور محمد بن اسحاق نے کہا کہ سات انصار وغیرہ مین سے سالم بن عمیر یا ابن عوف اور علیہ بن زید و عبدالرحمٰن بن کعب و عمرو بن اللحام و عبداللہ بن مغفل مزنی و حرمی بن عبداللہ و عیاض بن ساریہ تھے اور بعض نے بعض کی جگہ بعض دیگر کا نام لیا بالجملہ ان ساتون نے آکر درخواست کی کہ یا رسول اللہ ہم کو کسی طرح سواری عطا کر دیجئے آپنے فرمایا کہ واللہ مجھے کوئی چیز نہین ملتی جسپر تمکو سوار کرون تو یہ لوگ بہت غمگین ہو کر روتے ہوئے لوٹے اور اُن پر شاق گذرا کہ جہاد سے باز رہین اور سواری و نفقہ اُنکے پاس نہ تھا پس اللہ عزوجل نے اُنکی حرص قبول فرما کر اُنکو معذور رکھا اور محسنین مین داخل کر لیا اور صحیحین مین آنحضرت صلعم سے مرفوع روایت ہی اسکے معنی یہ ہین کہ اے لوگو تمنے مدینہ مین ایسے لوگ چھوڑے ہین کہ تم کوئی وادی نہین طے کرتے اور کوئی راہ نہین چلتے مگر وے تمہارے ساتھ ہین صحابہؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ حالانکہ وے مدینہ مین فرمایا کہ ہان یہ وہ لوگ ہین جنکو عذر نے روک رکھا ہے اور ایک روایت مین ہی کہ مگر وے تمہارے ساتھ اجر مین شریک ہین یعنی جو ثواب

Marfat.com

تم کو ملتا ہی ویسا ہی نہ بھی ملتا ہی۔ اور ایک حدیث صحیح مین ثابت ہی کہ لوگون کو فرمایا کہ جو تم مین ضعفا ہین تم کو انھین کی برکت
خلوص و صدق نیت ہی اگرچہ کام کی استطاعت حاصل نہوا اور بعض احادیث مین ثابت ہی کہ مومن کی نیت اسکے عمل سے بہتر
ہی کہ جو صدق دل سے جہاد کا قصد رکھے وہ ثواب پاویگا اگرچہ اپنے بستر پر مرے فافہم اور واضح ہو کہ جن لوگون نے سواری مانگی تھی
بن درہم و حسن بن صالح وغیرہم سے روایت ہی کہ ان لوگون نے جانور سواری نہین مانگے تھے بلکہ جوتیان چاہی تھین کیونکہ شدت
مین آبلہ پڑتے تھے آدمی چل نہین سکتا تھا پس انکا رونا اُن کے صدق دل کا شاہد ہی پس اللہ تعالیٰ عز و جل نے ان سب کو معذور
مین داخل کیا پھر ان لوگون کو بیان کیا جو منافقانہ جھوٹے عذر کرتے تھے بقولہ تعالیٰ اِنَّمَا السَّبِيْلُ حرف انما بعض کے نزدیک تاکید
بعض کے نزدیک حصر کیلیے ہی اور سقاقسی نے کہا کہ اسے کوئی مانع نہین ہی کہ حصر کیواسطے ہو۔ اور سبیل سے مقصود راہ مواخذہ و عقوبت ہے
الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ وَهُمْ اَغْنِيَآءُ یعنی راہ مواخذہ و عذاب تو انھین لوگون پر ہی جو تجھ سے اجازت مانگتے ہین بیٹھ رہنے کی
تونگر ہین یعنی سواری و زادراہ اُنکے پاس موجود ہی اور کسی عذر واقعی سے معذور نہین ہین حاصل آنکہ تخلف کا گناہ و عذاب بغیر اعذار مذکورہ
کے بچھڑنے والون پر ثابت ہی پھر اللہ تعالیٰ نے بطور جملہ مستانفہ کے اُنکے بغیر عذر اجازت مانگنے و بچھڑ رہنے کے سبب کے طور پر فرمایا۔ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا
مَعَ الْخَوَالِفِ۔ راضی ہو بیٹھے اس بات پر کہ خوالف کے ساتھ رہین۔ خوالف جمع خالفہ بمعنی عورت جو مردون کے پیچھے گھر مین رہجاتی ہی حاصل
اُنکی اجازت بے عذر مانگنے کا سبب یہ کہ تن پروری و تن آسانی کو پسند کر کے کمینہ پن پر راضی ہو کر عورتون کے ساتھ ہونا پسند کیا۔ وَطَبَعَ اللّٰهُ
عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اور اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلون پر مہر کردی پس اپنی بدانجامی سے غافل ہوئے۔ فَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ پس وہ جانتے نہین کہ
اسمین کیا خرابی و بدانجامی ہی۔ واضح ہو کہ یہ آیت منافقون کے حق مین ہے کہ جو بغیر عذر شرعی اجازت مانگتے تھے اور بات یہ تھی کہ آنحضرت صلعم
نے جب تبوک کے جانے مین عموماً سب مسلمانون کے ساتھ جانے کا حکم دیا اور وقت پر روانہ ہوئے تو جمہور مومنین اور بعض منافقین ساتھ گئے
پس مومنین تو تصدیق و ایمان کی لہ سے اور منافقین ظاہری ریاکاری و خوف دنیاوی سے اور راہ مین و مقام تبوک مین جو آیات دربارۂ قبائح
و ذمائم منافقین کے نازل ہوئین اُنکا حال مفصل اوپر گزرا اور مدینہ مین پانچ قسم کے لوگ باقی رہے ایک عورتین و بچے و اُن کے مانند اور دوم
وہ مومنین جنکو سواری نہین ملی اور رو کر بیٹھ رہے اور سوم وہ مومنین جو باوجود تصدیق و ایمان کے اتفاق سے بسبب عدم مساعدت مشیت الٰہی کے
رہگئے اور اپنے حال پر افسوسناک و غمگین تھے۔ چہارم منافقین جنھون نے جھوٹے بہانے کر کے اجازت لی باوجودیکہ اُنکو سب طرح قدرت تھی پنجم وہ
منافقین جو بدون عذر اور بدون اجازت کے رہ گئے اور منافقین عموماً اپنے تخلف سے خوش تھے پس تبوک مین برابر قرآن مجید ذمائم و قبائح منافقین
کے بیان مین نازل ہوتا رہا یہان تک کہ بطور خبر غیب کے اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا کہ جب مدینہ پہونچوگے تو منافقین عذر کرنے آوینگے

الحمد للہ والمنہ کہ پارہ دسوان تمام ہوا اور گیارھوان پارہ قولہ تعالیٰ یعتذرون الیکم سے انشاء اللہ تعالیٰ
شروع ہوتا ہی۔ و للہ الحمد والمنۃ اولاً و آخراً والحمد للہ رب العالمین۔

... از مولوی

... استفتا - ۲ر

... اردو ترجمہ از مولوی

... خان - عہ ر

... مسائل فقہ - از مولوی ابراہیم حسین

... مولوی ...

رسالہ تجہیز و تکفین - از محمد عمر - ۱ر

## فقہ فارسی

ہدایہ - پیشانی پر اصل عربی اور تحت مین ترجمۂ فارسی مع شرح از علمائے کلکتہ جو مدت سے متداول ہے - دو مجلد کامل - عللہ ر

شرح سفر السعادت - از مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی معروف - ہے ر

شرح ... مسمّٰی بہ غایۃ الشعور از ملا محمد شاہ - عہ ر

تذکرۃ الجمعہ - احکام جمعہ از مولوی عبدالسلام - ۳ر

تبیان - در حکم تنباکو و حقہ از ملا معین الدین ۱ر

بدائع منظوم - مسائل فقہ نظم فارسی از ملا ناظم علیؒ - ۲ر

نام حق - مشہور درسی از شیخ شرف الدین بخاری - ۱ر

مائۃ مسائل - سو مسائل از مولانا احمد اللہ رحمہ اللہ - ۶ر

شرح وقایہ فارسی - مع حاشیہ ملتقی الابحر از شاہ عبدالحق محدث دہلوی - عہ ر

... - مرغوب علماے ولایت از

... آبار غان - عہ ر

فتاوی برہنہ - جامع ابواب فقہ از مفتی نصیر الدین - ۸ر

قدوری - ترجمہ مولانا ابو القاسم - ۶ر

شرح فارسی مختصر وقایہ - از عبدالرحمٰن جامی - ۱۵ر

کنز فارسی - از مفتی نصیر الدین کرانی محشی مع فرہنگ - ۱۳ر

مالا بدمنہ - از قاضی ثناء اللہ رحمہ اللہ مع وصیت نامہ - ۸ر

شرح مختصر وقایہ گورمیری - از مولانا جلال الدین سمرقندی - ۸ر

رسالہ تنبیہ الانسان - در حلت و حرمت جانوران - ۱ر

رسالہ قاضی قطب - ذکر ایمان و ارکان ۱ر

## فقہ عربی

برجندی شرح مختصر وقایہ - از مولانا عبدالعلی برجندی معتبر شرح - ۳ر

فتح القدیر - حامل المتن بقلم جلی ہدایہ اور بقلم خفی فتح القدیر از امام کمال الدین بن الہمام نہایت مستند و باعظمت شرح مشہور و معروف اور آخر مین تکملہ زین الدین آفندی کا ملا ہے ... مجلد ... ضخیم جدید الطبع - ...

ہدایہ - محشی بحواشی جدیدہ جناب مولانا محمد حسن سنبھلی مرحوم مولانا نے جن فوائد کا اضافہ فرمایا ہے وہ قابل دید ہین ہر چہار جلد کامل دو مجلدات مین بشرح ذیل

(۱) جلدین اولین عبادات - للعہ ر

(۲) جلدین آخرین معاملات - صہ ر

ہدایہ مع شرح الکفایہ - از سید جلال الدین کرانی بہت معروف و مستند متداول چار جلد مین اس شرح ہدایہ پر حاشیے بہت مستند لکھے گئے ہین بہ تفصیل ذیل -

ہدایہ جلد اول و ثانی تا آخر کتاب النکاح - للعہ ر

ایضاً جلد سوم و چہارم تا آخر کتاب - للعہ ر

فتاوی قاضیخان مع سراجیہ - از امام قاضی حسن بن منصور قاضی خان مستند معتمد معروف متداول دو جلد کامل - معہ ر

شرح وقایہ - از امام صدر الشریعۃ جلی قلم مع کامل حاشیۂ ذخیرۃ العقبی یوسف ابن جنید چلپی داخل درس تقطیع کلان خوشخط و صحیح - ۸ر

شرح وقایہ خرد - مع دائرۂ ہندیہ متوسط قلم ۱ر

الاشباہ والنظائر - مع شرح حموی معروف مستند لمتداول - ہے ر

ملامٹھ - از بیوع تا وصایا محشی جدید کابل اور اطراف کابل میں داخل درس ہے - ۸ر

مستخلص الحقایق - شرح کنز الدقائق مشہور متداول - عہ ر

عینی شرح کنز الدقائق - محشی ہر چہار جلد مستند معروف متداول دو مجلد میں -

(۱) جلدین اولین عبادات مین - عللہ ر

مختصر وقایہ محشی - از امام صدر الشریعۃ درسی متداول - ۱۱ر

عمدۃ البضاعۃ - فی مسائل الرضاعۃ از

Marfat.com

مولوی تراب علی مرحوم - ۱/
کنز الدقائق عربی - جدید حواشی کے ساتھ
[illegible] ۱/

## اخلاق و تصوف اُردو

جامع الاخلاق - ترجمۂ اخلاق جلالی - ۷/
باب دانش - مولفہ مولوی محمد کریم بخش - ۲/
اوقات عزیزی - از سید غلام حیدر خان ۴ر
ترجمۂ عوارف المعارف - کامل دو جلد مین
مترجمۂ مولانا ابو الحسن فرید آبادی - للعہ
تحفۂ دانش - ہوشمندی کی تعلیم از مولوی
محمد کریم بخش - ۳/
بحر الحقیقت - اصلاح نفس میں - ۳/
آنجیات - اخلاق و موعظت میں مصنفہ
منشی کامتا پرشاد - ۳/
کیمیائے حکمت - حصہ اول بیان شریف
علم و ادب - ۲/
پیراہن یوسفی - اُردو ترجمہ مثنوی مولانا روم
کا نظم شعر بہ شعر اور حاشیہ پر اُردو مین حاصل
مطلب مع فوائد تصوف - کامل دو جلد مین
بتفصیل ذیل
(جلد اول) ترجمۂ دفتر ۱ و ۲ و ۳ - زیر طبع
(جلد دوم) ترجمۂ دفتر ۴ و ۵ و ۶ - زیر طبع
شجرۂ معرفت محشی - منتخبات مثنوی مولانا
روم - مترجمۂ سید غلام حیدر صاحب - للعہ
چشمۂ فیض - نظم ترجمۂ اُردو پندنامۂ عطار
کلام عارف کامل حضرت شیخ فرید الدین قدس سرہٗ
از مولوی عبد الغفور خان بہادر - ۲/

مذاق العارفین - ترجمۂ احیاء علوم الدین عربی
ہر چہار جلد کامل للعہ
تہذیب احسانی - مولفہ حکیم احسان علی - ۳/

## کتب اخلاق فارسی (اہل سنت)

گلستان - جلی قلم کاغذ سفید گندہ محررۂ منشی
شمس الدین صاحب اعجاز رقم مرحوم ۱۲ر
گلستان مع فرہنگ - متوسط قلم آخر مین
مشکل معانی کی فرہنگ کاغذ حنائی و سفید ۱۲/
گلستان با تصویر - کاغذ حنائی و سفید رسمی
[illegible] ۹/
گلستان مع فرہنگ - متوسط قلم رسمی محررۂ
منشی شمس الدین صاحب مرحوم - ۸/
گلستان محشی اُردو - اسپر طلبا کی آسانی کے
لئے اُردو کے حواشی دیے گئے ہین - ۱۴/
شرح گلستان - از شیخ ولی محمد صاحب
اکبر آبادی شارح مثنوی مولانا روم اس مین
تصوف کے نکات کو خوب حل کیا ہے - ۱۳/
گلستان مترجم - فارسی با ترجمہ اُردو - ۱۲/
گلستان خرد - فارسی - ۵/
تضمین گلستان سعدی - منشی ہرگوپال صاحب
تفتہ سکندر آبادی نے اس صفائی سے گلستان
کے اشعار کو تضمین کیا ہے کہ سعدی اور تفتہ کے
کلام مین فرق کرنا بھی دشوار ہے - ۷/
بہارستان جامی - اخلاق و نصائح مین
قابل قدر کتاب ہے از مولانا جامی - ۵/
خارستان - حکایات پند و نصائح بطرز
گلستان سعدی از ملا مجد الدین - ۸/

عقد [illegible]
گلستان [illegible]
بوستان جلی قلم [illegible]
[illegible]
بوستان محشی [illegible]
حواشی درج ہین - ۱۳ [illegible]
بوستان محشی متوسط قلم [illegible]
نہایت ہی صحیح اور صاف [illegible]
بوستان محشی خرد - ۵ر
بوستان مترجم منظوم [illegible] ترجمہ [illegible]
بلکہ کمال یہ ہے کہ بوستان کی [illegible]
ہر شعر کا شعر مین ترجمہ کیا ہے از منشی
گوبند پرشاد فضا - ۱۳/
بہار بوستان - بوستان کی جامع شرح از منشی
تلکچند بہار صاحب بہار عجم [illegible] شرح ہے [illegible]
اخلاق جلالی محشی - منشی فاضل کے کورس مین
ہے اور عموماً طلبا کے درس مین داخل ہے - للعہ
اخلاق ناصری - منتہیان فارسی کے کورس مین
داخل ہے - اور اخلاق مین بڑے پایہ کی کتاب ہے
از علامہ نصیر الدین طوسی کاغذ سفید گندہ - [illegible]
اخلاق محسنی - داخل [illegible]
کاشفی - ۸/
مثنوی سلسبیل - اخلاق [illegible]
بے بہا ہے از حکیم [illegible] حسین صاحب [illegible]
مجموعۂ صد پند [illegible]
[illegible] قابل قدر [illegible]
[illegible]

Marfat.com

...مسائل ...یہ ۔ ۱۰؍
...مسائل ...فقہ از مولوی
...وری ۔ ۱؍
...بطور استفتا ۔ ۲؍
...الدقائق ۔ اردو ترجمہ از مولوی
...سلطان خان ۔ ۴؍
...ل مسائل فقہ ۔ از مولوی ابراہیم حسین
...کوری ۔ ۸؍
...سالہ تجہیز و تکفین ۔ از محمد عمر ۔ ۱؍

## فقہ فارسی

...ہدایہ ۔ پیشانی پر اصل عربی اور تحت میں ترجمہ فارسی مع شرح از علمائے کلکتہ جو مدت سے متداول ہے ۔ دو مجلد کامل ۔ ۱۵؍
...شرح سفر السعادت ۔ از مولانا شاہ عبد الحق محدث دہلوی معروف ۔ ۳؍
...شرح ... مسمی بہ غایۃ الشعور از ملا محمد شاہ ۔ ۴؍
...تذکرۃ الجمعۃ ۔ احکام جمعہ از مولوی عبد السلام ۔ ۸؍
...بیان ۔ در حکم تنباکو و حقہ از ملا معین الدین ۔ ۱؍
...منظوم ۔ مسائل فقہ نظم فارسی از ... ناظم علی ۔ ۲؍
...حق ۔ مشہور درسی از شیخ شرف الدین ...دری ۔ ۸؍
...مسائل ۔ سو مسائل از مولانا احمد اللہ ...اللہ ۔ ۶؍
...شرح وقایہ فارسی ۔ مع حاشیہ ملتقی الابحر ...عبد الحق محدث دہلوی ۔ ۴؍
...۔ مرغوب علماے ولایت از

مولوی آلہ یار خان ۔ ۴؍
فتاوی برہنہ ۔ جامع ابواب فقہ از مفتی نصیر الدین ۔ ۳؍
قدوری ۔ ترجمہ مولانا ابو القاسم ۔ ۶؍
شرح فارسی مختصر وقایہ ۔ از عبد الرحمن جامی ۔ ۱۵؍
کنز فارسی ۔ از مفتی نصیر الدین کرانی محشی مع فرہنگ ۔ ۱۳؍
مالابد منہ ۔ از قاضی ثناء اللہ رحمہ اللہ مع وصیت نامہ ۔ ۵؍
شرح مختصر وقایہ کورسیری ۔ از مولانا جلال الدین سمرقندی ۔ ۳؍
رسالہ تنبیہ الانسان ۔ در حلت و حرمت جانوران ۔ ۱؍
رسالہ قاضی قطب ۔ ذکر ایمان و ارکان ۔ ۱؍

## فقہ عربی

برجندی شرح مختصر وقایہ ۔ از مولانا عبد العلی برجندی معتبر شرح ۔ ۳؍
فتح القدیر ۔ حاشیہ پر متن بقلم جلی ہدایہ اور بقلم خفی فتح القدیر از امام کمال الدین بن الہمام نہایت مستند با عظمت شرح مشہور و معروف اور آخر میں تکملہ زین الدین آفندی کا ہے چار مجلد جناتی کلاں ضخیم جدید الطبع ۔ ۴۰؍
ہدایہ ۔ محشی بحواشی جدیدہ جناب مولانا محمد حسن سنبھلی مرحوم مولانا نے جن فوائد کا اضافہ فرمایا ہے وہ قابل دید ہیں ہر چہار جلد کامل دو مجلدات میں بشرح ذیل

(۱) جلدین اولین عبادات ۔ ۱۲؍
(۲) جلدین آخرین معاملات ۔ ۸؍
ہدایہ مع شرح الکفایہ ۔ از سید جلال الدین کرانی بہت معروف و مستند متداول چار جلد میں اس شرح ہدایہ پر حاشیے بہت مستند لکھے گئے ہیں بہ تفصیل ذیل ۔
ہدایہ جلد اول و ثانی تا آخر کتاب النکاح ۔ ۱۴؍
ایضاً جلد سوم و چہارم تا آخر کتاب ۔ ۱۴؍
فتاوی قاضیخان مع سراجیہ از امام قاضی حسن بن منصور قاضی خان مستند معتمد معروف متداول دو جلد کامل ۔ ۸؍
شرح وقایہ ۔ از امام صدر الشریعہ جلی قلم مع کامل حاشیہ ذخیرۃ العقبی یوسف ابن جنید چلپی داخل درس تقطیع کلاں خوشخط و صحیح ۔ ۴؍
شرح وقایہ خرد مع دائرہ ہندیہ متوسط قلم ۔ ۱؍
الاشباہ والنظائر مع شرح حموی معروف مستند متداول ۔ ۳؍
ملا مسکین ۔ از بیوع تا وصایا محشی جدید کابل اور اطراف کابل میں داخل درس ہے ۔ ۳؍
مستخلص الحقایق ۔ شرح کنز الدقائق مشہور متداول ۔ ۳؍
...ی شرح کنز الدقائق ۔ محشی ہر چہار جلد مستند معروف متداول دو مجلد میں ۔
(۱) جلدین اولین عبادات میں ۔ ۱۶؍
مختصر وقایہ محشی ۔ از امام صدر الشریعہ درسی متداول ۔ ۱۱؍
عمدۃ البضاعۃ ۔ فی مسائل الرضاعۃ از

Marfat.com